قدیم انسان اور فنِ مصوّری

پروفیسر ڈاکٹر مسرت حسن

پروفیسر یاسمین عرفان

پروفیسر محمود وفا

پروفیسر ثمینہ رشید

پولیمر پبلی کیشنز، لاہور

قدیم انسان اور فنِ مُصوّری

پروفیسر ڈاکٹر مسرّت حسن
لاہور کالج برائے خواتین، لاہور

پروفیسر یاسمین عرفان
لیڈی میکلیگن ٹریننگ کالج، لاہور

پروفیسر محمُودہ خالد
لاہور کالج برائے خواتین، لاہور

پروفیسر ثمینہ رشید
لاہور کالج برائے خواتین، لاہور

○

پولیمر پبلی کیشنز، راحت مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور

ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر یہ کتاب (بمع اشکال) یا اس کا کوئی حصّہ
نہ کاپی کیا جائے گا۔ نہ اس کی فوٹو کاپی کی جائے گی۔ نہ ہی اس سے کوئی اقتباس
لیا جائے گا اور کسی بھی شکل یا ہیئت میں اس کی اشاعت کی جائے گی۔

باراول اکتوبر1996ء

بارچہارم 1999ء

بارپنجم ستمبر2000ء

بارششم اکتوبر2001ء

بارہفتم جولائی2002ء

ناشر ..... ضیاءالحق قریشی

طبع ..... پولیمر پبلی کیشنز، لاہور۔

مطبع ..... ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز، لاہور

قیمت ..... =/125روپے

اِنتساب

"اُن گمنام انسانوں کے نام جنہوں نے اپنی ہمت
اور بہادری سے نہ صرف انسان کی بقاء کو
یقینی بنایا بلکہ اِس دنیا میں آنے والی
نسلوں کیلئے ترقی کی راہ ہموار کی"۔

ترتیب

		صفحہ نمبر
	پیش لفظ	7
-1	ہماری دنیا	13
-2	قدیم ترین عہدِ سنگ (LOWER اور MIDDLE PALEOLITHIC)	23
-3	قدیم عہدِ سنگ (UPPER PALEOLITHIC)	32
-4	جدید عہدِ سنگ (NEOLITHIC)	76
	● پاکستان میں عہدِ سنگ	100
	● سجاوٹ (ORNAMENTATION)	103
-5	مغربی ایشیائی تہذیب (MESOPOTAMIA)	109
	● سمیر (SUMER)	
	● بابل (BABYLON)	144
	● شام (ASSYRIA)	155
	● ایران (PERSIA)	172
-6	مصر کی تہذیب (EGYPTIAN CIVILIZATION)	191
-7	وادیٔ سندھ کی تہذیب (INDUS VALLEY CIVILIZATION)	243
-8	بدھ مذہب کا فن (BUDHIST ART)	274
	● گندھارا (GANDHARA)	276
	● اجنتا (AJANTA)	291
-9	یونانی تہذیب (GREEK CIVILIZATION)	309
-10	رومن تہذیب (ROMAN CIVILIZATION)	346
-11	BIBLIOGRAPHY	

پیش لفظ

F.A کے نصاب کے مطابق کتاب لکھنے کی جسارت تو ہم سب نے مل کر کر لی ۔ ہزاروں خدشات نے گھیر لیا ۔ اتنے بڑے پراجیکٹ کیلئے اپنی اہلیت کے بارے میں انکساری تو تھی ہی ۔ مزید کئی شک و شبہات آنازل ہوئے ۔ لیکن جس بات نے ہمت بندھائی اور ہمیں ثابت قدم رکھا وہ تھی طلباء و طالبات کی اسطرح کی کتاب کیلئے شدید ضرورت ۔

فائن آرٹ سے متعلق ہزاروں کتابوں نے دکانوں اور لائبریریوں کو سجا رکھا ہے ۔ لیکن انگریزی میں مہارت نہ رکھنے والے طلباء انہیں حسرت سے دیکھتے ہیں ۔ اِنکا دکا کتاب اس مضمون سے متعلق اردو میں بھی چھپی ہے لیکن ان کتابوں کی انگریزی کتابوں سے اتنی لاتعلقی ہے کہ ہر انگریزی لفظ کا اردو ترجمہ تو کر کے لکھا گیا ہے ۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس لفظ کا کونسا ترجمہ ہے ۔ نتیجہ ہم نے یہ دیکھا کہ اِن اردو کی کتابوں کی معلومات کا طالبعلم انگریزی کی کتابوں سے تعلق نہیں جوڑ سکتے اور اگر کوئی تصویر یا نہ کوئی معلومات انگریزی کی کتاب میں ڈھونڈنا چاہیں تو انہیں ہرگز کامیابی نہیں ہوتی ۔ کیونکہ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس نام یا اصطلاح کا کونسا ترجمہ ہے ۔ اور مختلف موضوعات کے انگریزی میں مروجہ ناموں کا اردو میں کیا ترجمہ کیا گیا ہے ۔

ہماری اس کتاب میں یہی کوشش کی گئی ہے کہ جو تنقیدی یا تاریخی انگریزی کے الفاظ ایک فائن آرٹ کے طالبعلم کی روزمرہ گفتگو کا حصہ ہونے چاہئیں اور ہر کتاب میں ہر وقت استعمال ہوتے ہیں انہیں انگریزی ہی میں لکھا جائے تاکہ طالبعلم انکو انگریزی کتابوں میں بھی پہچان سکیں ۔ اسکے علاوہ ہم نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ جن فن پاروں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تصویر بھی ساتھ ہی لگائی جائے ۔ ہمارے خیال میں انگریزی کی کتابوں اور اردو میں لکھی گئی ہماری اس کتاب کے درمیان یہی وہ رابطے ہیں جو ایک فائن آرٹ کے طالبعلم کیلئے بے پناہ آسانیوں کا موجب بن سکتے ہیں ۔

اپنی انکساری اور جھجک کا تو پہلے بھی ذکر کیا ہے ۔ یقیناً اس کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہونگی ۔ کرم فرماؤں سے گزارش ہے کہ غلطیاں نظر انداز کر کے اس کی افادیت کی طرف توجہ مرکوز کریں ۔ اگر ہماری کتاب فنونِ لطیفہ کے طلباء اور ان کے اساتذہ یا ان حضرات کے لیے جو فنونِ لطیفہ میں دلچسپی رکھتے ہیں اس مضمون کے بارے میں معلومات فراہم کرنے یا ان کی دلچسپی برقرار رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے تو ہم خود کو اس مہم میں سرخرو سمجھیں گے ۔

کتاب کے ابتدائی باب میں مس نسیمہ پیرزادہ شعبۂ اردو کوئین میری کالج 1987ء نے ہماری اردو کی بہت سی غلطیاں نکالیں ہم سارا مسودہ ہی انسے ٹھیک کرواتے لیکن ان کی خرابیٔ صحت کی وجہ سے ہم نے اُنپر یہ بوجھ ڈالنا مناسب نہ سمجھا ۔ ہم ان کی محبت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے جس خندہ پیشانی سے ہمارا کام کیا ۔

اس کے علاوہ ہماری بی اے 1987ء کی کچھ طالبات نے اس مسودے کو خوشخط لکھنے مرتب کرنے اور تصاویر بنانے میں ہماری جتنی مدد کی ہے ۔ اسکا شکریہ ہم کبھی بھی پوری طرح سے ادا نہیں کر سکتے ۔ انہوں نے کئی کئی گھنٹے انتھک اور بے لوث کام کیا ہے انہیں نمایاں طور پر روبینہ شاہین ، سعدیہ ہمایوں، فرحت حمید ، عابدہ خالد ، نزہت خورشید ، فریضہ جاوید اور رخسانہ پروین کے ہم خاص طور پر شکر گزار ہیں ۔ یوں سمجھیں کہ سارے فائن آرٹ ڈیپارٹمنٹ 1987ء کو ئین میری کالج نے اس میں حصہ ڈالا ۔ اسکے علاوہ پورے کالج کے سٹاف کی نیک دعاؤں نے ہمارا ساتھ دیا ۔ اور اسوقت کی پرنسپل کوئین میری کالج پہلے مسز خان اور پھر ڈاکٹر بشریٰ متین نے بہت حوصلہ افزائی کی ۔

مسرت حسن

یاسمین عرفان

محمودہ خالد

ثمینہ رشید

انسانی زندگی کی تاریخ

GEOLOGICAL
ادوار

دنیا میں برف پگھلنے کا دور

PRESENT
آج

A D
B.C O

BC 2000
4000
6000
8000
10,000
15,000
20,000
25,000
30,000
35,000
40,000
50,000
60,000
70,000
80,000
90,000
100,000
200,000
300,000
400,000
500,000
600,000
700,000
800,000
900,000
1,000,000

NEOLITHIC

IRON
BRONZE
COPPER

FARMING, ECONOMY, POTTERY

MESOLITHIC

UPPER PALEOLITHIC

- MAGDALANEAN
- SOLUTRIAN
- GRAVETTIAN
- AURIGNACIAN

MIDDLE PALEOLITHIC

MOUSTRIAN
طرز کے اوزار
HAND AXE — CORE

پہلی تجہیز و تکفین

LOWER PALEOLITHIC

FLAKE CHOPPER
اوزار

آگ پر قابو

آدم خوری

برفانی ادوار

UPPER PLIESTOCENE

MIDDLE PLIESTOCENE

LOWER

PREHISTORIC انسانی زندگی کے چند اہم مراحل

	تاریخ ۔ انسان کے کارنامے
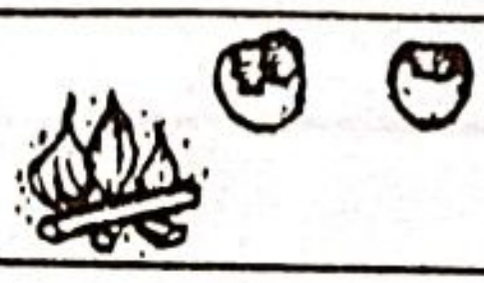	پانچ لاکھ B.C اوزار بنائے آگ کا استعمال شروع کیا ۔
	چار لاکھ سال B.C نیزے کا استعمال شروع کیا ۔
	تین لاکھ سال B.C تیر کمان کا استعمال
	پچاس ہزار سال B.C کتے کو پالتو جانور بنایا
	چالیس ہزار سال B.C تصویریں بنانی شروع کیں ۔
	آٹھ ہزار سال B.C کشتیاں چپو اور جال استعمال کئے ۔
	سات ہزار سال B.C پہلی بار اناج اُگایا
	سات ہزار سال B.C بھیڑ بکریاں گائے بھینس پالیں ۔
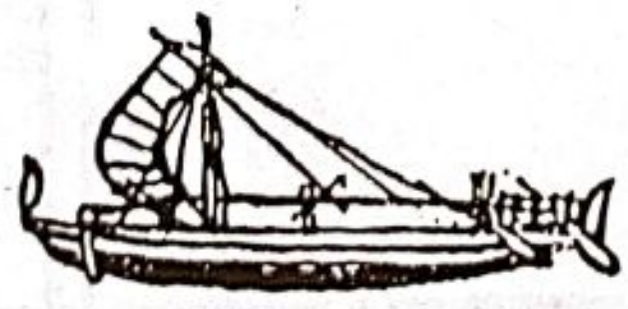	ساڑھے پانچ ہزار سال B.C بادبانی کشتی بنائی ۔

تاریخ	انسانی کارنامے	
پانچ ہزار سال B.C	روئی اور اس کا استعمال شروع کیا۔	
پونے چار ہزار سال B.C	لوہے کا استعمال	
ساڑھے تین ہزار سال B.C	ٹھوس سہہ شاخے پہیے کا استعمال ارے (SPOKE) والے پہیے کا استعمال	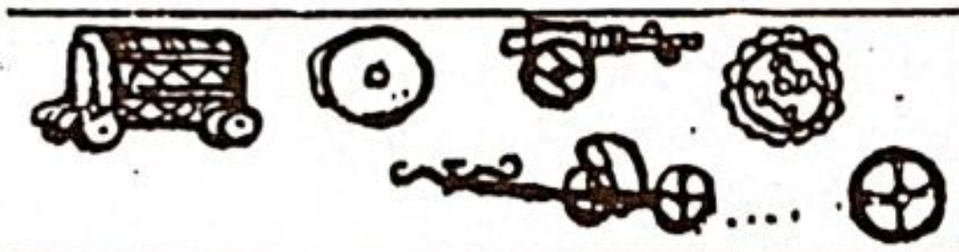
تین ہزار سال B.C	شیشے کا استعمال لکھائی کی ابتدا	
ڈھائی ہزار سال B.C	اون کا استعمال شروع کیا۔ چاول اگانے۔ ٹوکریاں بنانیں۔ برتن بنانے۔	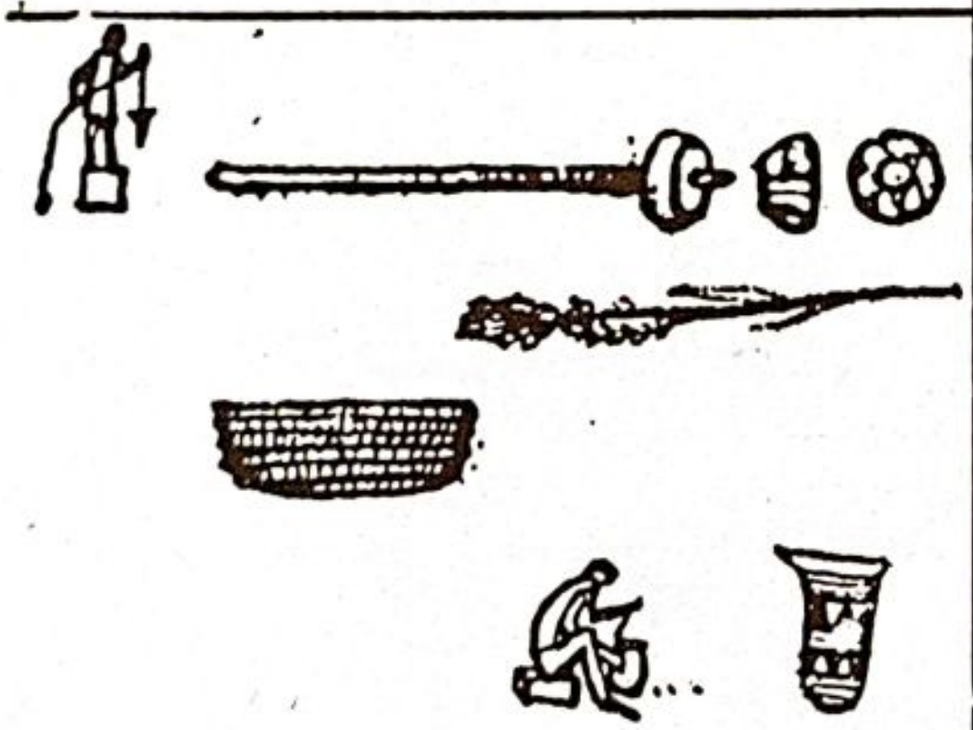
دو ہزار سال B.C	مختلف دھاتوں مثلاً تانبا (BRONZE) کانسی (COPPER) اور سونے (GOLD) کا استعمال	
ایک ہزار سال B.C	اچھا کپڑا بنایا۔	

ہماری دُنیا

ہماری دنیا بھی ایک عجیب و غریب جگہ ہے اس کی کہانی بڑی دلچسپ اور حیرت انگیز ہے ۔ علمی سائنسی اور فنی میدان کے ماہرین مل جل کر اس رنگا رنگ دنیا کی تاریخ مرتب کریں تب کہیں جا کر اس کی قدیم تاریخ کے کچھ گوشے روشن ہو سکتے ہیں اس میدان میں ہر نئی تحقیق ایک نئی کہانی کو جنم دیتی ہے ۔ اس لئے دنیا کی تاریخ کا کوئی ایک باب بھی مکمل سمجھ کر بند نہیں کیا جا سکتا ۔

یہ دنیا کب وجود میں آئی اس کا حتمی فیصلہ ممکن نہیں لیکن اس کی عمر کا کھوج لگانے کے لئے ارضیات کے ماہر سائنسدانوں نے تحقیق کے میدان میں بڑی محنت کی ہے ۔ مختلف روایات کے بعد آخری تحقیق اور مستند شواہد کے مطابق دنیا 470 کروڑ سال پہلے وجود میں آئی ۔

شروع میں دنیا گرم گیسوں اور گرد کا گھومتا ہوا مجموعہ تھی آہستہ آہستہ کئی لاکھ سال مین ٹھنڈی ہوئی اس دوران ایک وقت ایسا بھی آیا جب دنیا میں 60 ہزار سال متواتر بارش ہوتی رہی ۔ اس کی وجہ سے دنیا کافی ٹھنڈی ہو کر آجکل کے درجۂ حرارت پر آگئی ۔ گیسوں کا یہ مجموعہ آہستہ آہستہ مادے کی شکل اختیار کر گیا اور اس کی اوپر کی سطح پر ایک مٹی کا خول بن گیا ۔ یہ خول چھ میل سے بھی زیادہ موٹا تھا اور اسی پر آج انسان آباد ہے ۔

ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے اس خول میں سلوٹیں پڑ گئیں ۔ اس لئے اس کے کچھ حصے اونچے اور کچھ نیچے ہو گئے اونچے حصے پہاڑ اور نیچے حصوں میں پانی جمع ہو کر سمندر بن گئے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شروع میں یہ کرۂ ارض ایک وحدت کی شکل میں تھا ۔ یعنی ایک ہی وسیع و عریض ارضی خطّے کی صورت میں تھا جس کے آس پاس سمندر تھا ۔ آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے یہ زمین ٹوٹ کر دو حصوں میں بٹی بعد میں مزید ٹوٹ کر خطّوں میں بٹ گئی ۔ جن کو بعد میں بڑے بڑے براعظموں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ آج بھی نقشہ دیکھیں تو نظر آتا ہے ۔ کہ کس طرح شمالی اور جنوبی امریکہ کا مشرقی ساحل افریقہ کے مغربی ساحل کی ساخت میں فِٹ ہوتا نظر آتا ہے ۔ یہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کرہ کی زمین پہلے پہل آپس میں جُڑی ہوئی تھی مگر سمندر کے پانی نے جدائی ڈال کر اس کو الگ الگ کر دیا ۔ (نقشہ ۔)

اس دوران اگرچہ سمندروں میں پانی کی مقدار نہیں بدلی لیکن ان کی حدود میں فرق آتا رہا ۔ برِاعظم اپنی جگہ سے سرکتے رہے (ایک سال میں ایک انچ کی رفتار سے) کئی بار آپس میں ٹکرائے اور اس ٹکرانے کی وجہ سے نئے پہاڑی سلسلے زمین پر اور سمندروں کی تہوں میں وجود میں آتے رہے ۔ یہ ساری تبدیلیاں کروڑہا سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ رونما ہوئیں ۔

ہماری دُنیا

ہماری دنیا بھی ایک عجیب و غریب جگہ ہے اس کی کہانی بڑی دلچسپ اور حیرت انگیز ہے ۔ علمی سائنسی اور فنی میدان کے ماہرین مل جل کر اس رنگا رنگ دنیا کی تاریخ مرتب کریں تب کہیں جا کر اس کی قدیم تاریخ کے کچھ گوشے روشن ہو سکتے ہیں اس میدان میں ہر نئی تحقیق ایک نئی کہانی کو جنم دیتی ہے ۔ اس لئے دنیا کی تاریخ کا کوئی ایک باب بھی مکمل سمجھ کر بند نہیں کیا جا سکتا ۔

یہ دنیا کب وجود میں آئی اس کا حتمی فیصلہ ممکن نہیں لیکن اس کی عمر کا کھوج لگانے کے لئے ارضیات کے ماہر سائنسدانوں نے تحقیق کے میدان میں بڑی محنت کی ہے ۔ مختلف روایات کے بعد آخری تحقیق اور مستند شواہد کے مطابق دنیا 470 کروڑ سال پہلے وجود میں آئی ۔

شروع میں دنیا گرم گیسوں اور گرد کا گھومتا ہوا مجموعہ تھی آہستہ آہستہ کئی لاکھ سال میں ٹھنڈی ہوئی اس دوران ایک وقت ایسا بھی آیا جب دنیا میں 60 ہزار سال متواتر بارش ہوتی رہی ۔ اس کی وجہ سے دنیا کافی ٹھنڈی ہو کر آجکل کے درجۂ حرارت پر آگئی ۔ گیسوں کا یہ مجموعہ آہستہ آہستہ مادے کی شکل اختیار کر گیا اور اس کی اوپر کی سطح پر ایک مٹی کا خول بن گیا ۔ یہ خول چھ میل سے بھی زیادہ موٹا تھا اور اسی پر آج انسان آباد ہے ۔

ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے اس خول میں سلوٹیں پڑ گئیں ۔ اس لئے اس کے کچھ حصے اونچے اور کچھ نیچے ہو گئے اونچے حصے پہاڑ اور نیچے حصوں میں پانی جمع ہو کر سمندر بن گئے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شروع میں یہ کرۂ ارض ایک وحدت کی شکل میں تھا ۔ یعنی ایک ہی وسیع و عریض ارضی خطّے کی صورت میں تھا جس کے آس پاس سمندر تھا ۔ آتش فشاں پہاڑوں کے پھٹنے سے یہ زمین ٹوٹ کر دو حصوں میں بٹی بعد میں مزید ٹوٹ کر خطّوں میں بٹ گئی ۔ جن کو بعد میں بڑے بڑے براعظموں میں تقسیم کر دیا گیا ۔ آج بھی نقشہ دیکھیں تو نظر آتا ہے ۔ کہ کس طرح شمالی اور جنوبی امریکہ کا مشرقی ساحل افریقہ کے مغربی ساحل کی ساخت میں فِٹ ہوتا نظر آتا ہے ۔ یہ امر اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کرہ کی زمین پہلے پہل آپس میں جُڑی ہوئی تھی مگر سمندر کے پانی نے جدائی ڈال کر اس کو الگ الگ کر دیا ۔ (نقشہ ۔)

اس دوران اگرچہ سمندروں میں پانی کی مقدار نہیں بدلی لیکن ان کی حدود میں فرق آتا رہا ۔ براعظم اپنی جگہ سے سرکتے رہے (ایک سال میں ایک انچ کی رفتار سے) کئی بار آپس میں ٹکرائے اور اس ٹکرانے کی وجہ سے نئے پہاڑی سلسلے زمین پر اور سمندروں کی تہوں میں وجود میں آتے رہے ۔ یہ ساری تبدیلیاں کروڑہا سال کے عرصے میں آہستہ آہستہ رونما ہوئیں ۔

تصویر نمبر 1:
دنیا کا نقشہ جسمیں شمالی اور جنوبی امریکہ کا مشرقی ساحل افریقہ کے مغربی ساحل کی OUTLINE میں فٹ آتا نظر آتا ہے ۔

زندگی کے نشان

اس دنیا کی آدھی زندگی بیت گئی مگر یہ دنیا جاندار چیزوں کے وجود سے محروم رہی ۔ آخر زندگی کو اس ویران دنیا پر رحم آیا ۔ اس نے اپنے اظہار کے لئے مختلف وسیلے اختیار کئے ۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ متواتر بجلی کی چمک اور فضائی بخارات نے مل کر ایسا کیمیائی ملغوبا بنایا جو ہزاروں کروڑوں سال کے بعد یہاں پہلا سیل (CELL) تیار کرنے میں کامیاب ہوا اس لائف سیل (LIFE CELL) سے اس دنیا میں زندگی کی بنیاد پڑی ۔ ایک CELL کے بعد بہت سے CELL بنے اور پھر مزید لاکھوں سالوں کے عرصے میں یہاں پودے ، جنگلات ، جراثیم ، کیڑے اور جانور پیدا ہونے شروع ہو گئے ۔ اور پھر ڈائینو سار (DINOSAUR) جیسے بڑے اور طاقتور جانور بھی پیدا ہوئے اور یوں زندگی اس دنیا میں بڑھنے اور پھلنے پھولنے لگی ۔

پہلا انسان

مذکورہ بالا بے شمار چیزوں کی پیدائش کے باوجود اس وقت تک اس دنیا میں حضرت انسان کا نام و نشان تک نہ تھا ۔ لاکھوں سال اسی طرح گذر گئے اور سیدھا کھڑا ہونے والی وہ مخلوق جسے ہم انسان کہہ سکتے ہیں وجود میں نہ آئی ۔ انسانی وجود کا کھوج لگانے کے لئے جو مسلسل کوششیں ہوتی رہیں اس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ آج سے پانچ لاکھ سال پہلے کے دبے ہوئے انسانی ڈھانچوں کے جو حصے کھدائی کے بعد دستیاب ہوئے ہیں ان سے پتہ چلا ہے کہ سیدھا

چلنے والی انسانی نسل کا آغاز ملک کینیا (KENYA) سے ہوا کیونکہ یہ قدیم انسانی ڈھانچے مشرقی افریقہ میں کینیا کی ایک جھیل کے کنارے سے کھدائی کے دوران برآمد ہوئے ہیں ۔ سیدھا چلنے والے انسان کو HOMO ERECTUS کا نام دیا گیا ۔ اس کے بعد یہ انسانی نسل افریقہ سے آہستہ آہستہ یورپ اور ایشیا میں پھیلی یہاں تک کہ ڈھائی تین لاکھ سال کے عرصے میں ساری دنیا میں پھیل گئی ۔

اصل میں ہوا یوں کہ شروع کے برفانی دور میں سمندروں میں پانی کم تھا ۔ اس لئے بہت سے علاقے جو آج سمندر کے پھیلاؤ کی وجہ سے الگ الگ ہو گئے ہیں پہلے ایک ہی خطے کی صورت میں تھے ۔ اس طرح اس وقت تو اس دنیا کا نقشہ ہی مختلف تھا ۔ شمال مشرقی ایشیا کی نوک جو کہ سائبیریا (SIBERIA) کہلاتی ہے ۔ شمالی اُمریکہ کے کنارے الاسکا (ALASKA) سے ملی ہوئی تھی ۔ افریقہ کی زمین ہسپانیہ اور اٹلی کے ذریعے یورپ سے ملی ہوئی تھی ۔ انگلستان بھی یورپ سے الگ کوئی خطہ نہ تھا ۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے جزائر کے درمیان کوئی سمندر نہ تھا ۔

جنوب مشرقی ایشیا کے جو جزائر بڑے براعظم سے ملحقہ تھے وہاں ایشیا سے کئی انسانی گروہ گئے اور ان جزائر میں آباد ہونا شروع ہو گئے ان انسانی آبادیوں کے چار لاکھ سال پرانے آثار JAVA کے جزیرے سے ملے ہیں ۔ وہاں سے ساڑھے تین لاکھ سال کے دوران انسان کشتیوں میں سوار ہو کر 16000 B.C میں آسٹریلیا پہنچ گیا ۔ جہاں سے بعد میں جنوبی امریکہ کی طرف نکل گیا ۔

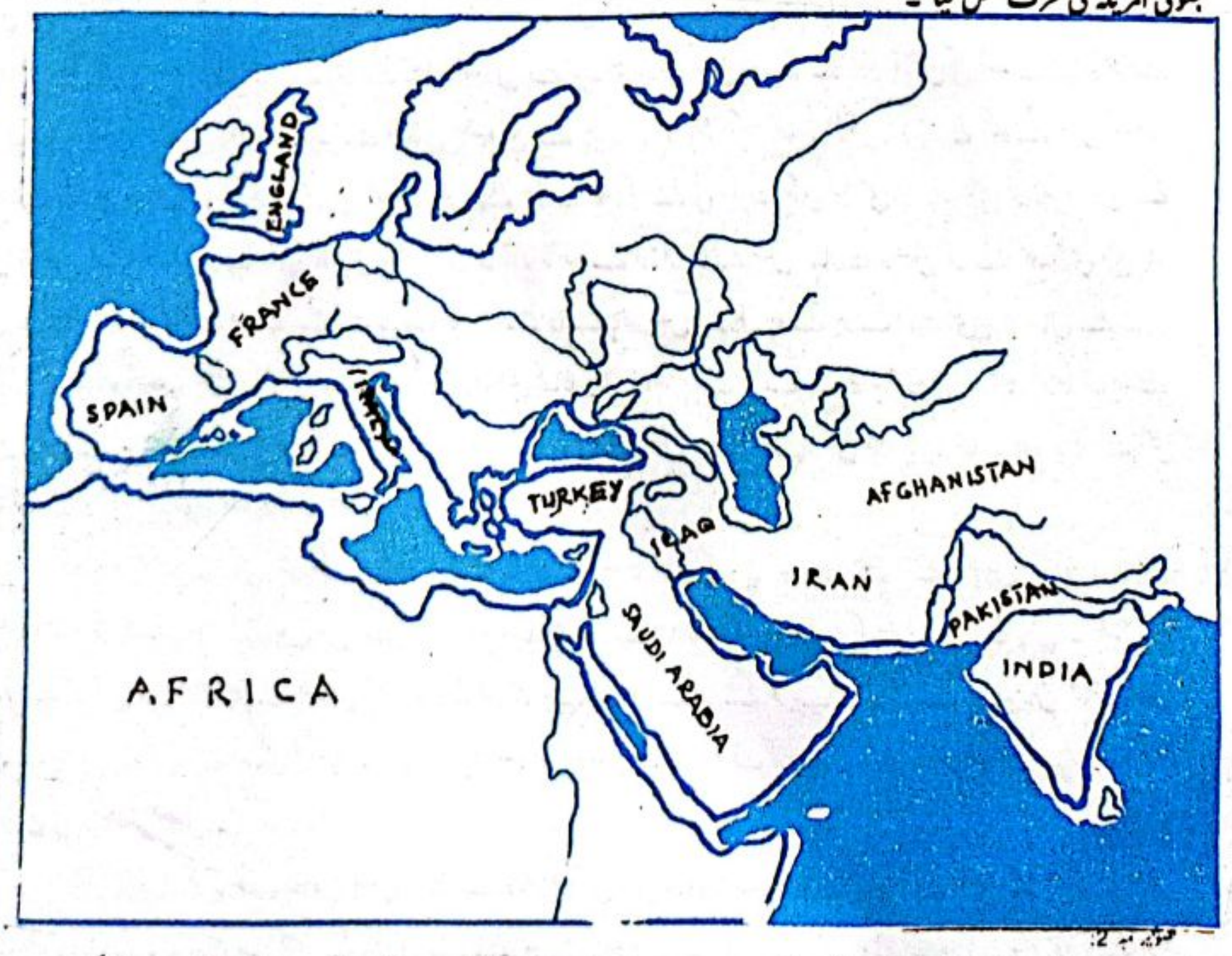

تصویر نمبر 2:

اس دور کا نقشہ جب دنیا کے بہت سے خطے برف کی وجہ سے یا ویسے ہی آپس میں ملے ہوئے تھے اور ان کے درمیان سمندر نہ تھا ۔ نقشے میں بنائے گئے سفید حصے پر زمین تھی اور نیلا حصہ سمندر تھا ۔ کالی لائن آجکل کی سرحدوں کی نشاندہی کرتی ہے ۔

اسی طرح شکار کی تلاش میں کئی گروہ سائبیریا (SIBERIA) سے الاسکا ALASKA پہنچ گئے اور اس طرح 30,000 B.C. میں امریکہ میں انسان آباد ہونا شروع ہو گیا (کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ امریکہ کی آبادی 12000 B.C. میں شروع ہوئی)

آج دنیا میں بہت سے مقامات پر کھدائی کے دوران انسانی ڈھانچے برآمد ہوئے ہیں اور یہ ڈھانچے جنوبی افریقہ سے لے کر یورپ ایشیا چین پاکستان ہندوستان اور JAVA تک پائے گئے ہیں ۔ ان ڈھانچوں کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انسان نے اس طویل مدت میں کتنے روپ بدلے ہیں اور شروع کا انسان آج کے انسان سے کتنا مختلف تھا ۔

اس سلسلے میں سائنسدانوں کے دو نقطۂ نظر ہیں ۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ایک ہی جگہ پر انسان کی نشوونما اور جسمانی ترقی ہوتی رہی اور وہ لہروں کی صورت میں دنیا میں پھیلتا رہا جبکہ دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ افریقہ میں پیدا ہونے والا وہ پہلی قسم کا انسان اپنی اسی ساخت میں تمام دنیا میں پھیل گیا اور پھر وہیں پر مختلف حالات کے تقاضوں کے نتیجے میں اس کے جسم میں تبدیلیاں آتی چلی گئیں ۔

شکل و صورت

شروع زمانے کا انسان چھوٹے قد اور بھاری بھرکم جسم کا تھا ۔ اس کا ماتھا چھوٹا تھا اور ابھری ہوئی موٹی بھنویں تھیں ۔ ٹھوڑی چھوٹی اور چہرے کے مقابلے میں پیچھے کی طرف ڈھلوان میں تھی اس کے کندھے بھاری اور گردن چھوٹی تھی اور آج کے انسانوں کی گردن کی طرح اِدھر اُدھر نہیں مڑتی تھی اور یہ سیدھا چلتا تھا ۔

اسی طرح اس کے ہاتھ کے انگوٹھے پہلے انگلیوں سے سیدھی لائن میں ہوتے تھے اور آجکل کی نسبت زیادہ حرکت کے قابل نہیں تھے ۔ جس کی وجہ سے انسان مضبوطی سے چیزیں تو پکڑ سکتا تھا ۔ لیکن اس کے انگوٹھے میں کیونکہ موجودہ انسان کی طرح کی حرکت نہیں تھی ۔ اس لئے باریک کام کرنے کی اہلیت بھی کم تھی ۔ پھر بھی قدیم انسان کے ان ہاتھوں نے اوزار بنانے میں کامیابی حاصل کی ۔ اور پتھر کے اوزار بنانے میں مہارت حاصل کر کے کلہاڑی بھی بنا لی ۔ لیکن مضبوط گرفت والے پنجے سے باریک کام کرنے والے ہاتھ میں تبدیل ہوتے ہوتے اسے کئی ہزار سال لگے ۔

یہ قدیم انسان جڑی بوٹیوں کے علاوہ گوشت بھی کھاتا تھا ۔ اور بہت بڑے بڑے جانوروں کا شکار کرتا تھا بہت سی جگہوں سے ملے ہوئے آثار بتاتے ہیں کہ یہ آدم خور بھی تھا ۔ اس نے آگ پر بھی قابو پا لیا تھا ۔ اور یہ بولنے بھی لگا تھا ۔

انسانی جسم کے جن قدیم ڈھانچوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سیدھا چلتے تھے انہیں ہومو اریکٹس (HOME ERECTUS) کہتے ہیں ان کے سب اہم ڈھانچے یورپ "JAVA" چین اور پاکستان سے ملے ہیں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس دور سے ہی مرد انسان شکار کرنے لگا تھا جب کہ عورت گھر کے قریب رہ کر کھانے کی چیزیں تلاش کرتی عورت کی اس تلاش نے انسان کو کھانے کے قابل پھل اور پودوں سے متعارف کروایا ۔ ساتھ ساتھ عورت بچے پیدا کرتی اور ان کی پرورش کرتی ۔

مستقل طور پر تو یہ لوگ غاروں میں رہتے تھے تاہم فرانس میں TERRA AMATA نامی ایک ایسی جگہ بھی ہے جہاں سے اس زمانے کے بیضوی شکل کے چھونپڑے ملے ہیں جو 50 فٹ لمبے اور 19 فٹ چوڑے ہیں ۔ پتھروں کے اوپر درخت کی شاخوں سے چھت اور فرش پر کھال اور پتھر ۔ یہ ہے وہ گھر جہاں پر HOMO ERECTUS کوئی بیس بار شکار

کی تلاش میں آئے لیکن بہت تھوڑا عرصہ رہنے کے بعد غاروں میں یا کہیں اور چلے گئے یہ جھونپڑے تاحال دنیا کے سب سے پرانے گھر ہیں ۔

انسان کی حیوان پر فوقیت

حیوان پر انسان کی فوقیت کی کئی وجوہات تھیں اور انہیں وجوہات کی بناء پر انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ حاصل ہوا ۔ قدیم انسان اگرچہ آج کے انسان سے ذہنی و جسمانی اعتبار سے بہت مختلف تھا اس کے باوجود اس قدیم انسان اور حیوان میں ایسا واضح فرق موجود تھا کہ جس کی بنا پر یہ انسان کہلاتا تھا ۔ یہ فرق اسکی مندرجہ ذیل خصوصیات اور برتری سے ظاہر ہوتا ہے ۔

(1) یہ سیدھا چلتا تھا ۔ اس کے ہاتھ اور بازو آزاد تھے کیونکہ چلتے وقت انسان ہاتھ اور بازو استعمال نہیں کرتا تھا یہ نہ صرف دانتوں کو چیر پھاڑ اور اشیاء پکڑنے کے لئے استعمال کرتا تھا بلکہ اپنے بازوؤں اور ہاتھوں کا بھی استعمال کر سکتا تھا ۔ ہاتھوں سے پکڑ کر ہڈی اور پتھر کے اوزار بھی استعمال کرتا ۔ اکثر ماہرین اسی خوبی کو حیوان پر انسان کی فوقیت کی پہلی وجہ بیان کرتے ہیں ۔ بازو اور ہاتھ کے استعمال اور محنت سے ایسے اوزار بنانا جو مستقبل میں کام آ سکیں ایک ایسی عملی دور اندیشی تھی جو کسی جاندار میں نہیں پائی جاتی تھی ۔

(2) سیدھا کھڑا ہونے کی وجہ سے یہ دور تک دیکھ سکتا تھا ۔ اور مشاہدے کی اسی وسعت کی بنا پر اس میں ذہنی وسعت پیدا ہوئی ۔

(3) قدیم انسان کے پاس بھی سوچنے والا دماغ تھا جو کہ اسے اس قابل بناتا تھا کہ وہ تجربے کی بناء پر حاصل کردہ معلومات کو بنیاد بنا کر مزید معلومات حاصل کرے ۔ اسی اہلیت نے انسان کو آگ پر قابو پانا سکھایا اور جسمانی قوت کے علاوہ یہ پہلی اضافی قوت تھی جو انسان کو حاصل ہوئی اور جس کی بدولت اس نے اور کئی قوتیں حاصل کر کے حیوان پر برتری حاصل کر لی ۔ آگ کے پہلے آثار چین میں پائے گئے ہیں ۔ آگ سے انسان نے (ا) خود کو سردی سے بچایا (ب) جانوروں کو خوفزدہ کر کے ان پر فوقیت حاصل کی (ج) گوشت پکا کر کھایا ۔

(4) اسی دماغ کی وجہ سے انسان نے علم کی بنیاد ڈالی اس وقت بھی وہ اپنا علم دوسروں تک پہنچانے میں کامیاب تھا ۔ اگرچہ اس کے علم میں اس وقت تھوڑی سی چیزیں تھیں مثلاً (ا) زہریلی جڑی بوٹیوں کا علم (ب) اوزار بنانے کے لئے بہترین پتھر کے چناؤ اور بنانے کے طریقۂ کار کا علم (ج) اپنی حفاظت کی تدابیر اور طریقۂ کار کا علم (د) بہترین شکار گاہوں اور شکار کرنے کے طریقۂ کار کا علم ۔ اس علم میں جانوروں کی عادات کا علم بھی شامل تھا ۔

(5) اس وقت تک انسان میں بولنے کی اہلیت آ گئی تھی ۔ سیدھا کھڑے ہونے کی وجہ سے انسان کی گردن اور گلے کی پوزیشن میں جو فرق آیا اس کی وجہ سے انسان کی اس اہلیت کو تقویت ملی ۔ اس کی پہلی آوازیں فطری جبلت یعنی بھوک اور درد کی بلبلاہٹ سے شروع ہوئی تھیں ۔ پھر اوزار اور شکار سے متعلق آوازیں واضح ہوئیں ۔ بولنے کی اہلیت کی وجہ سے انسان اپنا علم اور تجربہ دوسروں کو اور اپنے بچوں کو سکھا سکا ۔ اور بولنے کی اہلیت نے انسانی نسلوں کے درمیان رابطے کا فریضہ سر انجام دیا اور اس طرح طریقہ شکار اور ہتھیاروں کی تیاری ، روایت کے طور پر آگے بڑھتی چلی گئی ۔ HOMO ERECTUS یعنی سیدھا چلنے والے انسان کی پیدائش کے بعد چار لاکھ سال کے دوران انسان کا دماغ

آہستہ آہستہ بڑا ہوتا گیا ۔ دماغی ارتقاء کے اس عمل میں انسان کا سیدھا کھڑا ہونا ، حالات سے بروقت باخبر ہونا اور پھر حالات کے مطابق دماغ کو استعمال کرنا معاون ثابت ہوا ۔

آج کل کے انسان سے مشابہ انسان

انسانی ارتقاء کی اس دوڑ میں کئی بار یہ دنیا برفانی ادوار سے گزری ۔ سائنس دانوں نے ان برفانی ادوار (چارٹ) کو PLEISTOCENE دور کا نام دیا ہے اس برفانی دور میں بھی انسان آہستہ آہستہ ترقی کی طرف بڑھتا گیا آخر آجکل کے انسان سے مشابہت رکھنے والے انسان نے UPPER PLEISTOCENE دور میں نشوونما پائی ۔ PLEISTOCENE دور کے آخری زمانہ کو UPPER PLEISTOCENE کا نام دیا گیا ۔ یہ دور آج سے ایک لاکھ سال پہلے شروع ہوا تھا اور 90,000 سال پر محیط رہا ہے اس دوران یہ دنیا چار بار برف سے ڈھانپی گئی اور وہ اس طرح کہ پوری دنیا برفانی ہواؤں کی لپیٹ میں آگئی ، بارشیں ہوئیں اور دس دس ہزار فٹ اونچے برف کے تودے آہستہ آہستہ قطب شمالی سے قطب جنوبی کی طرف اور قطب جنوبی سے شمال کی جانب سرکتے سرکتے پوری دنیا پر پھیل گئے ۔ اس دوران یہ برف تین بار پگھلی ۔ ہر بار دنیا میں کئی کئی ہزار سال تک گرمی کے آثار رہتے ۔ یہاں تک کہ برف پھر سے دنیا پر پھیل جاتی اور دوبارہ برفانی دور شروع ہو جاتا UPPER PLEISTOCENE دور کے دوران جب برف پگھلتی تو اس گرم زمانہ میں مختلف جگہوں پر

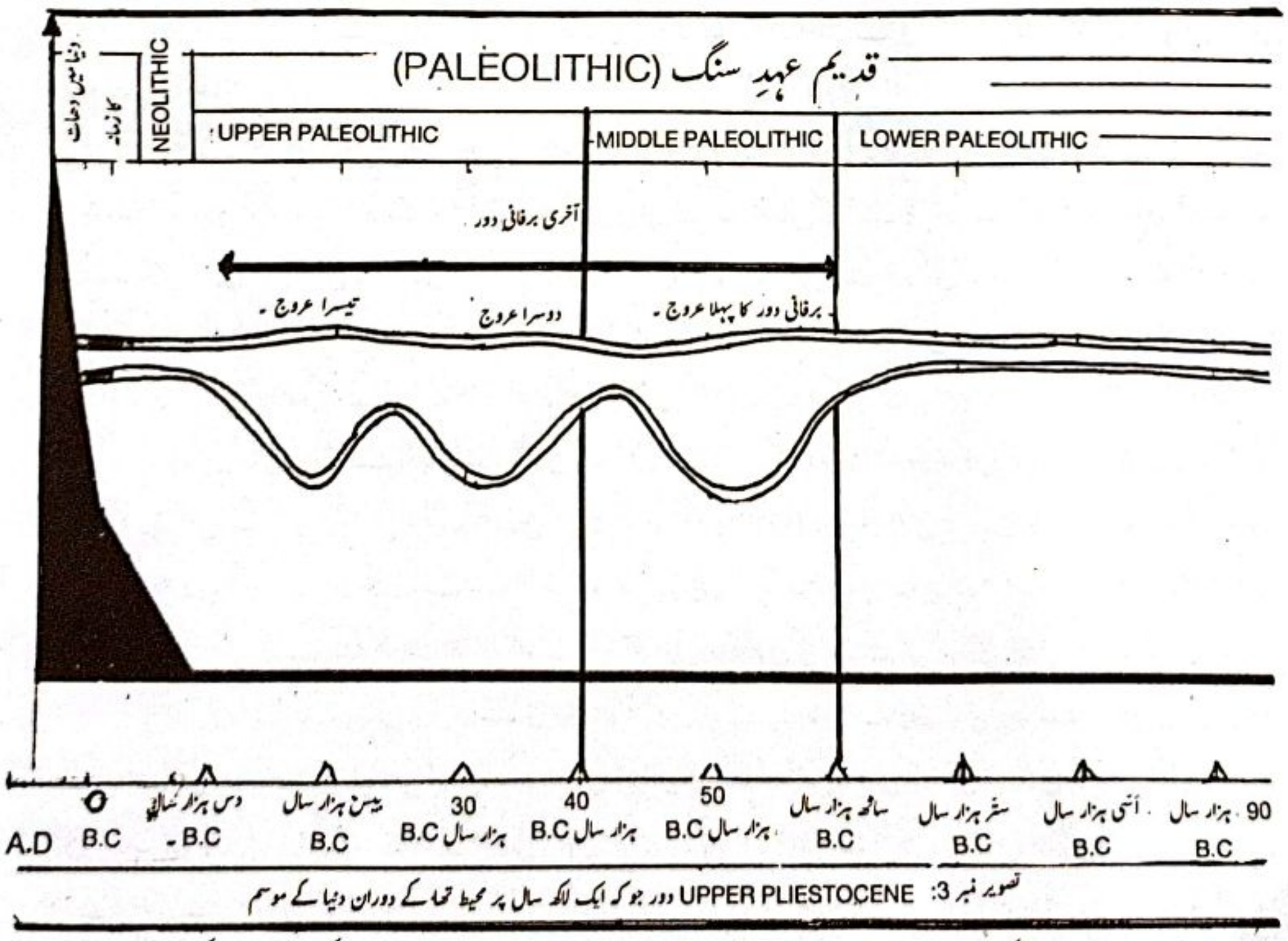

تصویر نمبر 3: UPPER PLIESTOCENE دور جو کہ ایک لاکھ سال پر محیط تھا کے دوران دنیا کے موسم

مختلف شکل و شباہت کے انسان پائے جاتے ۔ مختلف موسم و خوراک اور مختلف حالات کی بنا پر ان کی شکل و صورت میں ایسا واضح فرق پیدا ہو گیا تھا کہ جس کی وجہ سے یہ مختلف النسل بنتے گئے یا کہلائے جانے لگے ۔ مثلاً افریقہ کی گرم

اور تپتی دھوپ میں پیدا ہونے والوں کی جلد کالی تھی کیونکہ کالا رنگ تیز دھوپ میں فلٹر کا کام دیتا ہے ۔ موسم کی شدید تبدیلیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے انسانی اور حیوانی جسم میں خود بخود تبدیلیاں پیدا ہو جاتی تھیں ۔ مثلاً ہاتھی اور PHINOEEROUS جیسے جانوروں کے جسم پر شدید سردی کے زمانہ میں بال پیدا ہوئے ادر انہیں کو WOOLLY MAMMOTH کہا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ انسان اور جانور خود بھی موسموں کی تبدیلیوں کے مطابق اپنے معمولات کو بدل لیتے مثلاً شکار کے جانور جیسے ہرن ، بارہ سنگھا گھوڑا اور بھینسا (BISON) موسم کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے گرمائش کی تلاش میں نشیبی علاقوں میں اتر جاتے ۔ انسان جانوروں کی گرم کھال پہن کر اور آگ کا استعمال سیکھ کر سردی کا مقابلہ کرتا ۔ اس کے علاوہ وہ چھپے چھپے جانوروں کی حرکات کا مشاہدہ کرتا رہتا اور نشیبی وادیوں میں جانوروں کا پیچھا کرتے کرتے دور تک چلا جاتا تاکہ خوراک کے لئے ان کا شکار کر سکے یہی وجہ ہے کہ انسان کی رہائش کے آثار ایسی نشیبی وادیوں میں زیادہ ملے ہیں ۔ فرانس اور ہسپانیہ کے الحاقی علاقہ میں جو قدیم نشیبی وادی VEZERE کے نام سے مشہور ہے وہاں پر اس قدیم زمانہ کی زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی دریافتیں دستیاب ہوئی ہیں ۔ ایسی خانہ بدوش رہائش گاہیں (SETTLEMENTS) ہمیں جنوبی انگلستان سے روس تک پھیلی ہوئی ملی ہیں ۔

UPPER PLEISTOCENE یعنی برفانی دور کا یہ آخری زمانہ آج سے دس ہزار سال پہلے ختم ہوا اور اس کے بعد سے شروع ہونے والا زمانہ تاحال "گرم دور" کے نام سے منسوب ہوا یعنی برف سمٹ کر قطب شمالی اور قطب جنوب میں ہی رہ گئی ہے ۔ چنانچہ ان دس ہزار سالوں کے دوران انسانی زندگی اور ارتقاء کی تاریخ نے غاروں سے نکل کر فضاؤں اور بلندیوں میں قدم رکھا اور اب خلاؤں میں تلاش و جستجو کی لگن میں قدم آگے ہی آگے بڑھ رہے ہیں کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ برفانی دور پھر آئے گا دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر ایسا ہوا تو آج کا ترقی یافتہ اور سائنسی انسان ان حالات سے کیسے نبٹتا ہے ۔

ماقبل تاریخ کا اِنسان یا (انسان کا PREHISTORIC دور)

دنیاوی اور انسانی تاریخ ہمیں دو ذرائع سے معلوم ہوئی ۔

(1) لکھی ہوئی تاریخ جو ہم نے پڑھی

(2) مادّی اشیاء (MATERIAL OBJECTS) کہ جنہیں دیکھ کر ہم نے ماضی کے بارے میں معلومات حاصل کیں ۔

ابتدا میں تو یہ دنیا انسان سے خالی تھی لیکن جب انسان نے اس دنیا کو آباد کیا تو اس کے پاس لکھنے کی صلاحیت موجود نہ تھی اس طرح اس دنیا میں انسان کو آئے کئی ہزار سال گزر گئے مگر اس کے ارتقاء کی کوئی تاریخ مرتب نہ ہو سکی ۔ چنانچہ اس دنیا میں انسان کی آمد سے پہلے کے دور اور انسانی زندگی کے نامعلوم دور کو ماقبل تاریخ کا دور یعنی PREHISTORIC دور کہا جاتا ہے ۔ اس دور کے بارے میں ہمیں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ ان پتھروں ، پہاڑوں ، ہڈیوں اور استعمال کی چیزوں سے ملتی ہیں جو ارضیاتی (GEOLOGICAL) تبدیلیوں اور پرانے لوگوں نے اس دنیا میں چھوڑیں ۔

یہ چیزیں یا آثار دو طرح سے ہم تک پہنچتے ہیں ۔

PREHISTORIC ARCHEOLOGY (2)

علمِ ارضیات (GEOLOGY) وہ سائنس ہے جو کہ ہمیں دنیا کی اوپر کی تہہ یعنی خول (جو کہ چھ میل موٹا ہے) کی ارتقاء اور تاریخ کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے اور یہ معلومات اس خول میں واقع پہاڑوں اور سمندروں کی تہوں سے ہی حاصل ہوتی ہیں ۔ سائنس کے اس شعبے میں معلومات کا اہم ذریعہ FOSSIL ہے ۔ جب کوئی جاندار چیز مرنے کے بعد کسی تالاب ندی یا سمندر میں ڈوب کر اس کی تہہ میں پہنچ جائے یا ویسے ہی کھلی پڑی رہے تو وہ بہت تیزی سے مٹی ریت یا پودوں یا دوسرے جانوروں کی لاشوں کے رہے سہے ذرّات سے ڈھک جاتی ہے اور اس طرح اس کی اپنی ساخت برقرار رہتی ہے ۔ گل جانے کی صورت میں بھی اس کا ڈھانچہ رہ جاتا ہے ۔ ریت مٹی یا دوسری چیزیں متواتر اس کے اوپر جمع ہوتی رہتی ہیں اور اس بوجھ سے دَب کر یہ ڈھانچہ آس پاس کے مادہ کا حصہ بن جاتا ہے ۔ لیکن اس ڈھانچہ کی اپنی ساخت کے نشان جو FOSSIL کہلاتے ہیں باقی رہ جاتے ہیں ۔ اس FOSSIL کے آس پاس کے ذرّوں کی تہیں صدیاں گزرنے کے بعد اگر اپنے ہی بوجھ سے سخت ہو کر پتھر بن جائیں تو ان کے اندر دبا ہوا FOSSIL کروڑہا سال تک محفوظ رہ سکتا ہے ۔ ان FOSSILS کی وجہ سے انسان کو اس بات کا علم ہوا کہ دنیا کی ساخت متواتر بدلتی رہی ہے ۔ سمندر اپنے اصل مقام سے سرکتے رہے اور اس جگہ نئے پہاڑی سلسلے وجود میں آئے کیونکہ کئی سمندری جانوروں کے FOSSILS پہاڑوں کی چوٹیوں پر پائے گئے ۔ پتھریلے پہاڑوں کی تہیں اور ان کے اندر محفوظ FOSSIL دیکھ کر ہی GEOLOGY کی ماہرین یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ ماقبل تاریخی دور میں کون کون سے دور کس کس وقت آئے اور ان میں کون کون سی زندہ چیزیں پائی جاتی تھیں ۔ کیونکہ دنیا کے اس بیرونی خول کی تہوں سے زمانے اور مدّت کا تعیّن کیا جاتا ہے اور FOSSIS زندہ چیزوں کی اقسام کا ثبوت مہیا کرتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ اوپر والی تہیں بعد میں وجود میں آئیں چنانچہ ان تہوں کی وجہ سے دنیا کی تاریخ کا اندازہ لگانا بہت حد تک ممکن بن گیا ہے ۔ تاہم ماقبل تاریخ (PREHISTORY) کی تواریخ کا حتمی طور پر پتہ لگانا ممکن نہیں کیونکہ مختلف ماہرین اپنی اپنی معلومات کی بنا پر مختلف نتائج پر پہنچے ہیں ۔

پرانے مادّے کی تاریخ معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ۔

(1) درخت کے ذریعے :

درخت کے ذریعہ وقت ، مدت اور تاریخ کا تعیّن اس کے اندر کے ان گول چکروں کو گن کر کیا جا سکتا ہے کہ جو کاٹتے وقت تھوڑے تھوڑے فاصلے پر اس کی اندر کی تہہ میں بنے ہوتے ہیں ۔

(2) جھیلوں کے ذریعہ :

جھیلوں میں ہر سال برف پگھلنے سے مادّہ کے ذرّوں کی نئی تہہ جمتی ہے انہیں گِن کر قریباً پندرہ ہزار سال تک کی تاریخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

(3) کاربن CARBON 14

اب ایک نیا طریقہ دریافت ہوا ہے کہ جس کے ذریعے تیس ہزار (30000) سال پہلے کی چیز کی صحیح تاریخ بہت حد تک معلوم کی جا سکتی ہے ۔ اور اس طریقہِ کو کاربن چودہ (CARBON 14) کہا جاتا ہے ۔ آجکل اس سے بھی پرانی مدت کی چیزوں کی صحیح تاریخ اور وقت معلوم کرنے کے لئے مختلف طریقے اختیاز کئے جا رہے ہیں اور ان کو K/AR کہا جاتا ہے ۔

علمِ ارضیات (GEOLOGY) اس کرہ ارض کی اور اس کے اندر دبی ہوئی چیزوں کی تاریخ فراہم کرتی ہے ۔ جبکہ (ARCHEOLOGY) علم آثارِ قدیمہ خطّہ ارض پر رہنے والے انسانوں کی تاریخ اور ان کی سرگرمیوں کا ذریعۂ معلومات ہے ۔

علم آثارِ قدیمہ (ARCHEOLOGY)

وہ سائنس ہے جو موجودہ زمانہ میں محفوظ شدہ آثارِ قدیمہ کی تلاش کرتی ہے اور پھر ان "آثار" سے پرانے زمانہ کے حالات کے بارے میں اندازہ لگانے میں مدد گار ثابت ہوتی ہے ۔

اس علم میں معلومات حاصل کرنے کے دو اہم ذریعے ہیں ۔ (1) غاریں (2) کھدائی

(1) غاریں :

ان غاروں میں آج سے تیس چالیس ہزار سال پہلے انسان رہا کرتے تھے ۔ یہ غاریں کسی وجہ سے بند ہو گئیں اور ان کے اندر بنی ہوئی تصویریں اور رکھے ہوئے CARVING اور اوزار آج تک محفوظ رہے اور انہی دونوں چیزوں کی مدد سے آجکل کے ARCHEOLOGIST اس زمانہ کے لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکے ۔

(2) کھدائی :

آج دنیا بھر میں ARCHEOLOGIST زمین کی کھدائی کر کے ماضی کے آثار ڈھونڈنے میں مصروف ہیں ۔ زمانۂ قدیم میں جب کہیں زلزلہ آتا یا آتش فشاں پہاڑ پھوٹ پڑتا اور وہاں کی آبادیوں کو مٹا ڈالتا یا اور کسی وجہ سے انسانوں کی رہائش کسی جگہ سے ختم ہو جاتی تو یہ جگہیں سالہا سال تک مٹی کی تہوں میں دبتی چلی جاتیں اور آنکھوں سے اوجھل ہو جاتیں ۔ ماہرین قدیمہ (ARCHEOLOGIST) انہی جگہوں کے کھوج میں بڑی محنت سے پرانی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر ان معلومات کے بل بوتے پر کھدائی کر کے ان جگہوں سے "آثارِ قدیمہ" باہر نکالتے ہیں ۔ اگر کسی جگہ انسان کی رہائش کئی سو سال تک رہی ہو تو پھر وہاں کی STRATIGRAPHY کرتے ہیں ۔ مختلف تہوں سے وقت کا تعین کرتے ہیں اور ان تہوں میں پائی جانے والی مختلف اشیاء یا آثار سے اس دور کے لوگوں کی عادات و اطوار اور مشاغل کا پتہ چلاتے ہیں ۔ سب سے نچلی تہہ میں پانی جانے والی چیزیں سب سے قدیم ہوتی ہیں ایسی ترتیب سے ہر نچلی تہہ اپنے اوپر والی تہہ سے قدیم شمار کی جاتی ہے ۔ حیران کن بات یہ ہے ۔ کہ ان کھدائیوں کا بیشتر حصہ ٹوٹے ہوئے برتن ہوتے ہیں ۔ کھدائی کے دوران عمارات کے آثار کے ساتھ ساتھ مٹی کے ٹوٹے ہوئے برتن اور پتھر کے اوزار ہمیں ان قدیم اور گمنام لوگوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں کہ جنہوں نے مشاہدہ اور تجربہ کے بعد چھوٹی چھوٹی ایجادات

کیں ۔ اور یہی ایجادات ہماری آج کی بڑی بڑی ایجادات کی بنیاد بنیں ۔ لیکن کوئی بھی "ماہر آثارِ قدیمہ" ایسا طریقہ دریافت ایجاد نہیں کر سکا جو ہمیں ان گمنام لوگوں کے خیالات و احساسات اور ان کے غموں و خوشیوں کے بارے میں کچھ بتا سکے ۔

ماقبل تاریخِ انسانی (PREHISTORY) کے لاکھوں سالوں کے مقابلہ میں انسان کی لکھی ہوئی تاریخ کا عرصہ صرف چھ ہزار سال کے قریب ہے ۔ یہ انسانی تاریخ شروع میں گیلی مٹی کی ٹکیوں ، درخت کی چھال (BARK) ۔ لکڑی PAPYRUS REED اور جانور کی کھال پر لکھی گئی ۔

ماہرین کا یہ کہنا ہے کہ دنیا کی قدیم العُمری کے مقابلہ میں انسانی پیدائش کی تاریخ اور مدت کی مثال یوں دی جاسکتی ہے ۔ کہ اگر اس دنیا کے 470 کروڑ سالہ زندگی کو صرف ایک دن تصوّر کیا جائے تو انسان کا وجود اس طویل دن کے خاتمہ سے ایک منٹ پہلے اس کرۂ ارض پر نمودار ہوتا ہے ۔

چونکہ قدیم انسانی تاریخ کا اکثر حصہ گمنام لوگوں کے بارے میں ہے ۔ اس لئے ARCHEOLOGIST حضرات کو دورانِ کھدائی برآمد ہونے والی اشیاء کو نام دینے میں دقّت محسوس ہوئی اسی لئے انہوں نے ہر دور کے اوزاروں اور اجزاء (MATERIAL) کے حساب سے ان ادوار کے نام رکھ دیئے جیسے "PALEOLILHIC PERIOD" "BRONZE PERIOD" "IRON PERIOD" لیکن یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ان ادوار کو کسی تاریخی تسلسل کی نشان دہی کے طور پر استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مختلف جگہوں پر مختلف دور مختلف وقت میں آئے ۔

ماقبل تاریخی (PREHISTORIC) تسلسل کے بارے میں ماہرین میں اتفاق رائے نہیں پایا جاتا ۔ اس لئے کسی دور یا چیز کی تاریخ طے کرتے وقت ہم قطعی طور پر صحیح تاریخ نہیں بتا سکتے ۔

آجکل دنیا میں ہر تاریخ کا تعیّن حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی تاریخ کے چار سال بعد سے گِن کر کیا جاتا ہے ۔ ان کی پیدائش سے پہلے کے سالوں کو قبل از مسیح (BEFORE CHRIST) یعنی B.C. کہا جاتا ہے ۔ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے جتنے سال پہلے کا واقعہ ہو گا اسے اتنے ہی سال قبل مسیح (B.C.) کہا جائے گا ۔ پیدائش سے بعد کے وقت کو A.D. کہتے ہیں ۔ یعنی (ANNODOMINI) جو کہ لاطینی (LATIN) زبان کے الفاظ ہیں اور ان کا مطلب ہے (IN THE YEAR OF OUR LORD) جیسے موجودہ سال A.D. 1992 ہے ۔ انسانی ارتقاء کی کہانی ڈھونڈنے ہمیں ستر اسّی ہزار سال قبل از مسیح (B.C) میں جانا ہو گا ۔ جبکہ انسان ابھی پتھر کے اوزار استعمال کرتا تھا اور ماہرین اسے (PALEOLITHIC) دور کہتے ہیں ۔

دوسرا باب

قدیم ترین عہدِ سنگ

(PALEOLITHIC)

یہ لفظ دو لاطینی LATIN الفاظ کا مجموعہ ہے ۔ PALEOS یعنی پرانا اور LITH یعنی پتھر اسی طرح NEO نیا اور LITH پتھر ملا کر نیا عہد سنگِ یعنی NEOLITHIC دور کا نام رکھا گیا ۔ آج سے سو سال پہلے سائنسدانوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ انسانی تاریخ کا آغاز انسان کی اپنی لکھی ہوئی تاریخ سے ہزاروں سال پہلے ہو چکا تھا ۔ چنانچہ ہزاروں سال پہلے کی اس "ان کہی" تاریخ کے سراغ کے لئے کئی طریقے اختیار کئے گئے ۔ اتنی طویل تاریخ کو مرتب کرنے اور اس کے ادوار کا حساب رکھنے کے لئے ان ادوار کو کوئی نہ کوئی نام دیا جانا ضروری تھا ۔ ماہرین نے بہت سوچ بچار کے بعد مختلف زمانوں یا ادوار میں استعمال ہونے والے اوزاروں کے اجزاء (MATERIAL) کو ذہن میں رکھ کر ان ادوار کا نام رکھا ۔ مثلاً جب انسان کے اوزاروں کا جزو صرف پتھر تھا تو اس دور کو پتھر کا زمانہ اور اسی طرح بعد میں آنے والے ادوار کا نام BRONZE کا زمانہ رکھا گیا ۔ اگرچہ دنیا میں تمام جگہوں پر زمانے ایک ہی تسلسل کے تحت آئے مگر ہر جگہ یہ زمانے یک وقت نہیں آئے ۔ بلکہ قدیم دنیا کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسا بہت دفعہ ہوا (اور ابھی تک ہو رہا ہے) کہ اگر ایک معاشرہ پتھر کے زمانے سے گزر رہا ہے تو دوسرا BRONZE کے زمانے میں پہنچ گیا ۔

جب انسانی زندگی کی تاریخ لکھی جاتی ہے تو یہ تاریخ ہمیشہ "پتھر کے زمانے" سے شروع کی جاتی ہے ۔ کیونکہ یہ بات تو ثابت ہے کہ انسان نے سب سے پہلے پتھر کے اوزار ہی استعمال کئے ۔ یقیناً اِنسان نے لکڑی کے ہتھیار بھی استعمال کئے ہوں گے لیکن پتھر کے ہتھیار ہی وقت اور حالات کا مقابلہ کر کے آج تک اپنا وجود برقرار رکھ سکے ہیں ۔

پتھر کے زمانے کی تاریخ کو ماہرین نے مرتب کرنے میں اپنی آسانی کے لئے تین حصوں میں بانٹا ہے ۔

1. پرانا پتھر کا زمانہ یعنی PALEOLITHIC دور
2. وسطی پتھر کا زمانہ یعنی MESOLITHIC دور
3. نیا پتھر کا زمانہ یعنی NEOLITHIC دور

قدیم دور کے تمام اوزاروں کو دیکھ کر 1865 ء میں LORD AVEBURY نے پتھر کے سارے زمانے کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا یعنی پرانا اور نیا عہدِ سنگ لیکن بعد میں ایک دوسرے ماہرِ آثارِ قدیمہ ALAN BROWN نے ان دو زمانوں کے درمیان میں ایک وسطی زمانہ MESOLITHIC دور کو بھی شامل کر دیا ۔

قدیم پتھر کے تمام ادوار کی آبادیاں کیونکہ دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی ہوئی تھیں اس لئے مختلف جگہوں کے ناموں سے پہچانی جاتی ہیں ۔ پتھر کے دور میں GREVETIAN آبادی قدیم یورپ میں موجود تھی بعد میں BRONZE اور لوہے کے زمانے میں بھی آبادیوں کی علاقے کے نام سے ہی نشاندہی کی گئی ہے ۔ جیسے مصر کی تہذیب کی اپنی علاقائی پہچان ہے ۔

قدیم ترین عہدِ سنگ یا LOWER AND MIDDLE PALEOLITHIC

قدیم عہدِ سنگ یا PALEOLITHIC دور کے دریافت کئے جانے والے اوزاروں اور دوسرے آثارات کی بنیاد پر تاریخ دان اس دور کو بھی تین حصوں میں بانٹتے ہیں ۔

1. LOWER PALEOLITHIC اور 2. MIDDLE PALEOLITHIC

5,00,000 B.C. سے لے کر 40,000 B.C. تک

2. UPPER PALEOLITHIC – 40000 B.C. سے لے کر 10,000 B.C. تک

ان میں پہلے دو ادوار کے بارے میں بہت کم معلومات دستیاب ہیں LOWER اور MIDDLE PALEOLITHIC کا عرصہ پانچ لاکھ قبل مسیح سے لے کر چالیس ہزار سال قبل مسیح تک شمار کیا جاتا ہے ۔ یہ دور ویسے تو دنیا میں انسان کے وجود کے ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے کیونکہ وجود میں آنے کے فوراً بعد انسان نے پتھر کے سوا کوئی اور اوزار استعمال نہیں کیا ۔ اسی لئے تاریخ دان PALEOLITHIC دور کی تاریخ کا آغاز PLIESTOCENE دور کے ساتھ ساتھ ہی کرتے ہیں کیونکہ اس زمانے کی انسانی ہڈیوں کے ڈھانچوں کے ساتھ ساتھ انسانی استعمال شدہ پتھر کے اوزار بھی دریافت ہوئے ہیں ۔

یہ وہ ابتدائی دور تھا کہ جب انسانی اور حیوانی وجود دنیا میں ہم پلہ تھے کسی کو بھی دوسرے پر فوقیت حاصل ہو سکتی تھی ۔ یہ وہی ہزاروں سالوں پر محیط پرخطر دور تھا جب انسان کے سامنے دنیا میں بقاء کا مسئلہ تھا یا وہ خطرناک جانوروں کو ختم کرتا یا خود ختم ہو جاتا ۔ آج کی دنیا میں انسان کی بڑھتی ہوئی آبادی اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ اس دور کے انسان کو اس کشمکش میں کتنی کامیابی حاصل ہوئی اس نے نہ صرف اپنے دشمن جانوروں کی بہت سی نسلوں کو اس دنیا سے ختم کر ڈالا بلکہ خود اتنا زیادہ پھلا پھولا اور دنیا میں پھیلا کہ آج کی دنیا کو یہ مسئلہ درپیش ہے کہ اگر انسانی آبادی اسی طرح بڑھتی رہی تو یہ کہاں سمائے گی ۔

سب سے پرانے PALEOLITHIC دور کے آثار افریقہ ، چین ، پاکستان کی وادیٔ سون (SOAN) ۔ مغربی اور وسط ایشیا میں پائے گئے ہیں ۔ اس کے بعد یہ پتھر کا دور انسان کے ساتھ یورپ میں پہنچا ۔ جس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ انسان میں اتنی عقل تھی کہ وہ افریقہ کے شمال مشرق میں واقعہ اس واحد چھوٹے سے راستے کو استعمال کر سکا جو کہ افریقہ کو باقی دنیا سے ملائے ہوئے تھا اور وہاں سے فرار ہو کر ساری دنیا میں پھیل گیا ۔

سب سے قدیم عہدِ سنگ کے سب سے زیادہ آثار یورپ میں ملے ہیں ۔ یہ صرف اس بات کا ثبوت ہے کہ یورپ میں زیادہ منظم طریقہ سے ان آثار کی تلاش کی گئی ہے جبکہ دنیا کے باقی علاقوں میں یہ تلاش ابھی باقی ہے ۔

LOWER اور MIDDLE PALEOLITHIC دور میں بتدریج انسانی وجود دنیا میں نمایاں ہوتا گیا ۔ مختلف جگہوں کے موسمی اثرات کے تحت جسمانی تبدیلیاں بھی پیدا ہوئیں ۔ جوکہ بعد میں مختلف نسلوں میں زیادہ واضع طور پر نمایاں ہوئیں LOWER اور MIDDLE PALEOLITHIC دور میں یورپ ، روس ، چین ، مغربی ایشیا اور جاوا (JAVA) سے NEANDERTHAL نسل کے انسان کے آثار ملے ہیں ۔ اس وقت تک انسان کے دماغ کا سائز (دماغ کے زیادہ استعمال کرنے کی وجہ سے) پہلے کی نسبت بہت بڑا ہو گیا تھا ۔ پھر بھی آجکل کے انسانی دماغ سے NEANDERTHAL انسان کے دماغ کا سائز 2/3 حصہ تھا ۔

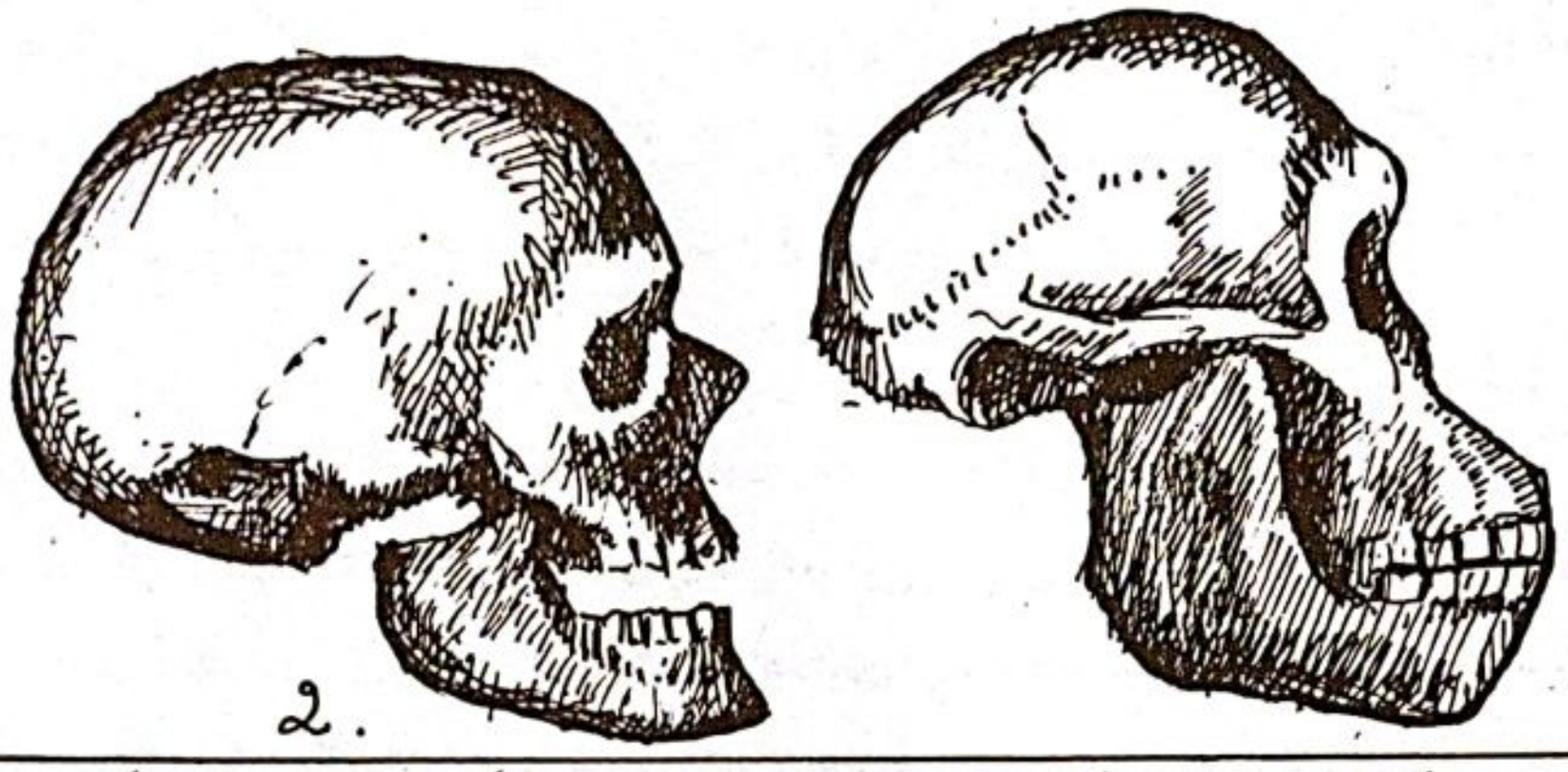

تصویر نمبر 4: سب سے پُرانے انسان HOMO ERECTUS اور آجکل سے مشابہ CRO-MAGNON انسان کی کھوپڑیوں کا موازنہ ۔ نمبر ایک پرانی کھوپڑی ہے ۔ اس کا دماغ چھوٹا اور جبڑا بڑا ہے ۔ جبکہ نمبر 2 آجکل جیسے انسان کی کھوپڑی ہے اس سے صاف نظر آ رہا ہے ۔ کہ کسطرح انسانی جسم میں ہزاروں سالوں کے دوران تبدیلی آئی اور دماغ بڑا ہو گیا اور جبڑا چھوٹا ہو گیا ۔

جس وقت یورپ میں انسانی نسل "NEANDERTHAL" پھیل رہی تھی اس وقت افریقہ میں اسی قسم کی نسل کو PHODESIAN اور مشرقی ایشیا میں SOLO کے نام سے پہچانا جاتا ہے ۔ اس وقت تک امریکہ میں انسانی آبادی شروع نہیں ہوئی تھی ۔ یہ عجیب بات اب تک نہیں پتہ چلی کہ NEANDERTHAL نسل 70 ہزار سال قبل مسیح سے لے کر 30 ہزار سال قبل مسیح تک یعنی 40 ہزار سال تک زندہ رہنے کے بعد کیوں اور کیسے ختم ہو گئی کیونکہ اس زمانے کے بعد اس نسل کے آثار کہیں نہیں پائے گئے ۔ ماہرین سوچ رہے ہیں کہ ہو سکتا ہے اس نسل کے کم ہونے کی بڑی وجہ یہ بھی ہو کہ یہ ایک دوسرے کو کھا جاتے تھے اور اس طرح آہستہ آہستہ انہوں نے خود ہی اپنی نسل کو ختم کر ڈالا ہو ۔

اس نسل کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات ماہرین نے ان کے چھوڑے ہوئے آثار سے اخذ کی ہیں ۔

طرزِ رہائش

NEANDERTHAL لوگ خانہ بدوش تھے شکار کر کے اور پھل کھا کر اپنا پیٹ بھرتے تھے ۔ کیونکہ انہوں نے باتیں کرنا شروع کر دیا تھا اور الفاظ کے ذریعے جذبات کا اظہار بھی کر لیتے تھے اس لئے اکیلے رہنا پسند نہیں کرتے تھے ۔ اپنے ساتھیوں کو اپنے تجربات بتانا اور ان کے تجربات سے خود سیکھنا ان کے شعور میں آ چکا تھا ۔

یہ لوگ غاروں کے دہانوں میں رہتے اور چھوٹے گروہوں کی شکل میں شکار کرتے تھے ۔ سرد جگہوں پر تو غاروں ہی میں رہنا ضروری تھا مگر گرم جگہوں پر یہ لوگ درختوں کی شاخوں کی چھت بنا کر جھونپڑیوں میں رہتے تھے ۔ شکار کی تلاش میں یا شکار کا پیچھا کرتے کرتے جب ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تو گھاس یا درخت کی نرم شاخیں بُن کر چھت کے طور پر لکڑی کے بانسوں پر لگا کر عارضی جھونپڑی بنا کر اس میں بسیرا کرتے ۔ اس کے بعد جب بالوں والے ہاتھی MAMOTH کی شکار گاہوں پر بہت سے شکاری کچھ وقت کے لئے اکٹھا ہو کر شکار کرنے لگے تو ایسی جگہوں کے بارے میں تاریخ دان یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ ان جگہوں کو دنیا کے پہلے گاؤں کہا جا سکتا ہے یا نہیں ؟ لیکن ایسی جگہوں کے آثار بہت کم پائے گئے ہیں کیونکہ LOWER PALEOLITHIC دور کے زیادہ تر آثار تو دریاؤں کے پانی بہا لے گئے ۔

MIDDLE PALEOLITHIC دور کے انسان نے غاروں اور مضبوط پہاڑوں کے دامن میں رہائش کے فوائد دیکھتے ہوئے زیادہ تر انہیں جگہوں کو اپنا مسکن بنایا ۔ جس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ یہاں سے پائے جانے والے آثارات سے اس زمانے کے لوگوں کے بارے میں کچھ معلومات ہم تک پہنچ گئیں ۔

خوراک

یہ لوگ بھی خوراک کا انتظام شکار سے کرتے ۔ اس دور میں یہ پیدل شکار کرتے تھے اور بڑے کامیاب شکاری تھے ۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح تیز نہیں بھاگ سکتے تھے اور نہ ہی ان کے دانت جانوروں کی طرح تیز تھے بلکہ اکثر جانور ان سے زیادہ طاقتور تھے ۔ لیکن ان لوگوں نے اپنی عقل اور چالاکی کی بدولت ان طاقتور جانوروں کا بھی شکار کیا ۔ کیونکہ ان کی زندگی کا دارو مدار ہی اس شکار پر تھا ۔ اس شکار سے نہ صرف ان کی خوراک کی ضرورت پوری ہوتی تھی بلکہ شکار کی کھالوں سے لباس کی ضرورت بھی پوری کی جا سکتی تھی ۔

یہ لوگ اس زمانے میں جانوروں کی کھال کا لباس پہنتے تھے کیونکہ تقریباً ہر NEANDERTHAL آثار کے ساتھ ہمیں پتھر کے SCRAPER ملے ہیں ۔ یہ ایک ایسا اوزار ہے جو کھال کے اوپر سے چربی اتارنے کے کام ہی آ سکتا ہے ۔ انہی جانور کی کھالوں سے یہ لوگ پانی لانے کا مشکیزہ بھی بناتے تھے ۔ پانی کے لئے یہ گھاس (REED) کو بُن کر مٹکا بھی بناتے تھے ۔

اس اندھیرے اور پر خطر ماحول کے دستیاب شدہ انسانی آثار یہ بتاتے ہیں کہ اس دور کی روز مرہ زندگی میں کتنا تشدد اور کتنا خطرہ تھا ۔ اس دور کی انسانی ہڈیوں کے جتنے بھی ڈھانچے ملے ہیں ان میں سے بیشتر کے سر پر کسی نوکدار چیز یا پتھر سے چوٹ ہی اس انسان کی وجۂ موت معلوم ہوتی ہے ۔ آثار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ آدم خور (CANNIBALS) بھی تھے ۔ یہ انسانی دماغ کھاتے اور ہڈیوں کے اندر کا گودا بھی کھانا پسند کرتے تھے آدم خوری کو کئی بار رسم کی شکل بھی دی جاتی اور اس تقریب میں زندہ انسان دوسرے انسان کو مار کر پھر اس کے مردہ جسم کو کھا کر مرنے والے کی طاقت اور اس کے جادو پر قبضہ کرنا چاہتا تھا ۔

شکار

مختلف علاقوں کے لوگ بھوک مٹانے کے لئے مختلف جانوروں کا شکار کرتے تھے ۔ سرد علاقے کے لوگ بارہ سنگھا کا شکار کرتے اور گرم جگہوں پر یہ لوگ BISON ہرن اور بھیڑ بکریاں کھاتے تھے یا مچھلی کے شکار سے پیٹ بھرتے تھے ۔ شکار کرنے کے لئے یہ لوگ پتھر کے اوزار استعمال کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ آگ دکھا کر شکار کا گھیراؤ کر کے اسے قابو میں لاتے تھے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شکار کے لئے یہ لوگ گڑھے کھود کر ان کو پتوں اور شاخوں سے ڈھانپ کر یعنی PIT TRAPS کے ذریعے بھی جانوروں کو پھانستے ہونگے مگر ان TRAPS کے آثار ارضیاتی تاریخ میں محفوظ نہیں رہ سکے ۔ مرد لوگ جب شکار کے لئے نکل جاتے تو عورتیں بچوں کے پاس رہتی تھیں۔ اس عرصے کے دوران وہ آس پاس گھوم کر چیزیں جمع کرتیں ۔ پھل توڑتیں اور قدرت کے عوامل کا بغور مشاہدہ کرتیں ۔ ان عورتوں کے اسی مشاہدے کے نتیجے میں اس وقت کے انسان نے بہت سی معلومات حاصل کیں جو اس کی ترقی کا باعث بنیں ۔

آگ

اس دور کے انسان نے آگ پر قابو پا لیا تھا ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پہلے انسان نے بجلی گرنے سے ہزاروں بار جنگل میں آگ لگی دیکھی ہو گی ۔ اور اس آگ میں سینکڑوں جانور جلے ہونگے ۔ تھوڑے بہت جھلسے ہوئے جو باقی رہ گئے ہونگے انہیں کھا کر انسان کو پکا ہوا گوشت کھانے کی چاٹ لگی اور پھر اس عادت کی بدولت ہزاروں سالوں کے دوران انسان میں جسمانی تبدیلی آئی کچا گوشت کھانے کے لئے جن مضبوط جبڑوں اور تیز دانتوں کی ضرورت تھی وہ نہ رہے چونکہ پکا ہوا گوشت کھانے سے ان کے جبڑوں اور دانتوں کی مضبوطی اور تیزی استعمال نہیں ہوتی تھی اس لئے جبڑے بھی چھوٹے ہو گئے اور دانت بھی اتنے تیز نہ رہے ۔ اس سے یہ بات بہت اچھی طرح واضح ہوتی ہے کہ کس طرح صدیوں کے دوران انسانی جسم ضرورت کے مطابق خود کو ڈھالتا چلا گیا ۔

انسانی زندگی کے اس برفانی دور میں آگ نے انسان کا بہت ساتھ دیا ۔ آگ نہ صرف انسان کو گرمائش مہیا کرتی بلکہ اندھیرے غاروں میں روشنی بھی کرتی ۔ انسان نے آگ کو جانوروں کے خلاف بہت ہشیاری سے استعمال کیا ۔ اس حقیقت کو جان کر کہ جانور آگ سے ڈرتے ہیں انسان نے اپنی حفاظت کے لئے استعمال کیا ۔ آگ کے ہتھیار کو شکار میں بھی استعمال کیا گیا ۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ جانوروں کے ریوڑوں کو آگ سے خوفزدہ کر کے بھگاتے ہونگے اور پھر آگ دکھا دکھا کر ان کو اس رخ پر بھاگنے کے لئے مجبور کرتے ہونگے کہ جہاں سے پہاڑ کے اوپر سے وہ کسی گہرائی میں گر کر معذور ہو جاتے ہونگے اور اس طرح یہ لوگ ان جانوروں کو آسانی سے پکڑ لیتے ہونگے ۔ اس طریقۂ کار کی بدولت تھوڑے سے انسانوں کا گروہ جانوروں کے ایک بڑے ریوڑ کو قابو میں کر سکتا ہو گا ۔

مذہب یا عقائد

MIDDLE PALEOLITHIC دور کے انسان کے کچھ ایسے آثار بھی ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تک انسان نے کچھ وہم اور عقائد اپنا لئے تھے ۔ "رسمِ آدم خوری" کا ذکر تو پہلے بھی آ چکا ہے ۔ چنانچہ یہ لوگ نہ صرف انسان کو مار کر اور اس کو کھا کر اس کی طاقت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے ۔ بلکہ بہت سے آثار ایک دوسری رسم BEAR CULT کا بھی پتہ دیتے ہیں ۔ موسمِ سرما میں ریچھ کی رہائش گاہ یعنی غاروں میں انسان کی اتفاقاً آمد نے انسان اور ریچھ جیسے طاقتور جانور میں دشمنی کا تعلق پیدا کر دیا تھا ۔ چنانچہ اس طاقتور دشمن جانور کو مارنے اور اس پر قابو پا لینے کو بھی اس وقت کے انسان نے ایک رسم کا درجہ دے دیا ۔ جس کے ذریعے انسان اس کی طاقت اپنے جسم میں منتقل کر سکتا ۔

چنانچہ ایک پرانی غار میں سے پتھر سے بنے ہوئے صندوق (CONTAINER) ملے ہیں جس میں سے ریچھ کی کھوپڑیاں ملی ہیں ۔ ایسی ایک غار جس کا نام DRACHELOCK ہے سویڈزر لینڈ میں بھی ملی ہے اس کی دیواروں کے ساتھ ساتھ ریچھ کے اعضا کی ہڈیاں رکھی گئی ہیں ۔ یہ ہڈیاں کیوں رکھی گئی ہیں اس کا اندازہ تو یہی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کوئی رسم ہی تھی جس کا مقصد ریچھ کی طاقت پر انسان کا قابو پانا تھا ۔ اس طاقت پر قابو پانا انسان کے لئے ریچھ سے دشمنی کی وجہ سے بہت اہمیت رکھتا ہو گا کیونکہ ریچھ چھ ماہ تک غاروں میں چھپ کر سوتا ہے اور ایسے میں رہائش کی تلاش میں سرگرداں انسان اگر نادانستہ طور پر غار میں داخل ہو کر اُسے جگا دے تو نتائج کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

اس دور کے مذہبی عقائد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مردے دفن کرنے شروع کر دیئے تھے ۔ جس طریقے سے یہ مردے دفن کئے گئے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں موت کے بعد دوبارہ زندگی کا یقین تھا ۔ کیونکہ بہت سی جگہوں سے مردے کے ساتھ دفن کئے گئے اوزار اور خوراک کے آثار ملے ہیں جو کہ 50,000 قبل مسیح سے منسوب کئے جاتے ہیں ان آثار ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت انسانی ذہن میں اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کا تصور ضرور پیدا ہو چکا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو خوراک اور ہتھیاروں کے ساتھ دفن کرتے تھے ۔ گویا آئندہ زندگی کی دشواریوں کا مقابلہ کرنے کا انتظام کر دیتے تھے ۔ مردوں کو سونے کی حالت میں لٹا کر اوپر پتھر ڈال دیئے جاتے ۔ کئی جگہوں پر مردہ کو اکیلا دفن کیا جاتا اور کہیں کہیں دس دس مردوں کو اکٹھا دفن کیا جاتا تھا ۔ عراق میں SHANIDAR کے مقام پر ایک غار کے اندر بہت سے مردے دفنائے ہوئے ملے ہیں ۔ اس جگہ کی مٹی ٹیسٹ کرانے پر پتہ چلا ہے کہ ایک مردے کو PINE کی شاخوں کی تہہ میں لپیٹ کر دفنایا گیا ہے اور اس کے اوپر جنگلی پھول ڈالے گئے ہیں ۔ تاریخ انسانی میں احساس اور محبت یعنی کسی بھی جذبے کی عکاسی اس مثال میں پہلی بار ہوتی ہے ۔

اوزار

قدیم دورِ سنگ میں انسان نے صرف پتھر کے اوزار استعمال کئے جِس دن سے انسان نے اوزاروں کا استعمال سیکھا اس دن سے اسے حیوان پر فوقیت حاصل ہوئی ۔ اس دور کے انسان نے جو اوزار اپنی حفاظت اور استعمال کے لئے بنائے وہ کئی قسم کے تھے ۔

(1) EOLITH ابتدا میں انسان کو جیسے بھی پتھر ملے انہیں کو اٹھا کر اپنی حفاظت کے لئے یا دوسرا پتھر توڑنے کے لئے استعمال کیا ۔ اس کے بعد انسان نے پتھر کی صفات سمجھتے ہوئے اپنی ضرورت کے مطابق پتھر تلاش کرنے شروع کئے ۔ اس زمانے کے جو پتھر دستیاب ہوئے ہیں ان پر استعمال کرنے کے آثار تو موجود ہیں مگر ان پتھروں کو ضرورت کے مطابق ساخت دینے کی کوئی علامت یا آثار نہیں ۔ انہیں LOWER PALEOLITHIC انسان نے بالکل ابتدائی دور میں اپنی ضرورت کے وقت اٹھایا اور ان کو ان کی اصلی صورت ہی میں استعمال کیا ۔ ایسے پتھر یوں پہچانے گئے کہ یہ چین میں اور بہت سی جگہوں پر راکھ ، خوراک اور گندگی کے ڈھیروں (REFUSE) کے قریب پائے گئے ہیں ۔ ان پتھروں میں ROCK CRYSTAL اور سیپیوں کے حصے بھی پائے گئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ استعمال کے علاوہ انسان نے ان پتھروں کو خوبصورتی اور سجاوٹ کے لئے بھی جمع کیا ۔ ان پتھروں کو EOLITH کہا جاتا ہے ۔ کئی EOLITH قدرتی طور پر کسی جانور سے مشابہت رکھتے ہیں اور اس دور کے انسان نے شاید اسی مشابہت کے باعث انہیں اٹھا کر اپنے پاس رکھا ۔

EOLITH پتھر

جس پر انسان نے کچھ نہیں تراشا لیکن اس کی بھالو یا بیل سے مشابہت کی بناء پر اسے سنبھال کر رکھا گیا ۔

تصویر نمبر 5:
ایک EOLITH پتھر کی ڈرائینگ جسے انسان نے کاٹا اور توڑا تو نہیں لیکن کسی جانور سے مشابہت کی بناء پر اسے اپنے پاس رکھ لیا ۔ ایسے پتھر دیکھ کر ہی انسان نے خود SCULPTURE بنانے شروع کئے ۔

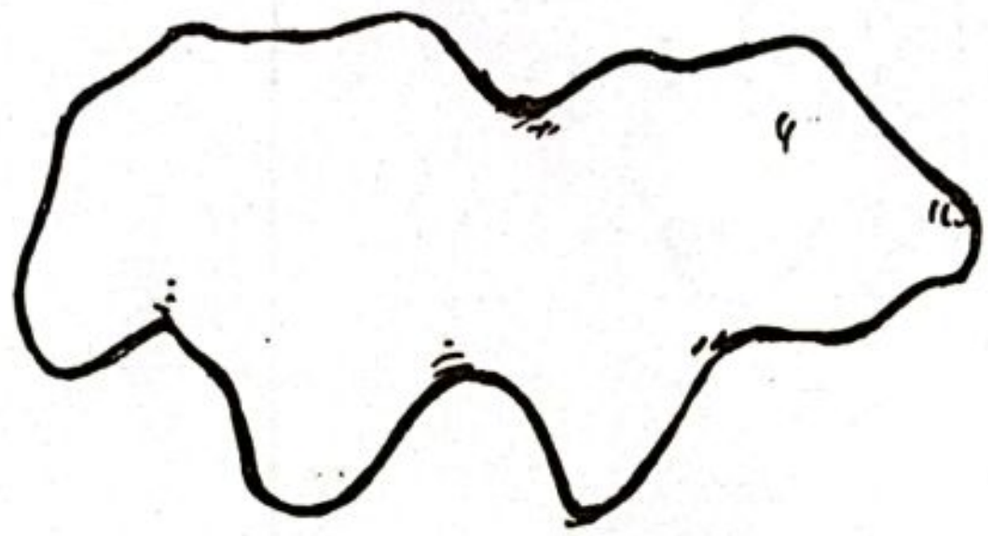

EOLITH جمع کرنے کے کئی ہزار سال بعد انسان نے پتھر کو توڑ کر اوزار یا اپنی مرضی کی کسی شکل کے مطابق ڈھالنا شروع کیا ۔

ہڈی اور لکڑی کے اوزار

LOWER PALEOLITHIC دور میں انسان نے لکڑی کے اوزار بھی استعمال کئے ہونگے ۔ خاص طور پر لکڑی کے نیزے قابلِ ذکر ہیں کہ جن کی نوک نہ صرف تراشی گئی بلکہ آگ کی مدد سے سخت بھی کی گئی ۔ اس کے علاوہ اس دور میں ہڈی کے اوزار بھی استعمال کئے گئے ۔

PALEOLITHIC انسان نے جو پتھر استعمال کے لئے ڈھونڈے تھے ان کو آہستہ آہستہ اپنی مرضی اور ضرورت کے مطابق توڑ توڑ کر وضع کرنا شروع کر دیا ۔ چنانچہ اس طرح LOWER PALEOLITHIC دور میں دو طرح کے اوزار ہمارے سامنے آتے ہیں ۔

1. FLAKE
2. CORE

1. FLAKE : اس قسم کے ہتھیار تیار کرنے کے لئے ایک پتھر سے دوسرا پتھر اس طرح توڑا جاتا کہ اس کی پتلی اور تیز چھال (FLAKE) اتر جاتی اور یہی چھال (FLAKE) ہتھیار کے طور پر کام آتیں باقی پتھر پھینک دیا جاتا ۔

2. CORE : یہ ہتھیار یوں بنایا جاتا کہ ایک پتھر کے اوپر سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اتار کر اس کو تیز دھار بنایا جاتا اور پھر استعمال کیا جاتا ۔ یہ اوزار بعد میں جب یورپ میں استعمال ہوا تو اس وقت اس کا پتھر دونوں طرف سے تیز کیا جانے لگا اس لئے اسے دو طرفہ یعنی BIFACIAL کہتے ہیں ۔ یہ اوزار ہاتھ میں پکڑ کر استعمال کئے جاتے تھے اور یہی MIDDLE PALEOLITHIC دور کی نشانی سمجھی جاتی ہے ۔ انہیں HANDAXE یعنی ہاتھ میں پکڑنے والی کلہاڑی کہتے ہیں MIDDLE PALEOLITHIC دور میں یہ تیز چھوٹی اور پتلی بننے لگی تھیں ۔ اس دور کے لوگ اسے ہاتھ میں پکڑ کر ان سے شکار کا گوشت کاٹتے ۔ لکڑی تراشتے اور زمین میں سے جڑی بوٹیاں نکالتے تھے ۔ اس طرح

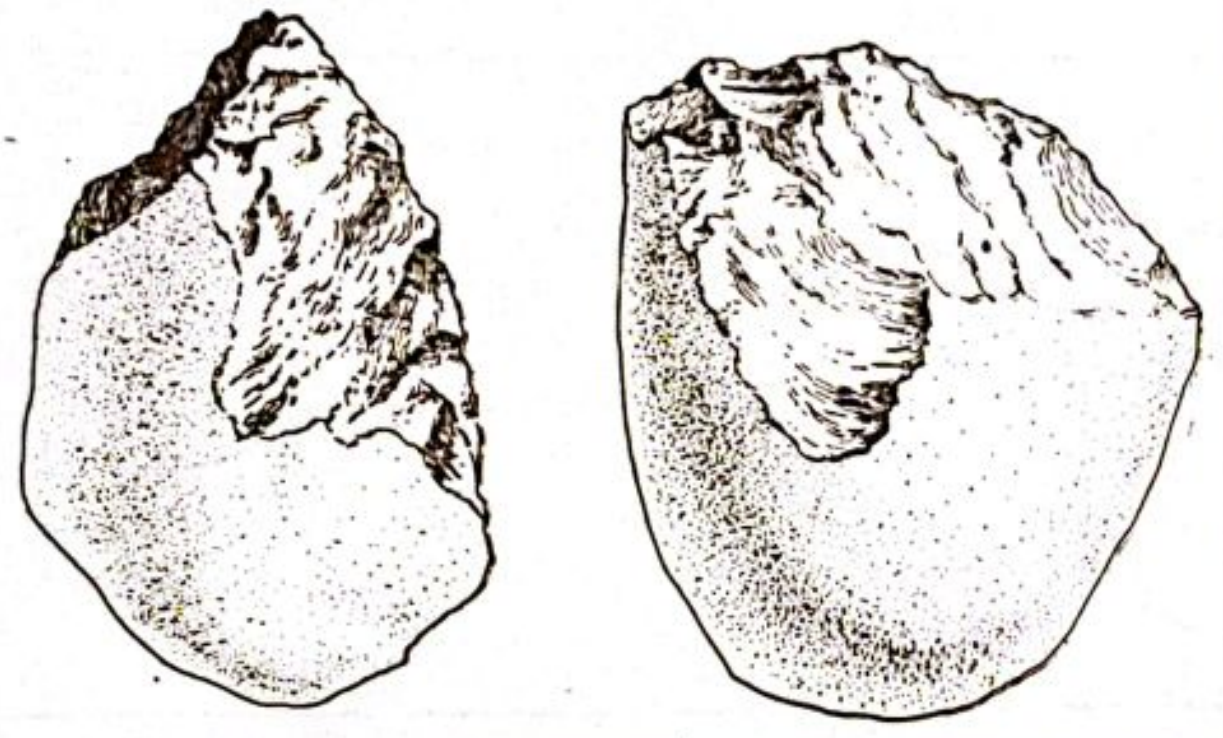

تصویر نمبر 6 -
بتھیار: CORE

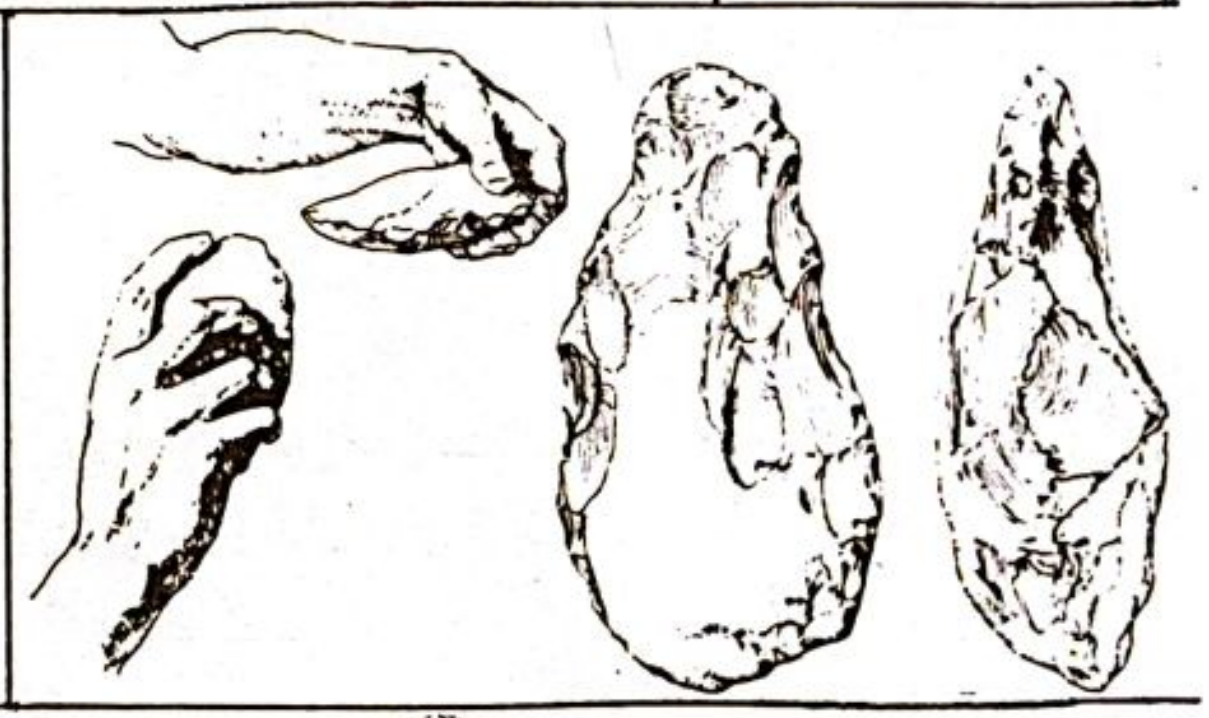

:7
بتھیار FLAKE

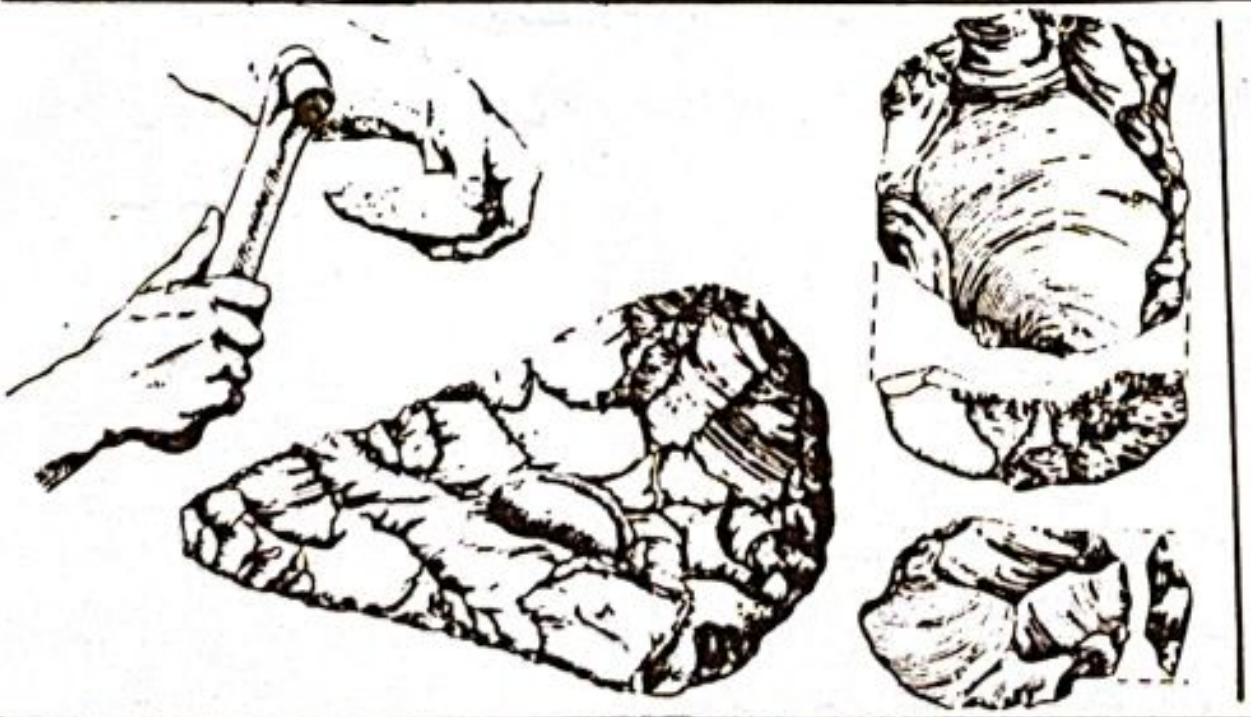

تصویر نمبر 8:
لکڑی کی ہتھوڑی سے آہستہ چوٹ لگا کر
FLAKE طرز کے ہتھیار تیار کئے جاتے ۔
جو BIFACIAL یعنی دو طرف ہوتے تھے ۔

اس HANDAXE کی وجہ سے انہیں خوراک حاصل کرنے میں آسانی ہوتی تھی یہ لوگ جو اوزار FLINT پتھر سے بناتے تھے ۔ اس زمانے کے ان اوزاروں کو MOUSTERIAN کہا جاتا ہے کیونکہ اس قسم کے اوزاروں کا بہترین ذخیرہ فرانس میں واقعہ ایک غار MOUSTIER سے ملا ہے جو کہ DORDOGNE کے علاقے میں ہے ۔ NEANDERTHAL انسان نے FLAKE طرز کے اوزار بہت سلیقے سے بنائے ۔ اب تک پتہ نہیں چل سکا کہ یہ لوگ اپنے اوزاروں کو کس طرح FLAKE بناتے تھے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید لکڑی کی نوک WEDGE استعمال کرتے ہوں ۔

فلیک طرز کے اوزار

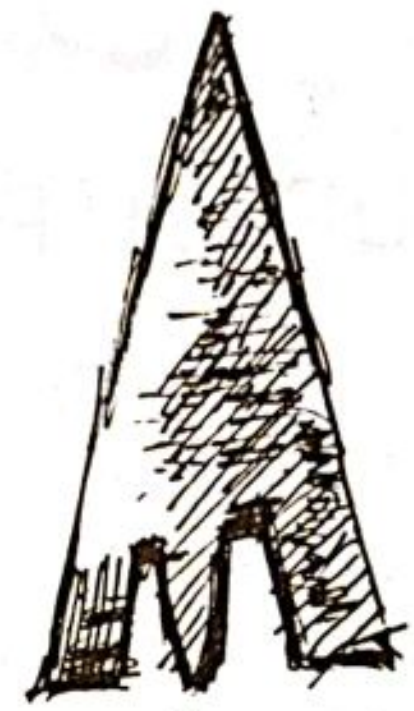

تیر کی نوک

Core طرز کے اوزار

تصویر نمبر ۱۱

MIDDLE PALEOLITHIC دور میں ہلکے چھوٹے اور نفیس ہتھیار بنے ۔ جو سائیز میں چھوٹے تھے اور اپنے تیز دھاروں کی وجہ سے نیزوں اور تیروں کی لکڑی میں لگائے جاتے تاکہ انہیں اور تیز کر دیں ۔

MIDDLE PALEOLITHIC دور کے اوزار

ابتدائی ہتھیار بھاری اور CRUDE تھے ۔ بعد میں ہلکے اور نفیس بننے لگے ۔ جب پتھر کو توڑ کر FLAKE کر لیتے تھے تو اس FLAKE کئے ہوئے پتھر کو بعد میں انہوں نے تراش کر اور زیادہ تیز کرنا شروع کر دیا ۔

اوزار بنانے کے لئے FLAKE پتھر پہچانتے اور چننے میں وہ لوگ ماہر ہو گئے ۔ انہوں نے لکڑی کے نیزوں کے آگے لگانے کے لئے نیزے (SPEARHEAD) اور چھریاں بھی وضع کیں ۔

چنانچہ اس دور کے انسان نے صرف پتھر کے اوزار استعمال کئے (اس وقت تک انسان کسی بھی دھات کے استعمال سے ناواقف تھا ۔ دھات کا استعمال اس نے کئی ہزار سال بعد سیکھا) اس دور کی چیزوں کی تاریخ طے کرنے میں پانچ یا چھ ہزار سال کا فرق بھی پڑ سکتا ہے ۔

تقریباً یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں لکڑی اور کچی مٹی کا استعمال بہت ہوا ہو گا ۔ ان اجزاء کے ساتھ اس دور کے انسان نے ضرور تراش خراش (CARVING) کی ہو گی اور بت بنائے ہونگے لیکن یہ دونوں چیزیں وقت کے سرد و گرم حالات کا مقابلہ نہ کر سکیں اور برباد ہو گئیں ۔

یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک انسانی نسل نے سوائے اپنے جسم پر سرخ رنگ لگانے کے کوئی ذاتی سجاوٹ نہیں کی تھی ۔

قدیم عہدِ سنگ

UPPER PALEOLITHIC

انسانی زندگی کا یہ دور 40 ہزار سال .B.C سے شروع ہوا ۔ اس دور کے آغاز کے ساتھ ہی اس دنیا میں انسان کی زندگی کے بارے میں معلومات ہمارے سامنے بہتر طریقے سے آنی شروع ہو جاتی ہیں ۔ اور LOWER اور MIDDLE PALEOLITHIC ادوار کی دھندلی سی اشکال زیادہ واضح اور مدّلل طور پر ہمارے سامنے ابھرتی ہیں ۔

اس دور کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے شروع میں انسانی NEANDERTHAL نسل دنیا سے ختم ہو گئی اور اس کی جگہ CROMAGNON نسل نے لے لی ۔ CROMAGNON نسل کے لوگ آجکل کے انسانوں سے بہت مشابہت رکھتے تھے ۔ اس لئے اگر کہا جائے کہ UPPER PALEOLITHIC دور ہی سے موجودہ دور جیسی انسانی نسل کی تاریخ شروع ہوتی ہے تو یہ بے جا نہ ہو گا CROMAGNON نسل کے آثار ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ اور ان سے ملتے جلتے انسان کے آثار نہ صرف یورپ بلکہ روس مغربی ایشیا ، چین BORNEO اور افریقہ کے سارے براعظم سے ملے ہیں ۔

یہ وہ دور تھا کہ جب انسانی زندگی میں ڈرامائی تبدیلی آئی ۔ اس سے پہلے کے آثار صرف یہ ظاہر کرتے ہیں کہ انسان یا تو شکار کرنے کی اہلیت رکھتا تھا یا پھر شکار کے لئے اوزار بناتا تھا UPPER PALEOLITHIC دور میں انسان پہلی بار آرٹسٹ کے روپ میں ہمارے سامنے آیا ۔ اس ڈرامائی تبدیلی کی وجہ یہی سوچی جا سکتی ہے کہ اس سے پہلے انسان کی زندگی اتنے خطرات سے دو چار تھی کہ اسے یا تو اپنی حفاظت کی ہر وقت فکر تھی یا پھر پیٹ بھرنے کی خاطر مارا مارا پھرتا تھا ۔ اسے یقیناً یہ فکر بھی ہو گی کہ اپنی رہائش کے لئے کوئی محفوظ جگہ ڈھونڈے کہ کہیں رات پڑتے وقت وہ کھلی اور غیر محفوظ جگہ پر نہ ہو جہاں اس کے دشمن اور جانور اس کو آسانی سے ڈھونڈ لیں ۔ ایسے حالات میں یقیناً انسان کے پاس آرٹ کی طرف رجوع کرنے کی مہلت ہی نہ تھی ۔ جب انسانی زندگی نسبتاً ذرا آسان ہوئی تو UPPER PALEOLITHIC دور میں CROMAGNON انسان نے یہ قابلِ ذکر کارنامہ انجام دیا کہ وہ شکاری کے علاوہ آرٹسٹ بھی بن گیا اور آج بھی اس دور میں غاروں کی دیواروں پر بنی ہوئی (MURAL) تصاویر اس امر کی شاہد ہیں کہ وہ لوگ کتنے اچھے آرٹسٹ تھے ۔

انسانی سفر

اس دور کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس کے دوران انسان نے بہت سفر کیا اور ساری دنیا میں پھیل گیا ۔ گو صحیح تاریخ کے بارے میں ماہرین کے درمیان بہت اختلافِ رائے ہے (کچھ کے خیال میں انسان .B.C 30,000 میں اور دوسرے ماہرین کی رائے میں .B.C 16,000 میں دنیا میں پھیل چکا تھا) .B.C 30,000 میں روس اور امریکہ کے شمال میں واقع BERING STRAITS سمندر کا حصہ نہ تھیں ۔ (نقشہ 1) اس لئے انسان ان کی جگہ پر موجود روس کی سر زمین سے چل کر امریکہ کی ریاست ALASKA میں داخل ہو گیا ۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ .B.C 12000 تک انسان اسی راستے سے آگے پھیلتا پھیلتا جنوبی امریکہ کی بھی سب سے جنوبی حد تک پہنچ گیا تھا ۔

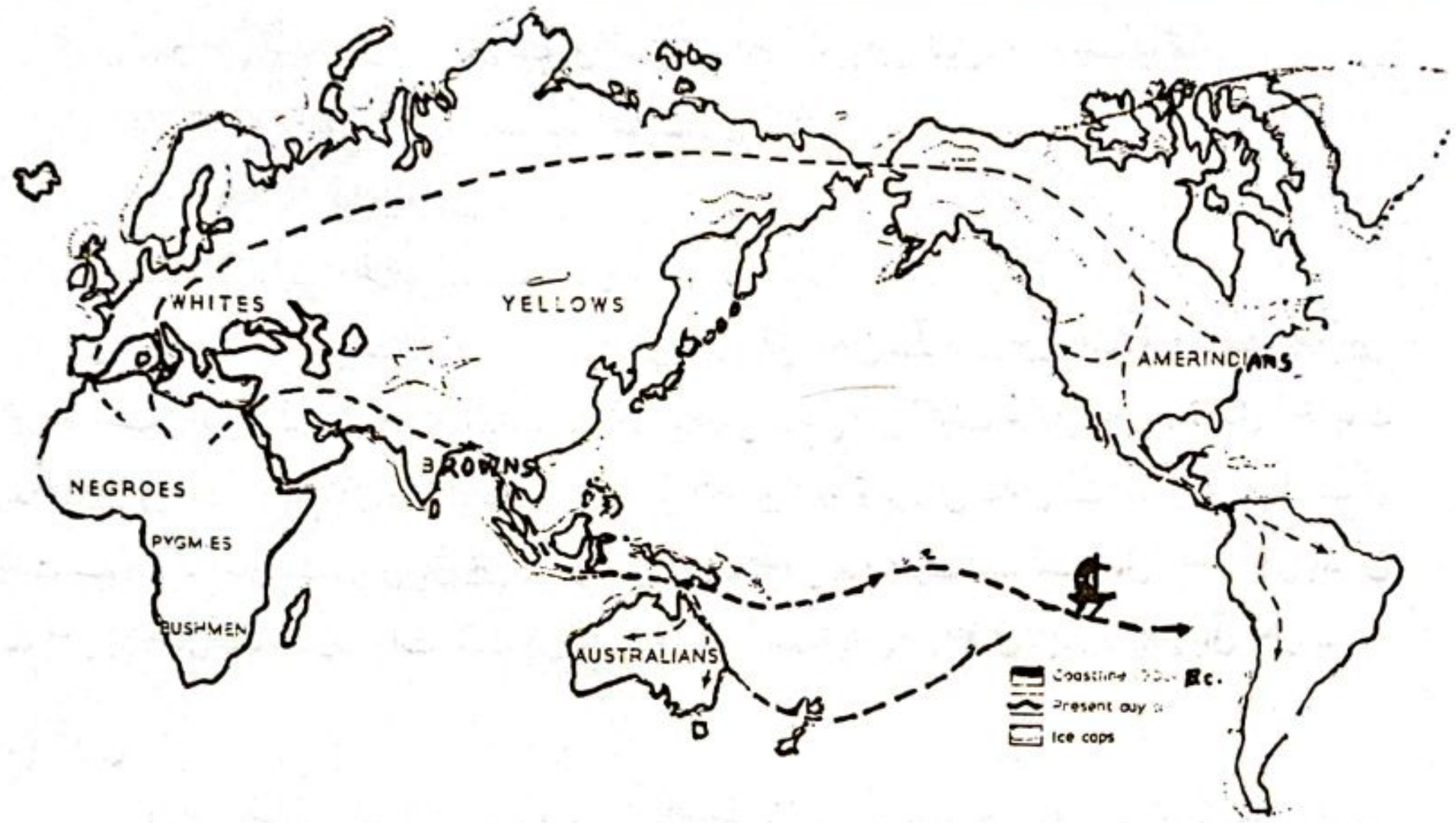

(نقشے 1 میں معفید کیا ہوا حصہ پہلے زمین کی صورت میں ابھرا ہوا تھا اور دونوں برِاعظموں کو ملاتا تھا جو کہ اب پانی کی سطح سے نیچے جا چکا ہے) البتہ یہ بات ہمیں ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ انسان جنوبی امریکہ تک صرف پیدل چل کر ہی نہیں پہنچا ۔ اس کی ہمت اور بہادری نے اس کے لئے اور بھی راستے کھول دیئے تھے ۔ ملائیشیا ، انڈونیشیا ، آسٹریلیا اور POLYNESIA کے جزائر کی طرف سے کشتیوں پر سفر کرتا ہوا انسان کئی ہزار سال کے دوران جنوبی امریکہ کے ساحل تک پہنچ گیا ۔

اس طرح AUSTRALIA 16000 B.C. کی آبادی کی ابتدا ہوچکی تھی۔ وہاں بھی انسان ملائیشیا اور انڈونیشیا کے راستے پہنچا ۔ یہ سفر بے شک انسان کی بہادری کی دلیل ہے ۔ لیکن اس سے یہ بات بھی تو واضح ہوتی ہے کہ اس دور تک انسان نے بہت اچھی کشتیاں بنا لی تھیں جن میں بیٹھ کر وہ اتنے وسیع سمندر میں سفر کرنے کے بارے میں سوچ سکا ہو گا ۔

اس طرح 12000 B.C. تک انسان وہ پہلی جاندار نسل تھا جو ساری دنیا میں پھیل سکا تھا ۔ برف پگھلنے کے بعد بہتر موسم کی وجہ سے دنیا میں انسانی آبادی پچاس لاکھ کے قریب ہو گئی اور اس کے بعد بھی جب تک انسان شکار پر گزارہ کرتا رہا دنیا کی آبادی اتنی ہی رہی ۔ اسی دوران دنیا میں انسانی ترقی کے مراحل ایک ہی تسلسل سے آئے لیکن مختلف وقت میں آئے مثلاً ایک جگہ اگر پتھر کا دور ہے تو ضروری نہیں کہ سب جگہ وہی دور ہو کسی جگہ انسان زیادہ ترقی کے مراحل طے کر کے BRONZE دور میں داخل ہو سکتا ہے جبکہ اسی وقت دوسری جگہ پر کم ترقی کی وجہ سے پتھر کا دور ہی رائج ہو ۔ یہاں تک کہ دنیا میں آج بھی ایسی جگہیں موجود ہیں جو کہ اب بھی پتھر کے دور کی طرز زندگی گزار رہی ہیں ۔ حالانکہ باقی دنیا میں انسان فضاؤں کی بلندیاں ناپ رہے ہیں ۔

انسانی نسلیں

انسانی زندگی میں پچھلے تیس ہزار سال پہلے ہی انسان تین اہم نسلوں میں نمایاں طور پر بٹ گیا تھا ۔

1 - COCASOID جو کہ آجکل یورپ کے باشندے ہیں ۔

2 - MONGLOID جو ایشیائی ہیں ۔

3 - NEGROID جو کہ افریقہ کے باشندے ہیں ۔

اس کے علاوہ دنیا میں بہت سی وہ نسلیں موجود ہیں جو کہ ان نسلوں کے آپس میں رابطے کی وجہ سے وجود میں آئیں ۔ سب نسلوں نے شدید موسمی اثرات کے تحت ہزاروں سالوں میں مختلف علاقوں میں وہ جسمانی خصوصیات پیدا کر لیں (یہ بات ہم پہلے بھی واضح کر چکے ہیں کہ انسانی جسم میں خود کو ہزاروں سالوں کے دوران تبدیل کرنے کی اہلیت ہے) جو کہ آسانی سے پہچانی جاتی ہیں ۔ اس طرح مختلف جگہوں پر نہ صرف الگ الگ انسانی نسلیں تھیں بلکہ آج سے تیس ہزار سال پہلے کے کچھ اثرات بتاتے ہیں کہ طرح طرح کی مختلف زبانیں بھی متفرق جگہوں پر بولی جاتی تھیں ۔

رہائشیں

اس دور میں انسان صرف غاروں کے دہانوں اور مضبوط پہاڑوں کے دامن میں نہیں رہتا تھا بلکہ اس نے ایک سالانہ پروگرام مرتب کر لیا تھا جس کے تحت وہ موسم کے لحاظ سے جگہ جگہ گھومتا تھا اگر ایک موسم میں اسے کسی جگہ سے شکار ملنے کی امید تھی تو دوسری جگہ سے کسی اور موسم میں جا کر وہ اپنے لئے کھانے کے قابل کار آمد پودے جمع کر لیتا تھا کیونکہ خوراک کی بہتات تھی اس وجہ سے پہلی بار انسان بڑے گروہوں میں رہنے لگا تھا یہ گروہ پچاس ساٹھ اور کئی بار سو لوگوں پر بھی مشتمل تھے ۔

اس وقت انسان نے جانور پالنے شروع کر دیئے تھے اور آج بھی ایسے آثار موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت کتا انسان کا پالتو جانور بن چکا تھا ۔

زیادہ تر انسانی آبادی برف کی لائین کے قریب شکار کرتی تھی یہ برف کی لائین شمال اور جنوب میں دونوں جگہ تھی اور NORTH POLE سے جنوب کی طرف SOUTH POLE سے شمال کی طرف وجود میں آئی تھی جہاں سے سردی کم ہونے کی وجہ سے دنیا کے درمیانی حصے سے برف پگھل گئی تھی ۔ سردیوں میں یہ لوگ کسی ندی کے قریب کچی مٹی MAMOTH کی ہڈی اور پتھر کے گھروں کا گاؤں سا بنا کر رہتے تھے بہت سی جگہ تو یہ گاؤں انسان نے کئی سو سال تک بسائے ۔

جنوبی روس میں انسان زمین کھود کر تھوڑی سی گہرائی (HOLLOW) بنا لیتے ۔ اس گہرائی کے اوپر ایک طرح کا خیمہ بنا کر رہتے تھے ۔ ان خیموں کا سائز دیکھ کر اور ان کے اندر بنے ہوئے چولہے شمار کر کے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بہت سے رشتہ دار خاندان ایک چھت تلے رہتے ہونگے ۔ بہت سی گہرائیاں ایسی بھی کھودی گئی ہیں جن پر کہ چھت ڈالنے کے کوئی آثار نہیں ۔ ان میں بیٹھ کر شائد وہ لوگ گھریلو کام کرتے ہونگے ۔ مرد لوگ اوزار بناتے ہونگے اور جانوروں کی کھالیں تیار کرتے ہونگے ۔ خیموں کے اندر اور ان کے آس پاس کے علاقے میں بے شمار شکار کئے ہوئے جانوروں کی ہڈیاں اور کوڑا کرکٹ ملا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی انسان نے صفائی کی طرف توجہ نہیں دی تھی ۔

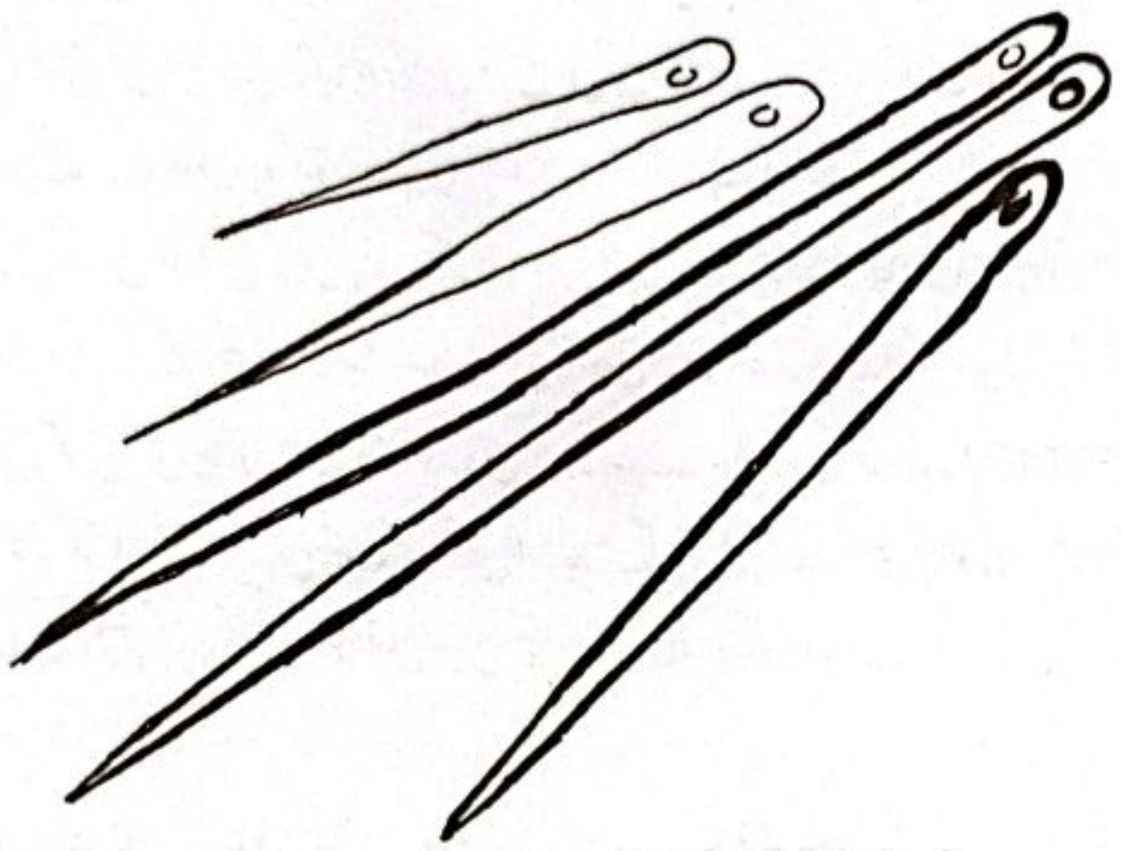

یہ تصویر اس وقت کی بنی ہوئی ہڈی کی سوئیوں کی ہے جو کہ اکثر جگہ سے ملی ہیں ان سوئیوں سے یہ لوگ جانور کی کھال کے کپڑے اور اپنے خیمے سیتے ہوں گے ۔ اس وقت انسان موسیقی سے بھی آشنا ہو چکا تھا ۔ کیونکہ چیکو سلواکیہ سے ہڈی کی بانسریاں ملی ہیں جن میں سے آج بھی کچھ سر نکالے جا سکتے ہیں ۔

جن جز وقتی رہائش گاہوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ UPPER PALEOLITHIC انسان کا مستقل ٹھکانہ تو وہی غار اور مضبوط پہاڑوں کے دامن تھے کہ جن میں اس کے آباء و اجداد ہزارہا سال سے رہتے آئے تھے ۔ انہی غاروں میں وہ اپنے مردوں کو ان کے دنیاوی اثاثوں مثلاً اوزار اور زیورات کے ساتھ دفناتے تھے ان مردوں کے جسم پر اکثر سرخ مٹی سے حاصل کیا ہوا رنگ لگایا جاتا تھا ۔ سرخ رنگ خون کی اور زندگی کی علامت ہے یہی رسم آج بھی PRIMITIVE معاشروں کے باشندوں میں مقبول ہے ۔

شکار

گو اس دور کے لوگ پھلوں اور خشک میوے (NUTS) ۔ سے بھی اپنا پیٹ بھر لیتے تھے پھر بھی سرد علاقے کے لوگوں کو شکار کے ذریعے گوشت حاصل کرنے کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی تھی اس دور میں گھاس کھانے والے جانوروں کے بڑے بڑے ریوڑ وسطی ایشیا اور مغربی یورپ کے میدانوں میں آزادی سے گھومتے تھے انسان چھوٹے چھوٹے گروہوں میں بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ ان کا شکار کرتے تھے ۔ جنوبی روس اور چیکو سلواکیہ میں بالوں والے ہاتھی (MAMOTH) کا شکار کیا جاتا تھا جبکہ مغربی یورپ اور شمالی جرمنی میں بارہ سنگھا ان کا نشانہ بنتا تھا ۔

شہر پیرس سے 45 میل دور PINCE VENT کے مقام پر آثار بتاتے ہیں کہ دریا کے قریب ایک گروہ انتظار میں بیٹھتا اور جب بارہ سنگھوں کا ریوڑ دریا پار کر کے آ رہا ہوتا تو اس وقت وہ لوگ انہیں پکڑ لیتے تھے ۔

بارہ سنگھا اور لمبے بالوں والا ہاتھی جو کہ MAMOTH کہلاتا تھا موسم کی تبدیلی کے ساتھ ہر سال اپنی جائے رہائش تبدیل کرتا ۔ انسان نے سال ہا سال ان کا مشاہدہ کیا اور اس طرح ان کی عادات نقل و حرکت اور اس حرکت کے اوقات کے بارے میں پیشن گوئیاں کرنے کے قابل ہو گیا اور یہی معلومات شکار کے وقت انسان کے کام آئیں ۔

باتیں کرنے کی اہلیت نے انسان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ اس طرح تجربے سے حاصل کی ہوئی معلومات دوسرے انسانوں اور آنے والی نسلوں تک پہنچا سکے اسی لئے ہر انسان میں آسانی سے فیصلہ کرنے کی اہلیت ہو گئی تھی کہ وہ کون سی جگہ کس جانور پر حملہ آور ہو یا کون سی چٹان سے وہ گھوڑوں یا دوسرے جانوروں کا بھگدڑ (STAMPEDE) مچا کر گرا سکیں تا کہ پھر بعد میں انہیں قابو کر لیں ۔ یہاں تک کہ شمالی امریکہ کے انسان تک بھی جانوروں کا بھگدڑ مچا کر انہیں قابو کرنے کے طریقے کی معلومات پہنچ گئی تھی ۔ فرانس میں SOLUTRE کے مقام پر اس طرح مارے گئے بے شمار گھوڑوں کے آثار ملے ہیں ۔

MAMOTH اس دور کا بہت کار آمد جانور تھا اس جانور کے بہت سے فائدے تھے ۔

1 - اس کا گوشت کھایا جا سکتا تھا اور کھانے کے بعد بھی اتنی مقدار میں ہوتا تھا کہ سکھا لیا جاتا یا دھواں لگوا کر اسے اس قابل بنا لیا جاتا کہ اسے کچھ عرصے کے لئے رکھا جا سکے یا پھر برف میں دبا کر یا برف سے ڈھکی ہوئی زمین میں دبا کر محفوظ کر لیا جاتا تھا ۔

2 - اس کی بڑی کھال نہ صرف پہننے کے لئے کپڑے بنانے کے کام آتی بلکہ خیموں کی چھت ڈالنے کے لئے بھی کار آمد ثابت ہوتی تھی ۔

3 - مشرقی یورپ میں ان ہاتھیوں کے بڑے بڑے دانتوں اور ہڈیوں سے خیموں کا فریم بنایا جاتا تھا جس کے اوپر اسی کی کھال ڈال کر خیمہ تیار کیا جاتا ۔

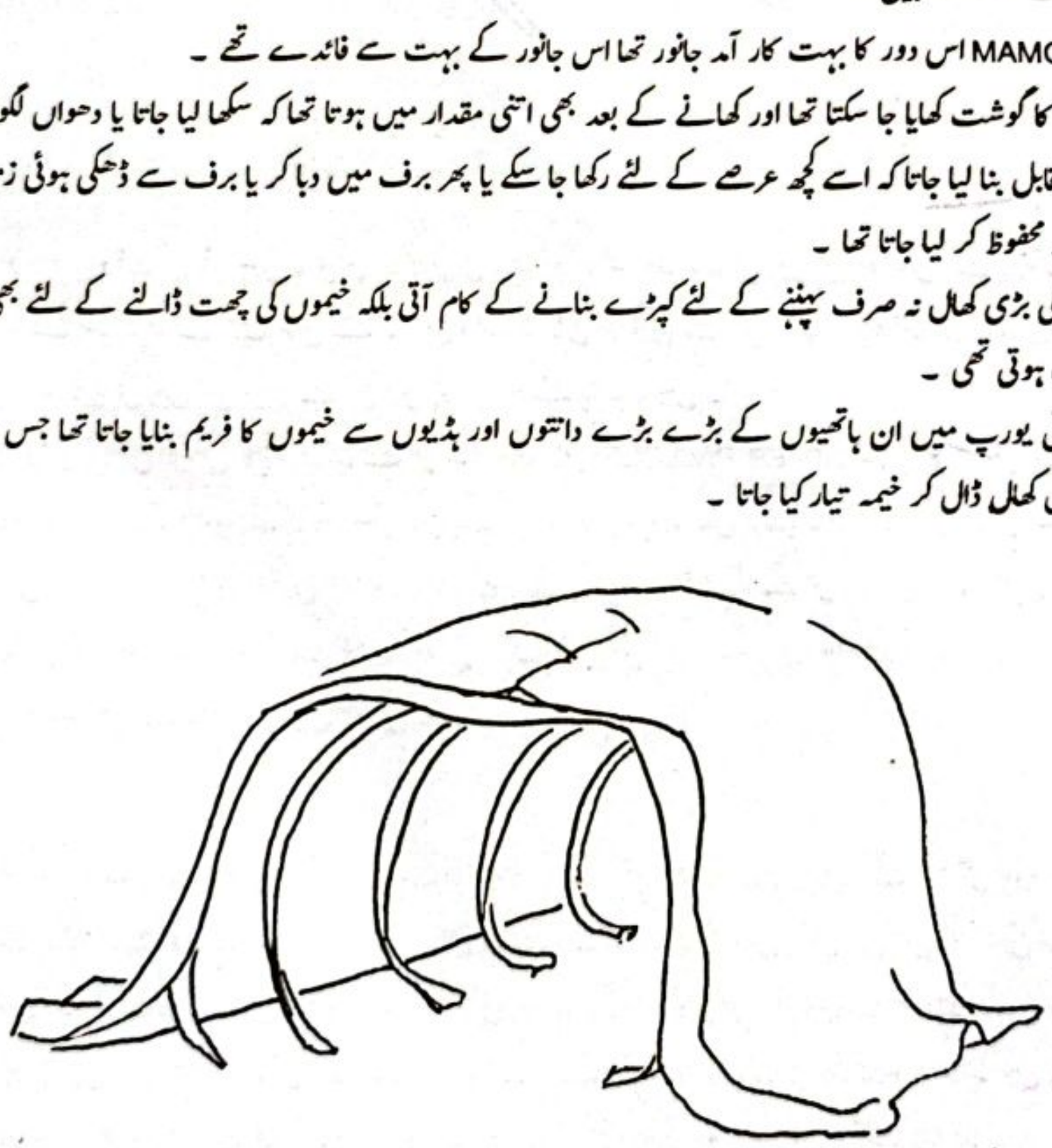

تصویر نمبر 12:
MAMOTH کی ہڈیوں کی مدد سے تیار کیا ہوا خیمہ

4 - کھال جہاں زمین کو چھوتی وہاں MAMOTH ہی کی بھاری ہڈیاں اوپر رکھ دی جاتیں تاکہ خیمہ تیز ہواؤں میں بھی کھڑا رہے ۔

5 - یہی ہڈیاں پیس کر جلانے کے کام بھی آتی تھیں ۔

6 - ان کے جسم کی بے پناہ چربی سے دیئے جلائے جاتے تھے ۔

7 - ان کی کھال کے بالوں کو بن کر پہننے کے لئے یا خیموں کے اوپر ڈالنے کے لئے کپڑا تیار کیا جاتا یا پھر پاؤں میں پہننے کے لئے ایک طرح کے جوتے بنائے جاتے لیکن 10 ہزار B.C تک یہ کار آمد جانور تقریباً ختم ہو گیا اور بہت نایاب ہو گیا ۔ اس کی نایابی کے دو وجوہات تھیں ایک تو یہ کہ جب UPPER PALEOLITHIC دور کے آخر میں موسم گرم ہوا تو جو زمین پہلے برف سے ڈھکی تھی بہت زرخیز ہو گئی وہاں پر بہت گھنے جنگلات اگ آئے اور میدان جو کہ MAMOTH جیسے بڑے جانور کی چراہ گاہیں تھے جنگل اگنے کی وجہ سے کم ہو گئے ۔ دوسری وجہ ان کا اندھا دھند شکار تھا کہ جس کی بدولت انسان نے یہ قیمتی جانور نہ صرف یورپ بلکہ امریکہ سے بھی ختم کر ڈالا ۔

اس دور میں انسان کو شکار کے لئے نسبتاً کم محنت کرنی پڑتی تھی ۔ کیونکہ اس نے لکڑی کے تیر کمان اور نیزہ پھینکنے والے ہتھیار بنا لئے تھے جس کی وجہ سے وہ کچھ فاصلے ہی سے جانور پر حملہ آور ہو سکتا تھا اور اسے قریب جا کر شکار کرنے اور اس طرح خطرہ مول لینے کی ضرورت نہ رہی تھی ۔

اس کے علاوہ انسان نے مچھلی پکڑنے کا کانٹا بھی بنا لیا تھا تصاویر موجود ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ جگہوں پر SALMON مچھلی کا شکار کیا جاتا تھا ۔ مچھلی کے شکار میں کوئی خطرہ نہیں تھا اور نہ ہی زیادہ محنت کرنی پڑتی تھی ۔

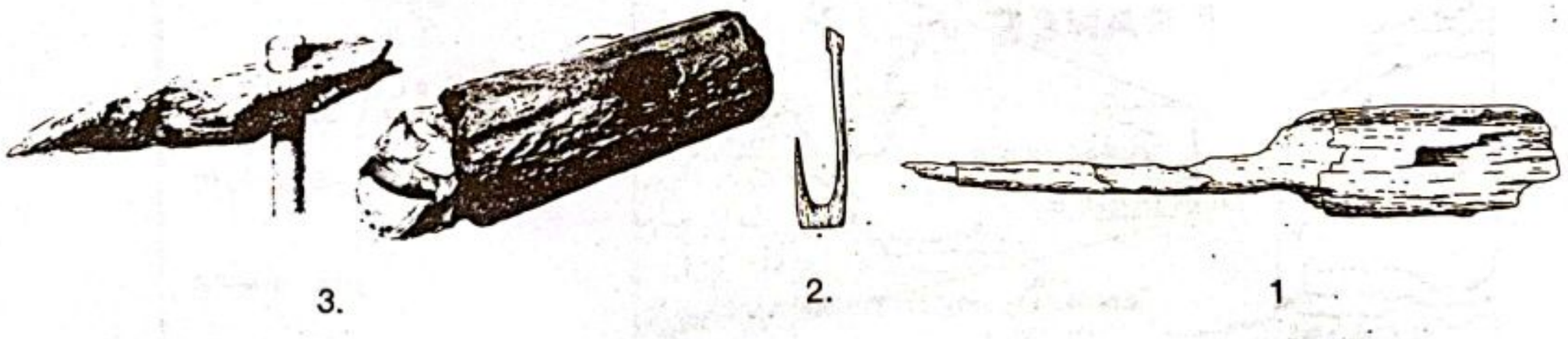

تصویر نمبر 13:

UPPER PALEOLITHIC دور میں بنا ہوا (1) کشتی کا چپو، (2) مچھلی پکڑنے کا کانٹا اور (3) ہتھوڑا

آرٹ

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اس دور ہی کے شروع میں انسان نے آرٹ کی طرف رجوع کیا ۔ ہر گروہ کا اپنا ایک ماہر آرٹسٹ ہوتا تھا جو کہ اپنی اس غیر معمولی اہلیت کی وجہ سے بالآخر مذہبی رہنما (PRIEST) کے رتبے تک پہنچ جاتا

تھا ۔ یہ اندازہ آج بھی آجکل کے زمانے میں پرانے طرز پر رہنے والے لوگوں کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے (نیو گنی میں رہنے والے MALANESIAN لوگ ایسے معاشرے کی ایک مثال ہیں) ان لوگوں کو دیکھ کر یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ آرٹ کا جادو اور مذہبی عقائد کے ساتھ کتنا گہرا تعلق تھا اور اب بھی ہے ۔

UPPER PALEOLITHIC کا آغاز وہ دور تھا جب شدید سردی اور برف نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا ۔ جانور شدید سردی سے بچنے کے لئے ایسی وادیاں ڈھونڈتے جہاں پہاڑوں کی اوٹ میں وہ برفانی ہواؤں سے پناہ لے سکیں ۔ ان "جانوروں کی شکل میں خوراک" کی موجودگی کی وجہ سے انسان بھی ایسی وادیوں میں رہائش اختیار کرتے ۔ فرانس میں DORDOGNE کا علاقہ ایک ایسی ہی وادی میں ہے اسی لئے اس علاقے میں کئی سو کی تعداد میں UPPER PALEOLITHIC زمانے کی غاریں اور رہائش گاہیں دریافت ہوئی ہیں ۔ چنانچہ اس دور کے انسان کی نسل کا نام CROMAGNON بھی اسی علاقے میں لیسایزیز (LESEYZIES) کے مقام پر واقع ایک غار کے نام پر رکھا گیا ہے ۔ فرانس کا یہ علاقہ اور اس سے ملحقہ سپین (SPAIN) کا علاقہ اب تک اس دور کے آثار اور تصاویر کی سب سے قیمتی دریافت ہے ۔

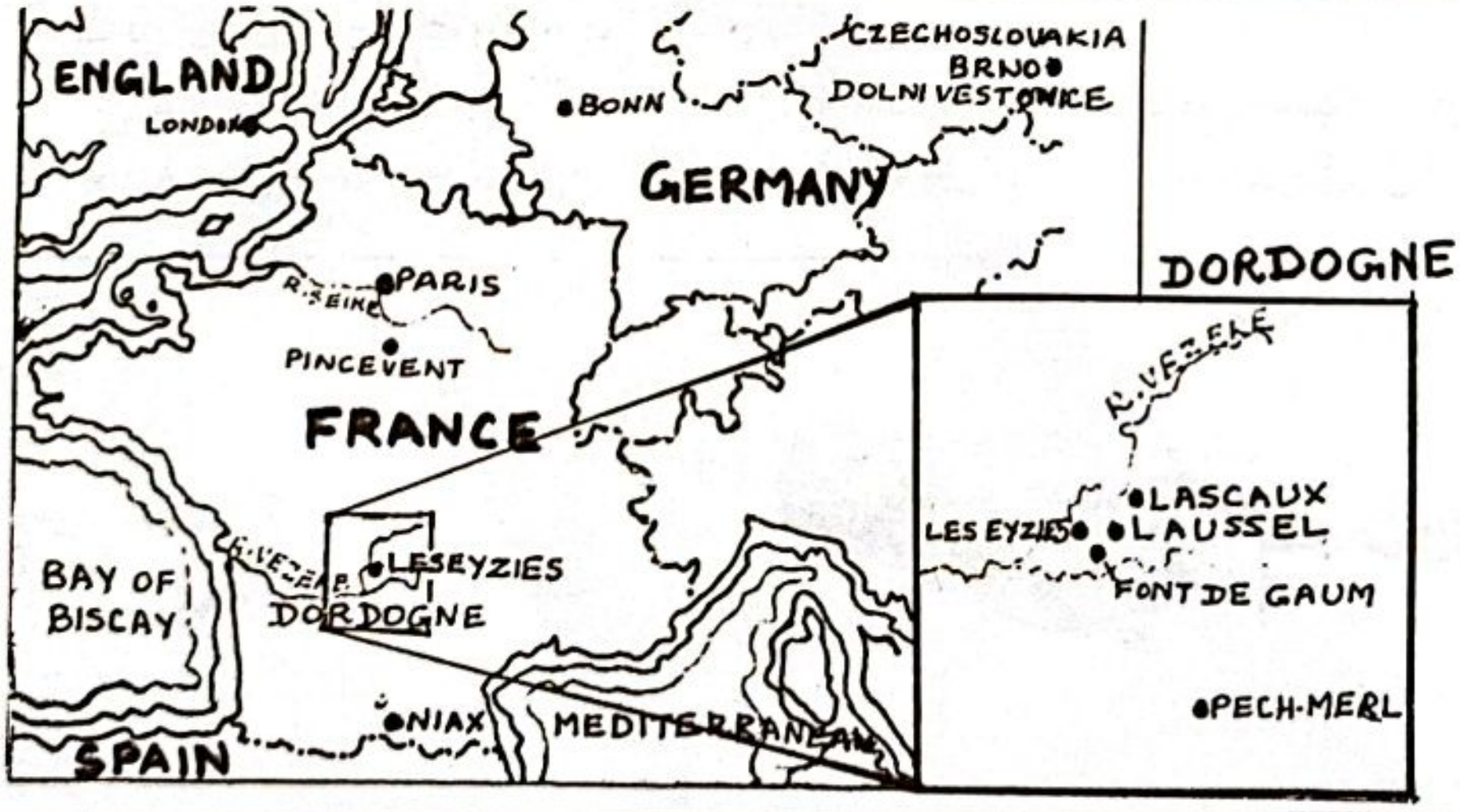

تصویر نمبر 14:
ملک فرانس میں واقع DORDOGNE کے علاقے کا نقشہ ۔ جہاں عہد سنگ کی بہت سی غاریں ہیں ۔ یہ علاقہ ہسپانیہ کی سرحد کے قریب ہے ۔

تصویر بنانے کے پہلے تجربات

تصویر بنانے کا خیال انسان کو بہت سی وجوہات کی بنا پر آیا ہو گا اور شروع میں تو انسان نے صرف آڑھی ترچھی لائنیں لگا کر تصویریں بنانے کا آغاز کیا ہو گا ۔ تصویریں بنانے کے چند پہلے پہلے تجربات جو ماہرین نے اب تک دریافت کئے ہیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 - غاروں کی دیواروں پر بھالو کے پنجوں سے جو متوازی لائنیں بن جاتی تھیں ۔ انسان نے یقیناً انہیں دیکھ کر اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے یہ لائنیں خود لگانے کی کوشش کی ہو گی ۔ پھر کبھی غاروں کی دیواروں سے مٹی اتارتے وقت انسان کی انگلیوں سے جو متوازی لائنیں دیوار پر بنتی ہونگی تو انہیں دیکھ کر بھی انسان کا جی چاہا ہو گا کہ بغیر کسی وجہ سے یا ضرورت کے ویسی لائنیں لگائے ۔ نیچے دی ہوئی تصویر میں بھی یہ متوازی لائنیں لگا کر دیوار پر تصویر بنائی گئی ہے ایسی لائینوں کو MEANDERINGS کہتے ہیں اور ایسی MEANDERING لائنیں ہمیں LAPILETA اور GARGAS کے غاروں سے ملی ہیں ۔

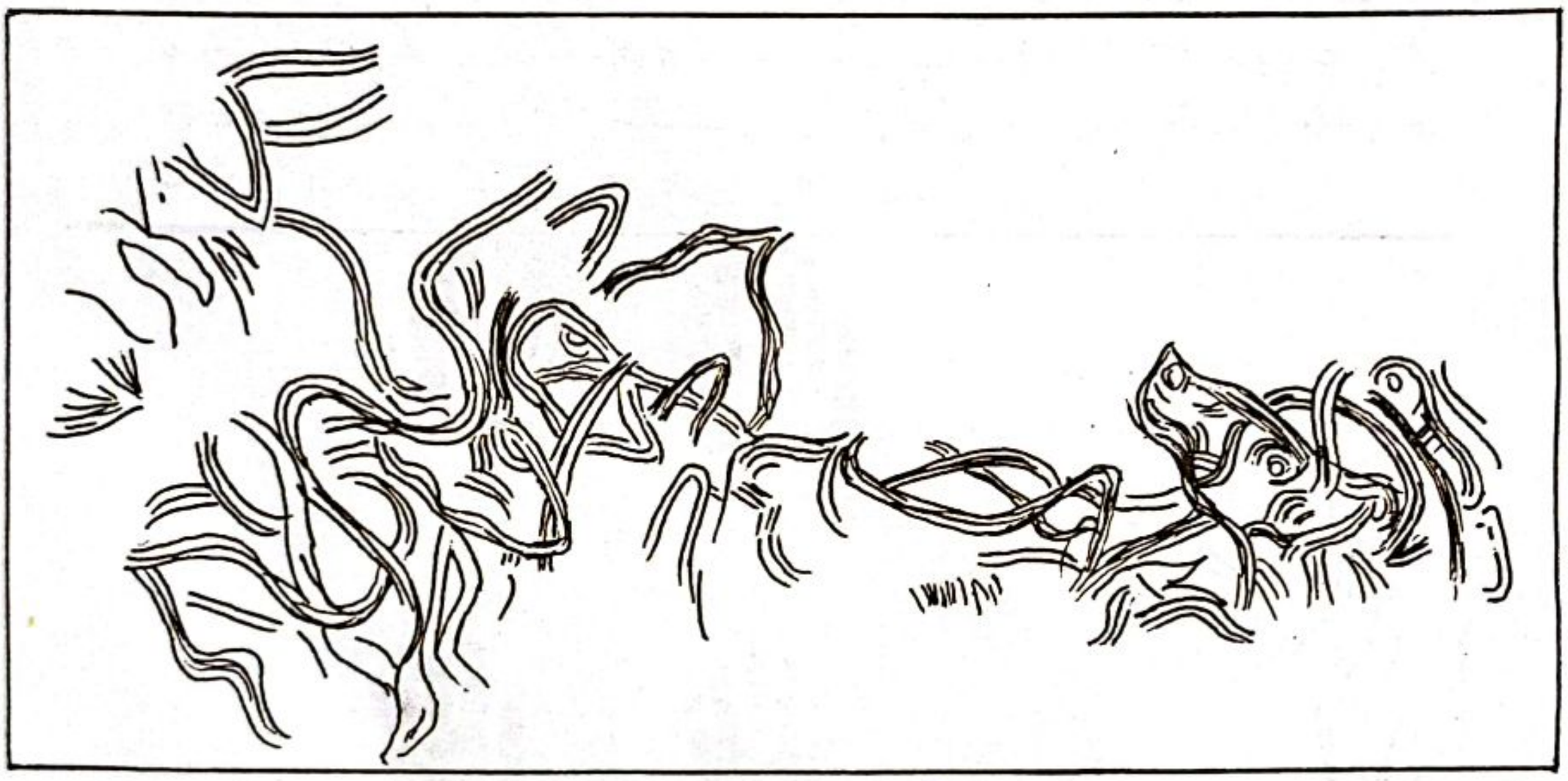

تصویر نمبر 15:
غاروں کی دیوار پر انگلیوں سے بنائی گئی متوازی لائنیں جنہیں MEANDERINGS کہتے ہیں ۔

تصویر نمبر 16:
ہڈی پر کھرچ کر ENGRAVE کی ہوئی انسان کی ابتدائی تصویری کوشش

2 - جانوروں کی ہڈیوں سے گوشت اتارتے وقت انسانی اوزاروں سے ہڈیوں پر لائنیں پڑی ہوں گی تو انسان کا جی چاہا ہو گا کہ ان آڑھی ٹیڑھی لائنوں کی بجائے خود ہڈیوں پر لائنیں لگا کر کچھ نہ کچھ بنائے اس طرح اس نے ہڈیوں کی شکل ہی بدل ڈالی ہو گی ۔ وقت کے ساتھ ساتھ اور تجربات کرتے کرتے یہ بے تکی لائنیں ڈیزائن یا جانور کی شکل اختیار کر گئی ہوں گی ۔

3- ان لوگوں کے دیئے کی مدھم روشنی جب غاروں کی ناہموار دیوار پر پڑتی ہو گی تو دیواروں کی ناہموار سطح پر ابھرنے والے سائے یقیناً عجیب و غریب شکلیں بناتے ہوں گے PALEOLITHIC انسان نے ان سایوں میں کچھ شکلیں ڈھونڈی ہوں گی جن کے گرد لائنیں لگا کر انہیں تصاویر میں ڈھال دیا ہو گا ۔ بعد میں ان لائینوں کے بیچ رنگ لگا کر تصویر کو مکمل کر دیا ہو گا ۔

4- بارش کی وجہ سے گیلی مٹی کسی کے پاؤں کو لگ کر غار کے اندر سوکھ گئی ہو گی تو انسان نے دیکھا ہو گا کہ مٹی تو رنگ چھوڑتی ہے اس کی وجہ سے انسان نے گیلی مٹی لگا کر دیوار پر ہاتھ کے ٹھپے لگائے ہوں گے ۔ بعد میں دیوار پر ہاتھ رکھ کر اس کے آس پاس رنگ لگایا ہو گا رنگ لگانے کی اس طرز کو STENCILLING کہا جاتا ہے ۔ بعض اوقات منہ میں رنگ بھر کر کسی کھوکھلی سرکنڈے کی شاخ یا کسی کھوکھلی ہڈی میں سے پھونک مار کر دیوار پر لگایا ہو گا خیال کیا جاتا ہے کہ رنگوں کے ساتھ یہ انسان کا پہلا تجربہ تھا ۔

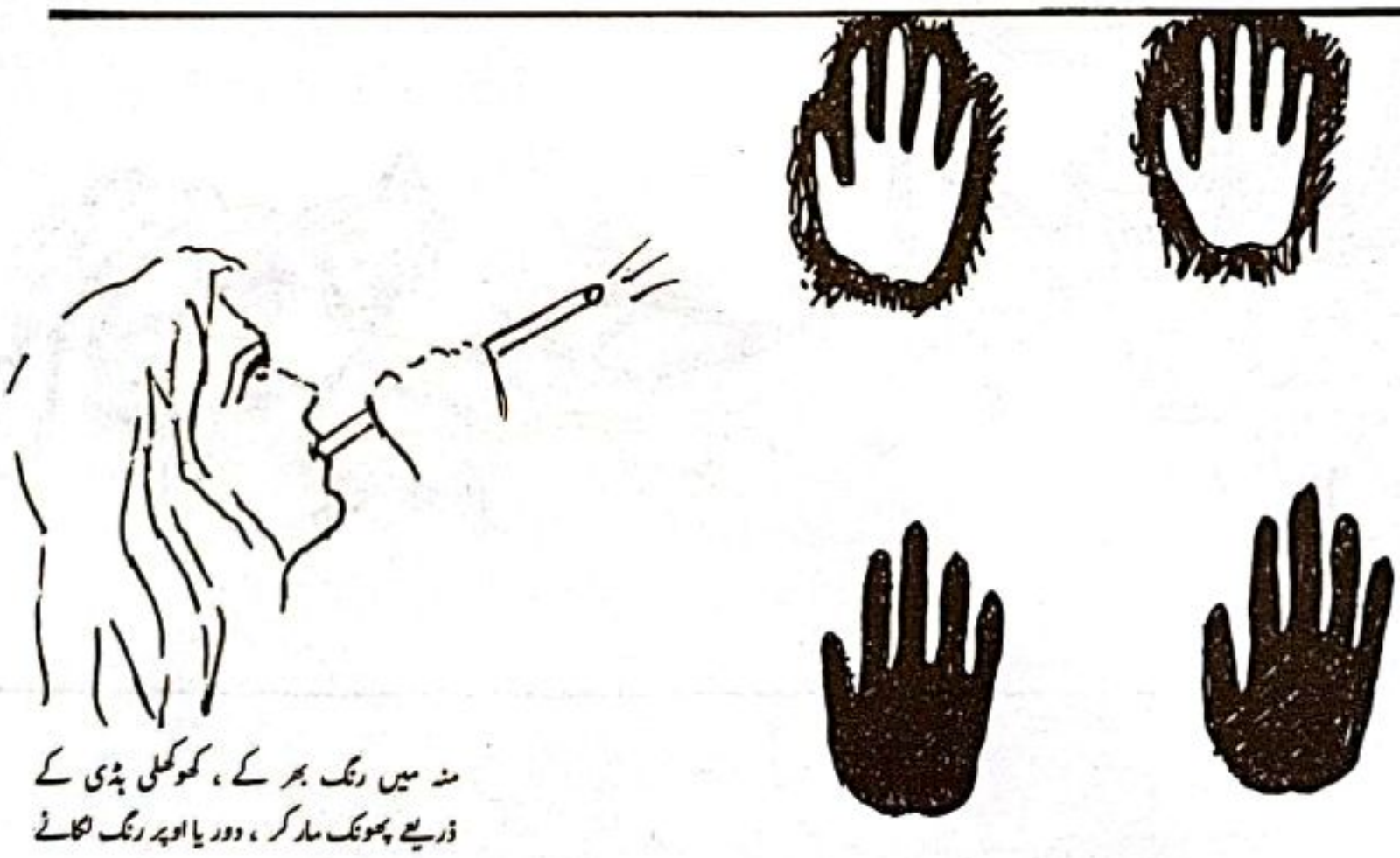

منہ میں رنگ بھر کے ، کھوکھلی ہڈی کے ذریعے پھونک مار کر ، دور یا اوپر رنگ لگانے کا طریقہ ۔

تصویر نمبر 17:
تصویروں کے گرد لگائے گئے ہاتھ کے پرنٹ اور STENCIL ایسی تصویر صفحہ 74 پر ہے ۔

تصویر میں دکھائے گئے یہ ہاتھ کے ٹھپے (PRINT) اور STENCIL اتنی زیادہ تعداد میں بنائے گئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے انسان کو رنگوں کا تجربہ بہت پسند آیا ۔ بعد میں اس طرح کے STENCIL اور PRINT تصاویر کے گرد بھی لگائے گئے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم آرٹسٹ اپنی بنائی ہوئی تصویروں کے گرد اپنے دستخط کر رہے تھے ۔ انسان نے بہت عرصے تک صرف مٹی ہی کے رنگ استعمال کئے ۔

5- شکار کے دوران جنگل میں چلتے ہوئے کسی شکاری کو کوئی ایسا پتھر نظر آیا ہو گا جو کسی جانور یا کسی جانی پہچانی چیز سے مشابہت رکھتا ہو گا ۔ اس کو اٹھا کر انسان نے غور سے دیکھا ہو گا اور کافی عرصہ صرف مشاہدے پر ہی اکتفا کیا ہو گا لیکن یقیناً اسے اس پتھر کو دیکھ کر خود اپنی مرضی کے مطابق پتھر کھرچ کر یا کاٹ کر کچھ بنانے کا خیال

آیا ہو گا اور انسان نے SCULPTURE اور CARVING کی ابتدا کی ہو گی (کسی سطح کو کھرچ کر یا کھود کر بنائی ہوئی تصویر کو CARVING کہتے ہیں جب کہ پتھر یا لکڑی کاٹ کر بت بنانے کو SCULPTURE کہا جاتا ہے) ۔

تصویر بنانے کی وجوہات

مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ UPPER PALEOLITHIC لوگوں نے کسی نہ کسی ضرورت کے تحت یا کسی وجوہات کے بنا پر تصاویر اور SCULPTURE بنائے ہوں گے ۔ چند وجوہات ماہرین نے اخذ کی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :۔

پہلی وجہ

پہلی وجہ ان لوگوں کی زندگی میں شکار کی بہت اہمیت تھی شکار ہی سے ان کی خوراک اور لباس کی ضروریات پوری ہوتی تھیں اگر شکار نہ ملتا تو بھوک کا ڈراؤنا بھوت ان کے سر پر منڈلاتا رہتا ۔ اس لئے شکار کے بارے میں یہ لوگ بہت وہمی تھے اور اپنے شکار کے لئے جادو کر کے خود اعتمادی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ۔ شکار پر جانے سے پہلے یہ طرح طرح سے جادو کی رسمیں ادا کرتے تھے ۔ جس میں جانور کی کھال پہن کر ڈانس ہوتا اور آخر میں شکار کی تصاویر بنا کر ان کو تیر مارے جاتے اس کی وجہ سے ان کے خیال میں انہیں اگلے دن شکار ملنے میں آسانی ہو سکتی تھی ۔ اسوقت کی بہت سے غاروں میں جانوروں کی تصویریں ملی ہیں جن پر تیر کی تصویر بنی ہوئی ہے ۔

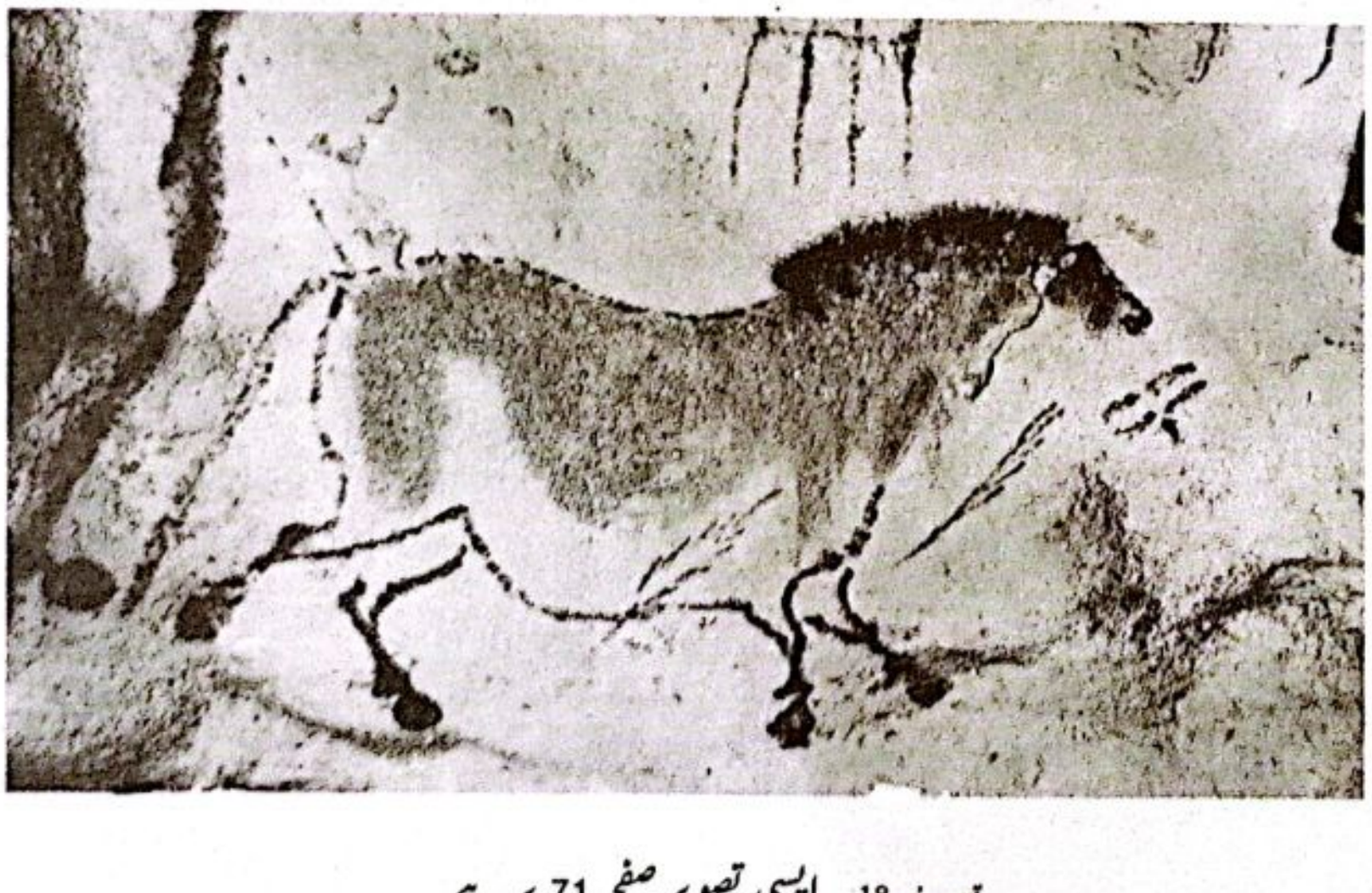

تصویر نمبر 18 ایسی تصویر صفحہ 71 پر ہے ۔

اگلے صفحے پر ایک ایسی تصویر میں انسان کی تصویر بھی شامل ہے لیکن اس کی دانستہ طور پر کوئی تفصیل نہیں بنائی ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے انسان کی تصویر بناتے ہوئے وہ لوگ ڈرتے تھے کہ کہیں اس پر جادو نہ ہو جائے ۔ اس تصویر کے بارے میں بعد میں تفصیلاً تبصرہ کیا جائے گا ۔ (صفحہ 72 پر)

تصویر نمبر 19 غار میں بنائی گئی مشہور تصویر WELL SCENE تفصیل صفحہ 72 پر ہے ۔

گیلی مٹی دیوار کو لگا کر اس پر انگلی سے گھوڑے کی تصویر بنا کر اسمیں بے شمار چھید کر دیئے گئے ہیں ۔

یہ تصویر نفاست کے لئے نہیں بنائی گئی بلکہ CRUDE طریقے سے بنائی گئی ہے مقصد صرف یہ ہے کہ جانور کی پہچان ہو سکے جس میں کہ تیر لگائے ہیں ۔

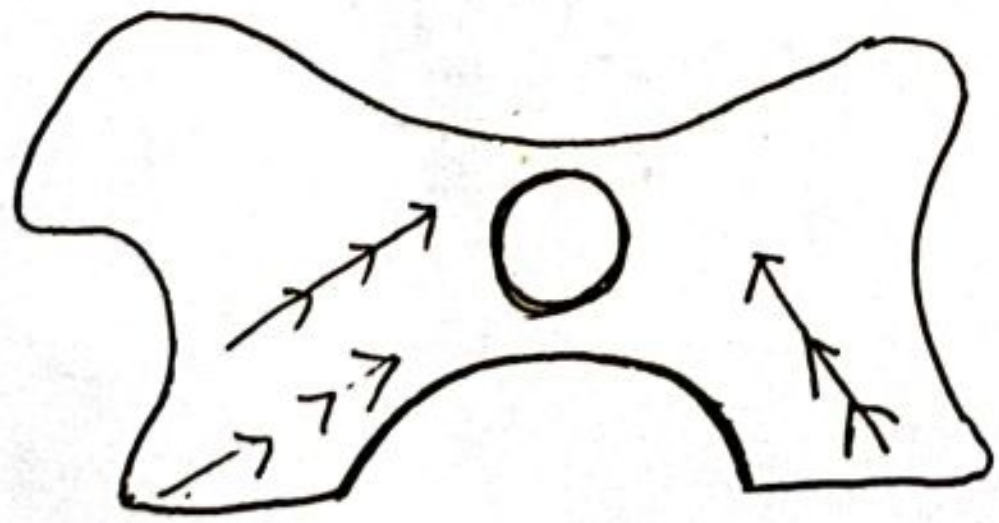

تصویر - 20 -

کسی نامعلوم جانور یا بارہ سنگھے کے سینگ سے SCULPTURE بنا کر اس میں نہ صرف چھید کئے گئے ہیں بلکہ کسی نوکدار چیز سے کھرچ کر چھوٹے چھوٹے تیر بھی بنائے گئے ہیں ۔

ان تصویروں اور SCULPTURE کو دیکھ کر بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ تصاویر PALEOLITHIC لوگوں کی زندگی میں جادو کی اہمیت رکھتی تھیں اور اسی مقصد کے لئے بنائی گئی تھیں ۔ آج بھی ایسے معاشرے موجود ہیں جہاں تصویروں کے ذریعے جادو کیا جاتا ہے کہ کسی دشمن کی تصویر یا بت میں سوئیاں چبھا کر یہ کوشش کی جاتی ہے کہ وہ مر جائے یا اسے اذیت پہنچے ۔ یا پھر دشمن کا کپڑا جلا کر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔

یقیناً یہ روایت PALEOLITHIC لوگوں سے چلی آ رہی ہے ۔ کیونکہ اسی مقصد کے لئے وہ لوگ شکار کے لئے نکلنے سے پہلے جادو کی رسم ادا کرتے تھے ۔ یہ رسمیں غاروں کے اندرون ترین حصوں میں ادا کی جاتی تھیں ۔ شمالی ہسپانیہ کی کچھ غاریں تو نہایت دور زمین کے اندر تک چلی جاتی ہیں جہاں کوئی بھی بغیر ضرورت کے نہ جاتا ہو گا ۔ اور ان میں رہائش کے کوئی آثار بھی نہیں ۔ ایک غار کا راستہ پہاڑ کے اندر آدھا اوپر کی طرف جاتا ہے پھر ایک دم سیدھا کافی نیچے کی طرف جاتا ہے اور بہت سی بھول بھلیوں میں گزر کر تصویروں والی غاروں میں پہنچتا ہے ۔ ایسی غاروں کو دیکھ کر یہ بات تو یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ان غاروں کو صرف کسی جادو کی رسم کی ادائیگی کے لئے استعمال کیا گیا ہو گا ۔

اسی طرح انہوں نے لاتعداد جانوروں کی تصاویر بنائی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں یہ امید تھی کہ اگر وہ جانور کی تصویریں بنائیں گے تو اصل جانور خود بخود ان کے قابو میں آ جائے گا ۔ اسی لئے انہوں نے جانوروں کی تصویریں تو بہت بنائیں لیکن مچھلیوں اور پرندوں کی بہت کم تصویریں ملی ہیں ۔ کیونکہ ان دونوں کے شکار میں انسان کو کوئی خاص دشواری نہ تھی اور اس لئے ضرورت نہ تھی کہ ان کو جادو کے ذریعے قابو میں لایا جائے ۔

تصویر - 21:
اس تصویر میں انسان نے جادو کی رسم ادا کرنے کیلئے جانور کی کھال پہن رکھی ہے اور سر پر بارہ سینگھے کے سینگھ لگا رکھے ہیں ۔

کچھ تصویریں ایسی بھی ہیں جس میں انسان جانور کی کھال پہنے ہوئے ہے ۔ تصویر میں انسان نے سر پر بارہ سینگھے کے سینگھ لگا رکھے ہیں ۔ ان تصویروں سے بھی جادو کی رسم کی نشاندہی ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ انسان کی تصویر بہت ڈر کر بناتے تھے اور جو بناتے بھی تو اس میں کوئی تفصیل نہیں دکھاتے تھے کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں تصویر کی وجہ سے انسان پر جادو نہ چل جائے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تصویر بنانے سے ان کے خیال میں جانور کی نسل کی افزائش ہو اور انہیں زیادہ شکار ملے ۔

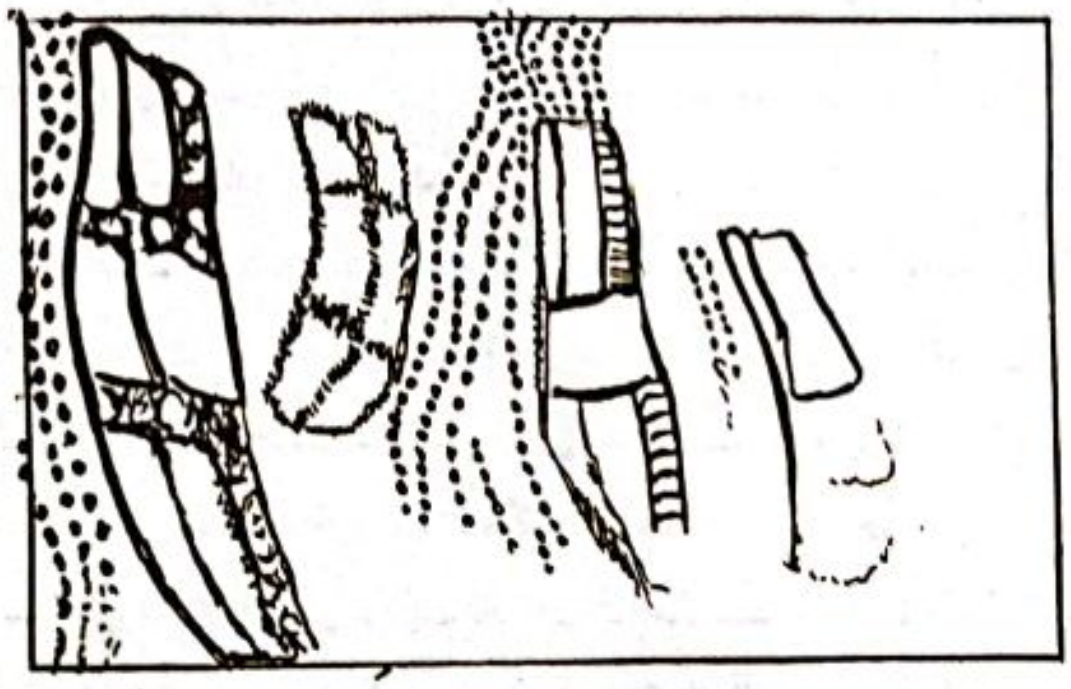

تصویر نمبر 22:
وہ نشانات اور مختلف اشکال کی علامات جنہیں بنا کر PREHISTORY کے انسان نے لکھائی کا آغاز کیا ۔

دوسری وجہ

تصویر بنانے کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اس زمانے میں کوئی لکھی ہوئی زبان نہ تھی ۔ آپس میں بات چیت کیلئے تو انہوں نے مختلف جگہوں پر الگ الگ زبانوں میں بول چال 30,000 B.C. سے شروع کر دی تھی لیکن لکھی ہوئی زبان نہ ہونے کی صورت میں آنے والی نسلوں کے لئے اپنے حاصل کردہ تجربات کا علم چھوڑنے اور پیغامات چھوڑنے کے لئے وہ تصویروں کا استعمال کرتے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ چند تصویروں کے اوپر جو نکتے لائینیں اور چوکور نشانات ہیں وہ کسی قسم کی علامات (SYMBOL) یا اشارے ہیں جن سے اُس دور کے انسان نے تصویروں کے ساتھ ملا کر لکھائی کا آغاز کیا ۔ لیکن ماہرین ان علامات کو سمجھنے سے قاصر ہیں اگر ان علامات کو سمجھا جا سکے تو ہم اپنے آباؤ اجداد کے بارے میں بہت زیادہ معلومات حاصل کرنے کے قابل ہو جائیں ۔

تیسری وجہ

اسوقت انسان کی نظر میں اپنے دوسرے انسانی ساتھیوں کی بہت اہمیت تھی ۔ شکار کرتے وقت یا مشکل حالات کا مقابلہ کرتے وقت انسان کو اپنے ہی جیسے ہمدرد ساتھی یعنی کسی دوسرے انسان کی بہت ضرورت تھی ۔ اسوقت پوری دنیا کی آبادی صرف تقریباً پچاس لاکھ تھی جو کہ اتنی وسیع دنیا پر پھیلی ہوئی تھی ۔ اسوقت ایک انسان کی اوسط عمر 40 سال سے زیادہ نہیں ہوتی تھی ۔ بچے پیدا تو بہت ہوتے تھے لیکن ان کی موت کے امکانات بہت تھے ۔ عورت کی زندگی تیس سال سے کم ہوتی تھی اور مرد چالیس سال سے پہلے ہی مر جاتے ۔ جو اتنی عمر کو پہنچتے وہ بہت عقلمند سمجھے جاتے تھے کیونکہ آدھی آبادی تو پندرہ سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے مر جاتی تھی ۔ انسان نے ساری مخلوق کو اپنا تابع کر لیا تھا لیکن پھر بھی زندگی بہت پر خطر تھی ۔ نہ صرف اسے جانوروں سے خطرہ تھا بلکہ موسم کی سختیاں ، شکار کے خطرات یہاں تک کہ کسی دوسرے گروہ کے انسانوں سے بھی جان کا خطرہ تھا ۔ اس لئے شروع ہی سے انسان نے اپنے گروہ میں افزائش نسل کے عمل کو بہت اہمیت دی اس پر برتری ظاہر کرنے کے لئے اور اسے قائم رکھنے کے لئے انسان نے برہنہ عورتوں کے بہت سے بت بنائے جو حمل کی حالت میں ہیں ۔ ان سب بتوں کو وینس VENUS کا نام دیا جاتا ہے ۔

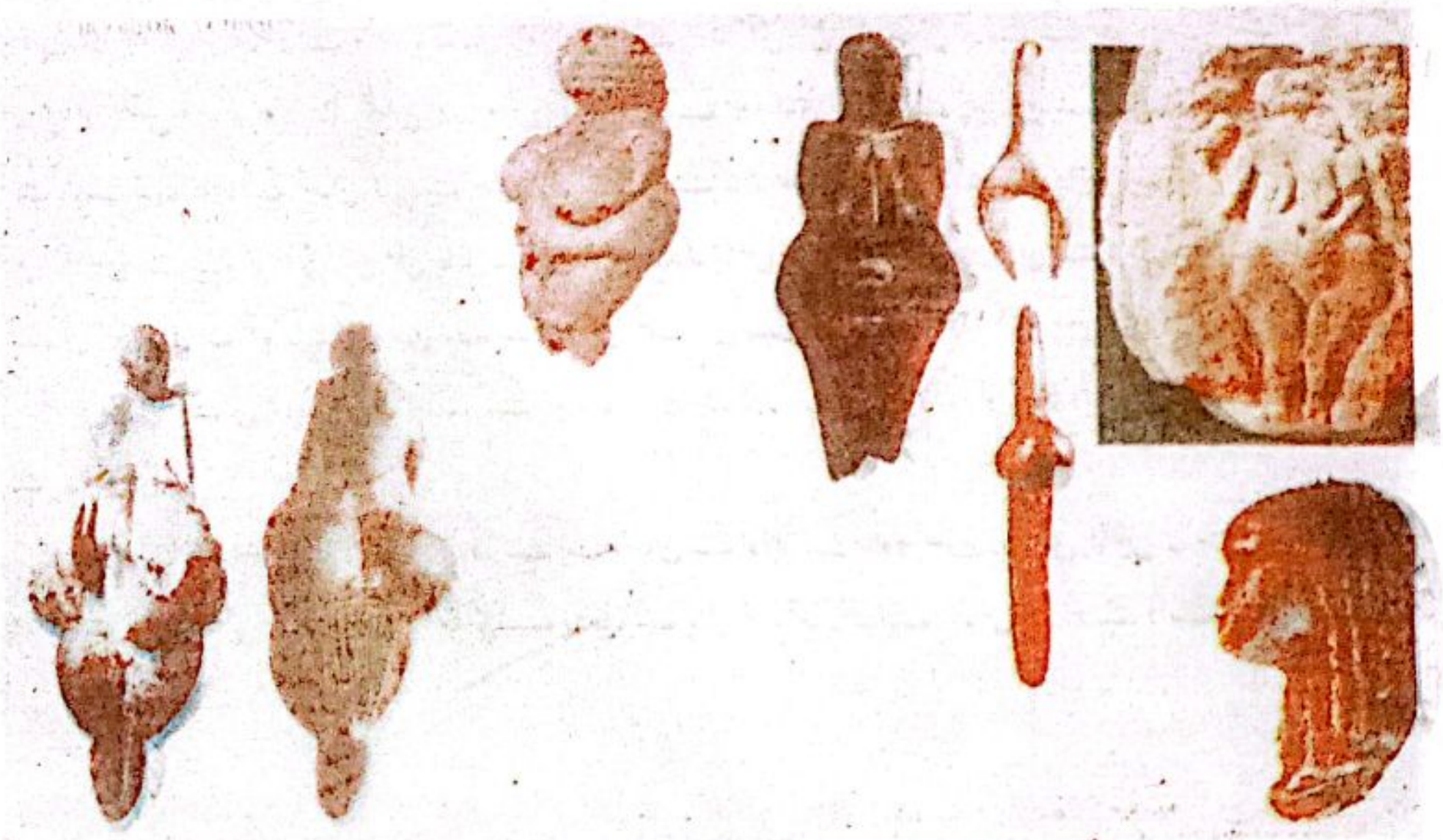

تصویر نمبر 23:
مختلف اقسام کی VENUS جنہیں PREHISTORY کا انسان افزائشِ نسل کیلئے جادو کی رسموں میں استعمال کرتا ہو گا ۔

مختلف اقسام کی VENUS

یہ VENUS کے بت یورپ کی بہت سی جگہوں سے ملے ہیں ۔ ان تمام بتوں کی ایک مشترکہ بات یہ ہے کہ ان سب کے چہروں پر کوئی نقش نہیں ہے ۔ ان سب میں مشہور بت VENUS OF WILLENDORF ہے ۔ اس پر بھی چہرے کے نقوش نہیں بنائے گئے صرف بالوں کی لائینیں لگائی گئی ہیں ۔ اس کے برعکس جسم کا اوپر کا دھڑ بہت وضاحت سے بنایا گیا ہے اور ایک حاملہ عورت کی تمام خصوصیات ظاہر کرتا ہے ۔ اس طرح کی چودہ حاملہ VENUS ملی ہیں جن میں کسی کا بھی چہرہ نہیں بنایا گیا اور ساری تفصیل گردن سے لے کر ٹانگوں تک میں بنا دی گئی ہے ۔ یہ بت چھوٹے چھوٹے ہیں ۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ان حاملہ عورتوں کے بت بنا کر وہ لوگ افزائش نسل کی رسومات ادا کرتے ہوں گے ۔ بہت ممکن ہے کہ یہ رسومات زمین کے بہت اندر اندھیرے غاروں میں ادا ہوتی ہوں لیکن ان کے بارے میں ہمیں ابھی زیادہ تفصیل میسر نہیں ۔

چوتھی وجہ

تصویریں بنانے کی چوتھی وجہ انسان کی وہ حس ہے جو اسے خوبصورت چیزیں سراہنے پر مجبور کرتی ہے ۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے 80 نوے ہزار سال .B.C سے ایسے آثار موجود ہیں کہ انسان نے اپنی پرخطر زندگی میں بھی (جب کہ زندہ رہنا ہی اس کا سب سے بڑا مسئلہ اور مقصد تھا اور ہر آنے والا لمحہ اس کے لئے ایک نئی مصیبت لا سکتا تھا)

وقت نکال کر اس خوبصورت پتھر یا قدرتی چیز کو جو اسے پسند آئی جمع کیا ۔ جمع کرنے کے بعد آہستہ آہستہ اس کی نقل اتاری اور نقل اتار کر وہ اتنا مطمئن اور خوش ہوا کہ اس نے خود اپنی مرضی سے چیزیں بنانے کی جرأت کی ۔ تصویر یا بت بنانے کے کام نے انسان کو بہت خوش رکھا ۔ اس لئے کہ نہ صرف اس کی غاریں سج جاتیں بلکہ آس پاس کے حالات کی تلخیوں سے بچنے کا موقع بھی مل جاتا ۔ تاریخ گواہ ہے کہ تیس ہزار سال پہلے جس دن سے انسان ہمارے سامنے ایک فنکار کی حیثیت سے آیا ہے اس دن سے لے کر آج تک اس نے تخلیق کا یہ عمل کبھی نہیں چھوڑا اور لاتعداد آرٹ کی گیلریاں اس بات کی شاہد ہیں کہ آرٹ کے پیروکار ، پرستار اور آرٹ کے قدردانوں کا دنیا میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ۔

UPPER PALEOLITHIC ، وہ دور ہے جب انسان نے اوزار کے علاوہ تصویریں بھی بنائیں ۔ مندرجہ بالا وجوہات اور حالات نے انسان کو ایک خونخوار شکاری کے روپ سے بدل کر رفتہ رفتہ ایک حساس اور سوچنے والے انسان کے روپ میں ڈھال دیا تھا ۔

تصویریں بنانے کا سامان

UPPER PALEOLITHIC دور کے انسان نے رنگوں سے کھیلنا سیکھ لیا تھا ۔ MIDDLE PALEOLITHIC زمانے سے ہی وہ اپنے مُردوں کو دفن کرنے سے پہلے اس کے جسم پر رنگ لگاتا تھا لیکن جادو کے مقصد سے تصویریں بناتے بناتے وہ خود تصویروں کے جادو میں پھنس گیا ۔ ظاہر ہے اس وقت تصویریں بنانے کے لئے انسان کے پاس بنے بنائے رنگ تو موجود نہ تھے جو کہ آج کے آرٹسٹ کو دستیاب ہیں ۔ اس دور کے آرٹسٹ محنت کر کے خود رنگ ڈھونڈتے تھے ۔ وہ مٹی اور قدرتی دھاتوں کو پیس کر اپنی تصویروں میں رنگ بھرتے ۔ سرخ ۔ پیلا اور براؤن رنگ انہوں نے مٹی اور HEMATITE سے حاصل کیا ۔ کالا ، گہرا براؤن اور کاسنی انہوں نے مختلف قسم کی MANGANESE سے حاصل کیا ۔ ان رنگوں سے وہ لوگ گیلی LIME STONE کی دیوار اور چھت پر OUT LINE لگا لیتے بعد میں اس کے اندر رنگ بھر دیتے ۔ یہ رنگ کھوکھلی لمبی ہڈی کے ذریعے دیوار پر پھینکتے تھے یا براہ راست ہاتھ سے لگاتے تھے ایسی کھوکھلی ہڈیاں جن میں رنگ لگا ہوا ہے بہت ساری جگہوں سے ملی ہیں ان رنگوں کی خاص بات یہ ہے کہ اتنے ہزار سال بعد بھی یہ رنگ تروتازہ اور شگفتہ نظر آتے ہیں ۔ کافی دیر تک انسان نے پانی میں رنگ ملا کر استعمال کئے ۔ کئی بار مٹی کی ڈھیلی کو بھی چاک کی طرح دیوار پر لگایا ۔ لیکن جلد ہی اسے احساس ہوا کہ یہ رنگ بہت جلد اتر جاتے ہیں اس دوران اس نے کئی بار دیکھ لیا تھا کہ گوشت پکاتے وقت جانور کی چربی جب کوئلوں کے ساتھ مل جاتی ہے تو بہت گہرا اور پکا کالا رنگ بناتی ہے انہوں نے یہ تجربہ دوسرے رنگوں کے ساتھ بھی آزمایا اور رنگ کو پیس کر پانی کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے کی بجائے جانور کی چربی میں پکا کر استعمال کرنا شروع کیا اس طرح تیار کئے ہوئے رنگ رکھنے کے لئے انسان نے جانوروں کے بازو اور ٹانگوں کی کھوکھلی ہڈیاں استعمال کیں ۔ کندھے کی ہڈی چونکہ چپٹی ہوتی ہے اس لئے اسے رنگ ملانے کے لئے پلیٹ (PALETTE) کے طور پر استعمال کیا گیا ۔ رنگ لگانے کے لئے شروع میں انہوں نے اپنی انگلیاں استعمال کیں لیکن بعد میں درخت کی شاخوں کو چبا کر نرم کر کے برش بنایا ۔ درختوں پر لگی ہوئی کائی

اور پرندوں کے پروں کو بھی برش کے طور پر استعمال کیا گیا ۔ لیکن بہترین برش انہیں جانور کی کھال کے بالوں سے ملا ۔ یہ بال انہوں نے پرندوں کے اعضاء کی کھوکھلی ہڈی میں پھنسا کر یا باندھ کر استعمال کئے ۔

رنگ لگانے کے لئے سب سے پہلے طریقے کا ذکر تو ہم کر ہی چکے ہیں ۔ وہ لوگ رنگ منہ میں بھر کر کسی سرکنڈے کی شاخ جو کہ بیچ میں سے کھوکھلی ہوتی ہے یا کھوکھلی ہڈی کے ذریعے پھونک مار کر دیوار پر رنگ لگاتے تھے ۔

اس طرح اونچی جگہوں پر پھونک مار کر رنگ پھینکا جا سکتا تھا ۔ بہت سی جگہوں سے جو ہاتھ رکھ کر آس پاس رنگ لگا ہوا ملا ہے وہ اسی طریقے سے لگایا گیا ہے ۔ یہ لوگ کبھی تو پتھر کے اوزار سے رگڑ کر غار کی دیوار کی سطح ہموار کرتے تھے یا دیوار کی ناہمواری کو تصویر کا حصہ بنا کر اس سے فائدہ اٹھاتے اور جانور کے اعضاء اُبھارنے کے لئے دیوار کا اُبھرا ہوا حصہ استعمال کرتے تھے ۔

یہ لوگ گیلی مٹی لیپ کر اس کی سطح پر انگلیوں سے تصویریں بناتے یا پتھر کی دیوار پر پتھر کے اوزاروں سے کرید کر تصویر کی OUTLINE بنا کر بیچ میں تصویر کشی (PAINTING) کرتے تھے ۔ جانور کی تصویر میں روشنی کا تاثر دینے کے لئے وہ لوگ ساری تصویر میں رنگ لگا کر اسے کہیں کہیں رگڑ دیتے اور اس طرح اس رنگ میں ہلکا اور گاڑھا رنگ دیکھانے میں کامیاب ہو جاتے ۔

یہ تصویریں غاروں کے سب سے اندھیرے اور اندرونی حصہ میں مشعل یا دیئے کی روشنی میں بناتے تھے اور ان اندھیرے غاروں میں جہاں روشنی کی ایک کرن بھی نہ پہنچ پاتی تھی یہ لوگ اپنے فن سے اس روشن دنیا کی زندگی کی علامتوں سے دیواریں بھر دیتے تھے ۔ کچھ غاروں تک تو رینگ کر یا سینے کے بل لیٹ کر جانا پڑتا ہے ۔ پتھر کے اوزاروں سے پتھر ہی پر نقش بنانا بھی آسان نہ ہو گا ۔ لیکن ان مشکلات اور ناکافی سامان کے باوجود انہوں نے گراں قدر آرٹ کے نمونے تخلیق کیے ۔

UPPER PALEOLITHIC زمانے کو ماہرین نے تین ادوار میں بانٹا ہے ۔

پہلا AURIGNACIAN دور

دوسرا SOLUTREAN دور

تیسرا MAGDALANEAN دور

AURIGNACIAN

یہ دور جب شروع ہوا تو دنیا پر گرم موسم طاری تھا ۔ اس کے دوران میں آخری برفانی دور شروع ہو گیا یہ وہ دور ہے جب انسان نے تصویر کشی شروع کی ۔ آج تک ماہرین یہ پتہ نہیں لگا سکے کہ اتنے ہزار سال کوئی آرٹ تخلیق کیے بغیر رہنے کے بعد انسان نے ایکدم سے 30 چالیس ہزار سال پہلے تصویریں کیوں بنانا شروع کیں ۔ شروع میں انسان نے نرم مٹی پر ہاتھ کا ٹھپہ لگایا بعد میں اس کے گرد رنگ بھی لگایا ۔ (30 ہزار سال .GARGAS B.C غار) کئی بار ہاتھ کے ٹھپے میں ٹیڑھی انگلیاں دیکھ کر اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ قربانی کی رسومات کے ساتھ ان تصویروں کا ضرور کوئی تعلق تھا ۔

اس کے علاوہ فرانس میں NIAUX کے قریب ایک غار میں نرم مٹی میں پاؤں کی ایڑی کے نشان ایک دائرے کی صورت میں لگے ہوئے ملے ہیں جو کہ شائد کسی ایسی قدیم رسم کی نشاندہی کرتے ہیں جس میں ڈانس کیا جاتا تھا ۔

بعد میں جب جادو کی رسومات ادا کرنے کے لئے انسان نے جانوروں کی تصویریں بنائیں ۔ شروع میں تو کسی نوک دار پتھر سے جانور کے خاکے (OUT LINE) کو دیوار پر کرید دیا ۔ ایسی کریدی ہوئی تصویریں بہت سی غاروں سے ملی ہیں اس کے علاوہ انہوں نے بہت دفعہ کالے یا کسی گاڑھے رنگ سے جانور کی OUT LINE لگا کر تصویر بنائی ۔ اس دور میں ہلکی BACKGROUND پر ایک ہی گاڑھے رنگ میں تصویریں بھی بنائیں جن کو SILHOUETTE تصاویر کہا جاتا ہے ۔ ایسی تصویروں کی مثال اور تفصیل آگے جا کر دی گئی ہے ۔ (صفحہ 64 پر).

اِسی دور کے دوران GRAVETTIAN تہذیب شروع ہوئی جو کہ AURIGNACIAN دور سے شروع ہو کر SOLUTREAN دور تک چلی ۔ GRAVETTIAN تہذیب کے دوران سارے یورپ میں چھوٹے چھوٹے عجیب و غریب بت ملے ہیں یہ بت عورتوں کے ہیں ۔ لیکن ان میں عجیب بات یہ ہے کہ کسی بت کے بھی سر یا پاؤں نہیں بنائے گئے ۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے یہ بت VENUS کہلاتے ہیں ۔ کسی حد تک یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یہ افزائش نسل کی رسومات کے دوران استعمال ہوتے ہوں گے ۔ (صفحہ 50 - 51 پر)

SOLUTREAN

یہ سارا دور برفانی دور تھا ۔ اس دور کی سب سے زیادہ قابل ذکر بات اس دور کے اوزار اور ہتھیار ہیں ۔ ہے ان کا تجربہ جتنا وسیع ہوا اتنے بہتر ان کے اوزار ہوتے ۔ انہوں نے پتھر کو FLAKE (یعنی تہوں میں کاٹنے) کا طریقہ نکال لیا تھا ۔ اس طرز کے اوزاروں کو BLADE طرز کے اوزار کہا جاتا ہے ۔ انسان لکڑی یا ہڈی کے ہتھوڑے استعمال کر کے FLINT پتھر کے اوپر سے لمبے لمبے BLADE اتارتا جو کہ پہلے کی نسبت لمبے اور سیدھے بھی ہوتے ۔ SOLUTREAN زمانے کے اوزار سارے PALEOLITHIC دور کے پتھر کے کام سے نہ صرف شکل کے اعتبار سے بہت معیاری ہیں بلکہ ان کا پتھر توڑنے کا طریقہ بھی بہت باضابطہ ہے ۔ ان پتھروں کو نزاکت سے توڑا گیا ہے کہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے اوپر سے جو چھوٹے چھوٹے FLAKE اتار کر انہیں تیز کیا گیا ہے وہ پتھر کی سخت چوٹ سے نہیں بلکہ ایک خاص طریقے ہڈی یا لکڑی کی ہلکی ضرب لگا کر بہت صبر سے تیز سے تیز تر بنائے گئے ہیں ۔ (صفحہ 30 - 31 پر)

MAGDALANEAN

دور کو سارے PALEOLITHIC دور کا سنہری دور کہا جاتا ہے ۔ کیونکہ اس دور میں جو تصویریں ENGRAVE اور CARVE کی گئی ہیں وہ آج بھی دنیا کے کسی خطے کے کسی بھی دور کے آرٹ کا بخوبی مقابلہ کر سکتی ہیں ۔ اس دور کے انسان نے 13000 B.C. سے لیکر 9000 B.C. تک جو خوبصورت اور نایاب آرٹ کے نمونے تیار کیے انہیں دیکھکر آج بھی دنیا دنگ ہے ۔ اندھیرے لمبے راستوں سے گزر کر زمین کے اندر جا کر مشعل اور دیئے کی روشنی میں بنائی ہوئی

یہ تصاویر اپنے خوبصورت رنگوں اور ماہرانہ ڈرائینگ (DRAWING) کی وجہ سے دنیا کے نادر آرٹ کے نمونوں میں شمار ہوتی ہیں ۔ اس دور کا سب سے قیمتی ذخیرہ فرانس میں دریائے VEZERE کی وادی میں ہے یہ CORROGNE کے ہے اور اس کے شہر LESEYZIES کے آس پاس آٹھ غاروں میں اس دور کی نایاب تصاویر بنی ہوئی ہیں ۔ (تصویر صفحہ 38 پر)

UPPER PALEOLITHIC آرٹ کی قسمیں

گذشتہ صفحات میں بہت سی جگہوں پر سرسری طور پر ذکر کیا جا چکا ہے کہ UPPER PALEOLITHIC دور میں کس کس قسم کا کام کیا جاتا تھا اس دور کے آرٹسٹ ہر جگہ الگ الگ قسم کا کام کرتے تھے ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاگرد اپنے استاد سے تصویریں بنانے کے طریقے سیکھ کر ان طریقوں کو اسی جگہ جاری رکھتے تھے ۔ اور اس طرح ایک ہی طرز کا آرٹ ایک جگہ مدت تک رائج رہتا ۔ ان لوگوں نے SCULPTURE اور تصویر کشی (PAINTING) میں مندرجہ ذیل قسم کے کام کئے ۔

SCUPTURE کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو چار قسم کا کام سامنے آتا ہے ۔

SCULPTURE IN ROUND – 1

SCULPTURE IN RELIEF – 2

CARVING – 3

ENGRAVING – 4

مثال نمبر 1

SCULPTURE IN ROUND پتھر کاٹ کر بُت بنانے کو SCULPTURE کہتے ہیں ۔ یہ بت کسی دیوار یا سطح سے الگ تھلگ پوری گولائی میں بنایا جاتا ہے اور چاروں طرف سے دیکھا جا سکتا ہے ۔ جب کہ RELIEF کسی دیوار یا چپٹی سطح پر کاٹ کر اس طرح بنائی جاتی ہے کہ اس کا پیچھے والا رخ دیوار کے ساتھ ہی رہتا ہے اور کاٹا نہیں جاتا اس طرح RELIEF صرف سامنے سے دیکھی جاتی ہے ۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ بت تراشی یعنی SCULPTURE انسان کا سب سے پہلا فنی اظہار ہے ۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ بت ایسے اجزاء سے بنے ہیں جو PERISHABLE یعنی ختم ہونے والے نہیں تھے ۔ ان میں ہاتھی دانت اور پتھر کے بت شامل ہیں جو آج بھی قائم ہیں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان سے پہلے تصویریں بنی ہونگی ۔ لیکن تصویروں کے اجزاء کیونکہ PERISHABLE یعنی تباہ ہونے والے تھے ۔ اس لئے وہ آج ہمیں دستیاب نہیں ۔ GRAVETTIAN تہذیب کے جتنے (14?) بھی VENUS کے بت ملے ہیں ماہرین ان کو 30,000 تیس ہزار B.C. سے لے کر بیس (20) ہزار B.C. تک کے درمیان کی تاریخ سے منسوب کرتے ہیں ۔ یہ بات

تو اب یقینی ہے کہ AURIGNACIAN دور میں یہ بننے شروع ہو چکے تھے اور SOLUTREAN دور تک بنتے رہے ۔ کیونکہ GRAVETTIAN تہذیب یورپ میں ان دونوں ادواروں کے دوران موجود تھی ۔ یہ تہذیب فرانس سے لے کر روس تک پھیلی ہوئی تھی ۔ ان بتوں کی ٹھیک تاریخ اور تیار کرنے کی جگہ معلوم نہیں ہو سکی ۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے گئے ہوں ۔

ان VENUS کے بتوں کو دیکھ کر ایسا احساس ہوتا ہے کہ پرانے آرٹسٹ ان بتوں کو تخلیق کر کے زندگی اور زندہ رہنے پر کسی قسم کا اختیار حاصل کرنا چاہتے تھے ۔

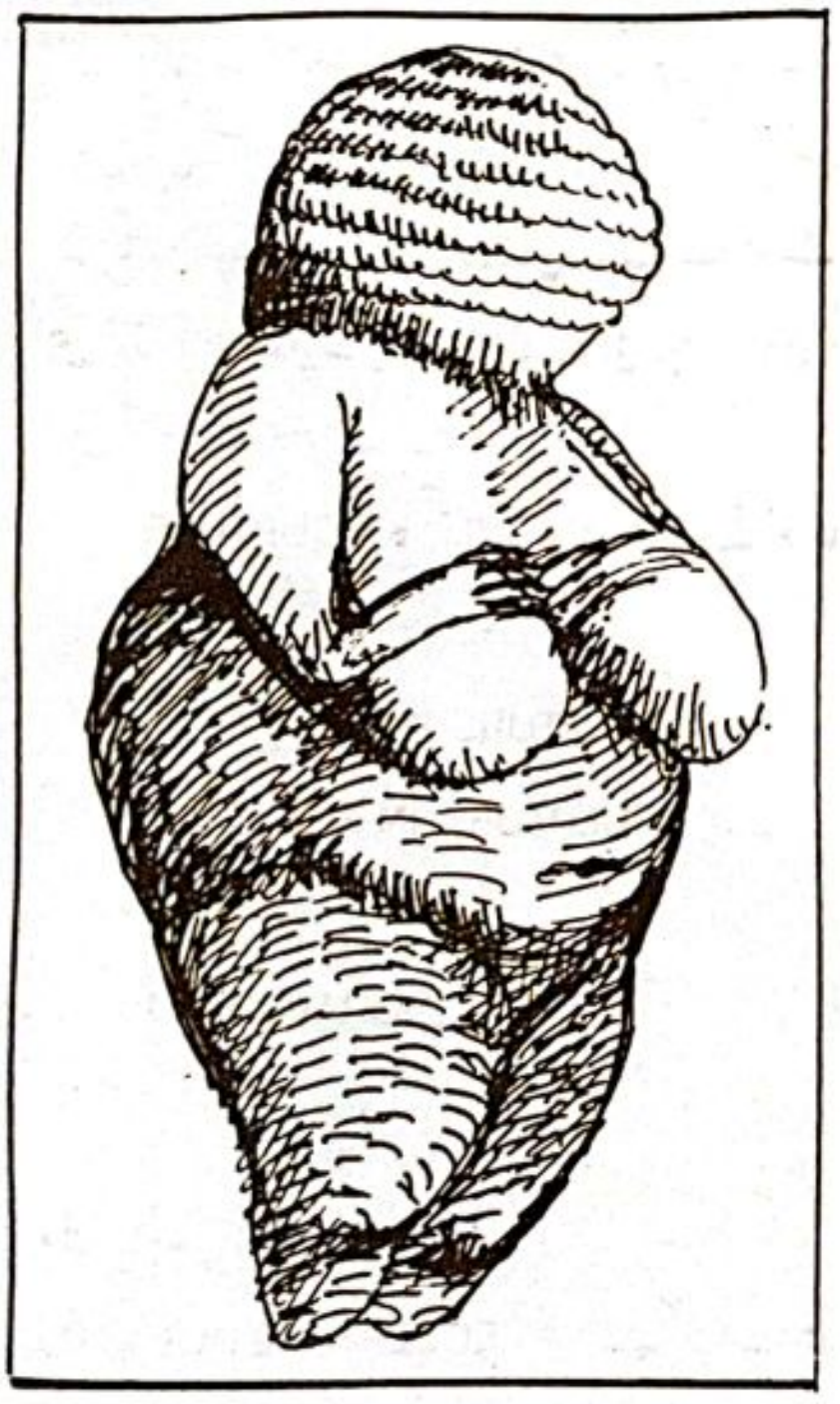

تصویر نمبر 24: VENUS OF WILLENDORF

VENUS OF WILLENDORF

یہ UPPER PALEOLITHIC دور میں بنائی گئی VENUS کا سب سے مشہور بت ہے ۔ اس کی ساخت کی تاریخ تیس ہزار .B.C سے لے کر پچیس ہزار .B.C کے درمیان ہے ۔ ساڑھے چار انچ لمبا عورت کا بت جو کہ LIME STONE پتھر کا بنا ہوا ہے ۔ اور ایسا لگتا ہے جیسے بناتے وقت اس کو کسی رنگ میں رنگا ہوا تھا ۔ اس بت میں بنائی ہوئی عورت کا مبالغہ آمیز موٹاپا جلد کی نرمائش کا بھی احساس دلاتا ہے ۔ اس میں چھاتی پیٹ اور کولہوں کو خاص وضاحت سے عورت کے حمل کی حالت کو واضح کیا گیا ہے ۔ جب کہ اس کے بازو اور ہاتھ بہت لاپرواہی سے بنائے گئے ہیں بلکہ صرف لائنیں کرید کر دکھائے گئے ہیں ۔ ٹانگیں موٹی ہیں اور پاؤں نہیں بنائے گئے ۔

اس عورت کا کوئی چہرہ نہیں گھنگھریالے بالوں نے اس کا آدھا سر چھپا رکھا ہے لیکن اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں کہ اسے FERTILITY یعنی افزائش نسل کی علامت کے طور پر بنایا گیا ہے ۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے بت کسی قسم کی جادو کی رسم کے دوران استعمال میں لائے جاتے ہوں گے یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں CHARM یا تعویز کے طور پر استعمال کیا جاتا ہو کیونکہ یہ اتنا چھوٹا ہے کہ ہاتھ میں پکڑا جاسکتا ہے ۔

مثال نمبر 2 -

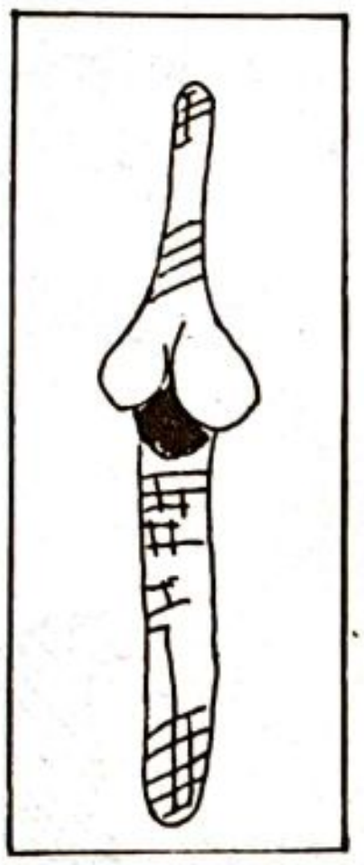

مثال نمبر 3

مثال نمبر 4

تصویر نمبر 25 - 26 - 27:
عورت کا بت جو اتنا STYLIZE کیا گیا ہے کہ ایک علامت بن گیا ہے ۔

مثال نمبر 2 - WOMAN FROM LESPUGNE

وہ بت ہے جو کہ اسی افزائش نسل کے مقصد کے لئے بنایا گیا ہے ۔ اس کا بھی چہرہ نہیں جب کہ اس کی چھاتی پیٹ اور کولہوں کو موٹا دکھایا گیا ہے ۔ لیکن یہ REALISTIC نہیں ہے کافی حد تک STYLIZE کر کے ڈیزائن کی صورت میں بنا دیا گیا ہے اس طرح اصل عورت کی بجائے ایک علامت ہمارے سامنے آتی ہے ۔ یہ بت ہاتھی دانت میں بنا ہے اس کی لمبائی ساڑھے پانچ انچ ہے ۔

مثال نمبر 3 - دوسری تصویر بھی ایک ہاتھی دانت کے SCULPTURE کی ہے جو کہ چیکوسلواکیہ سے ملا ہے ۔ بیس ہزار B.C. میں بنائے گئے اس چھوٹے سے مجسمے کو اس حد تک STYLIZE کیا گیا ہے کہ صرف عورت کی چھاتی بنا کر اسے عورت کی علامت بنا دیا گیا ہے ۔

مثال نمبر 4 – پکی ہوئی مٹی یعنی TERRA COTA کی VENUS

اس بت سے یہ ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اس دور میں بھی مٹی کی چیزیں بنا کر انہیں پکانا انسان نے شروع کر دیا تھا مٹی کو آگ میں پکا کر مضبوط کرنے کے بعد بنی ہوئی چیز TERRACOTA کہلاتی ہے ۔ مثال میں جس بت کا ذکر ہے یہ TERRA COTA کا ہے ۔ اور MAMOTH کی شکار گاہ میں واقع ایک قدیم آبادی سے ملا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی بہت سے TERRACOTA کے جانوروں کے چھوٹے چھوٹے بت بھی ملے ہیں ۔ یہ VENUS بھی دوسرے VENUS کے بتوں کی طرح آرٹسٹ نے چہرے اور ہاتھ پاؤں کی طرف توجہ دیئے بغیر بنائی ہے ۔ صرف چھاتی پیٹ اور کولہوں کو وضاحت سے اور موٹا بنایا ہے ۔

تصویر نمبر 28:
ہاتھی دانت میں بنا ہوا MAN FROM BRNO

مثال نمبر 5 – MAN FROM BRNO

تصویر میں دکھایا گیا یہ ایک شکستہ سا بت ہے جو کہ ہاتھی دانت پر بنایا گیا ہے اور لگتا ہے کہ بناتے وقت یہ سترہ (17) انچ کا ہو گا یہ اسی دور میں بنایا گیا تھا جب VENUS OF WILLENDORF کو بنایا گیا تھا (یعنی تقریباً 2500 B.C. میں) یہ ہمیں چیکوسلواکیہ میں کسی آدمی کی قبر سے ملا تھا جو کہ یقیناً کسی اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اسے دفنانے سے پہلے اسے MAMOTH کے دانتوں سے بنا کر پالش کیے ہوئے موتیوں کے ہار اور 600 سیپوں سے سجایا گیا تھا ۔ اس شکستہ بت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب یہ نیا تھا تو بنانے والے نے کافی REALISTIC بنانے کی کوشش کی تھی ۔ اس کے سر پر بہت چھوٹے بال ہیں اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہیں ۔ اس کا مقصد ابھی تک سمجھ میں نہیں آ سکا کہ کیا یہ کسی کا PORTRAIT تھا یا کسی SUPER NATURAL (مافوق الفطرت) چیز کی علامت تھی ۔ لیکن جس جگہ سے یہ ملا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس آدمی کو دفنانے کی رسم میں اس بت کو استعمال کیا گیا تھا ۔ اس سے مذہبی عقائد کی موجودگی کی نشاندہی ہوتی ہے ۔

تصویر نمبر29:
WOMEN'SHEAD جو فرانس کی غار سے ملا ۔

تصویر نمبر30:(مثال7) ٹیڑھے منہ والی لڑکی کا بت

مثال نمبر 6 – WOMAN'S HEAD FROM GROTTE DU PAPE FRANCE

یہ بھی ہاتھی دانت کا بنا ہوا ہے ۔ ڈیڑھ انچ کا چھوٹا سا بت ہے جو فرانس کے ایک غار سے ملا ہے یہ بیس ہزار سال پہلے بنایا گیا تھا اور یہ انسان کے بنائے ہوئے پہلے PORTRAIT میں سے ہے ۔ اس کا ناک اور بھنویں بڑی وضاحت سے بنائی گئی ہیں ۔ آنکھوں اور منہ کو کسی خاص وضاحت سے نہیں بنایا گیا ۔

مثال نمبر 7 ٹیڑھے منہ والی لڑکی

WOMAN OF DOLNI VESTONICE

یہ بھی ایک چھوٹا سا PORTRAIT ہے جو برفانی دور کے کسی پرانے فنکار نے ہاتھی دانت میں بہت عقیدت سے بنایا ۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس کا منہ ٹیڑھا ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس لڑکی کے ٹیڑھے منہ کی وجہ سے اسے ضرور اپنے معاشرے میں ایک خاص مقام حاصل ہو گا ۔ عین ممکن ہے کہ لوگ اسے جادو سے منسوب کر کے اس سے ڈرتے ہوں اور اس طرح وہ ان پر حکومت کرتی ہو ۔ یہ بت ایک ٹیڑھے منہ والی عورت کی قبر کے قریب سے ملا ہے ۔ اس قبر میں اس عورت کے ڈھانچے نے دونوں ہاتھوں میں ایک برفانی لومڑی پکڑ رکھی ہے ۔ اس ڈھانچے کو ان لوگوں نے سرخ مٹی لگائی تھی اور اس کے اوپر MAMOTH کے کندھے کی ہڈیاں رکھی تھیں ۔ جس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ایسے منہ والی ایک حقیقی عورت تھی جس کی تصویر ان آرٹسٹوں نے آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر لی ۔ یہ قبر

BRNO سے 25 میل دور چیکو سلواکیہ کی ایک پہاڑی کی ڈھلوان پر بنے ہوئے جھونپڑے کے نزدیک واقع ہے ۔ اس جھونپڑے میں دنیا کا قدیم ترین تندور (OVEN) ہے اور قریباً 2000 چھوٹے چھوٹے پکی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے جانوروں کے بت ہیں ۔

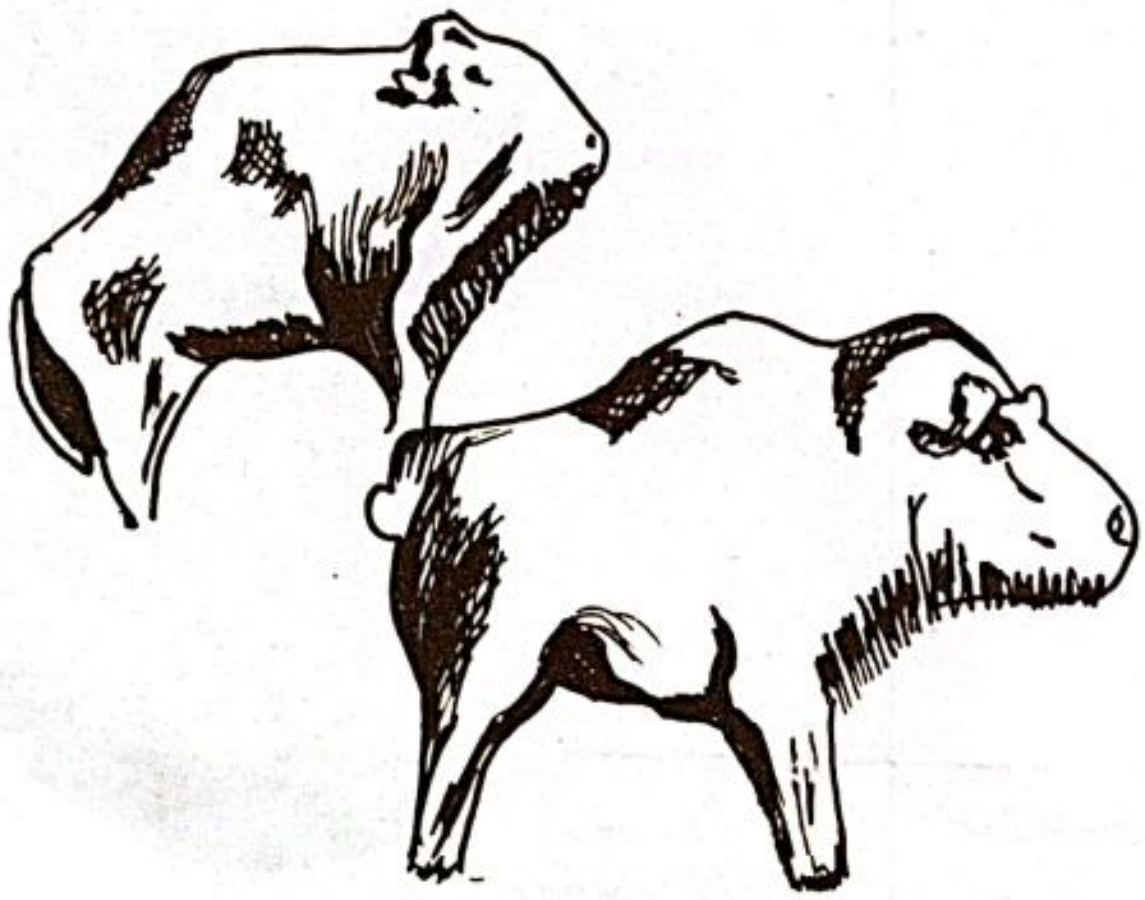

تصویر نمبر 31:
TWO BISON جو گیلی مٹی میں RELIEF میں بنے ہیں ۔

نمبر 2

SCULPTURE IN RELIEF

مثال نمبر 1 – TWO BISON : یہ گیلی مٹی سے بنائے گئے BISON کے جوڑے ہیں جو RELIEF میں بنے ہوئے ہیں ۔ انہیں فرانس کے غار TUC DU AUDOUBERT کی زمین پر اس کے دہانے سے 750 گز اندر بنایا گیا ہے ۔ ان دو BISON کے جوڑوں کی RELIEF میں ایک دوسرے سے بڑا ہے اور دونوں میں ایک نر اور مادہ دکھائے گئے ہیں ۔ نر مادہ کا پیچھا کر رہا ہے ۔ یہ HIGH RELIEF میں بنائے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ پس منظر کی سطح سے کافی اوپر کی طرف ابھرتے ہیں ۔ یہ RELIEF کافی اچھی حالت میں ہے صرف کہیں کہیں پر دراڑیں پڑ گئی ہیں ۔

مثال نمبر 2 – LAUSSEL VENUS

یہ 18 انچ لمبی RELIEF ہے اسے جنوب مغربی فرانس میں DORDOGNE کے علاقے میں ایک پہاڑ کے دامن میں واقع دیوار پر بنایا گیا ہے ۔ دوسری VENUS کی طرح اس میں بھی ایک موٹی برہنہ عورت کو بنایا گیا ہے ۔ جو کہ حمل کی حالت میں ہے ۔ اس کی چھاتی پیٹ اور کولہے بڑی وضاحت سے بنائے گئے ہیں ۔ لیکن آدھی ٹانگیں غائب ہیں ۔ چہرہ بھی نہیں بنایا گیا ۔ جب کہ گردن کے بعد کھردرا پتھر چھوڑ دیا گیا ہے ۔ ایک ہاتھ پیٹ کے اوپر لاتیں لگا کر بنایا گیا ہے ۔ جب کہ دوسرا ہاتھ بنایا ہی نہیں گیا ۔ صرف بازو ہے ۔ جس کے آگے ایک سینگ بنا ہوا ہے ۔ (اس سینگ

پر بہت سے ماہرین نے سوچ بچار اور رائے زنی کی ہے کیونکہ یہ سینگ تجسس کا باعث بنا ہوا ہے) اس پر 13 لائنیں بنی ہوئی ہیں جن کا مطلب کوئی نہیں سمجھ سکا ۔ گو سینگ بذات خود افزائش نسل یعنی FERTILITY کی علامت ہے ۔

اس RELIEF کے علاوہ بہت سی جگہوں سے جانوروں کی RELIEF بھی ملی ہیں ۔

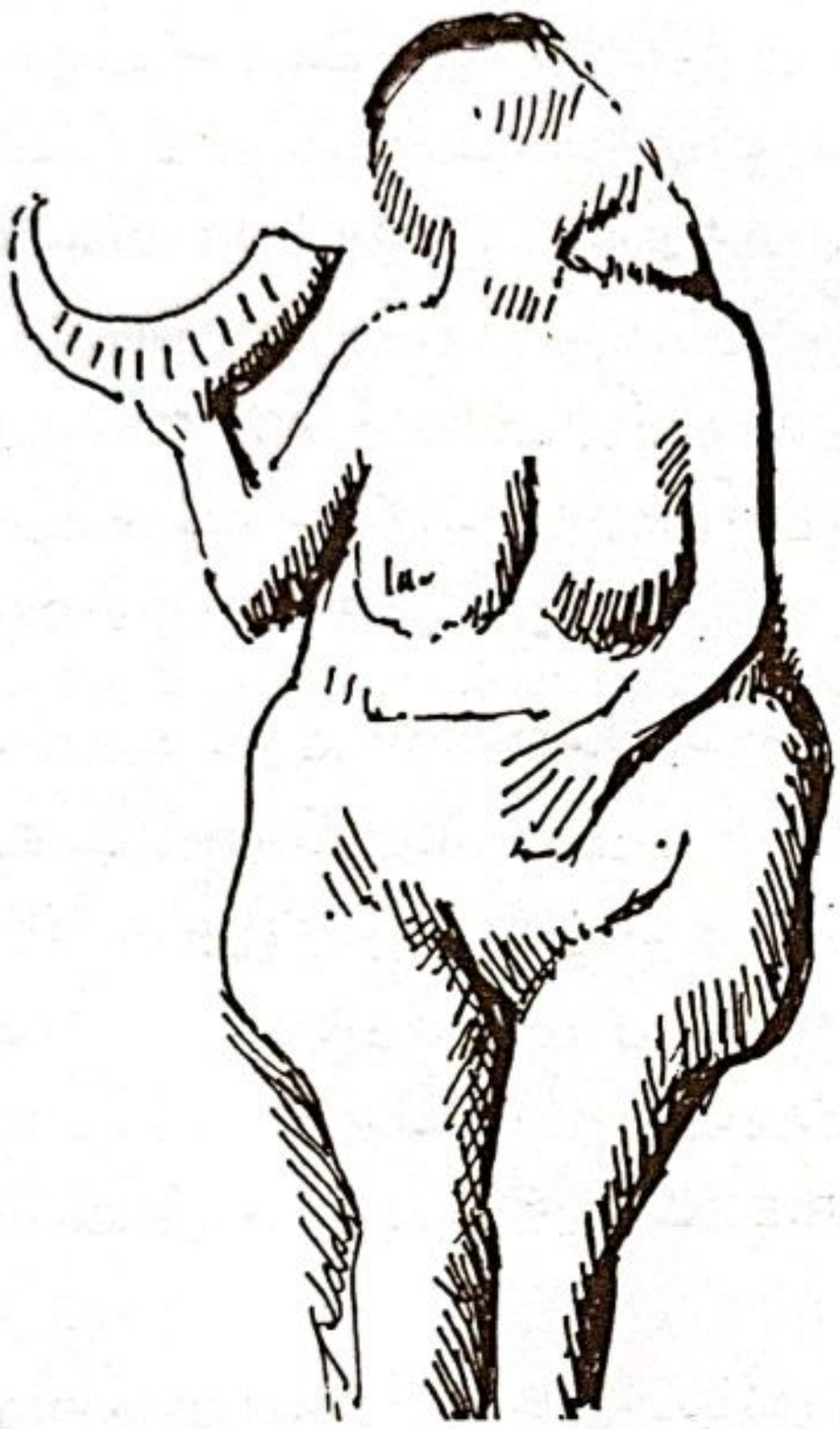

تصویر نمبر 32:
RELIEF میں بنی ہوئی LAUSSELVENUS

: ENGRAVING AND CARVING

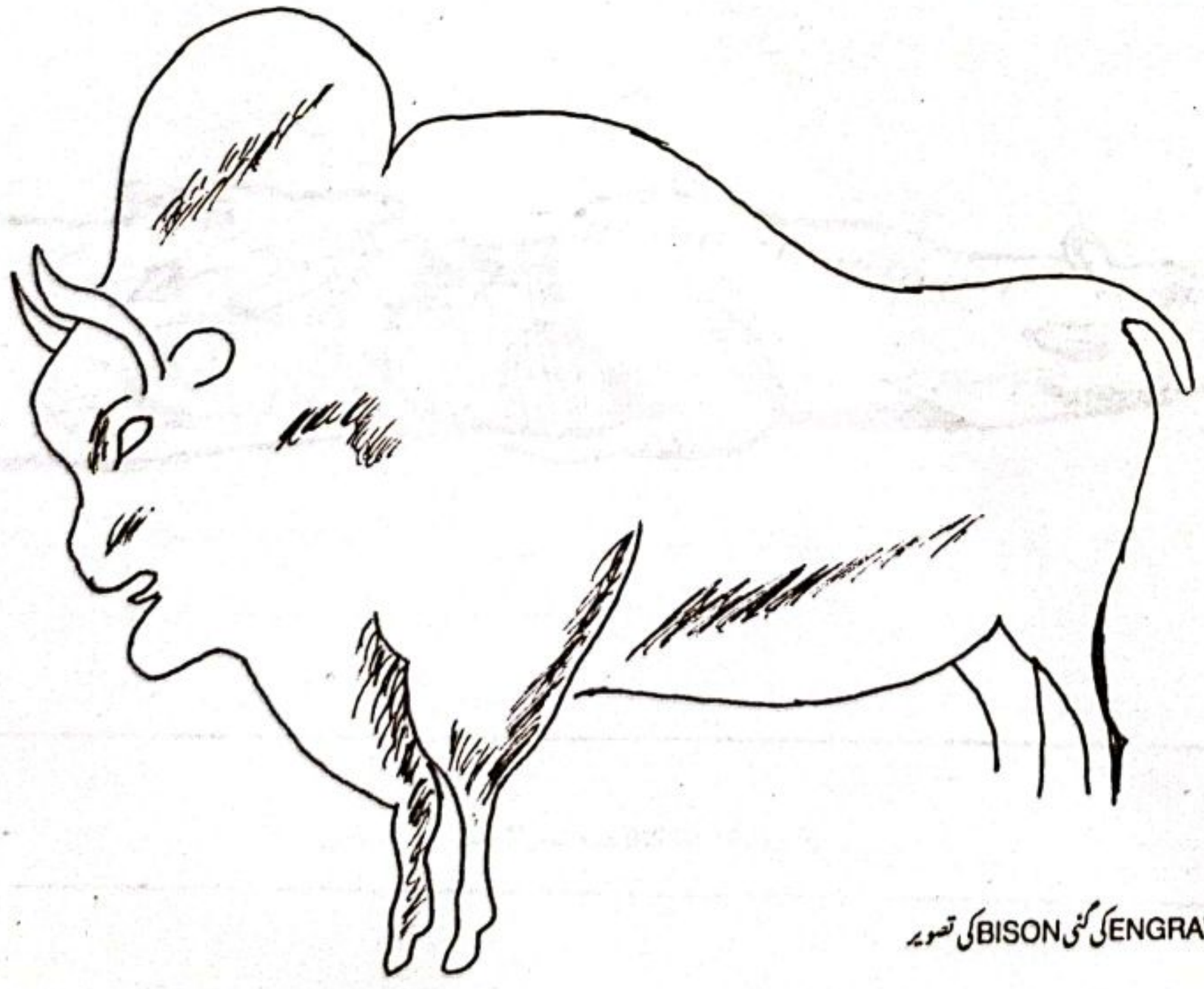

تصویر نمبر 33:
پتھر پر کھرچ کر ENGRAVE کی گئی BISON کی تصویر

AURIGNAECIAN دور کے آرٹسٹوں نے ہڈی ، سینگ اور ہاتھی دانت پر کسی نوکدار چیز سے لائنیں لگا کر تصاویر بنائیں اس طرح سے تصویر بنانے کو ENGRAVING کہتے ہیں ۔ پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ کس طرح جانور کی ہڈیوں سے کسی سخت چیز کے ساتھ گوشت اتارتے وقت انسان نے جب ہڈی پر لائنیں لگی ہوئی دیکھیں تو انہیں خود لائنیں لگا کر کوئی ENGRAVING بنانے کا خیال آیا ۔ انسان کی شروع کی بنائی ہوئی ENGRAVING بہت سادہ تھیں ۔ شروع میں کی ہوئی ان ENGRAVING میں جانوروں کے اوپر کا دھڑ ، گردن اور کمر کو بہت وضاحت سے بنایا گیا ۔ لیکن نیچے کی ٹانگیں بہت SKETCHY اور غیر واضح ہیں اس کی وجہ شائد یہ تھی کہ بھاگتے ہوئے جانور کے جسم کا مشاہدہ تو ممکن تھا لیکن ٹانگوں کو غور سے دیکھنا مشکل تھا پھر جوں جوں انسان نے اس فن میں مہارت حاصل کی اُس نے حقیقت پر مبنی REALISTIC ENGRAVING بنانی شروع کیں ۔

AURIGNACIAN دور کی ENGRAVING صرف چند لائنوں پر مشتمل تھی ۔ جو کہ یہ لوگ ہڈی سینگ اور ہاتھی دانت پر بناتے تھے ۔ SOLUTREAN دور میں یہ سلسلہ کچھ رک سا گیا اس کے بعد 13000 B.C. میں MAGDALANEIAN دور میں ہڈی سینگ اور ہاتھی دانت پر بے حد خوبصورت ENGRAVINGS بنیں ۔

اس وقت وسطی یورپ اور جنوبی روس میں بھی ہڈی کا کام ہو رہا تھا لیکن فرانس جیسا عمدہ کام کہیں نہیں ہوا MAGADLANEAN آرٹسٹ نے نہ صرف زیادہ قسم کی چیزیں بنائیں بلکہ انہیں بہت عمدگی سے کبھی لائنیں اور روائتی ڈیزائن بنا کر ENGRAVE کیا اور کبھی جانور کی شکلیں کاٹ کر CARVE کیا یہ شکلیں انہوں نے بہت REALISTIC طرز میں CARVE کیں ۔

اِن ENGRAVINGS اور CARVINGS کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

تصویر نمبر 34: خنجر کے ہینڈل کے طور پر CARVE کیا ہوا بارہ سنگھا ۔

مثال نمبر 1 – تصویر میں بارہ سنگھے کو ایک خنجر کے (HANDLE) ہینڈل کے طور پر اس طرح بنایا (CARVE) گیا گیا ہے ۔ کہ بارہ سنگھا خنجر کا حصہ لگتا ہے اور مصنوعی طور پر چپکایا ہوا معلوم نہیں ہوتا ۔ ایسا دکھائی دیتا ہے جیسے بارہ سنگھا اپنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر چھلانگ لگا دے گا ۔ جانور کے جسم کو ہڈی کی وضع کے مطابق بنایا گیا ہے ۔ MATERIAL کی بناوٹ کو نظر میں رکھ کر کام کرنا بہت منجھے ہوئے آرٹسٹ کا کام ہوتا ہے ۔ اور اس کام کے لئے سوچ تجربہ اور مہارت چاہیئے ۔ اس وقت کے شکاری انسان میں اس طرح کی خصوصیات ہمیں آج بھی حیرت زدہ کر دیتی ہیں ۔

مثال نمبر 2 – یہ ایک پرندے کی CARVING ہے جو ہڈی سے بنی ہوئی ہے یہ پرندہ بھی بہت عمدگی سے ایک چھید والی چھڑی پر بنایا گیا ہے ۔ اس چھید میں کچھ پرو کر یہ گلے میں پہنا جاتا ہو گا ۔

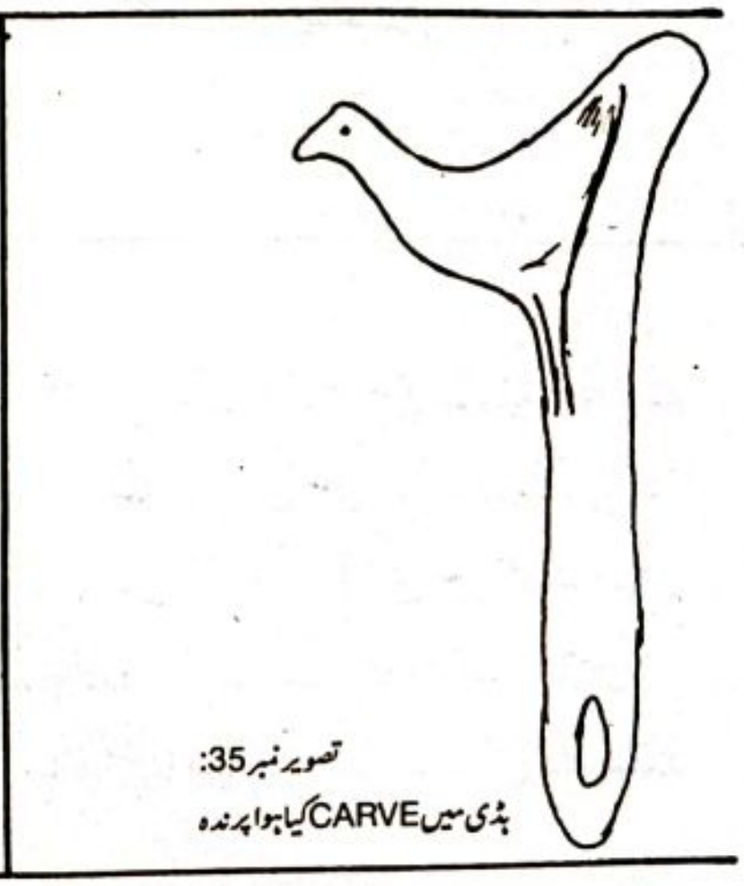

تصویر نمبر35:
ہڈی میں CARVE کیا ہوا پرندہ

تصویر نمبر36:
منہ موڑے ہوئے BISON کی CARVING

مثال نمبر 3 – BISON WITH TURNED HEAD

یہ قریباً 4 چار انچ کی ایک CARVING ہے جو کہ بارہ سنگھے کے سینگ پر کی گئی ہے ۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے اس میں ایک بھینسا دکھایا گیا ہے ۔ جس نے پیچھے کی طرف منہ موڑ رکھا ہے ۔ اس CARVING میں ہمیں اس کی سادگی متاثر کرتی ہے ۔ کہ کس طرح آرٹسٹ نے چند لائینوں میں ایک جاندار چیز اتنی خوبصورتی سے بنا دی ہے ۔

یہی سادگی آج بھی بڑے شاہکاروں کا معیار ہے ۔

اس CARVING میں جانور کا سر اس طرح مُڑا ہوا ہے کہ جسم کے اوپر ہی لائنوں کے ذریعے اسے ENGRAVE کر دیا گیا ہے یعنی لائنیں لگا کر کھال کے بال بنا دیئے گئے ہیں ۔ سیدھی لائنیں اور گولائیاں (CURVE) اس طرح لگائی گئی ہیں کہ وہ ایک اچھا ڈیزائن بنا سکیں ۔ جس طرح سے یہ لائنیں لگائی گئی ہیں اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آرٹسٹ دیواروں پر پینٹنگ کرنے سے پہلے OUT LINE لگا لگا کر سخت سطحوں پر لائنیں کاٹنے میں مہارت حاصل کر چکا تھا ۔ اس مثال میں SCULPTURE کے اوپر ہی سر بنانے کے لئے ENGRAVING کرنے سے دو طرح کی تکنیک ایک ہی شاہکار پر استعمال کرنے کا کامیاب مظاہرہ ہے ۔

تصویر نمبر 37:
سینگ پر کی گئی بارہ سنگھے اور مچھلیوں کی ENGRAVING

مثال نمبر 4 – REINDEER AND SALMON

یہ بارہ سنگھے کے سینگ پر کی ہوئی قریباً ساڑھے نو انچ کی ENGRAVING کا حصہ ہے جو کہ فرانس کے ایک غار سے ملی ہے ۔ اس ENGRAVING میں بارہ سنگھے دکھائے گئے ہیں جو کہ دریا پار کر رہے ہیں اس میں آرٹسٹ نے بہت خوبصورتی سے بارہ سنگھے کا خوفزدہ ہو کر پیچھے مُڑنا دکھایا ہے جانور کی ٹانگوں کے درمیان مچھلیاں بنائی گئی ہیں جو کہ دریا کی نشاندہی کرتی ہیں اس ENGRAVING سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ انسان نے جانوروں کی عادات سے واقفیت حاصل کر لی تھی ۔ اور شکار کرنے کے طریقوں میں ایک یہ بھی طریقہ شامل تھا کہ جب بارہ سنگھا دریا پار کرے اسے اس وقت قابو میں کیا جائے ۔

اس ENGRAVING میں خوبصورت اور پر اعتماد لائن لگا کر جانور اور مچھلیاں بنائی گئی ہیں ۔ جس سے ایک تجربہ کار آرٹسٹ کا پتہ چلتا ہے ۔ جس نے نہ صرف بہت سی ڈرائنگ کی ہے ۔ بلکہ بہت اچھی طرح سے اپنے موضوع (SUBJECT) کا مشاہدہ بھی کیا ہے ۔

اس ENGRAVING میں پیچھے دیکھنے والے بارہ سنگھے کے اوپر دو متوازی الاضلاع اشکال بنائی گئی ہیں جن کے درمیان میں نقطہ نما لائنیں بنائی گئی ہیں ۔ ماہرین آج تک ان اشکال کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ کہ یہ کس قسم کی علامت ہیں جن کا مقصد ہمیں سمجھ میں نہیں آیا یا تو ان سے کوئی جادو کی تاثیر منسوب کی جاتی تھی یا پھر یہ کسی قسم کا پیغام تھا اسی قسم کی علامات سے آغاز کر کے ہی انسان ہزاروں سالوں میں لکھائی شروع کر سکا ۔

مثال نمبر 5 – SPEAR THROWERS

یہ شائد انسان کی پہلی مشین تھی اس کے ذریعے انسان نے نیزہ زیادہ دور پھینکنے کا طریقہ ایجاد کیا ۔ یہ لوگ ہڈی میں (CARVE) کئے ہوئے جانور کے ساتھ ایک چھید بنا دیتے تاکہ اس میں نیزہ پھنسا کر زیادہ دور پھینک سکیں ۔

تصویر نمبر 38-39-40:

مثال نمبر i-5 : سینگ میں CARVE کیا ہو HYENA کی شکل کا SPEAR THROWER جس کا منہ ہینڈل کا کام دیتا تھا ۔

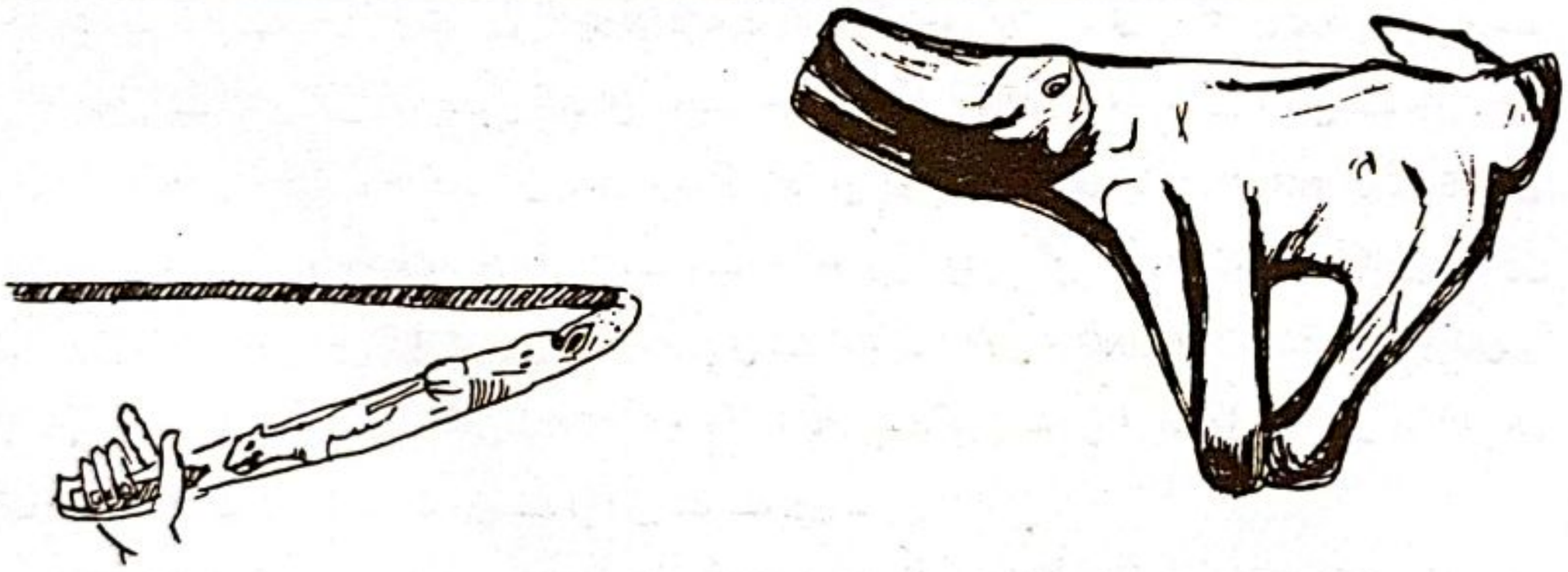

مثال نمبر ii-5 : MAMOTH کی شکل کا ہاتھی دانت کا بنا ہوا SPEAR THROWER

ان سب میں جانور اس طرح بنائے گئے ہیں جیسے چھلانگ لگانے کی تیاری میں ہوں ۔ ہڈی اور ہاتھی دانت میں بنی ہوئی ان CARVING کے نمونوں میں جانور کی شکل کو ہڈی ، سینگ اور ہاتھی دانت کی ساخت کے ساتھ ساتھ ڈھالا گیا ہے ۔ اور کسی جگہ پر وہ اس ساخت سے ہٹ کر نہیں بنائی گئیں ۔ ہڈی سینگ اور ہاتھی دانت ہی سے MAGDALANEAN دور کے آرٹسٹ نے نیزوں کی نوک اور سوئیاں بھی بنائیں ۔ اس چھوٹے چھوٹے SCULPTORE کے سارے کام کو PALEOLITHIC MINIATURE کام بھی کہتے ہیں ۔

UPPER PALEOLITHIC زمانے کی تصویر کشی

اس دور میں انسان ایک شکاری سے مزید ترقی کر کے ایک آرٹسٹ کے روپ میں ہمارے سامنے آتا ہے ۔

تصویریں بنانے کے سلسلے میں انسان نے مندرجہ ذیل اقسام کے کام کئے ۔

PRINTING (1)

STENCILLING (2)

(3) ہاتھوں کی انگلیوں سے غار کی دیوار کی نرم مٹی میں لائنیں لگا کر DOODLING

SYMBOLS (4)

PAINTING (5) جو کہ دو قسم کی تھی ۔

SILHOUETTE (i) تصاویر

REALISTIC PAINTING (ii)

پہلے چار قسم کے کام کا تو ہم نے تفصیلاً AURIGNACIAN دور میں جائزہ لیا تھا ۔ مختلف غاروں سے ہاتھ کے ٹھپے اور پاؤں کے نشان ہمیں اس بات کی نشاندہی کرواتے ہیں کہ اس طرح PRINTING ہی سے انسان نے اپنی تصویر کشی کے کارناموں کا آغاز کیا ہو گا ۔ اس کے تقریباً فوراً بعد ہی ہاتھ کے گرد رنگ لگا کر پہلی STENCILLING کی گئی ۔ ساتھ ہی ساتھ غاروں کی دیوار پر نرم مٹی کے لیپ میں دو تین انگلیاں اکٹھی رکھ کر متوازی لائنیں بنائیں بعد میں اسی طرح کی لائنیں رنگوں میں بنائی گئی ہیں ۔ اس طرح کی بے ترتیب لائینوں کو DOODLING کہتے ہیں ۔ یہاں یہ فرق واضح کر دینا ضروری ہے کہ جہاں PAINTING کا سارا کام بہت گہری غاروں کی اندرونی دیواروں پر ہوا وہاں SCULPTURE کے چھوٹے کام غاروں کے دہانوں سے ملے ہیں ۔

SYMBOLS یعنی علامتی لکھائی کے بارے میں بھی بہت دفعہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ کس طرح ہزاروں سالوں بعد شاید یہی ترقی کر کے آج کل کی لکھائی بنی ۔

غاروں کی تصویروں کے عنوانات SUBJECT MATTER

اس طرح رنگوں سے کھیلتے کھیلتے انسان نے سنجیدگی سے آرٹ کی طرف رجوع کیا اور 30,000 B.C. سے لے کر 9,000 B.C. کے عرصے میں بے شمار غاریں ، تصویروں سے سجا دیں ۔ تاحال ہمیں 110 غاریں ملی ہیں جو کہ فرانس اور ہسپانیہ سے لے کر روس تک پھیلی ہوئی ہیں ۔ ان غاروں میں پرانے گمنام آرٹسٹوں نے 50 سے زیادہ جانوروں کی قسمیں بنائی ہیں جن کی نسل اور جنس تک پہچانی جاتی ہے ۔ یہاں تک کہ ماہرین نے دو حاملہ گھوڑیوں کی نشاندہی بھی کی ہے ۔

PALEOLITHIC دور کے انسان نے سینری نہیں بنائی اس نے پھول پودے بنانے کی کوشش نہیں کی ۔ اور ایک آدھ تصویر ہی ایسی ہے جس سے ہم قدرتی مناظر سے اس کا کوئی تعلق اخذ کر سکتے ہیں ۔ ایک CARVING جس کا

ذکر پہلے آ چکا ہے میں بارہ سنگھے مچھلیوں سے بھری ہوئی ندی پار کر رہے ہیں ۔ اس میں ندی کا کوئی نشان نہیں لیکن مچھلیوں کی وجہ سے اس کی موجودگی اخذ کی جا سکتی ہے ۔

ایسی بے شمار ENGRAVING ملی ہیں جو شائد بڑی تصویر بنانے سے پہلے مشق کے طور پر استعمال کی گئی ہوں کیونکہ ان میں ایک تصویر کے اوپر دوسری بنائی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ بہت سی ہڈیاں اور پتھر پائے گئے ہیں ۔ جن پر لائنیں اور نقطے لگے ہوئے ہیں ۔

حیران کن بات یہ ہے کہ ان نقطوں اور لائینوں کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ پتہ چلا ہے کہ یہ ایک ہی وقت میں نہیں بنائے گئے بلکہ وقفہ چھوڑ کر مختلف اوقات میں بنائے گئے تھے ۔ ان میں بہت زیادہ نشان ایسے ہیں جو مہتابی مہینے کی گنتی سے مناسبت رکھتے ہیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید یہ لوگ کسی قسم کے کیلنڈر یا وقت کا حساب رکھنے کے کسی طریقے سے آشنا تھے اور انہیں گزرتے وقت کا اس حد تک احساس ہو گیا تھا کہ اس کا حساب رکھنے لگے تھے ۔

جانوروں کے آس پاس لگی ہوئی بے شمار جیومیٹری کی اشکال اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ لوگ ان اشکال کو کسی علامت کے طور پر استعمال کرتے ہوں گے ۔

کچھ جگہوں سے انسان کی تصاویر ملی ہیں جس نے جانور کی کھال پہن کر رکھی ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بھی جادو کی رسوم کی ایک کڑی ہے ۔

اس کے علاوہ رنگ لگا کر ہاتھ کے ٹھپے ، مٹی میں دائرے کی صورت میں پاؤں کے نشان اور ہاتھ رکھ کر آس پاس رنگ لگا کر STENCILLING ایسی چیزیں ہیں جو قدیم انسان نے بار بار بنائیں اور ان کے لاتعداد آثار آج بھی موجود ہیں ۔

جیسا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے ۔ انہوں نے بہت سے جانوروں کی تصویریں بنائیں جن میں تیر کی تصویر بنا کر نشانہ لگایا گیا ہے ۔ گیلی مٹی کا دیوار پر لیپ کر کے اس میں جانور کی تصویر بنائی جاتی ۔ اور پھر اس میں تیر سے چھید کئے جاتے ۔ یہ سب ان کے جادو کی رسموں کا حصہ ہیں جس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے ۔

18000 B.C. سے لے کر 13000 B.C. تک آرٹ میں بہت زیادہ تبدیلی آئی ۔ جانوروں کی تصویروں میں رنگ کا استعمال زیادہ ہوا ۔ پیلے ، لال ، براؤن ، اور کالے رنگ کثرت سے استعمال ہونے لگے اور جانوروں کی تصاویر زیادہ مکمل اور حقیقی طریقے سے بنائی جانے لگیں جانوروں کی ٹانگیں بھی وضاحت اور تفصیل سے بنائی جانے لگیں ۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جسم کے مقابلے میں ٹانگیں چھوٹی بنائی جاتیں ۔ اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ان آرٹسٹوں نے بھاگتے ہوئے جانور کے جسم کا تو مشاہدہ کیا لیکن اس کی ٹانگیں شکار کے بعد مردہ جانور کو دیکھ کر بنائیں جس سے جسم اور ٹانگوں کے تناسب میں فرق آگیا ۔

غاروں کی تصویروں کا موضوع (SUBJECT) قریباً ہمیشہ جانور تھے آدمی بہت کم بنائے گئے ہیں ۔ جو آدمی بنائے بھی ہیں وہ بھی غیر واضح بنائے ہیں چند لائنیں لگا کر پیٹ ٹانگیں اور سر بنا دیا ہے ۔ حقیقت دکھانے کی کوشش ہی نہیں کی گئی ۔ اور عورت جس کو SCULPTURE میں اتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے تصویروں میں تو کبھی بنائی ہی نہیں

گئی جانوروں کا چناؤ بھی حیران کن ہے کیونکہ انہوں نے صرف انہیں جانوروں کی تصویریں نہیں بنائیں جن کا وہ شکار کرتے اور کھاتے تھے ۔ بارہ سنگھا حالانکہ ان کا سب سے زیادہ شکار ہونے والا جانور تھا اور اس کا شکار انہوں نے اسی وقت کم کیا جب برف پگھلی اور بارہ سنگھا کے ریوڑ شمال کی طرف چلے گئے لیکن ان کی تصاویر میں اسے بہت کم بنایا گیا ہے ۔ البتہ بے شمار چھوٹے پتھر کے ٹکڑوں پر بارہ سنگھا ENGRAVE کیا گیا ہے ۔

IBEX کی تصاویر بھی گھوڑے اور BISON کے مقابلے میں کم ہیں حالانکہ BISON اور گھوڑے کا شکار IBEX کی نسبت کم کیا گیا تھا ۔ MAMOTH شیر اور WOOLLY RHINOCEROUS کی تصاویر بہت زیادہ بنائی گئی تھیں حالانکہ انہوں نے ہرن ، پرندے اور مچھلیوں کو ان جانوروں کے مقابلے میں زیادہ دفعہ دیکھا ہو گا ۔

ان آرٹسٹوں کا کمال ہے ۔ کہ ہر جانور کی نسل پہچانی جاتی ہے جانوروں کو خوب مشاہدے کے بعد بنایا گیا ہے ۔ اور اتنی زیادہ حقیقت پر مبنی تصاویر ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی وقت بھی حرکت کر سکتی ہیں ۔

ان تصویروں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ جیسے متفرق نسلوں کے جانوروں کے لئے مختلف طریقہ تصویر کشی وضع کیا گیا تھا ۔ گھوڑے ، BISON اور MAMOTH اکثر و بیشتر PROFILE بنائے گئے ہیں ۔ جبکہ ہرن کافی دفعہ سر موڑ کر پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے بنائے گئے ہیں ۔ اس دور میں تصویر کشی کی روایات اتنی عمدہ اور پختہ ہیں کہ اکثر ایک لائن لگی ہوتی ہے ۔ اور پورا جانور پہچانا جاتا ہے ۔ MAMOTH کے سر ، سُونڈ اور کمر کی لائنیں یا BISON کی کوہان ایک لائن لگانے کی وجہ سے پہچانی جاتی ہے ۔

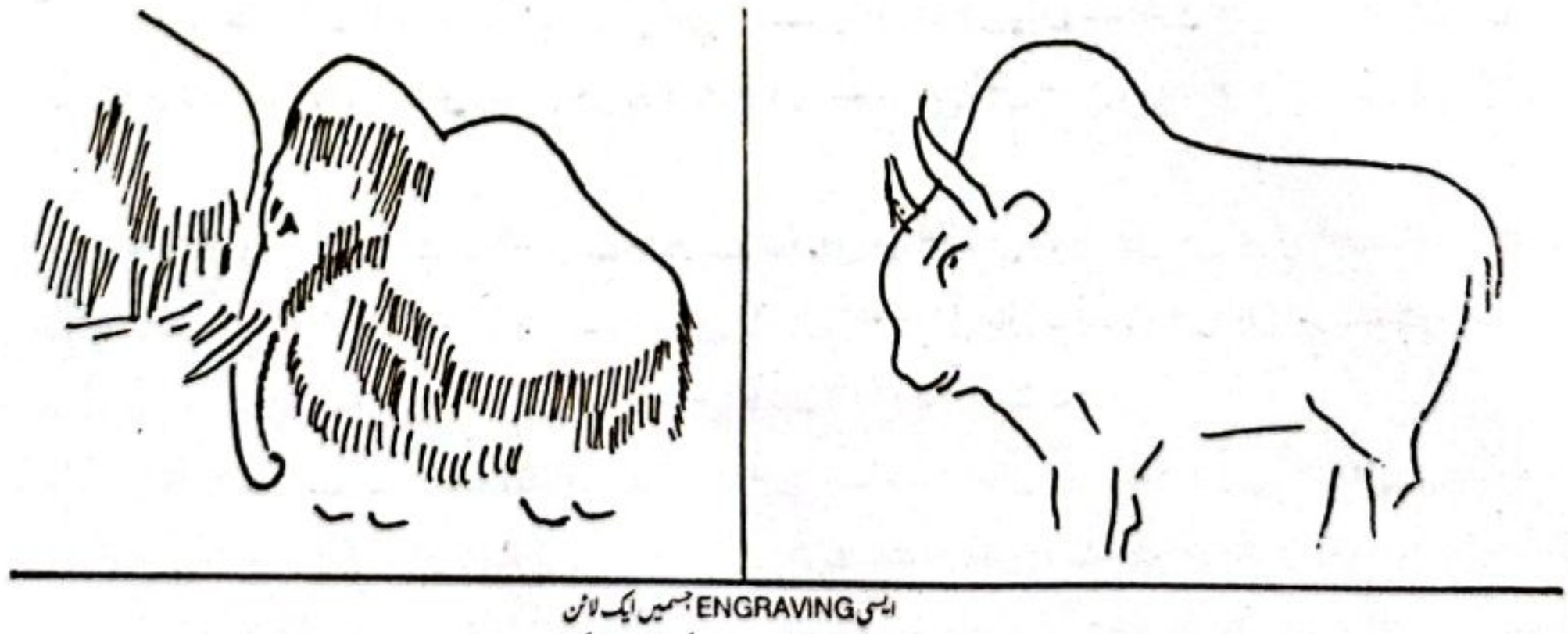

ایسی ENGRAVING جسمیں ایک لائن کر پرانے آرٹسٹ نے جانور کی نسل واضع کر دی ہے ۔

ان ENGRAVINGS میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان کی گردن اور کمر کی لائین بہت واضح ہیں ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ بھاگتے ہوئے جانور کی ٹانگوں کا مشاہدہ اچھی طرح نہیں کیا جا سکا ہو گا ۔ جانوروں کو غاروں کی دیواروں پر اس طرح بنایا گیا تھا کہ دیوار کو بالکل ہموار نہیں کیا گیا اور یہ ناہمواری پینٹنگ میں واضح طور پر نظر آتی ہے اسی طرح کوئی حدود تعین نہیں کی گئیں جس کے اندر ہی تصویر بنائی ہو ۔ جہاں جہاں آرٹسٹ کا دل چاہا اس نے تصویر بنا دی ۔ کوئی پس منظر نہیں ۔ کوئی لائن بھی ایسی نہیں جس سے ظاہر ہو کہ زمین ہے یا آسمان ۔ ہمیں کسی طرح سے بھی معلوم نہیں ہو

سکتا کہ ایک گھوڑے کی پھیلی ہوئی ٹانگیں کیا ظاہر کرتی ہیں ۔ وہ دوڑ رہا ہے یا زمین پر چت گرا ہے ۔ نہ ہی ہم چھوٹے اور بڑے سائز کی ڈرائنگ کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ چھوٹا جانور دور ہونے کی وجہ سے چھوٹا نظر آتا ہے ۔ جہاں جانور ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہیں وہاں بھی ہم کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے کہ یہ کس بات کی علامت ہے ۔ یا اتفاقاً ایسا ہوگیا ہے ۔ لیکن یہ بات تو یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ UPPER PALEOLITHIC انسان تصویروں کو اس طرح سے نہیں دیکھ سکتا تھا جیسے ہم دیکھ سکتے ہیں ۔ زمین کی گہرائی میں ان اندھیرے غاروں میں دن کی روشنی کی کوئی کرن بھی نہ پہنچ پاتی تھی ۔ ان کے پاس تو فقط ایک تتھا منا دیا تھا جو بہت دلیری سے جانور کی چربی سے جل کر اس اندھیرے ماحول میں روشنی بکھیرنے کی کوشش کرتا ہو گا ۔ لیکن یہ دیئے ایک وقت میں بہت تھوڑی سی جگہ روشن کر پاتے ہوں گے اس لئے آرٹسٹوں کو ایک وقت میں ساری دیوار یا چھت ہرگز نظر نہ آتی ہو گی وہ تو صرف اسی تصویر کو دیکھ سکتا ہو گا جس پر وہ کام کر رہا ہو گا ۔ غاروں میں ڈھیروں تصویریں ہیں جو کہ ایک کے اوپر دوسری بنائی گئی ہیں ۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ شاید اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ تصویریں ہر سال کسی رسم کے لئے بنائی جاتی تھیں اور ہر سال ہر رسم کے لئے پرانی تصویروں کے اوپر ہی دوسری تصویریں بنا دی جاتی تھیں ۔ اسی طرح پتھروں ہڈیوں اور ہاتھی دانت کے اوپر بھی ایسی تصاویر پائی گئی ہیں ۔ غالباً تصویر میں جادو نہیں تھا بلکہ تصویر بنانے کے عمل میں تھا جو کہ ہر سال دہرایا جاتا ہے ۔

آج کل بار بار کچھ جانوروں کی نسلوں کو اکٹھا دکھانے کی وجہ پر بحث کی جا رہی ہے ۔ بیل کو گھوڑے کے ساتھ BISON کو گھوڑے کے ساتھ اور MAMOTH کو BISON کے ساتھ دکھایا گیا ہے لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ بیل اور بھینسے کو قریباً ہر جگہ بہترین جگہ پر بنایا گیا ہے اور بہت دفعہ ان کے ساتھ گھوڑوں کو بنایا گیا ہے ۔ لیکن زیادہ تر تصویریں اگر اکٹھی دیکھی جائیں تو بے ترتیب ہجوم ہیں جو کہ ایک دوسرے کے اوپر بنائی گئی ہیں ۔ لیکن ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ اس دور کے انسان کے پاس کیونکہ ایک چھوٹا سا دیا تھا جس کی روشنی میں وہ تصویریں بناتا تھا اس نے ان تصویروں کو اکٹھا دیکھا ہی نہیں ہو گا اس لئے ہمیں بھی ان تصویروں کو اکٹھا نہیں دیکھنا چاہیئے ۔ اگر یہ بڑے بڑے الگ الگ جانور دیکھیں تو احساس ہوتا ہے کہ کتنی عمدگی سے بنائے گئے ہیں یہ بات سب سے زیادہ قابلِ ذکر ہے کہ تصویریں غاروں کی سطح پر بہت اچھی طرح فِٹ آتی ہیں بلکہ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ تصویر بنانے کا خیال PALEOLITHIC انسان کو ان غاروں کی ناہمواری کی وجہ سے آیا ہو گا ۔ زمین کے اندر واقع ان اندھیری غاروں میں جب انسان نے دیا جلایا ہو گا تو اس کی کمزور سی روشنی میں غاروں کی ناہموار سطح پر انسان کو بہت سی شکلیں نظر آتی ہوں گی ۔ شروع میں تو ان شکلوں کے گرد لائن کھینچی ہو گی ۔ بعد میں ان میں رنگ بھرا ہو گا ۔ اس طرح غار کی دیوار کی سطح کو اور خوبصورتی سے استعمال کیا ہو گا ۔ جہاں جانور کے مضبوط پٹھے دکھانے ہوں گے وہاں غار کی ابھری ہوئی سطح استعمال کی ہو گی اسی طرح غار کی دیواروں کی گہرائیوں کے اندر پڑی ہوئی دراڑوں کو بہت خوبی سے استعمال کیا گیا ہے ۔ کہیں تو جانور کی OUT LINE کے طور پر اور جہاں سوراخ ہیں وہاں زخم دکھا کر قدرتی چیزوں کو تصویر میں شامل کیا گیا ہے ۔

ان تصویروں کی قابل ذکر بات یہ ہے کہ دیے کی روشنی میں بنی ہوئی ان تصویروں کا کہیں سایہ نہیں بنایا گیا ۔

جادو کی رسومات ادا کرنے کے لئے جب انسان کو جانوروں کی تصویرون کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نے جانوروں کی بہت سادہ تصویریں بنائیں .B.C 25000 سے لے کر .B.C 20,000 کے شروع میں تو یہ تصویریں کسی نوکدار چیز سے پتھر کی دیوار کرید کر جانور کی موٹی OUT LINE لگا کر بنائی گئیں بعد میں کسی گاڑھے رنگ سے یہ OUT LINE بننے لگی .B.C 18000 میں ہاتھوں کے STENCIL بنانے کے لئے سرخ ، کالے اور پیلے رنگ کا استعمال کیا گیا ۔ اس دوران مشرقی ہسپانیہ میں صرف ایک طرح کے گاڑھے رنگ میں سادہ سی تصویریں بنیں ۔

ہلکی BACK GROUND پر گاڑھے رنگ میں بغیر تفصیل کے تصویر بنانے کا طرز SILHOUETTE طرز کہلاتا ہے اس طرز کی تصویریں خاص طور پر LAVENTINE یعنی مشرقی ہسپانیہ اور افریقہ میں AURIGNACIAN دور میں بنائی جاتی تھیں ۔ ان میں شکار کے مناظر دکھائے گئے ہیں ہلکے رنگ کے پس منظر پر گاڑھے رنگ میں بنائے گئے بھاگتے جانور اور ان کا پیچھا کرتے ہوئے بھاگتے انسانوں کی یہ COMPOSITIONS بغیر کسی تفصیل سے بنائی گئی ہیں ۔ ان تصویروں میں حرکت کا بہت زیادہ احساس موجود ہے ۔ جو کہ بعد میں بنائی گئی تصویروں میں نہیں پایا گیا ۔ اور ان کو باقاعدہ ترتیب دے کر COMPOSE کیا گیا ہے ۔ LAVENTINE یعنی مشرقی ہسپانیہ کی غاروں میں بنائی جانے والی یہ SILHOUETTE تصویریں افریقہ میں بنائی جانے والی ایسی ہی تصویروں سے اتنی مشابہ ہیں کہ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے ۔ کہ ان دو جگہوں کے لوگوں کا آپس میں رابطہ رہا ہو گا جس کی وجہ سے یہ ایک دوسرے کی تصویر کشی سے متاثر ہوئے ہونگے ۔

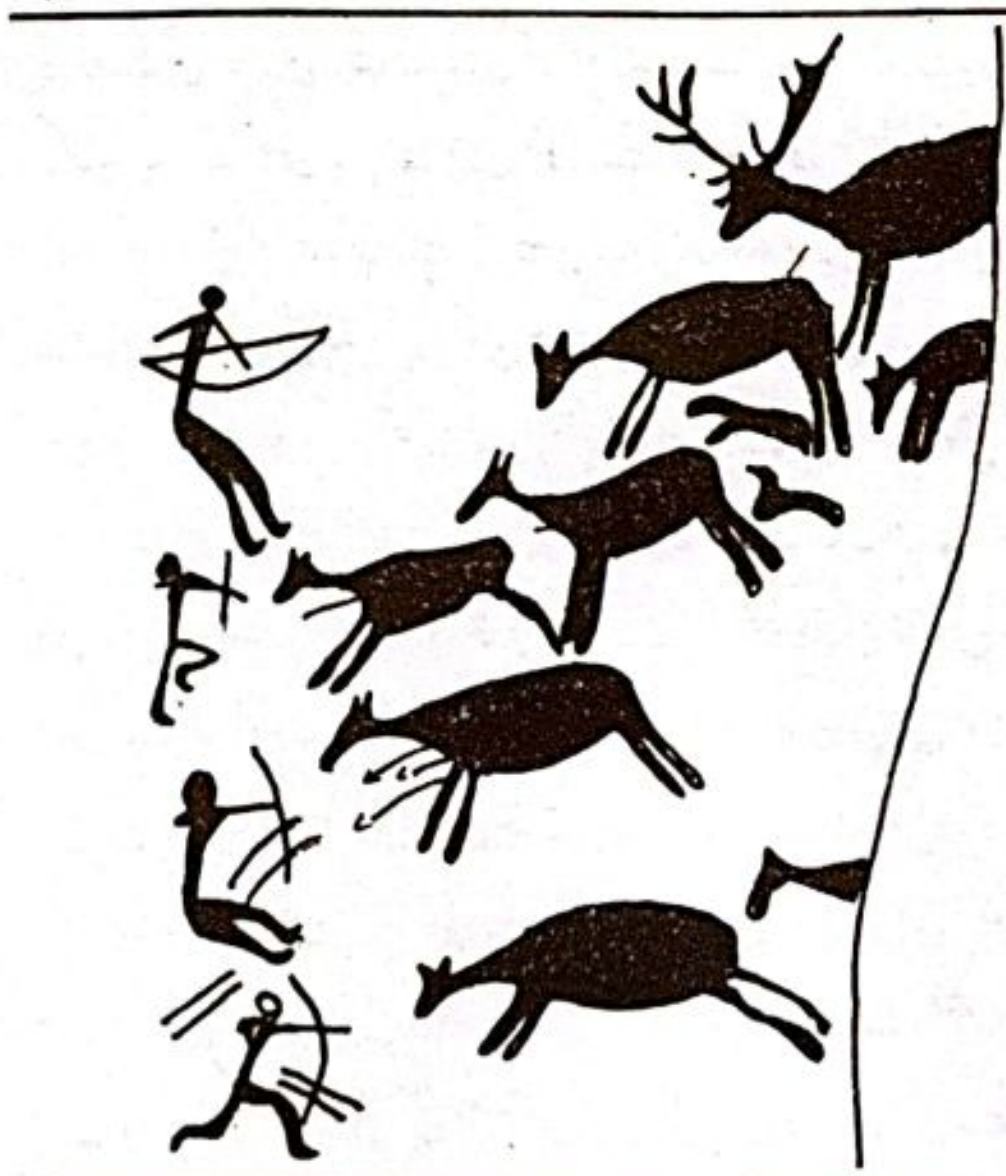

تصویر نمبر 41:
ہسپانیہ کی غاروں میں بنائی جانے والی ہلکی بیک گراؤنڈ پر گاڑھے رنگ سے بنی ہوئی SILHOUETTE تصویر

LAVENTINE CAVE PAINTING

خیال کیا جاتا ہے کہ جب .B.C 9000 میں موسم کی تبدیلی کی وجہ سے شمالی یورپ میں تصویر کشی بند ہو گئی اور گرم موسم کے شروع ہونے کے ساتھ ہی غاروں میں تصویری آرائش کے کوئی آثار نہ رہے تو مشرقی ہسپانیہ میں بننے والی یہ تصویریں متواتر بنتی رہیں بلکہ آہستہ آہستہ اور سادہ ہو کر STYLIZED آرٹ میں بدل گئیں (یاددہانی کے لئے لکھنا

ضروری ہے کہ STYLIZED آرٹ کسی چیز کی تصویر کی بجائے اس چیز کی علامت بنا دیتا ہے) مشرقی ہسپانیہ میں بھی یہی ہوا ۔ جانوروں کی تصویریں پہچانی تو جاتی تھیں لیکن جاندار چیز کی بجائے اس کی علامت تھیں ۔ اس کی زندگی اور اس کی روح ان میں سے غائب تھی ۔ یہ علامات پہلے تو پہچانی جانے والی جاندار چیزوں ہی کی علامتیں بنیں آہستہ آہستہ سادہ ہوتے ہوتے جاندار چیز کی پہچان بھی ختم ہو گئی اور یہ محض کسی مقصد کے لئے یا کسی جادو کے لئے علامتیں بن گئیں خاص طور پر تصویر نمبر 42 میں دیئے گئے چھوٹے پتھروں پر بنی ہوئی تصویریں تو محض ڈیزائن بن گئیں جو کسی نہ کسی چیز کی علامت ہو سکتے تھے ۔

تصویر نمبر 42:
کسطرح مختلف قدرتی اشیاء کی ڈرائینگ سادہ بناتے بناتے کئی سالوں کے دوران علامت کی صورت اختیار کر گئیں ۔

(گھوڑے کا سر)

کس طرح گھوڑا اصل سے علامت بن گیا ۔

ان علامات سے بعد میں NEOLITHIC (یعنی نئے عہد سنگ) دور کے تجریدی آرٹ کا آغاز ہوا لیکن اس دور میں بھی مشرقی ہسپانیہ میں اسی طرح کی (SILHOUETTE) تصویریں بنتی رہیں UPPER PALEOLITHIC کا سنہرا دور 13000 B.C. سے لے کر 9000 B.C. تک چلا اور اس کے دوران انسان نے اتنے خوبصورت آرٹ کے نمونے تخلیق کئے کہ آج بھی عقل ان کو دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے ۔ PREHISTORY کے اس اندھیرے اور پر خطر ماحول میں انسان کی بنائی ہوئی تصویریں وہ نادر موتی ہیں جو کہ اس دور کو آنے والی نسلوں کے لئے بھی تابناک بناتی ہیں اور نہ صرف ہمیں ان لوگوں کی زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہیں بلکہ احساسِ حسن اور معیاری ذوق کے لئے ہمارے دلوں میں ان کے لئے بے پناہ عزت پیدا کرتی ہیں ۔

تاریخ کے اس خوبصورت دور کو ماہرین MAGDALANEAN کا نام دیتے ہیں ۔ اس دور کے سب سے زیادہ نادر نمونے ہمیں فرانس کی نشیبی وادی سے ملے ہیں جو کہ چھوٹے سے دریا VEZERE کے آس پاس واقع ہے ۔ یہ وہی علاقہ ہے جو DORDOGNE کا علاقہ کہلاتا ہے اور اس کے آس پاس بے شمار غاریں دریافت ہوئی ہیں ۔ جو کہ اس سنہری دور یعنی MAGDALANEAN دور کے کرشمے اب تک اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں ۔ یہ غاریں کئی سو گز زمین کے اندر واقع ہیں اور تصویریں زیادہ تر ان کے اندرونی حصوں میں ہیں جہاں پر قدرتی روشنی نہیں پہنچ پاتی ۔ جن غاروں کے بہت اندر جا کر تصاویر بنائی گئی ہیں انہی غاروں کے دہانے پر یا تھوڑا اندر جا کر رہائش کے آثار بھی ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تصویریں دانستہ طور پر رہائشوں سے دور بنائی گئیں تھیں ۔

MAGDALANEAN دور کی مشہور غاریں مندرجہ ذیل ہیں ۔

PECH MERLE .6 NIAUX .5 FONT-DE-GAUM .4 TROIS FRERE .3 LASCAUX .2 ALTAMIRA .1
CASTILLO .7

غار نمبر (1) ALTAMIRA

یہ غاریں ہسپانیہ میں واقع ہیں کسی زلزے یا حادثے کی وجہ سے ہزاروں سال بند پڑی رہیں ۔ اور 1879 ء میں اتفاق سے دریافت ہوئیں ۔ ہوا یوں کہ شمالی ہسپانیہ کے علاقے میں SAUTUOLA نامی ایک شخص پرانی چیزوں کا بہت شوق رکھتے تھے ۔ ALTAMIRA کی غاریں ان کی زمین پر واقع ہیں ۔ ایک دن 1879 ء میں وہ ان غاروں کی تحقیق کر رہے تھے کیونکہ ان غاروں میں انہیں ہڈی پر CARVING اور FLINT پتھر کے اوزار مل چکے تھے جس سے انہیں احساس ہو چکا تھا کہ ان غاروں کے ساتھ PALEOLITHIC دور کے انسان کا تعلق ضرور رہا ہو گا ۔

ان کے ساتھ ان کی چھوٹی سی 6 سالہ بیٹی تھی جو کہ ادھر ادھر بھاگ دوڑ رہی تھی ۔ اور اسی بھاگ دوڑ کے دوران اس نے غار کے کافی اندر جا کر کچھ تصویریں دیکھیں ۔ اس چھوٹی بچی کے چلبلے پن کی وجہ سے دنیا کو ان تصاویر کے بارے میں پتہ چلا جو کہ ALTAMIRA کے غاروں کی دیواروں اور چھتوں پر بنی ہوئی تھیں ۔ جس حادثے کی وجہ سے ہزاروں سال پہلے ان غاروں کے دہانے بند ہو گئے اسی کی وجہ سے ان کی دیواروں اور چھت پر بنی ہوئی تصاویر آج تک محفوظ ہیں ۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ایسی ہزاروں غاریں ہوں گی جن کے اندر بنی ہوئی تصاویر روشنی ہوا اور مٹی کے اثر سے ہزاروں سالوں میں دھیمی پڑتی پڑتی بالکل تباہ ہو چکی ہیں ۔ ALTAMIRA کی غاریں کیونکہ بند پڑی رہیں اس لئے ان کے اندر بنے ہوئے آرٹ کے نادر نمونے محفوظ رہے اور 1879 ء میں اتفاق سے ہزاروں سال دنیا کی نظروں سے چھپے رہنے کے بعد منظرِ عام پر آئے ۔

ان غاروں میں 14000 B.C. سے لے کر 9500 B.C. تک کام ہوا اور یہاں تصویریں بڑے ہال کی چھت پر بھی پھیلی ہوئی ہیں ۔ یہ ہال 59 فٹ لمبا اور 30 فٹ چوڑا ہے کیونکہ اس کی چھت بہت نیچی ہے اس لئے یہ تصاویر ایک وقت میں اکٹھی دیکھنی مشکل ہیں ۔ شروع میں تو ARCHEOLOGISTS نے ان تصویروں کو PALEOLITHIC دور سے منسوب کرنے سے انکار کر دیا اور ان تصاویر کو جعلی قرار دیا ۔ لیکن 1896 ء میں فرانس میں کچھ اور تصاویر دریافت ہوئیں جن کے اوپر CALCARIOUS DEPOSIT تھے ۔ یہ کیمیائی مادہ جمع ہونے میں ہزاروں سال لگتے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ

اس مادے کے نیچے بنی ہوئی تصاویر ہزاروں سال سے زیادہ پرانی تھیں ۔ اس لئے ان تصویروں کو پہلی بار ماہرین نے مثبت جانا اور وہ یہ ماننے پر مجبور ہوئے کہ یہ تصویریں ARCHEOLOGISTS کے وہم و گمان سے بھی زیادہ پرانی ہیں ۔

تصویر نمبر 43: کیمیائی مادے کے نیچے بنے ہوئے IBEX کی تصویر جس سے اس کی عمر کا اندازہ ہوتا ہے ۔

تصویر نمبر 44:
ALTAMIRA غار میں بنی ہوئی تصویر

1901ء میں ABBE BREUIL نے فرانس میں DORDOGNE کے علاقے میں ایک غار FONT-DE-GAUM کو دریافت کیا اور تصدیق کی کہ یہ PRE-HISTORIC دور کے غار ہیں ۔ ABBE BREUIL کو غاروں کے آرٹ کے ضمن میں ایک خاص مقام حاصل ہے ۔ یہ انہیں کی تفصیلی اور صریح غاروں کی تصویروں کی نقول کا نتیجہ ہے ۔ کہ کیمرہ دریافت ہونے سے پہلے ان غاروں کی اتنی واضح تصویریں موجود تھیں ۔ بلکہ آج بھی بہت سی کتابوں میں جو تصاویر غاروں کے آرٹ کی چھاپی جاتی ہیں وہ ABBE BREUIL کی ڈرائنگ ہیں ۔

ALTAMIRA کی غاریں حالانکہ ہسپانیہ میں ہیں ۔ لیکن مشرقی ہسپانیہ میں بنائی جانے والی LAVENTINE کی تصویروں سے اس کی تصاویر مختلف ہیں ۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے LAVENTINE تصویریں COMPOSITIONS ہیں جو SILHOUETTE میں بنی ہیں ان میں حرکت بہت دکھائی گئی ہے ۔ لیکن تفصیل بالکل نہیں ہے اور رنگ بھی ایک ہی استعمال کیا گیا ہے اس کے مقابلے میں ALTAMIRA کی غاروں میں بنے ہوئے BISON کی تصاویر MAGDALANEAN دور کے عروج کی عکاس ہیں ۔ ان میں لگے ہوئے رنگوں میں جس عمدگی سے SHADING کی گئی ہے آج بھی اپنی نفاست کی وجہ سے قابلِ تعریف ہیں ۔ جانوروں کی طاقت ان کے ایک ایک پٹھے سے ظاہر ہوتی ہے جسے آرٹسٹ نے بہت مہارت سے ابھارا ہے اس ابھار کے لئے غار کی چھت کے قدرتی ابھار کو بھی استعمال کیا ہے ۔ رنگ بہت خوبصورت ہیں ۔ سرخ ، براؤن ، سرخی مائل براؤن پیلا براؤن رنگ کی نازک OUTLINE لگا کر یہ خوبصورت جانور اس طرح بنائے گئے ہیں کہ ان کے جسم کا بھاری بھرکم وزن دیکھنے سے بھی محسوس ہوتا ہے ۔ حالانکہ ان تصویروں میں حرکت نہیں دکھائی گئی پھر بھی زندہ سانس لیتے ہوئے جانور لگتے ہیں ۔

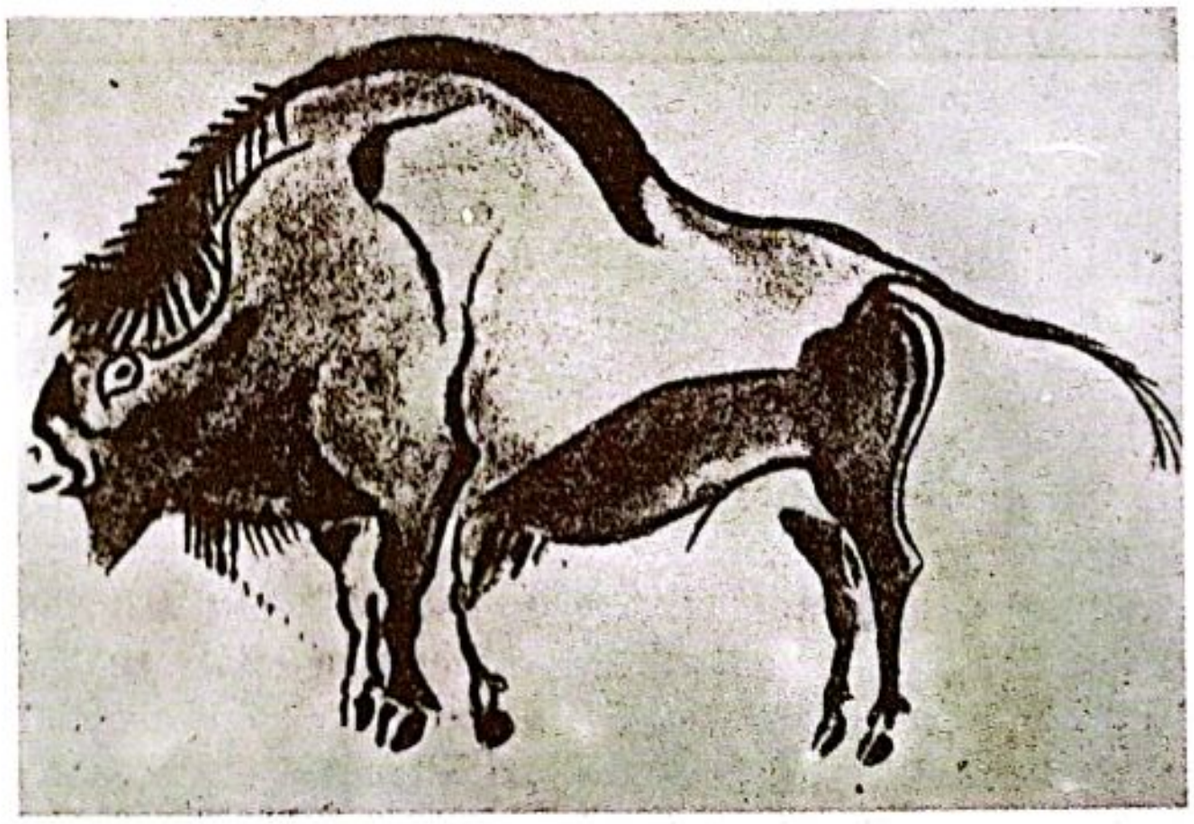

تصویر نمبر 45:
ALTAMIRA غار میں بنی ہوئی ایک اور تصویر

غار نمبر 2

LASCAUX – 30,000 B.C. سے 10,000 B.C.

LASCAUX کی غاریں فرانس میں DORDOGNE کے علاقے میں واقع ہیں انہیں دریافت ہوئے چالیس سال ہوئے ہیں ۔ حالانکہ ان کے دریافت کی کوشش 1826ء سے چل رہی تھی لیکن یہ صرف چالیس سال پہلے دریافت ہوئیں 1941ء میں دو چھوٹے لڑکے ایک کھیت میں کھیل رہے تھے ان کا کتا ایک گیند کے پیچھے بھاگتا بھاگتا ایک شگاف میں گھس کر غائب ہو گیا ۔ لڑکوں نے زمین کے اندر سے بھونکنے کی آواز سنی تو وہ بھی کتے کے پیچھے غاروں میں اتر گئے

ان کو ماچس کی تیلیوں کی روشنی میں جانوروں کی خوبصورت DRAWING نظر آئیں ۔ آج یہ DRAWING دوسرے تمام غاروں میں موجود آرٹ میں سے بہترین مانی جاتی ہیں ۔

یہ غاریں دس ہزار سال سے بند ہوئی پڑی تھیں اور کیونکہ یہ غاریں LIME STONE کی ہیں ۔ اس کے اثر کے تحت ان کے اندر بنی ہوئی تصاویر بالکل محفوظ رہیں لیکن دریافت کے بعد جب سے انہیں کھولا گیا ہے ان کے اندر بنی ہوئی تصویریں اس تیزی سے خراب ہونی شروع ہوئی ہیں کہ انہیں اب پبلک کے لئے بند کر دیا گیا ہے ۔ تاکہ جتنا ممکن ہو انہیں بچایا جا سکے ۔ ان غاروں کے تین حصے ہیں ۔

(1) ان تک پہنچنے والا راستہ (2) ایک کمرہ جس میں ڈرائنگ بنی ہوئی ہے ۔ (3) بڑا ہال جسے HALL OF BULLS کہا جاتا ہے جو کہ سب سے زیادہ اہمیت اور دلچسپی کا باعث ہے ۔ اس ہال میں 6 بڑے بڑے بیل بنائے گئے ہیں ۔ جن میں سے ہر ایک 15 فٹ لمبا ہے اور کالی OUT LINE سے بنایا گیا ہے ۔ جو کہ اتنی عمدگی سے لگائی گئی ہے کہ یہ ان کی چست اور چاک و چوبند چال کی بہت اچھی طرح عکاسی کرتی ہے ۔ ان جانوروں کو زیادہ سے زیادہ حقیقت کے قریب بنانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جس طرح سے انہیں دیواروں پر بنایا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں دانستہ طور پر COMPOSE نہیں کیا گیا ۔ بلکہ جس طرح جنگل میں بے ترتیب جانور پائے جاتے ہیں اس طرح بنانے کی کوشش کی گئی ہے غور سے دیکھا جائے تو ان بیلوں کے نیچے بھاگتے بارہ سنگھوں کا پہلے کا بنا ہوا گروہ ہے ۔ بیل بنانے والے آرٹسٹ نے ان پہلی ڈرائنگ کا دھیان رکھ کر اپنی تصویر بنائی ہیں ۔

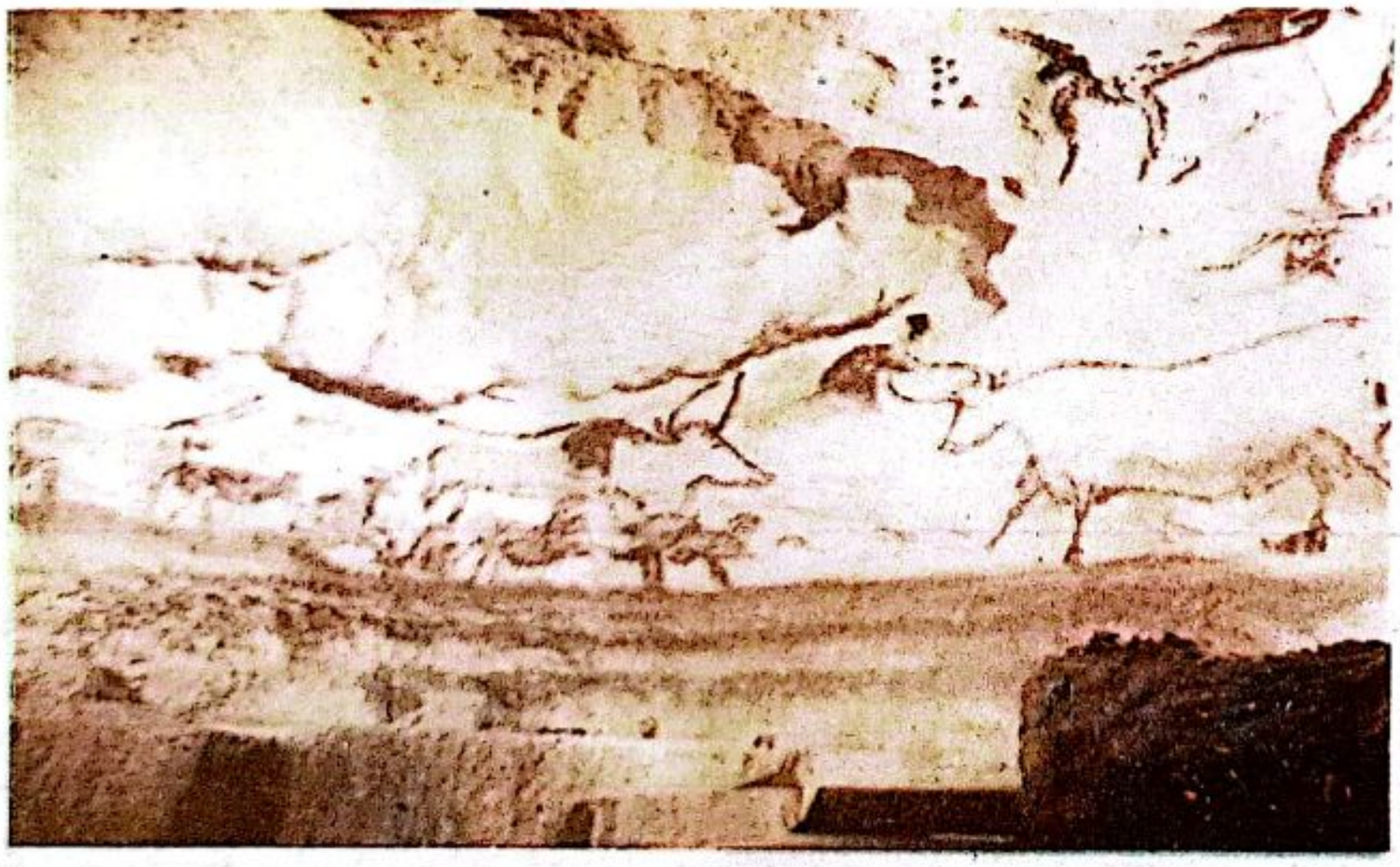

تصویر نمبر 46:
LASCAUX غار کی ایک دیوار کا منظر

ان سب تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے ک یہ سب مشاہدے کے بعد بنی ہیں ۔ یہاں تک کہ جلد بدلنے والے POSE بھی اس طرح بنائے گئے ہیں کہ آجکل کا کیمرہ کیا بنائے گا ۔ لیکن یہ لوگ مشاہدے کے بعد چن کر صرف وہی

خصوصیات بناتے جن سے جانور کی شکل ۔ اس کا کردار ۔ اس کی خونخواری ۔ اس کی نزاکت ۔ اس کا بے ڈھنگا پن۔ اس کی چالاکی ۔ اس کا وقار واضح ہوتا ہو ۔ یہ تصاویر بھی ہزاروں فٹ غار کے اندر جا کر بنائی گئی ہیں ۔ جبکہ ان کی رہائش غار کے دہانے کے قریب تھی یہ غاریں کئی ہزار سال تک استعمال ہوئین بلکہ تصویریں .B.C 30,000 سے لے کر .B.C 10,000 تک بنتی رہی ۔ زیادہ تصویریں .B.C 10,000 کے دوران کی ہیں ۔ جانوروں کی تصاویر کے آس پاس جومیٹری کی اشکال بنی ہیں ۔ کہیں نقطے چوکور شکلیں اور لائنیں بنی ہیں ۔ جو کہ انسانی لکھائی کی پہلی شکل ہو سکتی ہے ۔ یا ان سے بھی کوئی جادو کا کام لیا جاتا ہو گا خاص طور وہ اشکال جو کہ TRAPS (جال) جیسی ہیں شائد اس لئے بنائی ہوں کہ انسان تصویر والے جانور کو اس TRAP (جال) میں پھنسا سکے ۔ ان غاروں کے اندھیرے میں انسان نے تصویریں بنائیں لیکن بہت شگفتہ اور مختلف قسم کے رنگ لگائے ۔ پیلا اور لال رنگ کئی کئی شیڈ میں لگایا اس کے علاوہ براؤن کالا اور VERMILLION بھی لگایا ۔

تصویر نمبر 47:
LASCAUX غار کی ایک تصویر

تصویر نمبر 48:
LASCAUX غار کی ایک چھت کا منظر اسمیں نیچے بائیں طرف CHINESE HORSE کی تصویر نظر آتی ہے جسکے اوپر اور نیچے علامتی نشانات ہیں جنکو کہ انسان کی پہلی لکھنے کی کوشش کہا جاتا ہے ۔
CHINESE HORSE کی تصویر صفحہ 41 پر دی جا چکی ہے ۔

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے کہ ان غاروں کی تصویروں میں کوئی COMPOSITION نہیں تصویریں ایک دوسرے کے اوپر بنائی گئی ہیں ۔ گو کوشش یہی کی گئی ہے کہ ان پرانی تصویر کی OUT LINE خراب نہ ہو ۔ یہ تصاویر بھی مختلف وقتوں میں بنائی گئی ہیں ۔ اس لئے انہیں بھی اکٹھا دیکھا نہیں جا سکتا الگ الگ FIGURE جس عمدگی اور نفاست سے بنائی گئی ہیں ۔ وہ قابل تعریف ہیں ۔ اس غار میں بنائے گئے سب جانور پہچانے جاتے ہیں ۔ صرف ایک نہیں پہچانا جاتا کچھ لوگ کا خیال ہے کہ یہ فرضی جانور ہے جسے UNICORN کہا جاتا ہے ۔

مثال نمبر 1 CHINESE HORSE

یہ ایک حاملہ گھوڑی کی تصویر ہے اسے یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ CHINA میں بنائے گئے گھوڑوں کے سٹائل سے مشابہت رکھتی ہے گھوڑی کی تصویر کے اوپر اور ایک طرف تیر اور نیزے بنائے گئے ہیں اور گردن کے اوپر جومیٹری کی شکل میں علامت ہے جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے اور ہمیں جس کا مطلب سمجھ میں نہیں آ سکا ۔ اس کی OUT LINE میں وہ خصوصیات ہیں جو کہ چین کی خطاطی میں پائی جاتی ہیں اس میں رنگ اس طرح سے کیا گیا ہے کہ حاملہ گھوڑی کے پیٹ کا حصہ گول نظر آتا ہے ۔ اور یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ اس کے پیٹ کے رنگ میں فرق ہے ۔ اس کی ٹانگیں جسم کے مقابلے میں چھوٹی بنائی گئی ہیں ۔

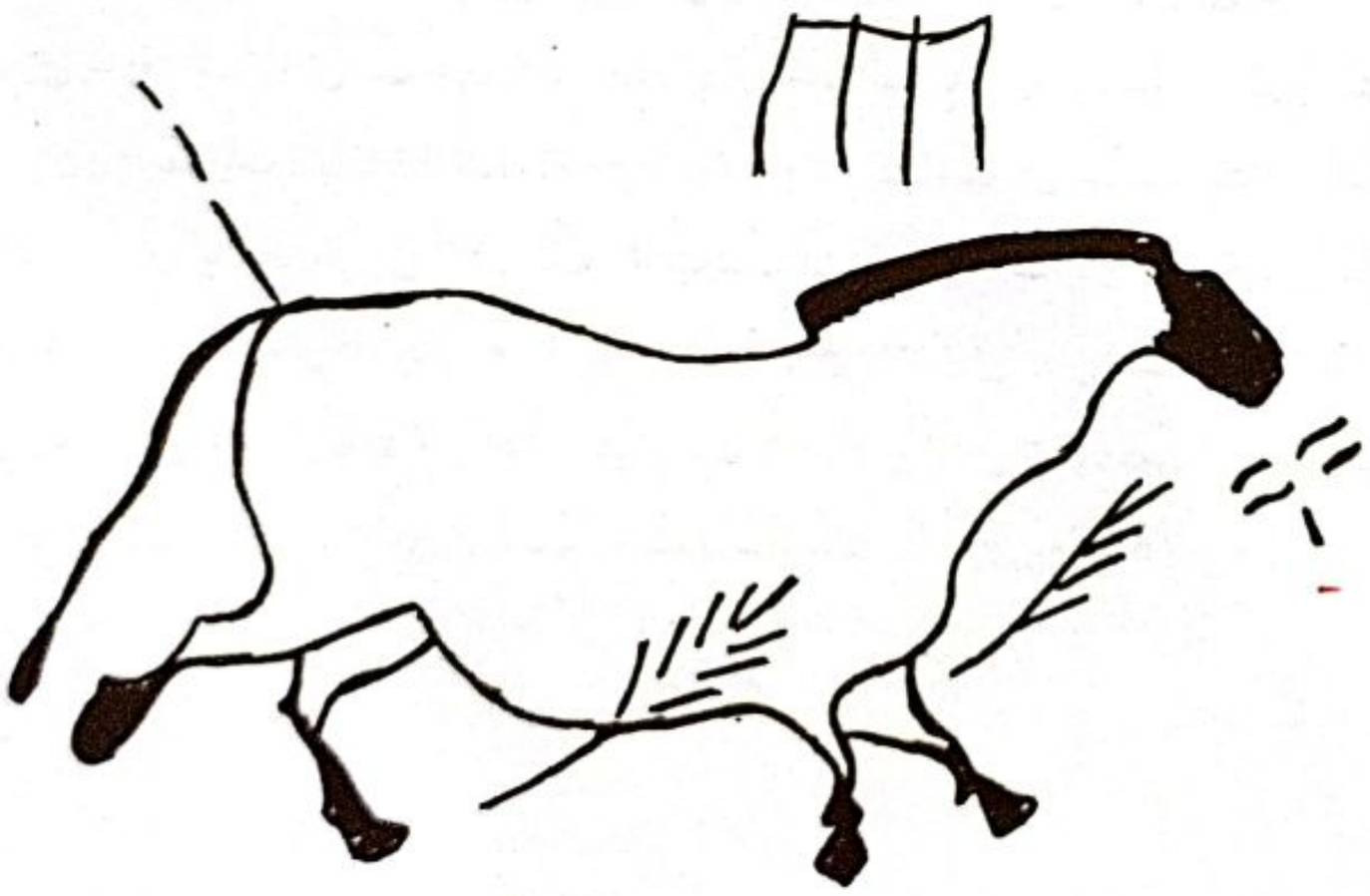

مثال نمبر 2 B.C. 15000 سے B.C. 10,000 تک

اس گھوڑی کے آس پاس بنے ہوئے بیل کی تصاویر اور اسی طرح کے دوسرے غاروں کی تصاویر میں عجیب بات یہ ہے کہ سب کے سَر تو SIDE VIEW یعنی پہلو کی طرف سے بنائے گئے ہیں ۔ لیکن بیل کے سینگ متفرق زاویے سے بنائے گئے ہیں ۔ اسے ماہرین TWISTED PERSPECTIVE کہتے ہیں ۔ اس کی وجہ سے دونوں سینگ نظر آتے ہیں جبکہ SIDE VIEW بیل کا ایک ہی سینگ نظر آنا چاہیئے ۔ لیکن ایک سینگ شائد جادو کے مقصد کے لئے ناکافی تھا ۔ یقیناً انہوں نے سوچا ہو گا کہ ایک سینگ کہیں آدھے یا نامکمل جانور کی علامت نہ بن جائے اور اس طرح شکار میں ان کے

لئے پورا جانور حاصل کرنے پر اثر انداز ہو ۔

مثال نمبر 3 WELL SCENE تصویر صفحہ 42 پر دی جا چکی ہے ۔

یہ تصویر ان دو تصاویر میں سے ایک ہے جس میں MAGDALANEAN دور کی غاروں کے آرٹسٹ نے انسان دکھایا ہے LASCAUX کی غاروں کی دیوار پر بنی ہوئی یہ تصویر اکثر ماہرین کی سمجھ میں نہیں آتی ۔ ایک بہت بڑے زخمی BISON کے پیٹ کی انتڑیاں باہر نکل آئی ہیں ۔ اس کے سامنے لائین ڈرائینگ سے بنایا ہوا آدمی گر رہا ہے یا گر گیا ہے ۔ جانور کو وضاحت سے بنایا گیا ہے یہاں تک کہ جانور کا غصہ اس کی کھال کے کھڑے ہوئے بالوں سے دکھایا گیا ہے ۔ اس کے مقابلے میں پرندے کے چہرے والا ماسک (MASK) پہنے ہوئے دبلے پتلے آدمی کی ڈرائنگ میں آرٹسٹ کی کوئی مہارت نظر نہیں آتی ۔ اس تصویر میں اس انسان کی حالت اور مقام بھی واضح نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مردہ ۔ اس کے قریب ہی بنا ہوا ایک چھڑی کے اوپر لگا ہوا پرندہ یا ان سب کے پاس ہی پڑے ہوئے نیزے کا بھی کوئی واضح مطلب نہیں ۔ بائیں طرف ایک RHINOCEROUS (گینڈا) نما جانور چپکے سے اس جگہ سے جاتا ہوا دکھایا گیا ہے ۔ شاید اسی نے BISON کو زخمی کیا ہے ہم اس تصویر کے مطلب کے بارے میں رائے زنی نہیں کریں گے لیکن یہ سوال تو بار بار ذہن میں ابھرتا ہے کہ انسان اور جانور کو بنانے کے سٹائل میں اتنا فرق کیوں ہے ۔ جانور اتنے ماہرانہ انداز میں بنائے گئے ہیں جبکہ انسان صرف چند لائنیں لگا کر بنایا گیا ہے ، اور وہی منطق بار بار دہرایا جا سکتا ہے کہ اس کا صرف ایک ہی جواب ہو سکتا ہے ۔یہ لوگ انسان کو بناتے ہوئے ڈرتے تھے ۔ کہ کہیں جادو کا اثر انسان پر نہ ہو جائے ۔

غار نمبر 3

10,000 B.C. سے 15000 B.C. TROIS FRERE

فرانس کے TROIS FRERE غار میں جو SORCERER جادوگر کی تصویر ہے ۔ وہ ایک عجیب و غریب انسان نما مخلوق کی تصویر ہے جس نے سر پر بارہ سنگھے کے سینگ اور منہ پر ماسک پہن رکھا ہے (اس کی تصویر صفحہ 43. پر بنائی گئی ہے)

ہاتھوں کے اوپر بھالو کے پنجے لگا رکھے ہیں ۔ بھیڑیے کی دم ہے اور انسان کی داڑھی ہے یہ شکل یقیناً دیکھنے والوں کے دلوں میں خوف طاری کرتی ہو گی ۔ جس جگہ پر یہ تصویر بنائی گئی ہے اس کے آس پاس جانور بنے ہوئے ہیں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اس دور کے جادوگر کی تصویر ہے جس نے جادو کی رسومات ادا کرنے کے لئے یہ بھیس بدل رکھا ہے ۔

تصویر نمبر 49:
FONT DE GAUM غار میں بنی ہوئی بارہ سنگھے کی تصویر کی ڈرائینگ

REINDEER-FONT-DE-GAUM

غار نمبر 4

FONT DE GAUM 15000 B.C. سے 10,000 B.C. :

فرانس کے غار FONT DE GAUM میں ایک بارہ سنگھے کی تصویر ہے جو اس نفاست اور مہارت سے بنائی گئی ہے کہ اسے PREHISTORIC آرٹ کے بہترین نمونوں میں شمار کیا جاتا ہے ۔ اس کی OUT LINE لگانے میں آرٹسٹ نے جس پختگی کا مظاہرہ کیا ہے ۔ وہ قابلِ تعریف ہے ۔ سینگوں کو بہت خوش اسلوبی سے اوپر کے رخ موڑا ہے جس سے ان کی نزاکت کے ساتھ ساتھ ان کی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ اس ڈرائنگ میں بہت خوبصورتی سے OUT LINE کو SHADING کے ساتھ ملایا ہے جانور کے اعضاء الگ الگ نظر آتے ہیں اس کے علاوہ بہت پختہ آرٹسٹوں والے حربے استعمال کئے گئے ہیں پیچھے والی بائیں ٹانگ کے سامنے والی لائین کو ذرا گاڑھا بنا کر آرٹسٹ اس کو قریب لانے میں کامیاب ہو گیا ہے ۔ جانور کے چہرے گردن اور آنکھ کی ہوشیاری سے MODELLING کی گئی ہے ۔ اس کی سامنے کی ٹانگیں نامکمل ہیں اس کے باوجود اس تصویر کی بہت اہمیت ہے ۔

اس غار میں MAMOTH کی تصویریں بھی بنی ہیں ان سب تصاویر کا سٹائل ALTAMIRA کی تصویروں سے ملتا جلتا ہے ۔

FONT DE GAUM غار میں 70 گز اندر جانے کے بعد تصاویر بنائی گئی ہیں ۔

غار نمبر 5

فرانس کی غار NIAUX : 15000 B.C. سے 10,000 B.C.

اس غار میں 870 گز اندر جا کر تصاویر بنائی گئی ہیں ۔ یہ غاریں بھی کئی سو سال تک استعمال کی گئیں ۔ ایک IBEX کی تصویر جس پر CALCAROUS ڈپازٹ بنے ہیں اسی غار میں ہے ۔ اسی تہہ نشین مادے (DEPOSITS) کی وجہ سے ماہرین کو پتہ چلا کہ یہ غاریں کتنی پرانی ہیں کیونکہ یہ تہہ نشین مادہ بننے میں ہزاروں سال لگتے ہیں ۔ ان کے

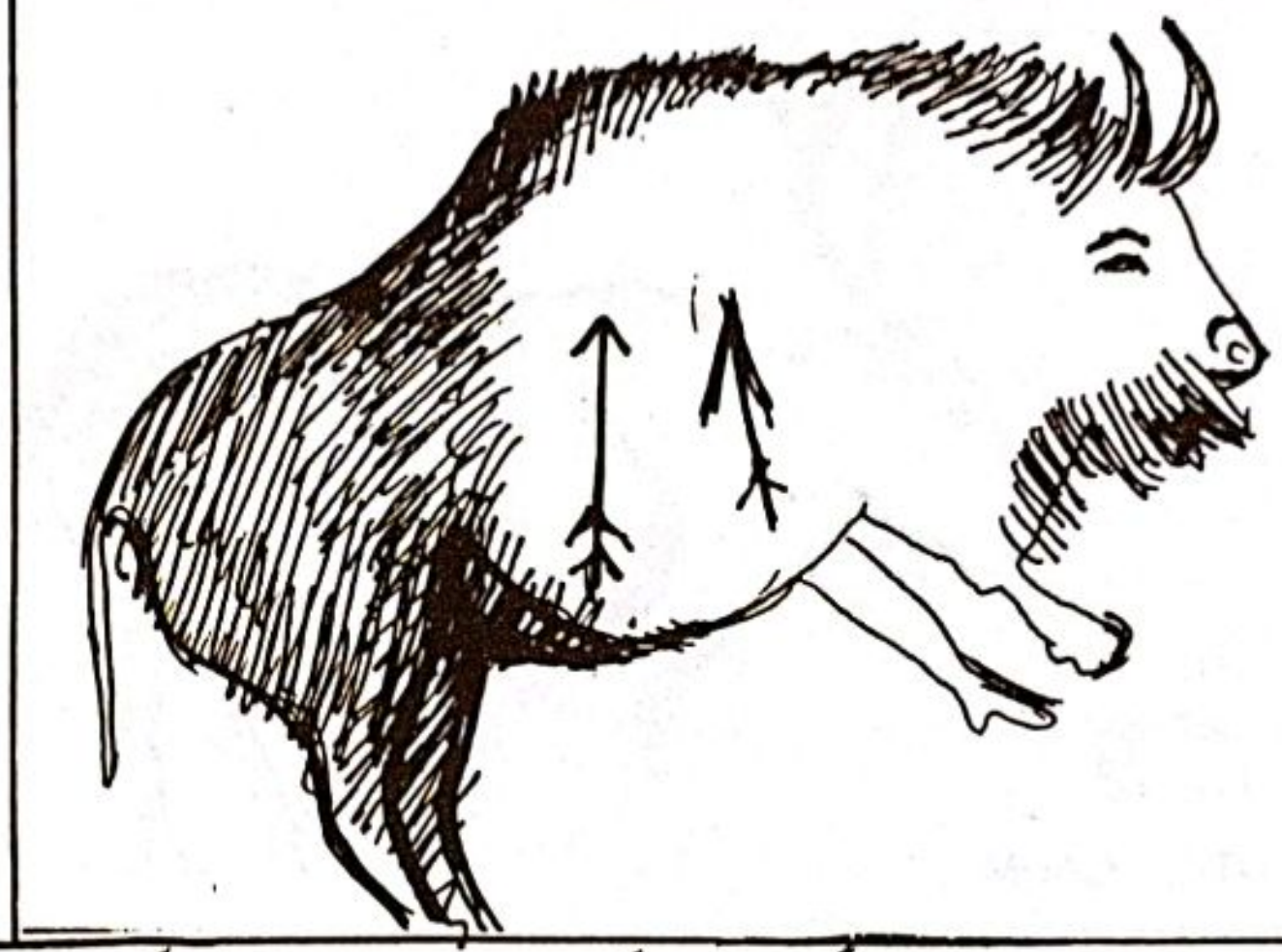

تصویر نمبر 50:
NIAX غار میں بنی ہوئی تصویر

نیچے بنی ہوئی تصویر اس سے بھی زیادہ پرانی ہو گی ۔ اس غار کی تصاویر زیادہ تر کالے رنگ کی OUT LINE ڈرائنگ ہیں ۔ رنگ بہت کم استعمال کئے گئے ہیں ۔ لائنیں کہیں سے موٹی ہیں کہیں پتلی جس سے کہ بہت خوبصورتی سے جسم کی ساخت کی وضاحت ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت خوبصورتی سے CRISS CROSS لائنیں لگا کر جانور کی کھال کے بال دکھائے ہیں ۔ اس CRISS CROSS ڈرائنگ کی وجہ سے NIAUX غار کی تصاویر فوراً پہچانی جاتی ہیں اس غار میں قدرتی سوراخوں کو جانوروں کے زخم کے طور پر دکھایا گیا ہے ۔ مٹی کے فرش میں کئی جگہ تصویریں ENGRAVE کی گئی ہیں ۔ ایک مچھلی کی تصویر بھی ہے ۔ تیروں والے BISON کی جس تصویر کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے انہیں غاروں سے ملی ہیں ۔ بلکہ بہت سی اور تصویروں کے ساتھ بھی تیروں کی تصویریں بنائی گئی ہیں ۔

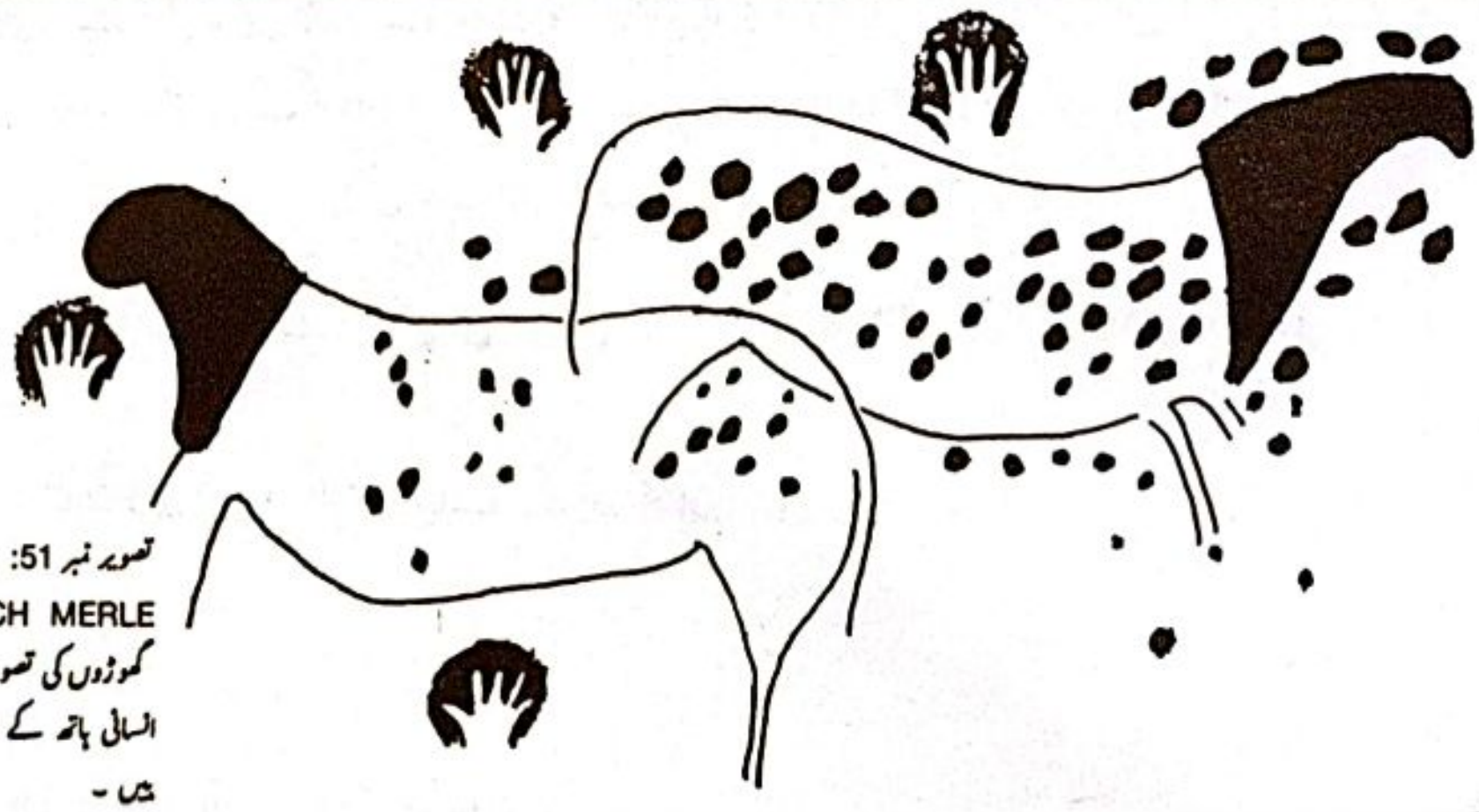

تصویر نمبر 51:
PECH MERLE غار میں بنی ہوئی گھوڑوں کی تصویر کی ڈرائینگ جسکے آس پاس انسانی ہاتھ کے ٹھپے اور STENCIL بنے ہیں ۔

غار نمبر 6

فرانس کی غار PECH-MERLE ? 15,000 B.C سے 10,000 B.C

اس کے علاوہ جو اور غاریں قابلِ ذکر ہیں وہ PECH-MERLE ہیں ۔ جو فرانس میں ہیں ۔ وہاں سے

SPOTTED HORSES کی تصاویر ملی ہیں ۔ یہ بھی 15000 B.C. سے 10,000 B.C. کے عرصے کے دوران بنیں ۔ یہ تصاویر دو گھوڑوں کی ہیں ۔ جن کے جسم کے اوپر دھبے لگے ہوئے ہیں ۔ ان گھوڑوں کے سَر اور گردنیں چھوٹی اور نزاکت سے بنائی گئی ہیں ۔ ٹانگیں بھی جسم کی نسبت بہت زیادہ چھوٹی بنائی گئی ہیں ۔ گھوڑوں کے آس پاس بہت سے ہاتھوں کے STENCIL بنے ہیں جن میں اکثر ایک انگلی مڑی یا ٹوٹی ہوئی نظر آتی ہے جن کا پہلے بھی تفصیلاً ذکر کیا جا چکا ہے ۔ ان گھوڑوں کے آس پاس بھی بہت سے دھبے لگائے گئے ہیں ۔

لیکن ان غاروں کی خاص بات یہ ہے کہ ان میں غاروں کی دیواروں کی قدرتی اونچ نیچ کو جانوروں کی DRAWING کی OUT LINE کے طور پر استعمال کیا گیا ۔ مثلاً ایک جگہ پر غار کی دیوار ابھری ہوئی ہے اس ابھری ہوئی جگہ پر OUT LINE لگا کر گھوڑے کا سر اور گردن بنانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔ گھوڑوں کے جسم پر جو دھبے لگے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گیلی سطح پر رنگ لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے دھبے کچھ پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی کوئی سخت OUT LINE نہیں بنی (بہت خوبصورت آبی رنگ (WATER COLOUR) سے بنائی ہوئی تصویر ہے)۔ یہ بھی PECH MERLE کی تصاویر کی خصوصیت ہے جس کی وجہ سے اس غار کی تصویر فوراً پہچانی جاتی ہیں ۔

غار نمبر 7

CASTILLO

کوہ CASTILLO کی غاریں ہسپانیہ (SPAIN) میں SANTANDER کے مقام کے قریب واقعہ ہیں ۔ CASTILLO کی غاروں میں کیا گیا کام ALTAMIRA کی غاروں کے کام سے بہت مشابہت رکھتا ہے اور یہ بھی MAGDALANEAN دور کے دوران ہی بنایا گیا ۔

یہ غاریں بہت لمبے عرصے تک استعمال ہوتی رہیں اور اس میں فرق ادوار کے سٹائل کا فرق پہچانا جا سکتا ہے ۔ اس پہاڑ کی زیادہ تر غاریں بہت گہری ہیں اور ان کے اندر دور تک پہنچنا بہت مشکل ہے ۔ اس لئے یہی نظر آتا ہے کہ یہ ممکن ہی نہ تھا کہ UPPER PALEOLITHIC لوگ انہیں روز مرہ استعمال میں کبھی بھی لائے ہوں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اپنے MINIATURE (چھوٹے چھوٹے SCULPTURE) آرٹ سے ہی یہ لوگ اپنی روز مرّہ کی رسومات کی ضروریات پوری کرتے ہوں گے ۔

آثار ظاہر کرتے ہیں کہ اس جگہ کے لوگوں نے UPPER PALEOLITHIC دور کے آخری وقت میں ان گہری غاروں کو چھوڑ کر کھلی ہوا میں واقع پہاڑوں کے دامنوں کی پناہ گاہیں استعمال کرنی شروع کر دی تھیں ۔ اور چند کھلی جگہوں پر بنی ہوئی ENGRAVINGS (جو کہ پہاڑوں کی دیواروں پر کھودی گئی ہیں) اس امر کی شاہد ہیں ۔

جدید عہدِ سنگ

NEOLITHIC

پتھر کا نیا زمانہ .8000 B.C سے شروع ہوا ۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے ۔ کہ اس وقت دنیا میں برف پگھلنے سے بہت سی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں اور برف کی لائین (SNOW LINE) ۔ سکڑ کر آجکل والی حدود پر پہنچ گئی تھی ۔ SNOW LINE کی حدود میں وہ جگہیں آتی ہیں جہاں ہر وقت برف رہتی ہے ۔ یہ جگہیں دنیا کے شمال میں. ARCTIC اور جنوب میں ANTARTIC کہلاتی ہیں ۔ برف پگھلنے سے سمندروں کی سطح اونچی ہو گئی تھی پانی کی سطح بلند ہونے کی وجہ سے انگلستان اور یورپ کے درمیان سمندر بہنے لگا جس کی بنا پر دریائے THAMES دریائے RHINE سے الگ ہو گیا ۔ ہسپانیہ اور افریقہ کے درمیان سمندر آگیا ۔ اس طرح روس اور الاسکا کے درمیان BERING STRAITS کا سمندر آگیا ۔

برف کے پگھلنے کے بعد ان جگہوں پر گھنے جنگلات اگ آئے جہاں پہلے برف تھی ۔ جس کی بنا پر انسانی گروہوں کی نقل مکانی میں فرق آگیا ۔ انسان جن جانوروں کا شکار کر کے اپنا پیٹ بھرتا تھا وہ یا تو ختم ہو گئے یا شمال کی طرف نئی چراہ گاہوں کی تلاش میں چلے گئے ۔ چند انسان ان جانوروں کے پیچھے شمال کے ٹھنڈے علاقوں میں چلے گئے ۔ جبکہ باقی انسانوں کو جنگل کے چھوٹے جانوروں پر انحصار کرنا پڑا ۔

انسانوں کے کچھ گروہوں نے ان بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ خود کو بھی کامیابی سے بدلا اور اپنے اس مشاہدہ کی بناء پر کہ وہ اگر پانی کے کنارے رہیں تو بآسانی پانی اور زمین دونوں کے جانوروں کا شکار کر سکتے ہیں ، وہ دریاؤں کے کنارے بسنے لگے ۔

مچھلی اور پانی کے دوسرے جانوروں کا شکار کرنے کے لئے انسان نے کشتی اور چپو بنائے ۔ شکار کرنے کے لئے پتھر اور ہڈی کو کاٹ کر مچھلی پکڑنے کا کانٹا بنایا ۔ لکڑی کے اندر چھوٹے چھوٹے تیز پتھر لگا کر تیر بنائے ۔ لکڑی کے دونوں طرف یہی تیز چھوٹے نوکدار پتھر جنہیں MICROLITH کہتے ہیں کی قطار لگا کر اوزار تیار کئے اس کے علاوہ ہڈی کے ٹکڑوں پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر نوکیں بنا دیں پھر دو ایسی ہڈیوں کو لکڑی کے بانس پر اس طرح باندھا کہ نوکوں والا رخ اندر کی طرف ہو ۔ کشتی میں بیٹھ کر بانس کے ذریعے انہی نوکوں سے مچھلی پھانسی جاتی ۔

شکار کرنے میں کتوں نے بھی انسانوں کی بہت مدد کی ۔ یہ کتے اصل میں بھیڑیے کے بچے تھے ۔ یہ بچے انسانوں

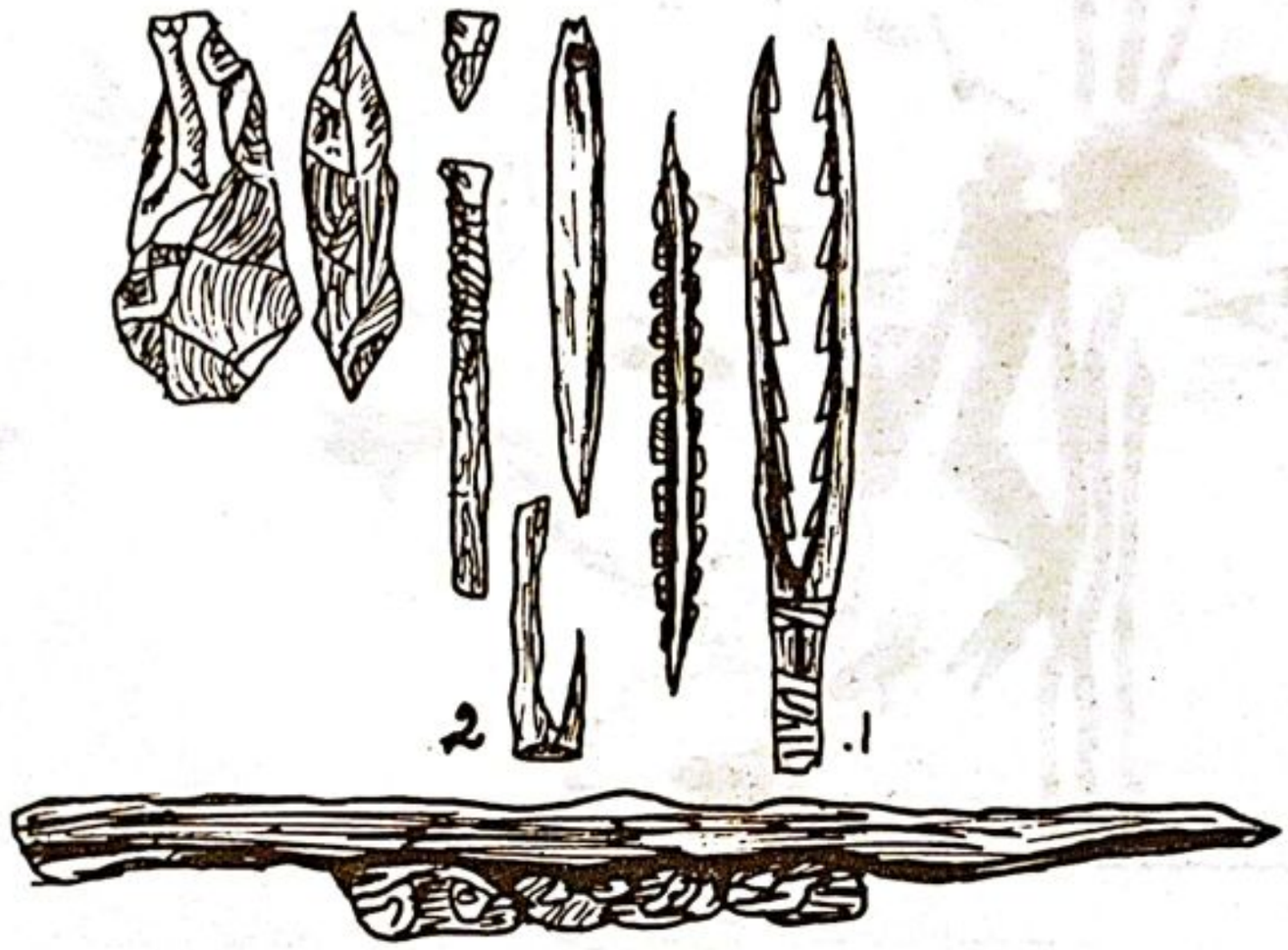

تصویر نمبر 52:
NEOLITHIC دور کے اوزار جنکو انسان نے لکڑی کے اندر تیز پتھر لگا کر بنایا تھا ۔ نمبر 1 اور نمبر 2 مچھلی پکڑنے کے لیے استعمال کئے جاتے تھے ۔

نے بھیڑوں کے غول سے الگ کر لئے اور بعد میں یہ بچے خوراک کے لئے انسان پر انحصار کرنے لگے ۔ اس لئے بڑے ہو کر انسان کے وفا ۔ ساتھی اور پالتو جانور بن گئے ۔ لیکن چھوٹے جانوروں کا شکار انسان کی خوراک کی ضرورت پوری نہ کر سکا MAMOTH اور BISON کی غیر موجودگی نے جو خلا پیدا کیا تھا وہ پُر نہ ہو سکا جس کی بناء پر انسان نے کاشت کاری کو خوراک کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اپنایا ۔

کاشت کاری

اس دور کے انسان کا سب سے بڑا کارنامہ اس کی کاشت کاری تھی جس کے بہت دُور رَس نتائج برآمد ہوئے ۔ PALEOLITHIC دور میں جب مرد شکار پر چلے جاتے تھے ۔ عورتیں اکٹھی رہ کر بچوں کا دھیان رکھتیں اور پھل اور جڑی بوٹیاں اکٹھی کرتی تھیں ۔ اس کے دوران انہوں نے پودوں کے اگنے کا بغور مشاہدہ کیا ۔ اس کے علاوہ انہوں نے یہ تجربہ بھی کیا کہ کونسا پودا کس کام آتا ہے ۔ اناج کے بارے میں انہی عورتوں نے دریافت کیا کہ یہ کھایا جا سکتا ہے ۔

جب شکار سے ان کی ضرورت کے مطابق خوراک پوری نہ ہوئی تو پتھر کے دور کے ان انسانوں نے اپنی عورتوں کے ان مشاہدات اور معلومات کو استعمال کیا اور کھیتی باڑی شروع کی تاکہ شکار کے ساتھ ساتھ اناج کھا کر پیٹ بھر سکیں ۔ ساتھ ساتھ ان لوگوں نے بکری ، بھیڑ اور گائے کو پالنا شروع کیا ۔ شہد کی مکھی سے شہد حاصل کیا ۔ آہستہ آہستہ ان کی زندگی میں کاشتکاری (اور زراعت) کو شکار سے زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی ۔

تصویر نمبر 53:
قدیم عہد سنگ کی تصاویر میں ایک تصویر جسمیں انسان کی شہد کی مکھیوں سے گھرا ہوا دکھایا گیا ہے ۔

کاشتکاری اور جانور پالنے کا آغاز مغربی ایشیا میں ہوا کیوں کہ گیہوں اور "جو" کے جنگلی پودے انہیں علاقوں میں اُگے ہوئے تھے اور گائے بھیڑ بکری ان اونچے علاقوں میں پائی جاتی تھیں جو عرب شام اور ایران کے ریگستانوں کے آس پاس تھے ان علاقوں کا موسم تب بھی آجکل جیسا ہی تھا ۔

زراعت 8000 B.C. میں فلسطین اور ایران میں شروع ہوئی بعد میں مصر میں شروع ہوئی 5000 B.C. میں یونان اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں کی جانے لگی شمالی یورپ میں 2 یا 3 ہزار سال کے بعد آئی اور اسی وقت چین میں بھی آئی ۔

یورپ میں دریا DANUBE کے کنارے اس دور کی رہائش گاہوں کے آثار ملے ہیں ۔ فلسطین شام اور عراق میں 8700 تک انسان غاروں میں رہے ۔ شروع میں آثار بتاتے ہیں کہ انہوں نے غاروں کے سامنے چھوٹے چھوٹے احاطوں میں اناج اگایا ۔

لیکن جب موسم تبدیل ہوا تو اس دور کے انسانوں کو شدید سردی سے چھٹکارہ حاصل ہوا اور موسم کی تبدیلی کی بناء پر ان کو اب غاروں میں چھپنے کی ضرورت بھی نہ رہی ۔ ان لاتعداد تبدیلیوں کی وجہ سے انسان کی زندگی ہمیشہ کے لئے بدل گئی ۔ جو انسان پانچ لاکھ سال سے شکاری کے روپ میں دنیا بھر میں گھومتے رہے ان کی زندگی میں ایک کاشتکار کے روپ میں ٹھہراؤ آگیا ۔ اناج اگانے کے لئے ان کو ایک ہی جگہ رہنا پڑا اور اس طرح ان کی سماجی زندگی کا آغاز ہوا ۔ کاشت کاری کے لئے زیادہ زمین اور پانی کی ضرورت انہیں دریاؤں کے کنارے لے آئی اور وہیں سے انسان کی سماجی زندگی شروع ہوئی ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی پرانی آبادیاں دریاؤں اور جھیلوں کے کنارے پائی گئی ہیں ۔ یہ آبادیاں ناروے NORWAY سویڈن ، ڈنمارک ، سوئیٹزر لینڈ ، بحرۂ روم کے کنارے اور دریائے سندھ ۔ دریائے دجلہ فرات کے کنارے ۔ دریائے نیل کے کنارے پائی گئی ہیں ۔

اناج اگانے کے بعد انسان کی زندگی میں سماجی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل تبدیلیاں آئیں ۔
(i) تجارت (ii) جنگ (iii) کپڑا بُننا (iv) برتن سازی (v) رہائشی مکان (vi) گاؤں ، قصبے ، شہر ، ملک

تجارت :

انسان جب اناج اگانے لگا تو اسے احساس ہوا کہ یہ گوشت کی طرح جلدی خراب نہیں ہوتا اور اسے جمع کیا جا سکتا ہے ۔ جمع کرنے کے ساتھ یہ ہوا کہ یہ جمع کیا ہوا اناج دوسری چیزوں کے ساتھ تبدیل کیا جانے لگا ۔ اگر ایک انسان کے پاس شکار کیا ہوا گوشت تھا تو وہ تھوڑا سا گوشت دے کر اپنے لئے اناج حاصل کرنے لگا یعنی تجارت کرنے لگا ۔

اس وقت انہیں احساس ہونے لگا کہ ایک ہی انسان اپنے سارے کام خود نہیں کر سکتا ۔ اس لئے پہلی مرتبہ انسانی معاشرے میں منظم طریقے سے کام بانٹے جانے لگے ۔ اگر کچھ انسان شکار کرتے تو کچھ کھیتی باڑی کرتے ۔ کچھ بھیڑ بکریاں چراتے تو چند لوگ جڑی بوٹیاں جمع کرتے ۔ اسی طرح جب انسان نے برتن بنانے شروع کئے تو چند لوگوں نے برتن سازی کو اپنا پیشہ بنا لیا ۔ میدانی علاقوں میں کیونکہ غاریں نہیں تھیں اس لئے انسان کو گھر بنانے کی ضرورت پیش آئی کچھ لوگوں نے گھر بنانے کو اپنا پیشہ بنا لیا ۔

اس طرح ایک معاشرہ سا بن گیا جس میں ہر انسان کو دوسرے کام کرنے والے انسانوں کی ضرورت تھی اور ان کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا تھا ۔ اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد انسانوں نے ایک دوسرے کے لئے کام کیا اور اس کے عوض دوسرے انسانوں کے کئے ہوئے کام کا فائدہ حاصل کیا ۔ اسی لین دین میں تجارت کو ترقی ملی ۔ متبادل چیزوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ تجارت کا میدان بھی وسیع ہوتا چلا گیا ۔

جنگ :

یہ لین دین کا سلسلہ اناج اگانے کی وجہ سے ہوا ۔ لیکن اس لین دین کے شروع ہونے سے انسان میں لالچ کا مادہ بھی بڑھ گیا ۔ کاشتکار کی یہ کوشش تھی کہ وہ زیادہ سے زیادہ اناج اگائے ۔ دوسرا کام کرنے والوں کی یہ کوشش تھی کہ وہ اپنے کام میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کریں ۔ تاکہ وہ اس کے بدلے میں زیادہ سے زیادہ چیزیں اور آرام حاصل کر سکیں ۔ اسی تگ و دو کے سلسلے میں طاقتور انسانوں نے کمزور انسانوں پر دباؤ ڈالا اور انہیں اپنے کاموں میں لگا لیا ۔

طاقتور قبیلوں نے اپنے آس پاس بسنے والے کمزور قبیلوں پر دباؤ ڈالا ۔ ان سے جنگیں لڑیں اور انہیں غلام بنا کر ان سے اپنے کام کروائے اور ان کی زمینوں پر بھی قبضہ کر لیا ۔ ان جنگوں کے آغاز سے انسانوں نے جنگ لڑنے والے افراد پر مشتمل فوج کی ضرورت محسوس کی جو ان کی جان و مال کی حفاظت کر سکے ۔ اور اس حفاظت کے بدلے وہ معاشرہ اس فوج کو ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے لگا ۔

کپڑا بُننا :

کاشتکاری کے آغاز سے انسان نے قسم قسم کے بوٹے اگائے جن میں سے ایک پودا روئی کا بھی تھا ۔

UPPER PALEOLITHIC دور میں انسان نے بڑے جانوروں کے بالوں کو بن کر لباس بنایا تھا ۔ روئی سے دھاگا بنانے اور اس کو بُننا سیکھنے میں بھی انسان کو کئی ہزار سال لگے لیکن NEOLITHIC دور ختم ہونے سے پہلے انسان نے کپڑا بُننا شروع کر دیا تھا ۔

برتن سازی :

اناج اگانے کے بعد جب انسان کو احساس ہوا کہ یہ خراب نہیں ہوتا تو پھر اسے تجارت کرنے کے شوق میں زیادہ سے زیادہ اناج جمع کرنے کی جستجو ہوئی ۔ لیکن جمع کئے ہوئے اناج کو رکھنے کے لئے انسان کے پاس کوئی تسلّی بخش چیز نہ تھی ۔ شروع میں انسان نے درختوں کی نرم شاخوں سے ٹوکریاں بُننا شروع کیں اور ان میں اناج بھر کر رکھنا شروع کیا ۔ لیکن ٹوکریوں کے چھیدوں میں سے دانے گر جاتے تھے ۔ اس لئے انہوں نے ٹوکری کے اندر گیلی مٹی کا لیپ لگانا شروع کر دیا اور اس کو دھوپ میں سکھانے کے بعد اناج ڈالنے کے لئے استعمال کیا ۔ اس طرح اناج ضائع ہونے سے تو بچ جاتا تھا لیکن یہ مٹی کا لیپ بہت جلد ٹوٹ جاتا تھا ۔ خیال کیا جاتا ہے ۔ کہ کوئی ٹوکری اتفاق سے آگ میں گر گئی ہو گی جس سے ٹہنیاں تو جل گئی ہوں گی لیکن ان کے اندر لیپ کی ہوئی مٹی پک کر مضبوط ہو گئی ہو گی اور اس طرح سے اتفاق کی بناء پر انسان نے پہلا برتن بنایا ہو گا ۔ برتن سازی کا یہ عمل اس دن سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے ۔

ابتدا میں انسان نے ٹوکری کو لیپ کر کے اور اسے جلا کر ہی برتن بنائے ہوں گے ۔ بعد میں ٹوکری کے بغیر بھی برتن بننے لگے ۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ٹوکری کے ساتھ جو برتن بنتے تھے ان پر ٹوکری کی شاخوں کا CRISS CROSS بنا رہ جاتا تھا ۔ ٹوکری کے بغیر جو برتن بنے اس پر بھی یہی CRISS CROSS کے نشان کسی نوکدار چیز سے بنائے جاتے ۔

چنانچہ پالش کر کے پتھروں کے بنائے ہوئے برتنوں (”جس کی بناء پر اس دور کو NEOLITHIC یعنی نئے پتھر کا زمانہ کہتے ہیں“) کے علاوہ پکی ہوئی مٹی کے برتن بھی کاشتکاروں کے اس نئے معاشرے کے ساتھ ہی منسوب کئے جاتے ہیں ۔

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے ۔ کہ مٹی کو جانوروں کی شکل میں بنا کر بہت پہلے بھی پکایا جا چکا تھا ۔ اس کی مثال چیکو سلواکیہ میں VENUS کے مجسّمے کی صورت میں ملی ہے جو پکی ہوئی مٹی میں بنا ہوا ملا ہے اور اس طرح جاپان میں رسّی کے نشانات والے JOMON برتن 7000 B.C. میں بنائے گئے تھے جبکہ جاپان میں ابھی کاشتکاری کا آغاز نہیں ہوا تھا ۔ پھر بھی خیال کیا جاتا ہے کہ پکی مٹی کے برتن کا استعمال کاشتکاری کے بعد ہی زیادہ ہوا ۔

شمالی عراق کے ZAGROS پہاڑوں میں جو گاؤں JARMO دریافت ہوا ہے وہ 6500 B.C. میں آباد تھا ۔ یہاں 25 گھرانے تھے جو اناج اگا کر اور بھیڑ بکریاں پال کر گزارہ کرتے تھے ۔ یہ لوگ اناج رکھنے کے لئے گڑھے کھودتے تھے جن کی دیواریں پکی ہوئی مٹی سے بنائی جاتی تھیں 6000 B.C. تک JARMO میں اور اس کے آس پاس دوسری جگہوں پر مٹی کے برتن اور مٹی کے بت بنتے رہے ۔ خاص طور پر HASSUNA کا مقام قابلِ ذکر ہے جہاں مٹی کے

سادے اور موٹے رنگدار برتنوں پر کبھی کبھار سطح (BURNISHED) بنی ہوتی اور کبھی GEOMETRIC ڈیزائن PAINT کئے ہوتے یا پھر سطح کے اوپر کھرچے ہوتے تھے ۔ یہ سجاوٹ کے لئے بنائے گئے تھے اور اپنی نوعیت کے پہلے نمونے ہیں ۔ HASSUNA کے اس طرز کے برتن اتنے مشہور ہوئے کہ اس طرز کے سبھی برتنوں کو یہی نام دیا جاتا ہے ۔

HASSUNA سے جنوب میں واقع SAMARRA کے برتنوں کے طرز کے برتنوں کو بھی SAMARRA WARE کہا جاتا ہے ۔ اس طرز کے برتن پرندوں مچھلیوں جانوروں اور انسانوں کی تصویروں سے سجائے جاتے تھے ۔ اس کے علاوہ 5000 B.C. کے بعد TELLHALLOF کے مقام پر (جو ترکی اور شام کی سرحد پر ہے) بنائے گئے برتن بہت نازک تھے اور ان پر علامتی تصاویر بنی ہوتی تھیں ۔

انسان فارغ وقت میں یہ برتن بناتے تھے ۔ اس امر کا قوی امکان ہے کہ یہ برتن عورتیں بناتی ہوں گی ۔ مٹی کو رسی کی صورت میں گولائی میں لپیٹ کر ہاتھ سے وضع کرتے تھے اور چھوٹی چھوٹی بھٹیوں میں پکاتے تھے ۔ تقریباً 3400 B.C. میں وہ کوزہ گر ، جنہوں نے برتن سازی کو اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا POTTERS WHEEL کے ساتھ MESOPOTOMIA میں ظہور پذیر ہوئے ۔ ایک ہزار سال بعد چین میں یہ کام شروع ہوا اور 2400 B.C. میں جنوب مشرق یورپ میں یہ کام ہوا ۔

لیکن NEOLITHIC دور کی سب سے بہترین POTTERY 5000 B.C – سے لے کر 4000 B.C. تک جنوبی ایران کے شہر SUSA میں بنائی گئی ۔ اس POTTERY سے اس جگہ کی تکنیکی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے ۔ یہاں بنے ہوئے برتن حیران کن حد تک نازک اور پتلے ہیں اور ان پر سجاوٹ کے طور پر SILHOUETTE میں بنی ہوئی تصاویر بعد میں آنے والی انسانی ترقی کے پیش خیمہ تھیں ۔

ان لوگوں نے ہر انسان اور جانور کی شکل کو سیدھی یا گول لائنوں میں ڈھال کر سادہ ڈیزائن کی صورت میں پیش کیا ۔ کسی قدرتی چیز کو سادہ بنا کر ڈیزائن کی صورت میں ڈھالنے کو STYLIZE کرنا کہتے ہیں ۔ ماہرین کا خیال ہے کہ قدرتی چیزوں کو STYLIZE کر کے ہی یا ایسی علامتیں بنا کر ہی انسان نے لکھائی کا آغاز کیا ۔ اس لئے SUSA کے برتن بھی لکھائی کا پیش خیمہ ہیں ۔ کیونکہ اس میں واضح طور پر انسانوں جانوروں اور پرندوں کو چند متوازی لائنیں لگا کر بہت مہارت سے دکھایا گیا ہے ۔

ہم SUSA میں بنائے گئے ایک برتن کا خاص طور پر تفصیلی جائزہ لیتے ہیں ۔ تاکہ ان برتنوں کی خصوصیات واضح ہو جائیں ۔

اس برتن میں سب سے اوپر FLAMINGO پرندوں کی قطار بنائی گئی ہے صرف متوازی لائین لگا کر ان پرندوں کی گردن اور ٹانگیں ظاہر کی گئی ہیں اور ترچھی لائینوں سے چونچ اور جسم بنایا ہے ۔

اس کے نیچے کُتے بنائے گئے ہیں جن کے جسم لمبے کئے ہوئے ہیں ماہرین کا خیال ہے کہ ان کُتوں کی تصویروں میں ان کے دھڑوں کو دانستہ طور پر لمبا کیا گیا ہے ۔ تاکہ ان کے تیز بھاگنے کا احساس دلایا جا سکے ۔ اس کے نیچے

تصویر نمبر 53 -
3500 B.C میں شر SUSA میں بنایا گیا
برتن جسمیں جانوروں اور پرندوں کی اشکال کو
سادا بنا کر ڈیزائن کی صورت میں بنایا گیا
ہے ۔

ہرن IBEX بنایا گیا ہے ۔ جس کا جسم دو تکونیں جوڑ کر بنایا گیا ہے اور سینگ خوب بڑے اور دو دائروں کی صورت میں بنائے گئے ہیں ۔ اس طرح کی علامتی تصویروں سے لکھائی کا آغاز ہوا اور بہت دیر تک انسان نے ان علامتی تصویروں ہی سے لکھائی جاری رکھی ۔

اس سے کئی ہزار سال کے بعد رومن لوگوں نے چیزوں کی علامت کی بجائے آواز کی علامت تشکیل دی اور یہی طریقہ آج بھی رائج ہے ۔

SUSA کے برتنوں کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان تصویروں میں انسان نے پہلی بار بارڈر لگا کر تصویر کو فریم کیا ۔ جیسا کہ تصویر میں دیئے گئے VASE میں ہرن کے گرد سیاہ موٹی لائنیں لگا کر بارڈر بنایا گیا ہے ۔ اس سے پہلے غاروں میں جو تصاویر بنائی جاتی تھیں ان کے گرد بارڈر نہیں بنایا جاتا تھا ۔ اور ان کی حدود کا تعین نہ ہو سکتا تھا ۔

NEOLITHIC MAGALITH تعمیرات یعنی بڑے پتھروں کی تعمیر :

چھوٹی موٹی تعمیرات تو انسان نے بہت مدت سے بنانی شروع کر رکھی تھیں ۔

NEOLITHIC دور سے پہلے انسان نے جھونپڑیاں بنائیں جنہیں وہ شکار کے دوران عارضی رہائش گاہ کے لئے استعمال کرتے تھے ۔ اس کے بعد جب انسان نے میدانی علاقوں میں رہائش اختیار کی تو سرکنڈے اور لکڑی کی بنی ہوئی یہی کچی پکی جھونپڑیاں جن کے آج آثار بھی نہیں اس کے رہنے کے کام آئیں ۔ رہائش کے لئے یہ تعمیرات تو انسانی ضرورت تھی لیکن بغیر ضرورت کے صرف تاثرات کے زیرِ اثر ۔ یاد گار کے طور پر بھی انسان نے بعد میں بہت کچھ بنایا ۔

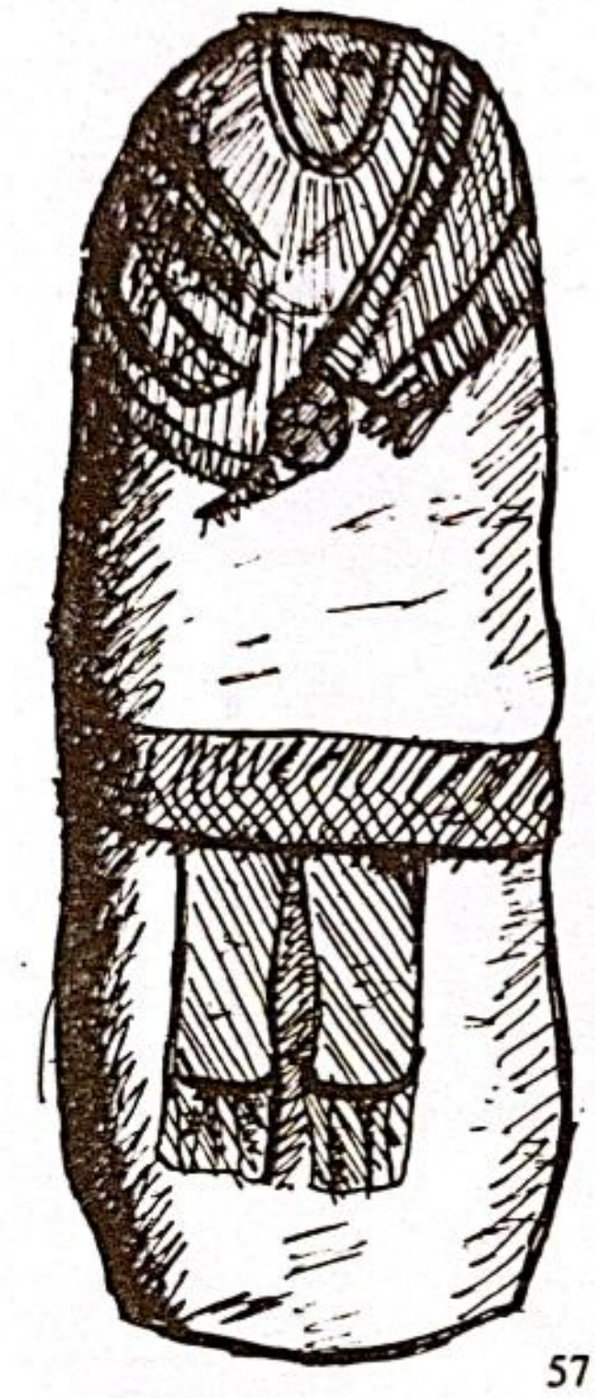

57

56

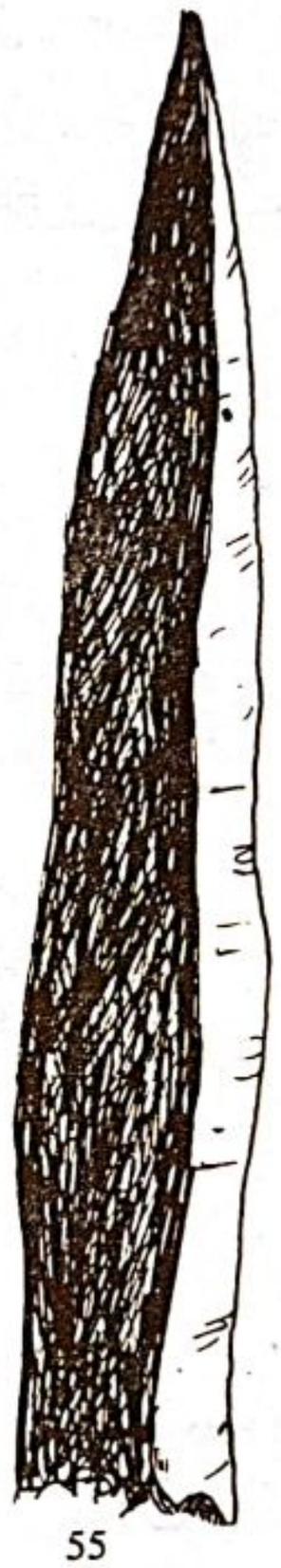

55

تصویر نمبر 55 - 56 - 57:

بڑے پتھر سے بنا ہوا فتح کا نشان MENHIR جو بعد میں بہت سی اشکال میں بنایا جانے لگا ۔

55- سادہ MENHIR 56- آدمی کی شکل کا MENHIR 57- عورت کی شکل کا MENHIR

(MENHIR)

پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ کس طرح جب انسانی معاشرہ ترقی کر گیا تو لالچ اور دشمنیاں بڑھ گئیں ۔ انسان نے زیادہ زمینیں حاصل کرنے کے لئے جنگیں لڑیں ۔ ان جنگوں میں جب ایک انسانی گروہ دوسرے انسانوں پر فتح حاصل کرتا تو بڑے پتھر اس فتح کی یاد گار کے طور پر زمین میں ستون کی طرح گاڑ دیتا ۔ یہ ستون آج بھی موجود ہیں ۔ ان بڑے بڑے ستونوں کو MENHIR کہا جاتا ہے ۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ MENHIR مردہ لوگوں کو روحوں سے رابطہ کرنے کے لئے بنایا جاتا تھا ۔ سب سے بڑا MENHIR ہمیں فرانس کے علاقے BRITTANY سے ملا ہے ۔ یہ MENHIR "LOCMARIAQUER MENHIR" کہلاتا ہے اور 65 فٹ اونچا ہے ۔

اس پورے کا وزن 342 ٹن ہے ۔ اب یہ ٹوٹ کر 5 حصوں میں بٹ چکا ہے ۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس MENHIR جیسا پتھر فرانس میں کہیں نہیں پایا جاتا اور اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کتنی دور سے یہ پتھر لایا گیا تھا ۔ بعد میں MESOLITHIC دور میں MENHIR کے اوپر GARVING بھی کی جانے لگی ۔ جو کہ ایک طرح سے

STYLIZED انسان کی تھی ۔ یہ بت کی شکل میں بنے ہوئے MENHIR فرانس میں خاصی تعداد میں پائے گئے ہیں ۔ BRITTANY میں واقع چند غاروں میں اس طرح کے MENHIR بنے ہوئے ہیں جس پر عورت کی شکل میں RELIEF بنی ہوئی ہے ۔ اس کے چہرے اور جسم کے درمیان موتیوں کے ہار کی لڑیاں بنا کر انہیں الگ دکھایا گیا ہے ۔ اس میں زیادہ تفصیل تو ہموار سطح پر لائن کھرچ کر بنائی گئی ہے صرف ناک اور پھانی کو RELIEF میں بنایا گیا ہے ۔

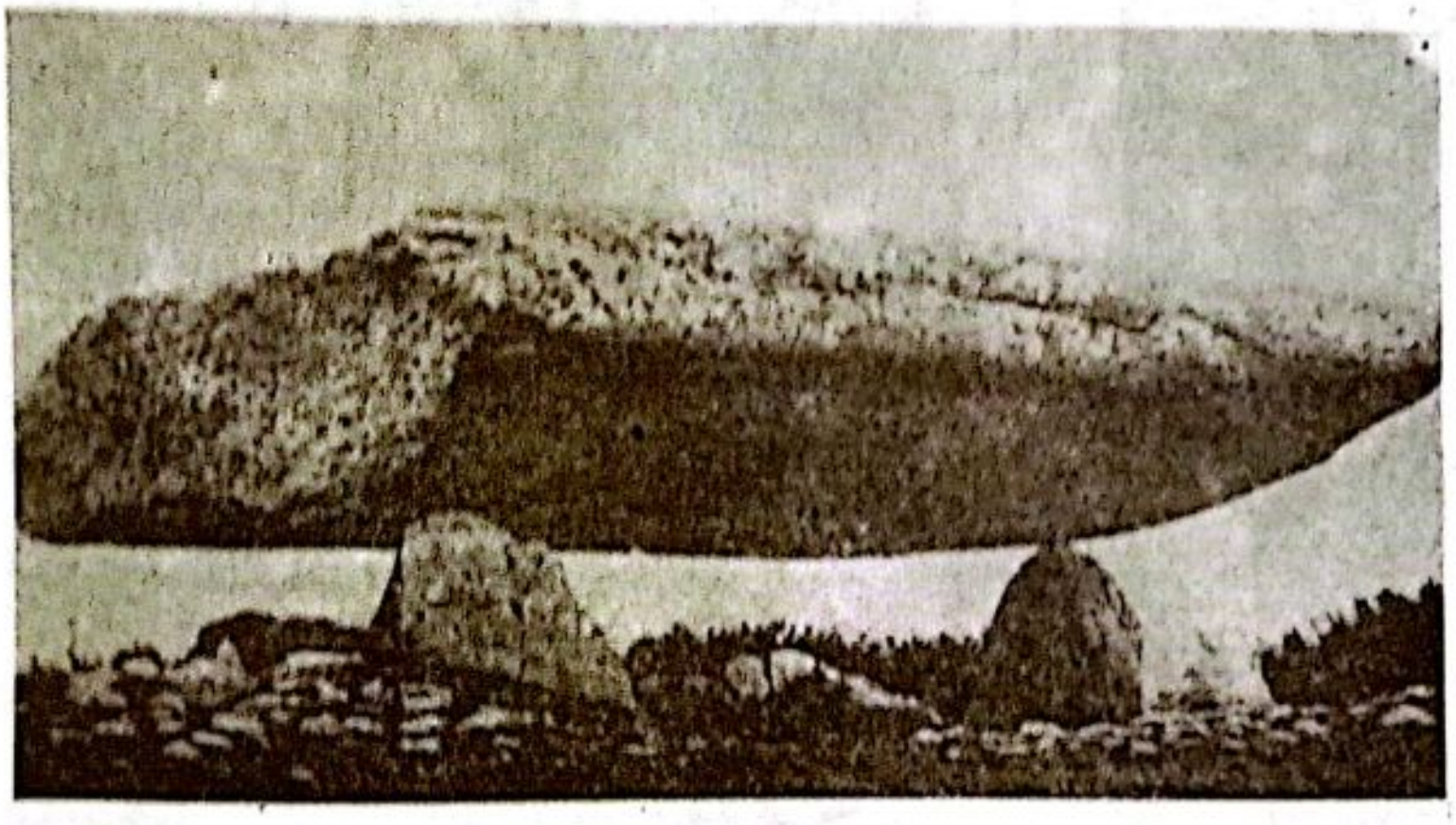

:57 بڑے پتھروں سے بنائی گئی پرانی قبر DOLMEN

DOLMEN

پرانی قبروں کو DOLMEN کہا جاتا تھا ۔ بڑے بڑے پتھروں سے بنے ہوئے MAGALITHS کی یہ دوسری قسم تھی ۔ زمین میں گڑھا کھود کر مردہ اس میں دفن کر دیتے اس کے بعد اس کے سرہانے اور پاؤں کی طرف بڑے بڑے پتھر گاڑ دیتے تھے ان کے اوپر ایک اور پتھر رکھ کر قبر پر ایک طرح کی چھت ڈال دیتے اور اس طرح DOLMEN تیار کرتے تھے ۔ بعد میں یہ اجتماعی قبروں کے طور پر استعمال ہوئے اور انہیں میں 50 لوگوں کی ایک قبر کی مثال پائی گئی ہے ۔ بعد میں DOLMEN کو کمرے کی شکل دے دی گئی ۔ اس طرز کے DOLMEN میں پہلے گزرنے کا راستہ بنایا جاتا اس کے بعد ایک بڑا کمرہ بنایا جاتا ۔ جس کے چھوٹے چھوٹے حصے ہوتے ۔ اس سارے DOLMEN کے اوپر مٹی ڈال کر ایک پہاڑی کی صورت میں بنا دیا جاتا ۔ متعدد ایسی پہاڑیاں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اور روز بروز کھدائی کے بعد منظر عام پر آ رہی ہیں ۔ ان DOLMEN کے معماروں کے پاس کچھ تو اوزار ہونگے جن کے ذریعے وہ اتنی صفائی سے تکون اور مستطیل شکل میں اپنی عمارت کی بنیادوں کے نشان لگاتے اور اس کے مطابق پتھر کاڑتے ۔ BRITTANY میں 4000 B.C. میں تعمیر کی گئی ، کچھ قبریں ہیں جن کی پھنت اس دور کے حساب سے بہت حیرت انگیز طریقے سے ڈالی گئی ہے ۔ اس طرز سے پتھر ایک دوسرے کے اوپر رکھے گئے کہ نیچے والے پتھر سے اوپر والا پتھر تھوڑا سا باہر نکلا ہوتا ۔ اس طرح سے ایک محراب بن جاتی جسے CORBELLING محراب کہتے ہیں یہ CORBELLING محراب اپنی طرز کا پہلا نمونہ ہے ۔

اس طرح کی قبریں یورپ میں ATLANTIC سمندر کے کنارے پائی گئی ہیں ۔ لیکن [illegible] فرق یقیناً وہاں پائے جانے والے پتھر کی مختلف نوعیت کے باعث ہے ۔ ORKENEYS کی [illegible] CORBELLING صرف اس لئے بن سکی ہے کیونکہ وہاں کا پتھر سیدھا ٹوٹتا تھا ۔

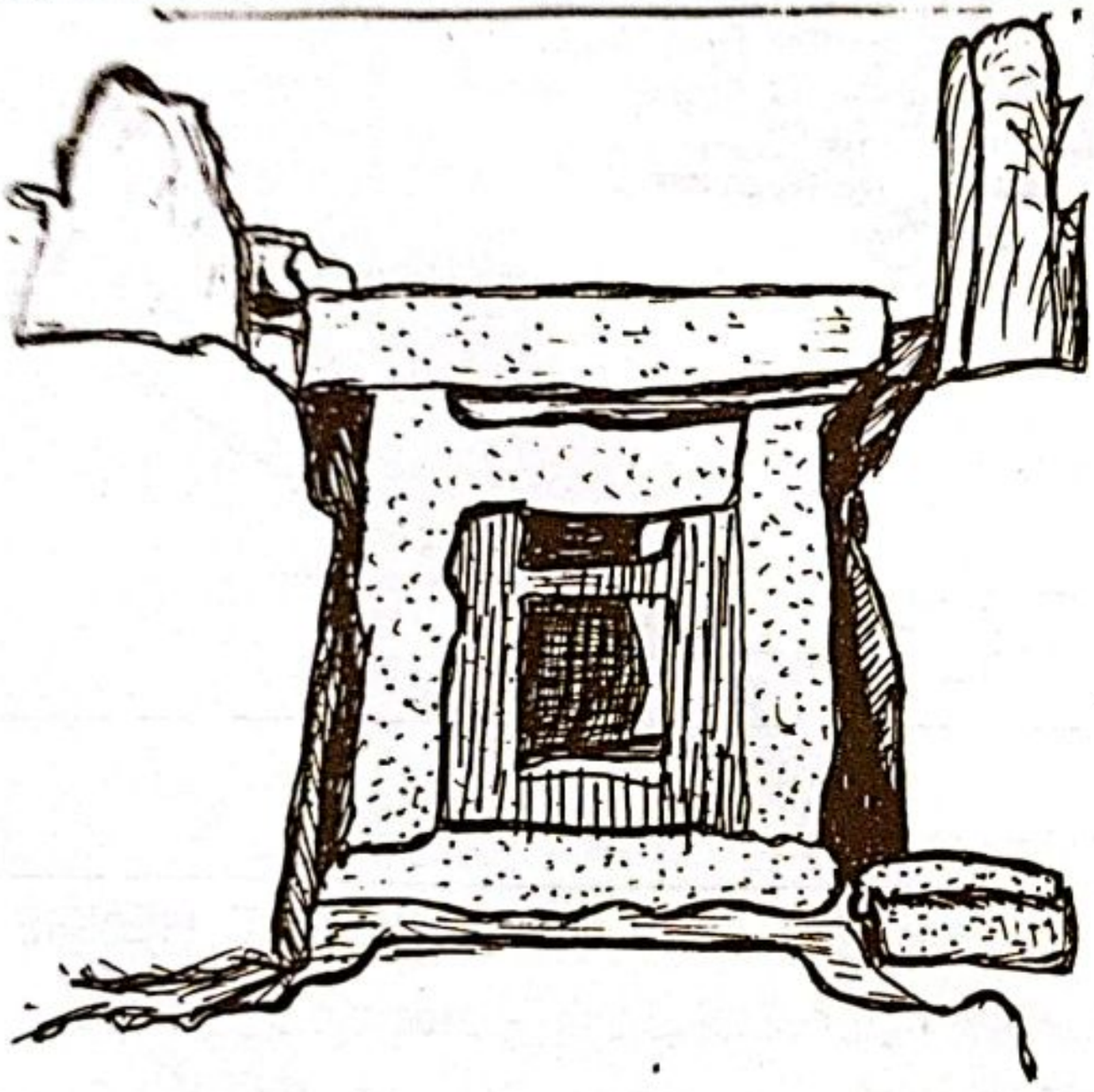

تصویر نمبر 58 -
جزیرہ مالٹا میں بڑے پتھروں سے بنا ہوا مندر

TEMPLES مندر :

تیسری قسم کی MAGALITH تعمیر یعنی بڑے پتھروں کی عمارت جو NEOLITHIC دور کے انسان نے بنائی وہ مندر تھے ۔ ایسے مندر جزیرۂ مالٹا میں دریافت ہوئے ہیں اور GOZO کے قریب واقع ہیں ۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ یہ اس قسم کی پہلی عمارت تھی ۔ اس طرح بنائے گئے 16 مندر .3000 B.C سے پہلے بننے شروع ہوئے اور 2200 B.C. تک ان کی تعمیرات کو ترک کر دیا گیا ۔ یہ مندر بڑے بڑے پتھروں سے تعمیر کئے گئے تھے ۔ سب سے بڑا مندر GIGANTIA ہے جو GOZO کے مقام پر بنا ہے اس کے BASE یعنی بنیاد پر خاص سیدھی کٹی ہوئی LIMESTONE یعنی چونے کے پتھر کی سِلیں (SLABS) لگی ہیں جو 12 فٹ اونچی ہیں اس کے اوپر چھوٹے اور کم صفائی سے کٹے ہوئے پتھر لگے ہیں جو کہ 50 فٹ اونچائی تک بنے ہوئے تھے ۔ اندر کا حصہ گولائی کی صورت میں بنا ہے سب سے اہم حصہ TREFOIL یعنی تین پتھروں کے (تپتیا کا پودا) PLAN پر بنا ہوا ہے ۔ باقی حصے تقریباً بیضوی شکل میں بنے ہوئے ہیں ۔ زیادہ تر پتھر رگڑ کر برابر کئے گئے ہیں کہیں کہیں ہتھوڑی مار کر چھوٹے چھوٹے چھید کئے گئے ہیں ۔ TARXIEN کے مندر پر گولائی کی صورت میں انگور کی بیل کی CARVING کی گئی ہے ۔ ان مندروں میں دروازے بنانے کے لئے POST LINTEL طریقہ اختیار کیا گیا ہے (جس کا مطلب ہے کہ دو بڑے پتھروں کو عمودی زمین میں گاڑا جاتا ہے ان کے اوپر افقی حالت میں ایک بڑا پتھر لٹا کر دروازہ اور اس کے بعد لمبا راستہ بنایا جاتا ہے)

تصویر نمبر :59
انگلستان میں بڑے پتھروں سے بنی ہوئی پرانی عبادت گاہ STONEHENGE

: STONE HENGE

انگلستان میں 2100 B.C. میں 19 بڑے بڑے پتھروں کو جو چھ اور آٹھ فٹ لمبے ہیں ۔ POST LINTEL طرز سے استعمال کر کے ایک عجیب و غریب MONUMENT بنایا گیا ہے جسے آج STONE HENGE کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ یہ پتھر ان پہاڑوں سے لائے گئے جو STONE HENGE سے 190 میل دور واقع ہیں ۔ STONE HENGE کس مقصد کے لئے بنایا گیا ، اس بات پر آج بھی قیاس آرائی ہوتی رہتی ہے ۔

البتہ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے ۔ کہ یہ اہم رسومات ادا کرنے کا مرکز تھا اور اس کے پتھروں کو بہت احتیاط کے ساتھ افق کی مناسبت سے زاویے ملا کر لگایا گیا تھا ۔ یہ عمارت بہت صراحت سے حساب لگا کر بنائی گئی ہے کہ موسم گرما میں سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے ، موسم سرما میں کس زاویے پر غروب ہوتا ہے اور چاند کے طلوع کا سب سے شمالی اور انتہائی جنوبی نقطہ کون سا ہے ۔ اس طرح کی تعمیرات موسم کے بدلنے کا حساب لگانے کے لئے بھی اس دور کے لوگوں کے لئے کارآمد تھیں اور ان سے مذہبی عقائد کو بھی منسوب کیا جا سکتا ہے ۔

جدید تحقیق کی روشنی میں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ پتھر چاند اور سورج کا مشاہدہ کرنے کے لئے استعمال ہو سکتے تھے اور ان سے گرہن اور SOLSTICE کا حساب 300 سال کی مدت کے لئے لگایا جا سکتا تھا (SOLSTICE کا مطلب جب سورج انتہائی شمال یا جنوب میں ہوتا ہے ۔)

لیکن آرٹ کی نظر سے بھی STONE HENGE بے نظیر ہے ۔ کیونکہ اس میں پرانے معماروں کے تصورات کا تناسب اور وحدت نظر آتی ہے ۔ STONE HENGE کی تعمیر کے لئے BLUE STONE پتھر کے علاوہ SAND STONE پتھر بھی استعمال ہوا ہے ۔ اندازہ لگایا گیا ہے ۔ کہ مطلوبہ پتھر 1100 آدمی ساڑھے پانچ سال کے عرصے

میں لا سکے ہونگے ۔ ان پتھروں کو ہتھوڑوں کی مدد سے اندر کی طرف سے ہموار کر کے صاف سطح بنائی گئی ہے ۔ یہ نیچے اور درمیان سے قدرے موٹے اور اوپر جا کر تھوڑے پتلے ہو جاتے ہیں ان عمودی پتھروں پر جو پتھر LINTEL کے طور پر ڈالے گئے ہیں ان پتھروں کی بناوٹ کو بھی خوب طریقے سے وضع کیا گیا ہے ۔ پرانے زمانے میں STONE HENGE پوری گولائی میں بنی ہوئی تھی اب اس کے بہت سے حصے ٹوٹنے سے گولائی قائم نہیں رہی (تصویر)

LINTEL کے طور پر لگائے گئے پتھروں کو نہ صرف چھید کر کے اور صراحت سے رگڑ کر اس طرح بنایا گیا تھا کہ یہ سیدھے پتھروں پر فِٹ آئیں بلکہ ان میں تھوڑی سی گولائی بھی بنائی گئی تھی ۔ تاکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر پورا گول چکر بنا لیں ۔ کاریگروں کی مہارت کا اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے LINTEL کو اس طرح کاٹا تھا کہ اس کا اوپر والا حصہ زیادہ موٹا تھا ۔ اس طرح نیچے سے دیکھنے میں وہ سیدھا نظر آتا ۔ کئی ہزار سال تک لوگ اسے جادو سے بنا ہوا MONUMENT سمجھتے تھے ۔ اور اس کے ساتھ بہت سی جادو کی رسمیں منسوب کرتے تھے جن میں انسان کی قربانی بھی شامل تھی ۔

اینٹوں سے بنی ہوئی NEOLITHIC تعمیرات

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے NEOLITHIC دور کا سب سے اہم کارنامہ ان کی اناج اگانے کی اہلیت تھی ۔ اناج نے انسان کی زندگی بدل کر رکھ دی ۔ کچھ تبدیلیوں کا تو پہلے ذکر آ چکا ہے ۔ البتہ انسان کی رہائش کی تبدیلی کا تھوڑا سا تفصیلی جائزہ لینے کی ضرورت ہے ۔ انسان کو اناج اگانے کے لئے زمین اور پانی چاہیئے تھا ۔ ان کے لئے انسان پہاڑوں سے اتر کر دریاؤں اور جھیلوں کے کنارے آباد ہوا ۔ لیکن پہاڑوں سے نکلنے کے بعد اسے رہائش کی دقت محسوس ہوئی ۔

جب انسان غاروں میں رہائش رکھتا تھا اس وقت وہ شکار کے لئے جہاں جاتا وہاں عارضی جھونپڑیاں بنا کر رہتا ۔ پہاڑوں سے اترنے کے بہت عرصہ بعد تک بھی انسان کچی مٹی کی اینٹوں اور سرکنڈوں کی چھت سے بنائے گھروں میں رہتا رہا ۔ لیکن ایسے گھر نہ تو مضبوط ہوتے اور نہ ہی کسی طرح محفوظ تھے ۔ اس موقع پر انسان نے برتن بنانے کی ترکیب کو استعمال کیا ۔ جیسے اس نے مٹی کے برتن کو پکا کر مضبوط بنایا تھا اسی طریقے سے اس نے کچی اینٹوں کو بھی پکا کر مضبوط اور پکی اینٹیں بنا کر ان کے گھر بنائے جن پر بارش اور طوفان کا اثر نہ ہوتا تھا ۔

ان گھروں میں لوگوں نے اپنے آپ کو محفوظ اور مضبوط محسوس کر کے سُکھ کا سانس لیا اور پھر بستیوں کی صورت میں رہنے کی وجہ سے انسان کو انفرادی اور اجتماعی حفاظت میں آسانی ہوئی ۔ چونکہ اب لوگوں کی بقاء کا شکار پر دارومدار نہ تھا ۔ اس لئے ان کی زندگی کی بے یقینی ختم ہوئی ۔ چنانچہ انہیں یہ تعین کرنے میں آسانی ہونے لگی کہ وہ کس وقت پر اپنا کون سا کام سر انجام دے سکیں گے ۔

کام کی تقسیم نے اس وقت کے انسان کو بہت سی سہولیات مہیا کیں ۔ کیونکہ ایک انسان کو اپنے سب کام نہیں کرنے پڑتے تھے ۔ لہٰذا ہر شخص نے الگ الگ پیشہ اختیار کر کے اجتماعی مفاد کو ترقی دی ۔ ان سب پیشوں کے لوگوں کے لئے ضروری ہو گیا کہ وہ اپنی ضرورت کے تحت ایک دوسرے کے قریب رہیں اور اس طرح شہر ، گاؤں ، بستیاں وجود میں آئیں ۔ دنیا کے سب سے پرانے شہر ترکی میں واقع CATAL HAYUK ۔ اُردن میں JERICO اور

عراق میں JARMO ہیں ۔ JARMO حال ہی میں تھوڑا سا کھودا گیا ہے ۔ یہ شہر انسان کے ماضی اور حال کے درمیان ایک اہم کڑی ہیں ۔ ان سے انسان کے ماضی اور حال کی وابستگی کا پتہ چلتا ہے ۔

(JERICO)

خیال کیا جاتا ہے کہ 9000 B.C. میں دریائے اردن کی وادی میں واقعہ اونچی ہموار جگہ پر جہاں کبھی نہ سوکھنے والا ایک چشمہ تھا ۔ ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا ۔ وہاں 8000 B.C. تک JERICO نامی خاصا بڑا شہر بن گیا ۔ اس میں بیضوی اور گول شکل کے مٹی کی اینٹوں سے بنائے ہوئے گھر تھے جن کی بنیادیں پتھروں پر بنی تھیں ۔ اس شہر کی بڑھتی ہوئی خوشحالی کے پیش نظر شہریوں کو زیادہ حفاظت کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ جس کی بنا پر 7500 B.C. میں اس شہر کے گرد پتھر کی بارہ فٹ اونچی اور پانچ فٹ چوڑی مضبوط فصیل بنا دی گئی ۔

اس میں کم از کم تیس (30) فٹ اونچا ایک مینار تھا ۔ ممکن ہے کہ کھودائی کے بعد اور بھی مینار مل جائیں ۔ بعد میں یہاں پتھر کی بنیادوں پر مستطیل شکل کے گھر بھی بنے ۔ جن کو پلستر کر کے وہ لوگ ان کی دیواروں اور فرشوں کو رنگ کر دیتے تھے ۔ JERICO میں سب سے زیادہ حیرت انگیز چیز وہاں سے دریافت ہونے والے سر ہیں ۔ جس میں انسانی کھوپڑی کے اوپر پیازی رنگ کے پلاسٹر سے انسانی شکلیں وضع کی گئی ہیں ۔ آنکھیں سیپ کی بنائی گئی ہیں ۔ یہ سر وہاں کی قبروں کے اوپر رکھے ہوتے تھے ۔

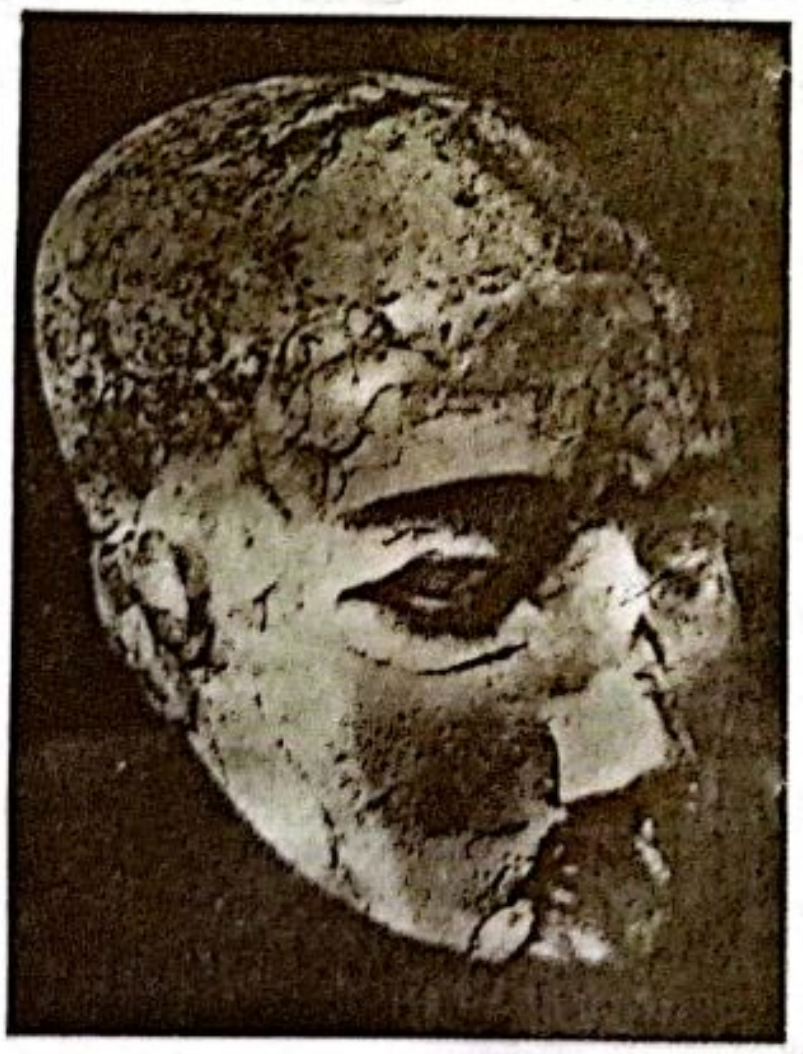

تصویر نمبر 60: 61:
دنیا کے ایک سب سے پرانے شہر JERICO میں پائے جانے والے انسانی سر جنکے اوپر پیازی رنگ کی مٹی لگا کر اور آنکھوں کی جگہ سیپ لگا کر انہیں اصلی انسان جیسا بنانے کی کوشش کی گئی ہے ۔

ان انسانوں کے مرنے کے بعد ان کے جسم تو دفن کر دیئے جاتے لیکن سر دھڑ سے الگ کر کے انہیں کی شکلیں دوبارہ پلاسٹر میں بنا کر قبروں کے اوپر لگا دی جاتی تھیں ان سروں کی MODELLING بہت نفاست سے کی جاتی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کا PORTRAIT بنانے کی کوشش کی گئی تھی ۔ جس میں ہڈی اور MUSCLE کی مناسبت کا خاص خیال رکھا گیا ۔ ہر چہرے کے الگ خدوخال ہیں ۔ یہاں تک کہ ایک چہرے پر مونچھیں پینٹ کی گئی ہیں ۔

CATAL HUYUK :

یہ شہر 1960 میں دریافت ہوا لیکن اس کی تاریخ 7000 B.C. سے شروع ہوئی اور یہ آٹھ سو سال تک آباد رہا ۔ اس میں رہنے والے لوگ نہ صرف جنگلی جانوروں کا شکار کرتے بلکہ مٹر پھلیاں اور اناج اگاتے اور بھیڑ بکریاں ، گائے بھینس پالتے تھے ۔ سیپ اور OBSEDIAN جو کہ ایک آتش فشانی پتھر ہے ۔ کو پالش کر کے اس کا شیشہ بنا کر اس کی تجارت کرتے تھے ۔ CATAL HUYUK کے فنون کافی منفرد تھے اس لیے ان کا الگ الگ تجزیہ ضروری ہے ۔

ARCHITECTURE (فنِ تعمیر)

ان کے مختلف سائز کے مستطیل نما (RECTANGULAR) رہائشی مکان مٹی کی اینٹ سے مضبوط لکڑی کے فریم پر بنائے گئے تھے ۔ اس شہر میں JERICHO کے مقابلے میں زیادہ منصوبہ بندی نظر آتی ہے ۔

تصویر : چتل ہیوک شہر

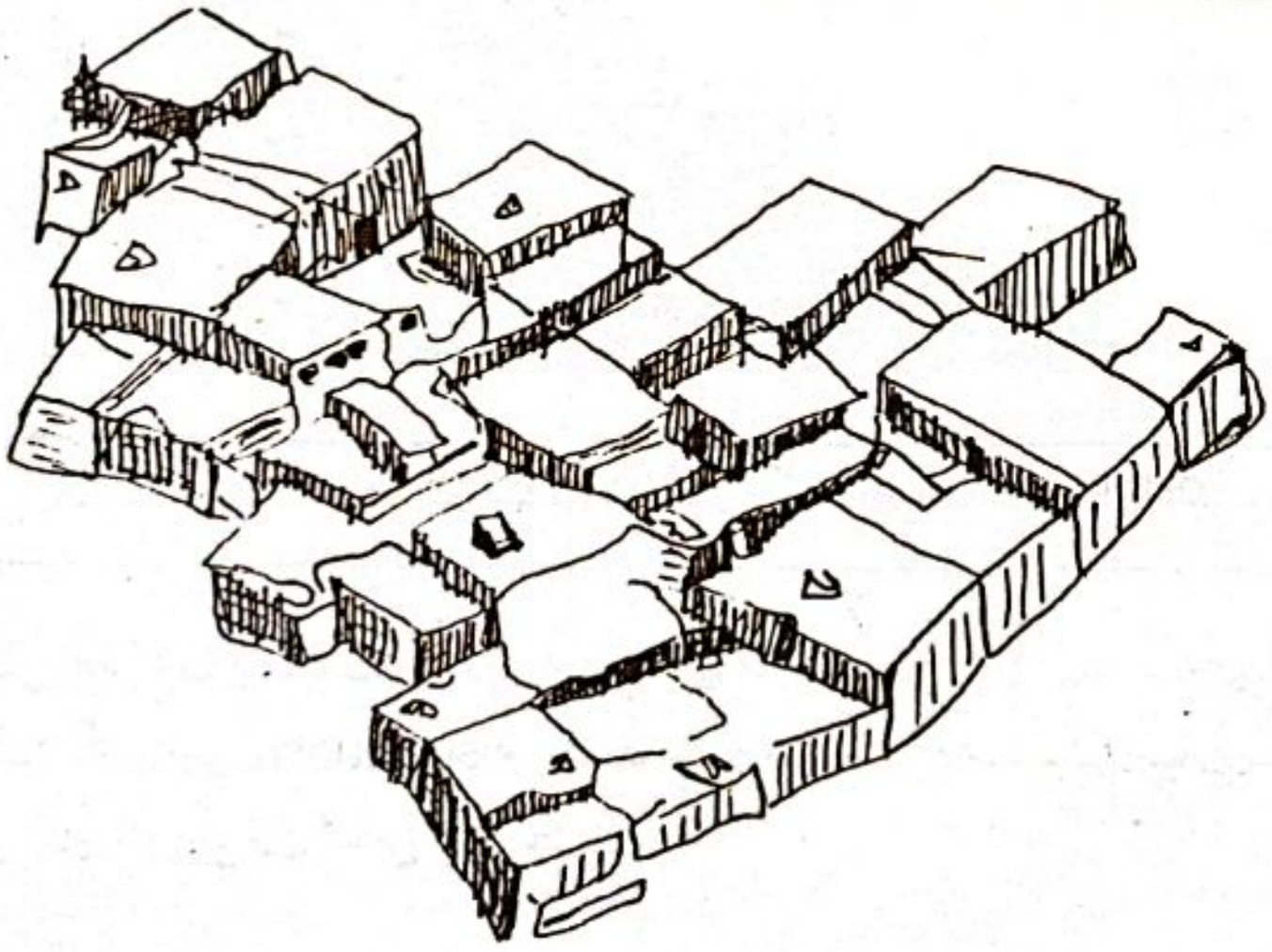

تصویر نمبر 62:

دنیا کے ایک سب سے پرانے شہر CATAL HUYUK کا نقشہ جسمیں سب گھر قریب قریب بنے تھے اور اندر جانے کا راستہ چھت کے ذریعے تھا ۔

اس شہر میں گھروں کے درمیان کوئی سڑک یا گلی نہ تھی ۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ ان گھروں میں صرف چھت کے ذریعے داخل ہو سکتے تھے ۔ اس طرح یہ لوگ اپنے مکان کی حفاظت کا انتظام بھی کرتے اور مکان ایک دوسرے کا سہارا ملنے سے زیادہ مضبوط ہو جاتے تھے ۔ اگر کوئی کسی کے مکان میں زبردستی داخل ہو جاتا تو اس کا داخلہ صرف ایک کمرے تک محدود رہتا ۔ دوسرے کمرے میں جانے کے لئے پھر چھت پر جانا پڑتا ۔ کہیں کہیں ان گھروں کے درمیان صحن تھے ۔ جن میں کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تھا ۔ اس گندگی کے ڈھیر پر راکھ پھینک کر اسے کھاد کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ۔

کمروں کی اندرونی دیواروں کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے منبر اور چبوترے تھے جو سونے کھانے اور کام کرنے کے لئے استعمال ہوتے تھے ۔ ہر چار گھروں کے اندر ایک درگاہ یا مندر بھی تھا ۔ ان میں مردے دفن کئے جاتے تھے ۔ ان درگاہوں (SHRINES) کے اندر گھروں کی نسبت زیادہ سجاوٹ کی گئی ہے ۔

PAINTING (تصویر کشی)

ان SHRINES میں بہت لاجواب PAINTING اور SCULPTURE اور سامانِ آرائش ملا ہے ۔

CATEL HUYUK دیوار پر ایک تصویر DEER HUNT

مثال نمبر 1 ۔ ایک بہت بڑی دیوار ملی ہے جس پر بہت سے انسان بنائے گئے ہیں ۔ یہ بے شمار مرد اور عورتیں گاڑھے رنگوں میں SILHOUETTE میں بنائے گئے ہیں ۔ جو کہ حقیقت کے قریب ہیں ۔ یہاں تک کہ ان کے جسم کی حرکت اور وزن تک محسوس کیا جا سکتا ہے ۔

مثال ۔ 2 ۔

CATAL HUYUK سے ایک اور لاجواب تصویر ملی ہے جو دنیا کی پہلی LAND SCAPE ہے ۔ اس تصویر کے سامنے کے منظر میں مستطیل شکل کے گھر بہت ترتیب کے ساتھ بنا کر شاید CATAL HUYUK دکھایا گیا ہے ۔

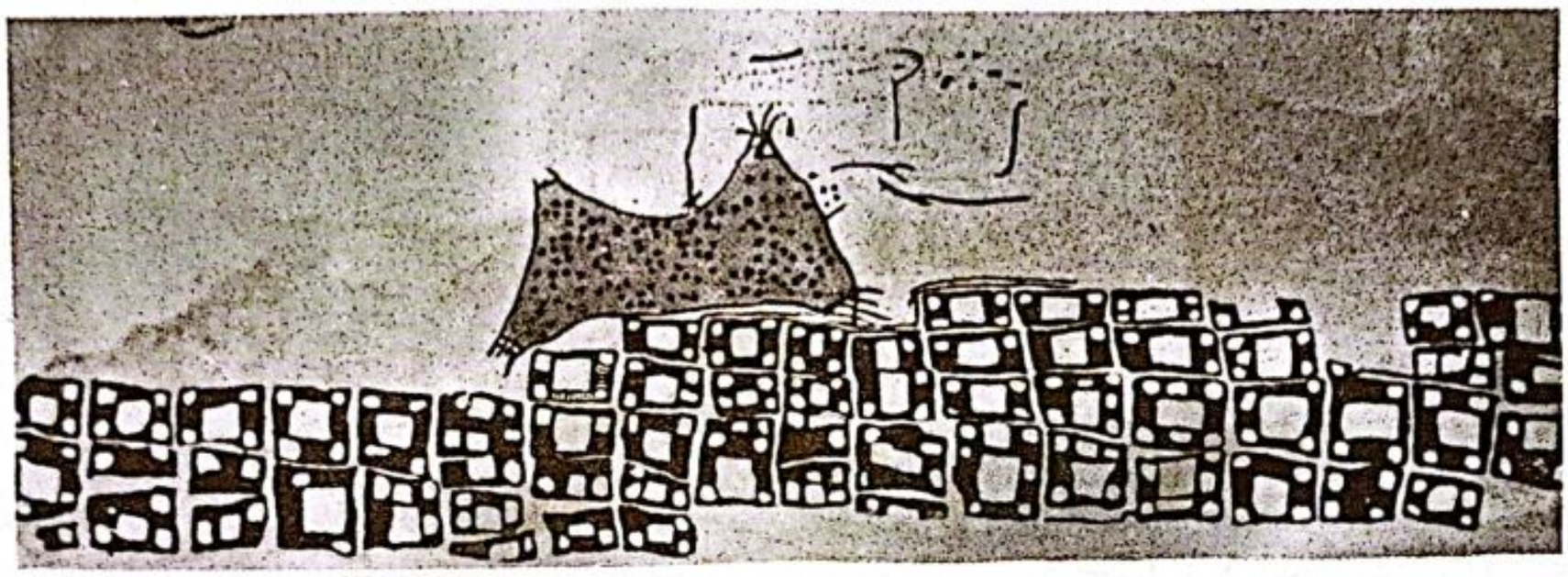

چتل ہیوک میں دنیا کی پہلی LANDSCAPE

ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر قدرے چھوٹا پہاڑ دکھایا گیا ہے جس کی دو چوٹیاں ہیں ۔ پہاڑ کی اونچی چوٹی کے اوپر چند نقطے اور لائنیں صاف طور پر آتش فشاں پہاڑ کی نشاندہی کر رہی ہیں ۔ ماہرین نے دریافت کر لیا ہے کہ CATAL HUYUK کے قریب HASAN DAG پہاڑ ہے ۔ جس کی دو چوٹیاں ہیں ۔ اور یہ کسی زمانے میں آتش فشاں تھا ۔

CATAL HUYUK کی تصویروں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ ان کے آرٹسٹ قدرتی سطح کے اوپر ایک رنگ کا پلستر کر کے سطح تیار کرتے اور اس کے اوپر تصویر بناتے تھے ۔ ان میں بھی FIGURE– پس منظر ، حاشیہ یا لائن نہ ہونے کی وجہ سے خلاء میں بنے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ اور اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ تصویر میں آسمان اور زمین کہاں ختم ہوتے ہیں ۔ صرف دیوار کی حدود نے تصویر کی حدود کا تعیّن کر رکھا ہے ۔

سنگ تراشی SCULPTURE

اس جگہ وقت کے ساتھ ساتھ MOTHER GODDESS کے بتوں میں اضافہ ہوا ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شکار کی اہمیت کی کمی کے ساتھ جب زراعت کے ساتھ وابستہ پیشوں میں اضافہ ہوا تو معاشرے میں عورت کا کردار اور اس کے کاموں کی نوعیت میں اضافہ ہوا ۔ دانے پیسنا ، کھانا پکانا ، کپڑے سینا اور گھریلو جانوروں کا دھیان رکھنا سب عورت کے ذمے تھا ۔

ان کی درگاہوں SHRINES میں دیواروں پر بنائی گئی تصویریں ، جانوروں کے سر ۔ بھینسوں کی کھوپڑیاں اور مذہبی بتوں کے علاوہ بیل کے سینگ کافی تعداد میں ملے ہیں ۔ یہ سینگ ستونوں پر ۔ بیٹھنے کے بینچوں کے اوپر اور پلاسٹر میں بیل کے سر بنا کر اوپر لگائے گئے ہیں ۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شاید اس خیال کے تحت لگائے گئے تھے کہ یہ کسی طرح سے انسان کی حفاظت میں مدد گار ثابت ہو سکتے تھے اور اسے بُرے وقت سے بچا سکتے تھے ۔
لیکن گائے بیل کو یہ لوگ دیوی دیوتا کا درجہ نہیں دیتے تھے ۔ جو مذہبی بت CATAL HUYUK سے ملے ہیں

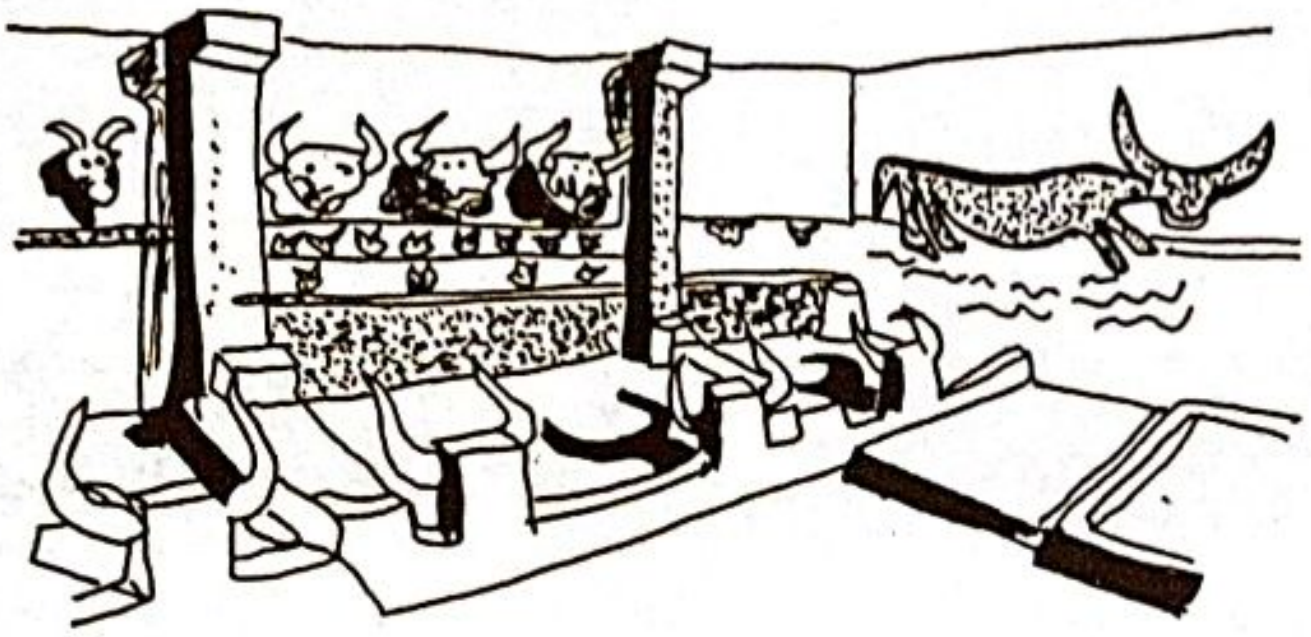

چتل ہیوک کی درگاہ کے اندر کا منظر

ان سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ یہ لوگ جس دیوی دیوتا کو مانتے تھے اسے انسانی شکل میں بناتے تھے اور جب انہیں جانوروں کے ساتھ دکھاتے تو ہمیشہ جانوروں کو انسان سے کمتر بناتے ۔ عورت کو اکثر چیتے کے ساتھ اور مرد کو ہمیشہ بیل کے ساتھ دکھاتے تھے ۔ ان کے بت مٹی کے تھے جو آگ میں پکائے ہوئے تھے ۔ اکثر بت چھوٹے چھوٹے تھے جن کا سائز دو اور آٹھ انچ کے درمیان تھا ۔ دو چار بت بارہ انچ کے بھی ملے ہیں ۔ زیادہ بت عورت کے ملے ہیں ۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ عورت کے بت کو MOTHER GODDESS کے طور پر بنایا گیا ہے ۔ جس کو جوانی میں ۔ بڑھاپے میں شادی کی رسم کے وقت ، حمل کی حالت میں ، بچہ پیدا کرتے ہوئے اور جانوروں کی حکمرانی کے طور پر مختلف انداز میں بہت وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔

SEATED GODDESS

چتل ہیوک سے پایا جانے والا دیوی ماتا کا بت

اس بت کا سر ٹوٹ چکا ہے ۔ لیکن جس طرح اسے موٹا بنایا گیا ہے ۔ اس سے VENUS OF WILLENDORF کی یاد تازہ ہوتی ہے ۔ آرٹسٹ نے TERRA COTTA یعنی پکی ہوئی مٹی کا بت بہت حقیقی انداز میں بنایا ہے ۔ اس کی چھاتی بہت ڈی حس بنائی گئی ہے ۔ ہاتھ چھوٹے ہونے کے باوجود بہت احتیاط سے بنائے گئے ہیں ۔ گو سر موجود نہیں لیکن اس جگہ کے دوسرے بتوں کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ اس سر کو بھی انہوں نے یقیناً وضاحت سے بنایا ہو گا ۔

اس بت کے اوپر CROSS کی طرح کے پھول پینٹ کئے ہیں ۔ دیواروں کی تصویروں میں بھی یہ پھول موجود تھے اس بت پر پھول بنانے کا مقصد شائد اسے کاشتکاروں کی دیوی ظاہر کرنا تھا ۔

CATAL HUYUK کی پینٹنگ اور مجسمہ سازی میں افزائش نسل اور زراعت کی علامتیں بہت نمایاں ہیں ۔ لیکن شکار کی اہمیت بھی NEOLITHIC دور میں خاصی واضح تھی ۔ اس لئے شکار سے منسوب پرانے دور کی رسومات نئے دور میں بھی ملتی ہیں ۔ اس سلسلے میں لاتعداد ادھورے اور سادگی سے بنائے گئے جانوروں کے بت جن پر تیر کا نشان لگایا ہو یا جان بوجھ کر توڑا گیا ہو CATAL HUYUK میں ملے ہیں ۔ جادو کی رسومات میں استعمال کے بعد ان بتوں کو گڑھا کھود کر دبا دیا جاتا تھا ۔ شکار کی اہمیت ان کی تصویروں میں بھی نظر آتی ہے جس میں سے ایک کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے ۔

CATAL HUYUK ایک خوشحال اور منظم شہر تھا ۔ جس میں متعدد قسم کے آرٹ اور کرافٹ کے مراکز تھے ۔ برتن سازی تصویر کشی اور مجسمہ سازی کے علاوہ یہاں کپڑے کی بنائی ہوتی اور تانبے (COPPER) اور سکے کو پکا کر سودھنے کا عمل (SMELTING) بھی 6000 B.C. سے پہلے شروع ہو چکا تھا ۔

اس معاشرے میں PALEOLITHIC دور کی روایات بہت دیر تک قائم رہیں آہستہ آہستہ یہ خوراک جمع کرنے والے معاشرے سے خوراک پیدا کرنے والا معاشرہ بن گیا ۔ حقیقی (REALISTIC) آرٹ سے ہٹ کر علامتی آرٹ کی طرف آ گیا ۔ اس نئے معاشرے میں عورت کا مقام بھی بڑھا 5700 B.C. میں یہ مکمل زراعتی معاشرہ بن گیا ۔ اس کے ایک سو سال بعد ان لوگوں نے یہاں سے دو سو میل دور مغرب کی طرف ایک نیا شہر HACILAR بسایا لیکن 5000 B.C. تک ترکی میں NEOLITHIC دور ختم ہو گیا ۔

: NEOLITHIC PAINTING

NEOLITHIC دور کی بہت سی تصویریں CATAL HUYUK میں بیان کی جا چکی ہیں اس دور یعنی CATAL HUYUK سے پہلے بنائی گئی تصویروں کا ذکر بھی ضروری ہے ۔

PALEOLTHIC دور میں جب مشرقی ہسپانیہ کی تصویروں کے ذکر کے ساتھ یہ بات واضح کی گئی تھی کہ یہ تصویریں اس وقت بھی جاری رہیں جب PALEOLITHIC دور ختم ہوا اور یورپ کے باقی حصوں میں برف پگھلنے سے بہت سی تبدیلیاں آئیں جس کی بنا پر تصویریں بننا بند ہو گئیں ۔ ہسپانیہ کے LEVANT میں بنائی گئی تصویروں کو PALEOLITHIC اور NEOLITHIC کی درمیانی کڑی یعنی MESOLITHIC دور کی تصویریں کہا جاتا ہے ۔ جو 3000 B.C.

تک بنتی رہیں ۔ جس کی بنا پر یہ تصاویر نہ صرف MESOLITHIC بلکہ NEOLITHIC دور سے بھی منسوب کی جا سکتی ہیں ۔ یہ تصویریں ROCK SHELTERS میں بنائی گئی ہیں ۔ یہ طرز تصویر کشی نہ صرف ہسپانیہ بلکہ شمالی افریقہ میں بھی پایا جاتا ہے ۔

ان تصاویر کی تواریخ کے بارے میں اب تک مختلف آراء تھیں لیکن اب اس بات پر اتفاق ہو گیا ہے ۔ کہ یہ MESOLITHIC دور کی تصویریں ہیں جو کہ صرف ہسپانیہ اور شمالی افریقہ میں آیا ۔ ان تصاویر میں خاص بات یہ ہے کہ اس میں انسان کو بنایا گیا ہے ۔ ان تصاویر میں حرکت ہے ۔ اور یہ ہلکے رنگ کے پس منظر پر گاڑھے رنگ سے بنائی گئی ہیں ۔

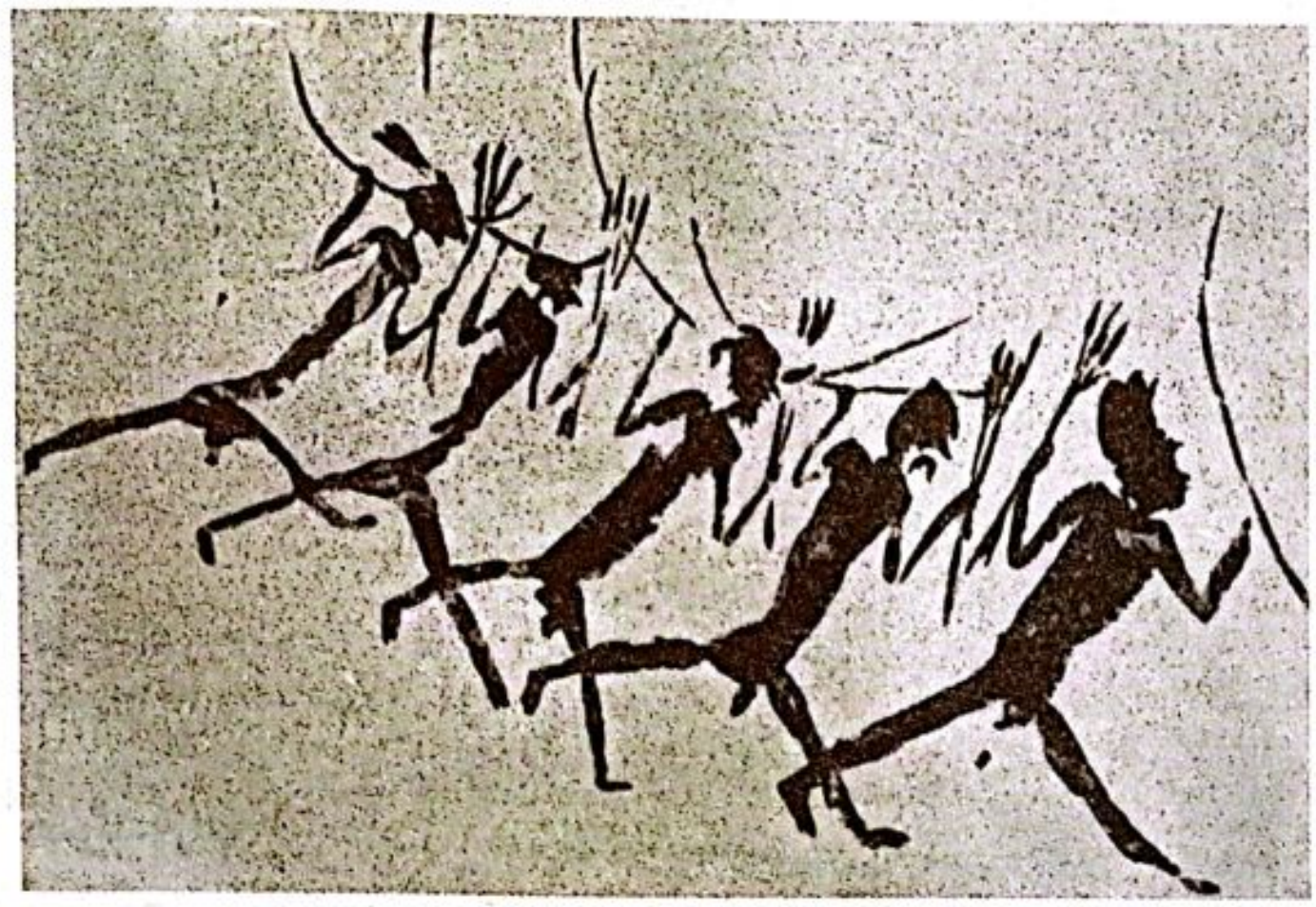

GASULA GORGE میں بنائی گئی تصویر

GASULA GORGE سے ملنے والی 5 سپاہیوں کی تصویر اس دور کی تصویروں کی خصوصیت کی عکاسی کرتی ہے ۔ ساری تصویر چوڑائی میں صرف 9 انچ ہے اس میں حرکت دکھانے کے لئے پوز کی بنیادی شکل کو تھوڑا سا مبالغہ آمیزی کے ساتھ دہرایا گیا ہے ۔ جس سے حرکت میں رابطہ قائم ہو جاتا ہے ۔ زیادہ تفصیل نہیں ہے ۔ پھر بھی ان کے تیر کمان اور لیڈر کے سر پر پہنی ہوئی ٹوپیاں نظر آتی ہیں ۔ پھیلی ہوئی ٹانگوں سے لمبے قد ظاہر ہوتے ہیں ۔ جن سے وہ جنگ پر پہنچنے کی بے تابی ظاہر کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ ان تصویروں سے تھوڑا بہت اندازہ ہوتا ہے ۔ کہ کس طرح انسان نے قدرتی اشکال (SHAPES) کو اور زیادہ سادہ کر کے 5 ہزار سال بعد مشرقی ملکوں میں تصویری لکھائی شروع کی تھی ۔

یہ تصاویر جن جگہوں پر بنی ہیں ان جگہوں کے ساتھ بہت مدت تک کراماتی (SUPER NATURAL) طاقت منسوب کی جاتی رہی ۔

ان کے علاوہ 8000 B.C. سے لے کر 5000 B.C. تک بنائی گئی MAMOTHS کی تصاویر ماسکو سے مشرق کی

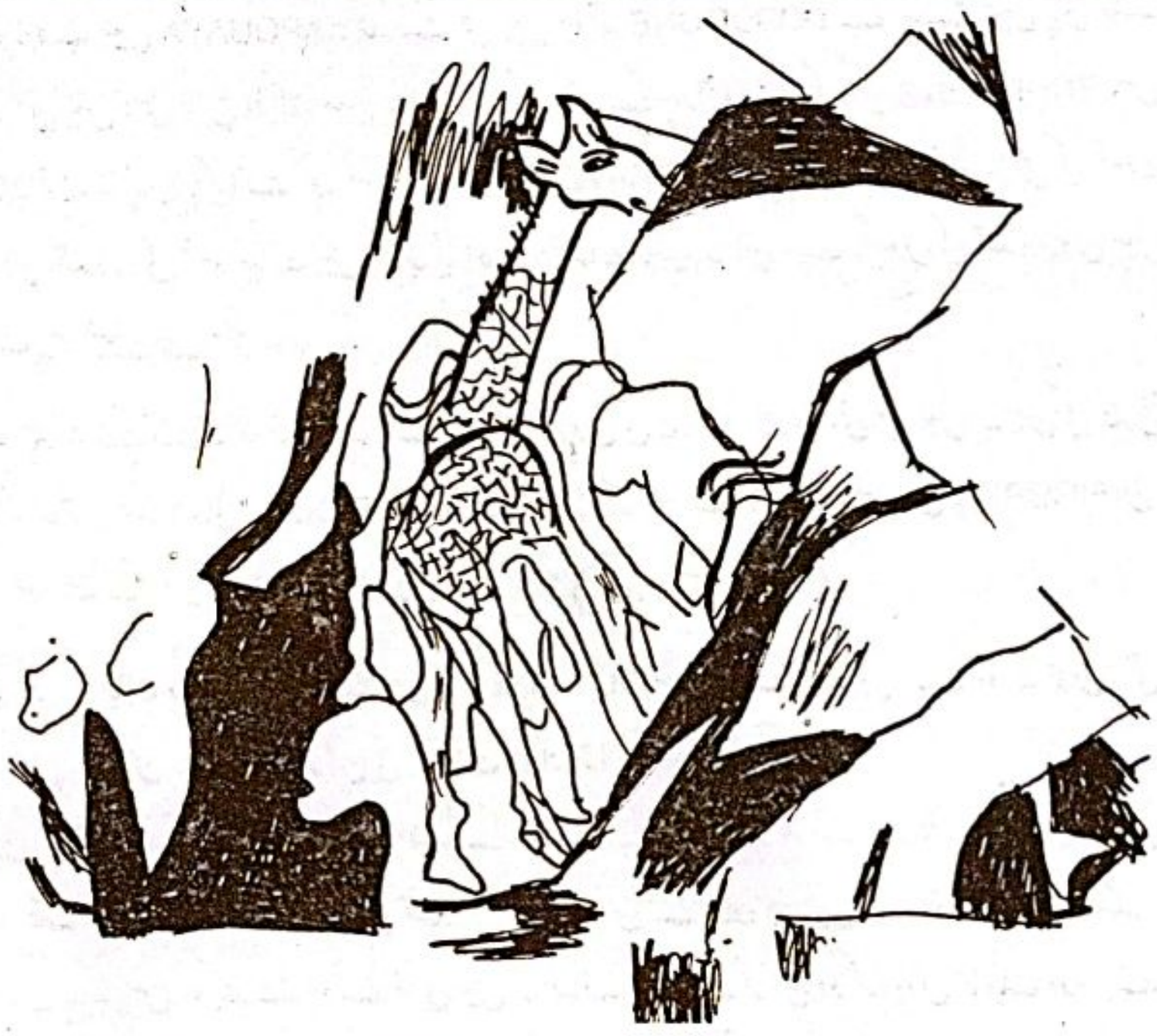

NEOLITHIC دور کی تصویر (تفصیل صفحہ 96 پر ہے)

TWO GIRAFFES AND AN ELEPHANT SUPERIMPOSED

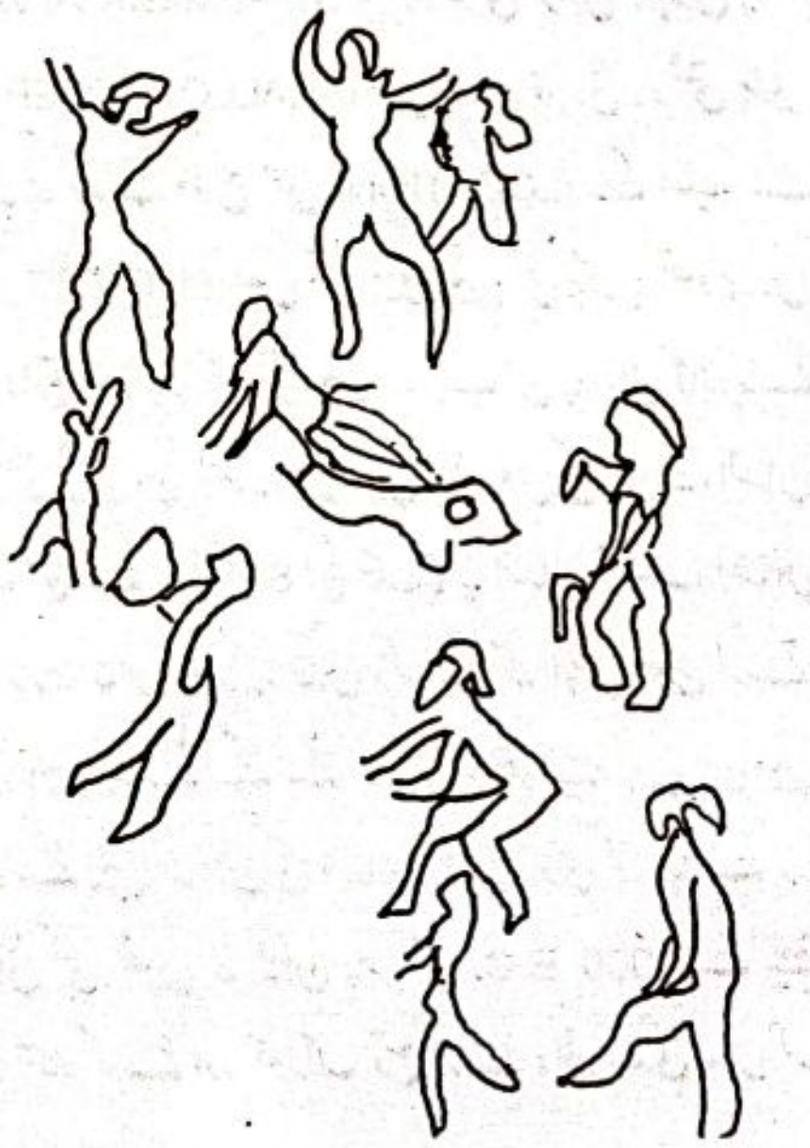

SICILY میں ADDAURA کے ایک پتھر کے پہاڑ کے اوپر جانوروں کی OUT LINE بنی ملی ہیں ۔ جن کی تاریخ 8000 B.C. ہے ۔ ان کے ساتھ برہنہ انسانی FIGURE بنائے گئے ہیں جو کہ 10 سے 15 انچ لمبے ہیں یہ FIGURE ان جانوروں کی طرح قدرتی اور حقیقت کے قریب بنائے گئے ہیں ۔

طرف URAL پہاڑوں کے جنوب میں KAPOUAYA غار سے ملی ہیں جو کہ DORDOGNE کے علاقے میں پائی جانے والی تصاویر سے مشابہت رکھتی ہیں اسی طرح افریقہ میں LIBYA کے پتھر کے پہاڑوں پر کی گئی ENGRAVING جس میں ایک گینڈا ہے جو کہ 26 فٹ اونچا بنایا گیا ہے اور اس کے اوپر ہی ENGRAVE کئے ہوئے زرافہ اور ہاتھی کی تصویر میں بھی فرانسیسی اور ہسپانوی تصاویر کی خصوصیات ہیں اگرچہ یہ بعد کی تصاویر ہیں ۔ ان سب جگہوں کی تصاویروں میں مشابہت کیسے آئی یہ اب تک پتہ نہیں چل سکا ۔

SICILY میں ADDAURA کے ایک پتھر کے پہاڑ کے اوپر جانوروں کی OUT LINE بنی ملی ہیں ۔ جن کی تاریخ 8000 B.C. ہے ۔ ان کے ساتھ برہنہ انسانی FIGURE بنائے گئے ہیں جو کہ 10 سے 15 انچ لمبے ہیں یہ FIGURE ان جانوروں کی طرح قدرتی اور حقیقت کے قریب بنائے گئے ہیں ۔ (تصویر صفحہ 95 پر)

یہ برہنہ انسان جسمانی طور پر چاک و چوبند نظر آتے ہیں اور OUT LINE میں بنائے گئے ہیں ۔ یہ آؤٹ لائن اتنی مہارت سے لگائی گئی ہے کہ اس سے ان کے پٹھے اور ان کی حرکات کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

اس سے پہلے انسان کی حقیقت کے اتنا قریب اور اعضاء کے حساب سے اس قدر درست ڈرائنگ نہیں بنائی گئی تھی اور نہ ہی 5000 سال بعد تک اتنی سجیلی اور صحیح انسانی تصاویر بنیں ۔ اس کے علاوہ جو تین مرد جانوروں کے ماسک پہنے کھڑے ہیں ان کے قدموں کے پاس دو بندھے ہوئے آدمی ہیں ۔ صاف ظاہر ہے کہ ان دو گروہوں کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق ہے ۔ اور ان کی کوئی کہانی ہے ۔ جس کے بارے میں وثوق سے نہیں کہا جا سکتا ۔ مختلف آراء کے مطابق یہ کوئی DANCE ہے یا کوئی روشناسی کی تقریب ہے ۔ یا کسی جرم کی سزا کی بجا آوری (EXECUTION) ہے ۔

5000 B.C. میں ہسپانیہ میں ایسا احوالی آرٹ (NARRATIVE) شروع ہوا جس کی کہانی آسانی سے اخذ کی جا سکتی تھی ۔ بحرۂ روم کے شمالی کنارے کے پہاڑی علاقوں VALLITORTA اور REMIGIA اور کئی دوسری قریبی جگہوں پر کم گہرائی میں بنے ہوئے بالائے سر مسکنوں (SHALLOW OVER HUNG SHELTERS) میں جہاں قدرتی روشنی پڑتی ہے ۔ بہت سی تصاویر ملی ہیں ۔ یہ تصاویر غاروں کی تصاویر سے نہ صرف موقع محل (LOCATION) کے اعتبار سے مختلف ہیں ۔ بلکہ سٹائل بنانے کا طریقہ اور نفسِ مضمون (SUBJECT MATTER) میں بھی فرق ہیں کئی جگہ یہ تصویریں STALAGMITE کی تہوں تلے محفوظ ہیں ۔ اور صرف اُس وقت واضح طور پر نظر آتی ہیں ۔ جب ان پر پانی ڈالا جائے اور اسی وجہ سے تسلی بخش طریقے سے ان کی تصاویر نہیں کھینچی جا سکتی ہیں ان تصویروں میں جانوروں کی نسبت انسان بہت زیادہ ہیں جو کہ بہت چھوٹے چھوٹے بنائے گئے ہیں ۔ (ایک انچ سے لے کر 8 انچ تک) یہ انسان مختلف مشاغل میں مصروف نظر آتے ہیں ۔ کچھ لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں ۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ آپس میں لڑتے ہوئے انسان PALEOLITHIC یا NEOLITHIC آرٹ میں پہلے کبھی نہیں بنائے گئے تھے ۔ کچھ مناظر ایسے ہیں جن میں گائے بھینس بھیڑ اور بکریاں دکھائی گئی ہیں ۔ گھوڑے بھی دکھائے گئے ہیں ۔ جن کی انسان پیش روی کر رہا ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ تصویریں دوسری تصویروں سے بعد میں بنائی گئی تھیں ۔ لیکن پھر بھی 2000 B.C. سے پہلے بنیں ۔ ان تصویروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت تک انسان کی شکار کرنے اور خوراک جمع کرنے والی زندگی بدل کر خوراک پیدا کرنے والی اور جانور پالنے والی زندگی بن چکی تھی ۔

اسی زمانے کی افریقہ کے صحرا SAHARA کی تصویروں میں بھی بھیڑ بکریاں نمودار ہو چکی تھیں ۔

: NEOLITHIC SCULPTURE

NEOLITHIC دور کی بہت سی سنگ تراشی کی تفصیل CATAL HUYUK اور JERICO کے ذکر کے ساتھ دی جا چکی ہے ۔ اس کے علاوہ بھی NEOLITHIC دور میں سنگتراشی کا بہت سا کام کیا گیا ۔ NEOLITHIC دور میں بت بنانے کے لئے مٹی کا استعمال جاری رہا ۔ مٹی سے بنائے ہوئے ایسے بت آگ میں پکا کر سخت کر لئے جاتے تھے ۔ یہ مٹی کے بت کسی دوسری چیز سے بنائے ہوئے بتوں کی نسبت زیادہ تعداد میں بچ گئے ہیں ۔ یورپ میں SERBIA اور جرمنی کے دریائے DANUBE کے کنارے VINCA کے مقام پر پندرہ سو چھوٹے بت ملے ہیں ۔ (تصویر) جو 5000 B.C. سے لے کر 4000 B.C. میں بنائے گئے تھے ۔ ان میں اکثر گھروں کے کھنڈرات میں پائے گئے ہیں ۔ قبروں میں نہیں ۔ یہ بت کچھ تو جانوروں کے ہیں جن میں پالتو جانور بھی ہیں اور جنگلی جانور بھی ۔ بہت سے بت مردوں اور عورتوں کے ہیں ۔ جن میں ہر انسان کی خصوصیات STYLIZE کر کے اتنی وضاحت سے دکھائی گئی ہیں کہ انہیں آسانی سے PORTRAIT یا ایک مخصوص انسان کی تصویر کہا جا سکتا ہے ۔ اس کے برعکس تھوڑا شمال میں واقع PRE DIONICA کے مقام پر چہروں کے جو بت ملے ہیں ۔ ان میں چہرے کی بناوٹ اور خدوخال کو ایک ڈیزائن کی صورت میں ڈھال دیا گیا ہے ۔ ان میں کوئی تاثر نہیں ، جذبہ نہیں ۔ ایک فارمولہ کے تحت لمبے ناک اور پھٹی پھٹی آنکھیں تراش کر ڈیزائن کی صورت میں ڈھال دی گئی ہیں ۔

شہر VINCA میں بنے ہوئے مٹی کے چھوٹے بت

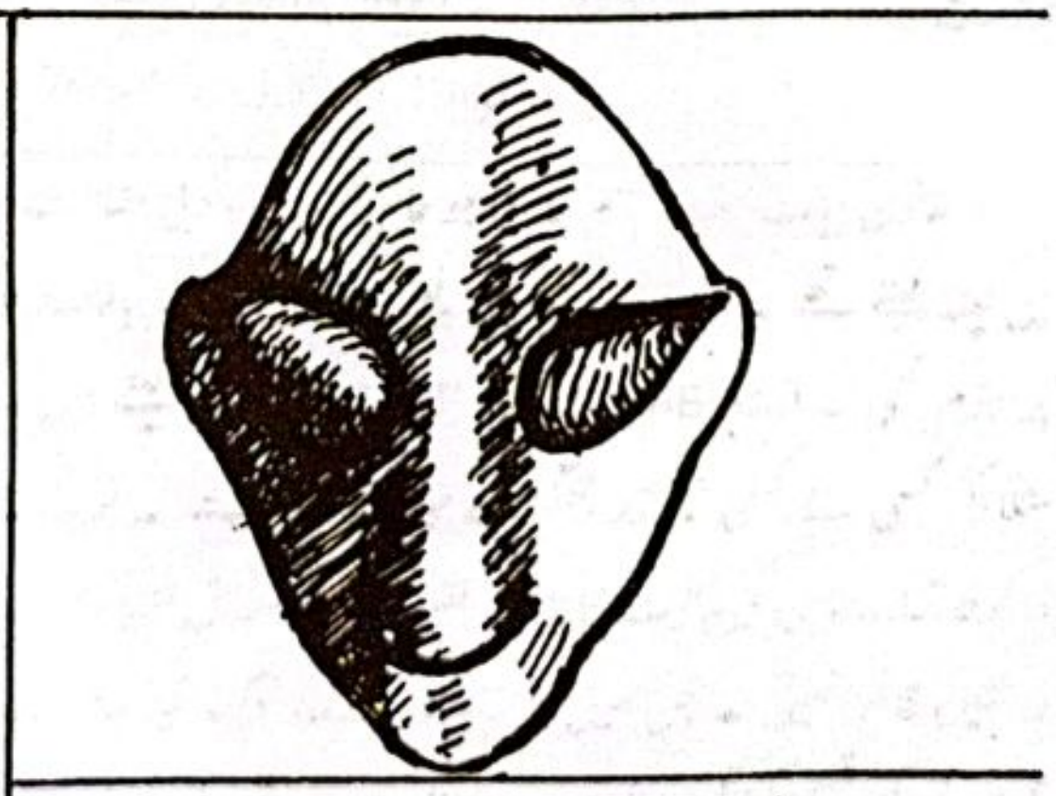

ڈیزائن کی صورت میں بنایا گیا انسانی سر

HEAD FROM PREDIONICA

اس کے علاوہ ایک اور قسم کے بت CERNAVODA کے مقام پر سے جو یورپ میں رومانیہ میں دریائے DANUBE کے کنارے ہے سے ملے ہیں ۔ یہ دو چھوٹے چھوٹے ساڑھے چار انچ کے بت ہیں ۔ ان میں ایک بت عورت کا اور دوسرا مرد کا ہے ۔ چھوٹا ہونے کے باوجود ان میں جسامت (MONUMENTALITY) ہے ۔ سٹول پر بیٹھے ہوئے مرد

نے اپنا سر ہاتھوں میں تھام رکھا ہے ۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ آدمی (MAN FROM CERNAVODA)
آرٹ کی دنیا میں پہلے مفکر کا بت ہے ۔ جو کہ 4000 B.C. اور 3500 B.C. کے لگ بھگ مٹی سے بنایا گیا ۔

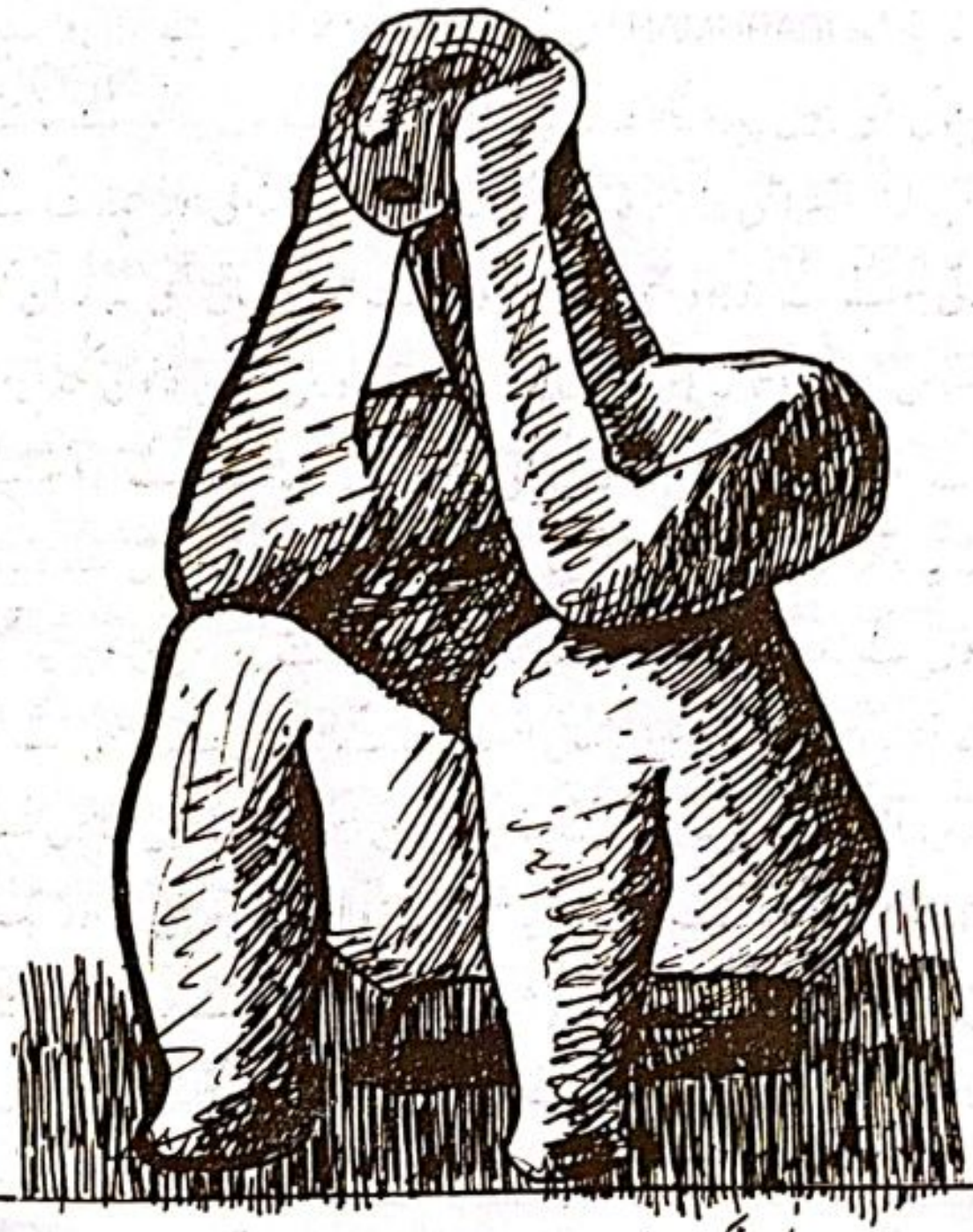

"MAN FROM CERNAVODA" مٹی سے بنایا ہوا دنیا کا پہلے مفکر کا بُت

Neolithic Terra Cotta work

Neolithic دور کی ایک اہم چیز اس دور کے پکی مٹی یعنی TERRA COTA میں بنے ہوئے بت اور برتن ہیں ۔ ان میں بھی انسانی فگر FIGURE کو STYLIZE کرکے بنایا گیا ہے ۔ اس طرز کے آرٹ کے نمونے اِن چھوٹے ٹیلوں کو کھودنے کے بعد ملے ہیں جنہوں نے Prehistoric بستیوں کو چھپا رکھا تھا ۔ یہ ٹیلے ROMANIA - YUGOSLAVIA - GREECE اور HUNGARY سے ملے ہیں ۔ ان میں VINCA کی Pottery کے چھوٹے چھوٹے بت قابل ذکر ہیں یہ بت STYLIZE کرکے انسان کو ڈیزائین کی صورت میں ڈھال کر بنائے گئے ہیں ۔ اس میں چہرے کے خدوخال میں ڈیزائن کی صورت میں ہیں ۔ کئی بار FIGURE کو کرسی یا سٹول پر بٹھایا ہے اور جسمانی سجاوٹ کے لیے ہار اور کڑے بنائے گئے ہیں یہ بت 3000BC تک بنے بند ہو گئے ۔

شمالی یورپ میں NEOLITHIC دور کافی دیر تک موجود رہا ۔ اس سے بہت پہلے جنوب مشرق اور بحرہ روم میں کانسی BRONZE کا دور آ چکا تھا ۔ ان سے بھی پہلے وسط ایشیا میں پتھر کے اوزاروں کے بدلے BRONZE اور دھات کے اوزار بننے شروع ہو چکے تھے ۔ وسطی ایشیا میں انسان نے تانبے (COPPER) کے ڈھیلوں کو زمین کی اندرونی سطح سے نکال کر ہتھوڑوں سے انہیں وضع کر کے چھوٹی چھوٹی چیزیں بنائیں ۔ سونا بھی اسی طرح وضع کیا جاتا ۔ سونا اور تانبا (COPPER) نرم دھاتیں ہونے کی وجہ سے اوزاروں کے طور پر استعمال نہ کی جا سکتی تھیں ۔ دھاتوں کا اس طرح سے استعمال 3000 سال جاری رہا ۔ بعد میں مشرقِ وسطیٰ میں انسان کو پتہ چلا کہ ٹین اور تانبے (COPPER) کو اکٹھا پگھلا کر کانسی (BRONZE) میں ڈھالا جا سکتا ہے ۔ جو کہ زیادہ سخت دھات بن جاتا ہے ۔ یورپ اور چین میں 2500 B.C. میں کانسی (BRONZE) کے اوزار بنے ۔ اس کے بارے میں اختلاف رائے ہے ۔ کہ ان لوگوں نے کانسی (BRONZE) کو خود بنایا یا اس کا بنانے کا طریقہ مشرقِ وسطیٰ سے سیکھا ۔ البتہ یہ بات وثوق سے کہی جاتی ہے کہ 1000 B.C. میں جنوبی امریکہ کے لوگوں نے بھی BRONZE دریافت کر لیا تھا ۔

اس طرح انسان کی زندگی میں پتھر کا زمانہ (NEOLITHIC) ختم ہوا اور دنیا میں انسان نے ترقی کی طرف اور قدم بڑھایا ۔ اس دوران نئی تہذیبیں وجود میں آ چکی تھیں ۔ دنیا میں MESOPOTAMIA ، مصر ، وادیٔ سندھ اور چین کی تہذیبیں ابھر رہی تھیں اور ترقی کی طرف گامزن انسانی نسل مزید کوششوں میں مصروف تھیں ۔

پاکستان میں عہدِ سنگ

PALEOLITHIC اور NEOLITHIC دور

پاکستان کے علاقے میں سب سے پہلی انسان نما چیز کے آثار کئی لاکھ سال پہلے کے ہیں ۔ یہ آثار پوٹھوہار کے علاقے سے ملے ہیں ۔ یہ آثار ایسے بن مانس کے ہیں جنہیں سائنسدان RAMAPITHICUS اور PUNJABICUS کے نام سے یاد کرتے ہیں ۔

پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ کس طرح دنیا ٹھنڈے اور گرم ادوار میں سے چار بار گزری ۔ گرم دور میں برف پگھل جاتی تھی ایسے ہی ایک گرم دور میں آج سے پانچ لاکھ اور تین لاکھ سال پہلے کے درمیانی عرصے میں قدیم انسان دریائے سون کے قریب آجکل کی راولپنڈی ڈویژن میں رہتا تھا ۔ یہ شکار اور جڑی بوٹیوں سے پیٹ پالتا تھا اور پتھر کے اوزار استعمال کرتا تھا ۔ ہم اس انسان کے ابھی صرف اوزار ہی ڈھونڈ سکے ہیں اس لئے اس کی شکل و صورت سے ناواقف ہیں البتہ یہ ضرور پتہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ اس کے ساتھ گینڈے MAMOTH اور بڑی بڑی بھیڑیں بھی اسی علاقے میں رہائش پذیر تھیں ۔

اس دور کے اوزار دریائے بیاس کے قریب اور بہت سے ہندوستانی علاقوں سے بھی ملے ہیں ۔ لیکن جنوبی علاقے کے قدیم انسان زیادہ HAND AXE بناتے تھے جبکہ وادئ سون میں انسان بغدے (CHOPPER) بناتے تھے ۔ نومل جھیل کے کنارے پتوں کی شکل کے بنے ہوئے FLAKE طرز کے اوزار ملے ہیں جو ڈیڑھ لاکھ سال پرانے ہیں ۔

دریافت کئے گئے آثارِ قدیمہ سے ابھی تک ایسا ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اس علاقے میں انسان غاروں میں نہیں رہتے تھے ۔ شاید یہ لکڑی پتوں اور گھاس پھوس کی عارضی جھونپڑیاں بنا کر ان میں رہتے تھے ۔

پاکستان میں ڈاکٹر دانی نے ایک 70,000 سال پرانی غار ڈھونڈی ہے جو کہ مردان کے قریب وادئ سنگھاؤ میں ہے ۔ اس میں ڈھونڈے گئے اوزاروں سے اس کی تاریخ کا تعین کیا گیا ہے ۔ آس پاس پڑی ہوئی راکھ اور جلی ہوئی ہڈیوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس وقت تک یہاں آگ کا استعمال شروع ہو چکا تھا ۔

جب NEOLITHIC دور شروع ہوا تو مشرق وسطیٰ سے کھیتی باڑی کا طریقہ پاکستان میں بسنے والے انسانوں نے بھی سیکھ لیا ۔ نئی تحقیقات یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش میں ہیں کہ شاید مشرقِ وسطیٰ میں زراعت ہمارے علاقے کے زیرِ اثر ہوئی تھی ۔ پاکستان میں NEOLITHIC دور کی سب سے پرانی بستی مہر گڑھ میں تھی جو کہ بلوچستان کے دھادر کے علاقے میں ہے ۔ یہ بستی 6000 B.C. کے قریب شروع ہوئی اس میں لوگ کچی اینٹوں کے گھروں میں رہتے تھے جو کہ چند کمروں پر مشتمل تھے ۔ اور بہت سی قسم کے پالتو جانور ان کی زندگی کا سہارا بن چکے تھے ۔ وہ تربوز کھاتے تھے اور آج آٹھ ہزار سال بعد ان کے تربوز کے بیج ہم لوگوں نے ان کے کھنڈرات میں سے ڈھونڈ نکالے ہیں ۔

وہ جَو اور گیہوں اگاتے اور فصلیں پتھر کی ایک طرح کی درانتی سے کاٹتے تھے ۔ اس کے علاوہ پتھر کی کلہاڑی اور FLINT اوزار بھی استعمال کرتے تھے ۔

آپ حیران ہونگے کہ ایک معاشرے کے متعلق اس کی چھوٹی چیزیں بھی کتنی معلومات فراہم کرتی ہیں ۔ چنانچہ اس علاقے سے ملنے والے زیورات ہیں جن میں ہار اور چوڑیاں ملی ہیں ۔ جو کہ پتھر سیپ اور فیروزے سے بنائی گئی ہیں ۔ ایک قبر جو سات ہزار سال پرانی ہے ۔ اس میں دو منکے (BEADS) دریافت ہوئے ہیں ۔ ایک LAPIS LAZULI پتھر کا بنا ہوا ہے ۔ جو صرف افغانستان میں ہوتا ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ افغانستان کے ساتھ تجارت کرتے تھے ۔ دوسرا منکا تانبے COPPER کا بنا ہے جو کہ ہمارے علاقے میں دریافت ہونے والی دھات کی بنی ہوئی سب سے پرانی چیزوں میں سے ایک ہے ۔

NEOLITHIC دور کے عمدہ اور پالش کئے ہوئے اوزار پاکستان میں بہت سی جگہوں سے مثلاً سندھ میں خانپور سے، اور حیدر آباد سے ملے ہیں اس دور کے قبرستان روات سے ملے ہیں جو کہ راولپنڈی کے قریب ہے ۔ یہاں پر مدفون لوگوں کے سر لمبے تھے ۔

AMRI WARE POTTERY — پاکستان میں ڈھونڈا جانے والا ایک برتن

برتن :

5000 B.C. کے بعد کی بہت سی بستیاں پاکستان کے علاقے سے ملی ہیں اس دور کے بہت سے برتن بھی ملے ہیں جن کو دیکھ کر ماہرین یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کونسی بستی کس کے ساتھ تعلق رکھتی ہے ۔ بلوچستان سے ملنے والے اور خاص طور پر کوئٹہ کے قریب RANA GHUNDAI سے ملنے والے خوبصورت برتنوں پر بیل ، ہرن ، بکری اور BISON کی تصاویر پینٹ کی گئی ہیں ۔ یہ برتن افغانستان کے کندھاری برتنوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں ۔ اسی طرح جنوبی بلوچستان سے ملنے والے برتنوں سے ایرانی اور عراقی آرٹ کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں ۔

دھات :

5000 B.C. سے متعلقہ دھات کا ایک منکا بلوچستان سے ملا ہے ۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ دھات کا استعمال پاکستان میں 4000 B.C. کے بعد شروع ہوا ہو گا ۔ تاہم اس وقت صرف خواص دھات استعمال کرتے تھے ۔ عام انسان صرف پتھر ہی استعمال کرتے تھے ۔

N.W.F.P میں ڈیرہ اسماعیل خاں سے 14 میل دور رحمان ڈھیری ہمارے علاقے کی سب سے پرانی شہری آبادی دریافت ہوئی ہے اس سے پہلے بہت سی چھوٹی بستیاں تھیں جنکا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے ۔ یہ 4000 B.C. میں آباد تھی ۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعہ نما شہر تھا جس میں دس ہزار سے لے کر پندرہ ہزار تک لوگ بستے تھے ۔ ان کے برتنوں پر بنی ہوئی علامات ظاہر کرتی ہیں ۔ کہ تصویری لکھائی کے ساتھ یہاں بھی لکھائی کی ابتدا ہو رہی تھی ۔

یہ بستیاں کھیتی باڑی کے نتیجے کے طور پر وجود میں آئیں اور ایران و عراق کی زراعتی تبدیلی کے زیرِ اثر پروان چڑھیں ۔ اس لئے بلوچستان کے وہ علاقے جو ایران اور عراق کے قریب تھے دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ تیزی سے زراعتی تبدیلی سے متاثر ہوئے اور وہاں یہ زراعتی بستیاں اس وقت بس رہی تھیں جبکہ سارے پاک و ہند میں ابھی انسان شکار پر انحصار کئے ہوئے تھا ۔

یہ قدرتی بات ہے ۔ کہ ایک دفعہ کاشت شروع کرنے کے بعد کاشتکار زیادہ زرخیز اور پانی والے علاقے ڈھونڈتا ہے ۔ دریائے سندھ کی وادی سالانہ سیلابوں کی وجہ سے زرخیز تھی ۔ وہاں بہت سی چھوٹی بستیاں ملی ہیں ۔ بہاولپور کے علاقے میں 4000 B.C. کی 32 بستیاں دریافت ہوئی ہیں ۔ جو دریائے ہاکڑہ (جو کہ اب سوکھ چکا ہے) کے کنارے آباد تھیں ۔ دریائے ہاکڑہ کی طرز کے برتن جلیل پور سے بھی ملے ہیں جو کہ پنجاب میں ہڑپہ سے 46 میل دور ہے ۔ یہ برتن ان دو جگہوں کا تعلق ظاہر کرتے ہیں ۔

سندھ میں موہنجوڈارو کے جنوب میں عامری کا قلعہ بھی دریافت ہوا ہے ۔ جو کہ 3600 B.C. میں بستا تھا ۔ اسی طرح کوٹ ڈیجی اور کالی بانگاں بھی قلعے تھے جو 3000 B.C. میں آباد تھے ۔ یہ بات واضح نہیں ہے کہ یہ قلعہ سیلاب سے بچاؤ کے لئے بنایا جاتا تھا یا انسانوں کے حملے سے بچنے کے لئے ۔ ان سب جگہوں کے برتن پرانے بلوچی برتنوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ان علاقوں کا آپس میں تجارتی تعلق ظاہر کرتے ہیں ۔

خیال کیا جاتا ہے کہ ان چھوٹی آبادیوں کے زیرِ اثر چند ہزار سالوں میں ترقی کرتے کرتے ایک بڑی تہذیب مستحکم ہوئی اور پاکستان کا علاقہ جدید عہدِ سنگ سے گزر کر دھات کے دور میں داخل ہوا ۔ نئی تہذیب کو وادیٔ سندھ کی تہذیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ مصر اور میسو پوٹیمیا کی تہذیبوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی پہلی تین عظیم الشان تہذیبوں میں شمار ہوتی ہے ۔

ان تینوں تہذیبوں کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کریں گے ۔

سجاوٹ

ORNAMENTATION

سجاوٹ کا مادہ انسان میں پرانے زمانے سے چلا آ رہا ہے ۔ اور انسانی فطرت کا یہ پہلو ہزاروں سال سے نہیں بدلا ۔ انسان زمانہ قدیم سے خود کو مختلف طریقوں سے سجاتا چلا آ رہا ہے ۔ پرانے زمانے میں لوگ خود کو لباس سے تو نہیں سجا سکتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی سجاوٹ کے کئی دوسرے طریقے سوچے ۔

TATTOOING

جِلد کو کاٹ کر اس میں رنگ بھرنے کے عمل کو TATTOOING کہتے ہیں ۔ یہ خود کو سجانے کا سب سے پرانا طریقہ ہے ۔ TATTOOING کے بارے میں ہمیں ان پرانے بتوں سے معلومات حاصل ہوئیں جن پر TATTOOING کی گئی ہے ۔

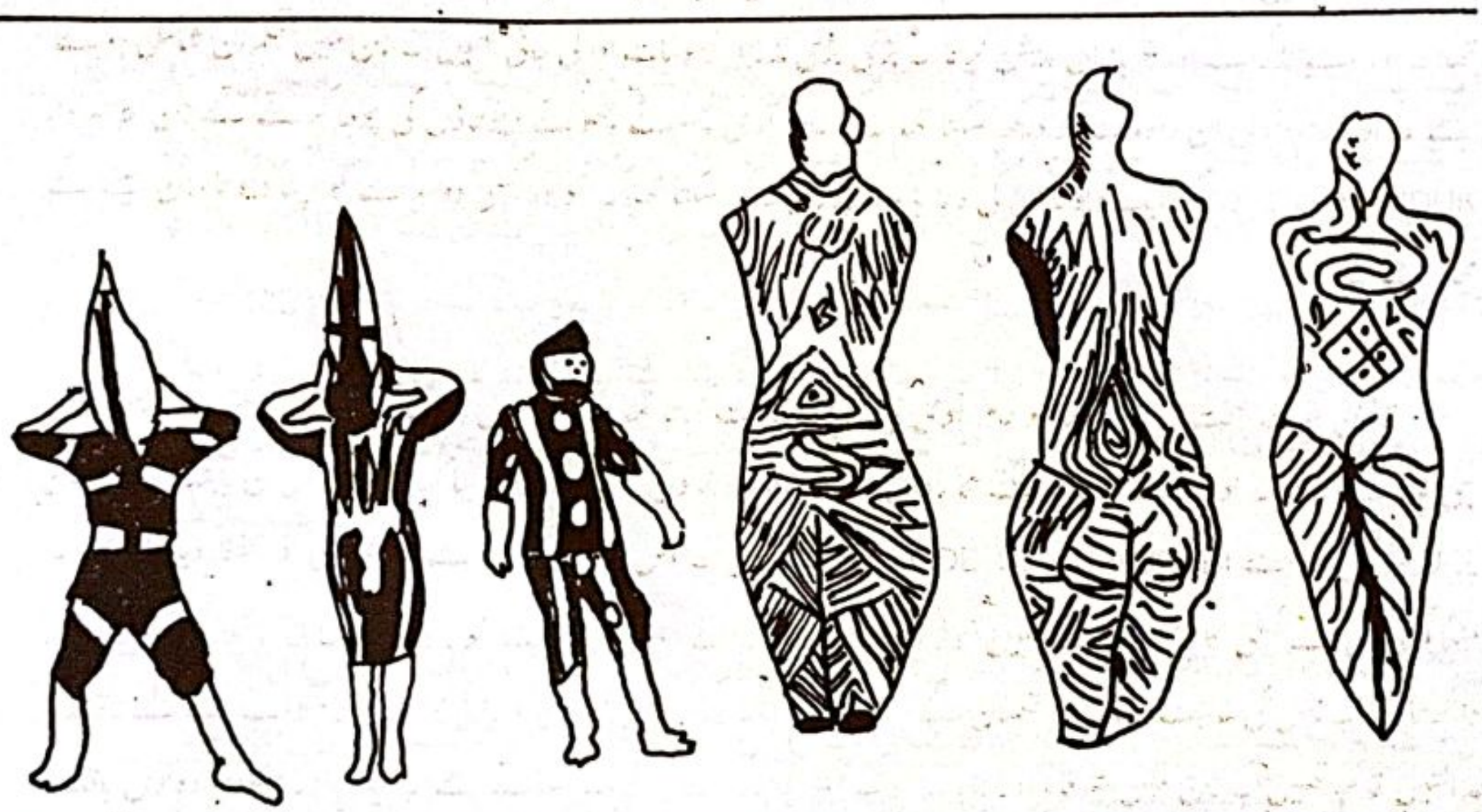

پرانے مجسموں پر TATTOOING کی مثال

خیال کیا جاتا ہے کہ پہلے PREHISTORIC لوگ سجاوٹ کے لئے جسم پر رنگ مل لیا کرتے تھے ۔ لیکن یہ رنگ بہت جلد اتر جاتے تھے ۔ وہ ڈیزائن جو بڑی محنت سے جسم پر بنائے جاتے تھے اتنی جلدی اتر جانے سے یقیناً انہیں افسوس ہوتا ہو گا ۔ اس لئے انہوں نے ایسا طریقہ نکالا جس سے رنگ نہ اترے ۔ جِلد کاٹنے کے بعد رنگ لگانے سے رنگ جِلد کے اندر ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتا ۔

جن لوگوں کا رنگ کالا تھا ان کی جِلد پر لگا ہوا کوئی بھی رنگ نظر نہیں آتا تھا ۔ ان لوگوں نے ایسی جڑی بوٹیاں دریافت کیں جو تیزابی خاصیت رکھتی تھیں ۔ ان جڑی بوٹیوں کے لگانے سے جِلد کا رنگ اُڑ جاتا تھا ۔ یہ لوگ جلد کاٹ کر جو ڈیزائن بناتے اس میں یہی جڑی بوٹیاں لگاتے ۔ اس طرح ان کی کالی رنگت میں وہ ڈیزائن مفید نظر آنے لگتا ۔

مقاصد :

1 – خوبصورتی : ان لوگوں نے TATTOOING کو ذریعۂ خوبصورتی بنایا ۔ اسی مقصد کے تحت وہ نئے نئے ڈیزائن سوچتے ۔ وہ اپنے جسم پر نقش کاری کا کام اسی طرح کرتے جیسے آجکل لوگ نئے نئے ڈیزائنوں میں اور فرق فرق رنگوں میں کپڑے بنواتے ہیں ۔

2 – بہادری کی نشانی : چونکہ TATTOOING کرنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو شخص زیادہ TATTOOING کرتا وہ زیادہ بہادر سمجھا جاتا تھا ۔ اس لئے یہ لوگ خود کو ایک دوسرے سے زیادہ بہادر ظاہر کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ TATTOOING کرواتے ۔

3 – دشمن کے خلاف ہتھیار : شروع شروع میں TATTOOING دشمن کے خلاف ہتھیار یا جنگی حربے کے طور پر استعمال ہوئی جسم پر یہ نقش کاری دشمن کو ڈرانے کا ایک ذریعہ ثابت ہوئی ۔ جب کوئی قبیلہ اپنے جسم پر TATTOOING کئے ہوئے اچانک دشمن کے سامنے آجاتا تو دشمن خوفزدہ ہو کر بھاگ جاتا ۔ لیکن یہ ہتھیار دیرپا ثابت نہیں ہوا کیونکہ سب لوگ جلد ہی TATTOOING کے بارے میں جان گئے ۔ البتہ اس کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ TATTOOING کی وجہ سے ایک قبیلے کے لوگ آسانی سے اپنے اور غیر میں تمیز کر لیتے ۔ یہ بات جنگ کے دوران خاص طور پر فائدہ مند ثابت ہوتی تھی ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مخصوص ملکوں کے الگ الگ جھنڈے اسی روائت کے بعد بنے ۔

4 – عورتوں کی TATTOOING : عورتیں اپنے جسم پر بچوں کے حساب سے TATTOOING کرواتی تھیں ۔ کیونکہ بچوں کی تعداد کے ساتھ ان کی اہمیت بڑھتی تھی ۔ اس لئے TATTOOING کروانے سے معاشرے میں ان کی اہمیت کا فوراً اندازہ لگایا جا سکتا تھا ۔ آجکل دنیا کے مختلف حصوں میں TATTOOING کی جاتی ہے ۔ جاپان میں اس کی اتنی اہمیت اور مہارت ہے کہ چند گھنٹوں میں پوری کمر پر یہ عمل کر دیا جاتا ہے ۔ وہاں آج بھی ماہی گیر اس کو قمیض کا بدل سمجھتے ہیں ۔

نقصانات :

TATTOOING ہزار ہا سال سے رواج پذیر ہے ۔ لیکن اس کے بہت سے نقصانات ہیں ۔

1 - یہ ایک سجاوٹ ہے مگر بہت تکلیف دہ عمل ہے ۔

2 - اس کے دوران و رنگ جسم میں داخل ہوتا ہے بعض اوقات وہ زہر کا کام دیتا ہے اور اس سے موت واقعہ ہو جاتی ہے ۔

3 - اس عمل کے دوران بہت سا خون ضائع ہو جاتا ہے ۔ اور یہ بھی موت کا باعث بن سکتا ہے ۔

زیورات

سجاوٹ کے لئے PALEOLITHIC لوگوں نے صرف TATTOOING پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ان لوگوں نے زیورات بھی بنائے ۔ کیونکہ اس زمانے میں سونا چاندی جیسے دھات اور ہیرے جواہرات کے زیورات بننے شروع نہیں ہوئے تھے ۔ اس لئے یہ لوگ سجاوٹ کے لئے شکار کئے ہوئے جانوروں کی ہڈیاں یا ان کے دانت گلے میں پہننے کے لئے ہار یا بازو بند کی صورت میں پرو لیتے ۔ ان ہاروں کو وہ اپنے طریقے سے سجاتے تھے ۔ مچھلی یا کسی جانور کی ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ ہرن یا کسی اور جانور کے دانت ترتیب سے پرو لیتے ۔ جس سے ڈیزائن بن جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ چھوٹی بڑی سیپیوں سے مختلف زیورات بناتے ۔

نئے عہدِ سنگ میں بنائے گئے چند زیورات

اس قسم کے بہت سے زیورات کے نمونے اٹلی کے غار GRIMALDI سے ملے ہیں ۔ ان زیورات کو بنانے اور پہننے کی اور بھی وجوہات تھیں ۔ جو شخص کسی جانور کا شکار کرتا وہ بڑے فخر سے اس کی ہڈیوں کا ہار تمغے کے طور پر پہنتا تھا کیونکہ یہ اس کی بہادری کی نشانی ہوتی تھی ۔ اس کے علاوہ کسی دوست یا عزیز کی موت کے بعد وہ لوگ اس کے دانت بھی پرو کر یادداشت کے طور پر گلے میں پہنتے تھے ۔ اس کے علاوہ ہڈیوں کو CARVE کر کے ان پر جانور کی شکل بنا کر چھید کر کے گلے میں پہنتے تھے ۔

ہڈی پر CARVE کئے ہوئے پرندے اور ہرن میں چھید کر کے گلے میں پہننے کے لئے ہار ۔

TATTOOING اور زیورات کے علاوہ اس زمانے کے لوگ اپنے کانوں اور بالوں میں پر لگاتے اور اس طرح اپنی سجاوٹ میں اضافہ کرتے تھے ۔ کانوں کے اوپر پَر رکھنے سے پر گر جاتا تھا اس لئے انہوں نے پروں کو گرنے سے بچانے کے لئے کانوں میں چھید کرنے شروع کر دیئے ۔ اکثر اوقات شکار پر گھومتے ہوئے انہیں کوئی ایسی چیز مل جاتی جسے وہ اس کی خوبصورتی یا افادیت کی وجہ سے محفوظ کرنا چاہتے لیکن چونکہ اس زمانے میں لباس نہ تھا اور نہ ہی اس کے ساتھ منسلک جیبیں تھیں نہ ہی وہ کوئی بٹوہ یا تھیلا اٹھائے پھرتے تھے جس میں وہ ان چیزوں کو رکھ سکتے ۔ اس لئے اکثر اوقات وہ جسم کو کاٹ کر اس کے اندر ہی ایک طرح کی جیب سی بناتے اور چیزیں رکھ لیتے تھے ۔ جسم کو کاٹنے کے اس عمل کو SCARIFICATION کہتے ہیں ۔ انہوں نے ہونٹوں ، کانوں اور ناک میں چیزیں رکھنے کے لئے چھید کئے ۔ بعد میں یہ سوراخ سجاوٹ کے لئے کئے جانے لگے ۔ موجودہ دور میں سوراخوں میں سونا چاندی اور ہیرے جواہرات پہنے جاتے ہیں اور جنگلوں میں رہنے والے لوگ اور قبائلی آج کے دور میں بھی جنگلوں سے چیزیں ڈھونڈ کر سوراخوں میں سجاوٹ کے طور پر پہنتے ہیں ۔

آپ حیران ہونگے کہ آجکل کے دور کے ساتھ جنگلوں میں رہنے والے قبائل کا کیسے ذکر آیا ۔ ان کے بارے میں

ہم مختصر سا بیان کریں گے ۔ کہ ان کی زندگی آجکل بھی کیسے گزرتی ہے ۔

PRIMITIVE اور PREHISTORIC انسان

PREHISTORIC : اس زمانے کو کہتے ہیں جبکہ تاریخ نہیں لکھی گئی تھی یہ زمانہ 7000 B.C. سے پہلے کا زمانہ تھا یعنی PALEOLITHIC اور NEOLITHIC جس کے بارے میں آپ اب تک پڑھ چکے ہیں ۔ اس زمانے کی تاریخ زمین سے کھودی جانے والی چیزوں کے ذریعے اخذ کی جاتی ہے ورنہ ان کے حالات کے بارے میں لکھا ہوا کچھ بھی معلوم نہیں ۔

PRIMITIVE : وہ طرزِ زندگی ہے جو آجکل کے زمانے میں بھی پرانے طرز پر قائم ہے ۔ موجودہ زمانے میں بھی پرانے طرز پر رہنے والے لوگ موجود ہیں جو کہ گھنے جنگلوں اور بڑے بڑے صحراؤں میں پائے جاتے ہیں ۔ نئی طرزِ زندگی ان لوگوں تک اس لئے نہیں پہنچی کیونکہ ان جنگلوں اور صحراؤں میں آمدورفت بہت مشکل ہے ۔

آج بھی دنیا میں PRIMITIVE لوگ موجود ہیں جو کہ آسٹریلیا ۔ افریقہ ۔ ہندوستان اور ANDAMEN جزیروں میں رہتے ہیں ۔ ہندوستان اور آسٹریلیا میں رہنے والے PRIMITIVE لوگ شکار کرتے ہیں جبکہ شمالی امریکہ میں رہنے والے RED INDIAN اور افریقہ کے نیگرو (سیاہ فام) کھیتی باڑی کرتے ہیں ۔ اِن میں زیادہ لوگ PREHISTORIC ہتھیار استعمال کرتے ہیں ۔ کپڑے نہیں پہنتے جسم پر TATTOOING کرتے ہیں ۔ گانے اور ناچ کا بہت شوق رکھتے ہیں ۔ ناچ کے دوران منہ پر ماسک چڑھاتے ہیں جو کہ جانوروں یا ان کے خیال میں روحوں کی شکل کے بنے ہوتے ہیں اس کے علاوہ جسم پر رنگ بھی لگاتے ہیں ۔

PREHISTORIC اور PRIMITIVE لوگوں میں مشابہت

1 - PREHISTORIC لوگوں کی طرح آج بھی PRIMITIVE لوگ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے اور یہ تصویروں کی مدد سے اپنے خیالات کا تذکرہ کرتے ہیں ۔

2 - دونوں شکار کے ذریعے اپنے پیٹ بھرتے اور لباس کی ضرورت پوری کرتے ہیں ۔

3 - یہ قبیلوں کی صورت میں رہتے ہیں ۔ آجکل یہ قبیلے کئی ہزار لوگوں پر مشتمل ہیں ۔

4 - PRIMITIVE اور PREHISTORIC لوگ آرٹ کو جادو کے طور پر استعمال کرتے رہے ہیں ۔

5 - PRIMITIVE لوگوں کی تصویریں خاص طور پر افریقہ کے BUSHMEN کی تصویریں PALEOLITHIC زمانے کی تصویروں سے بہت مشابہت رکھتی ہیں ۔

ان لوگوں میں فرق

1 - PREHISTORIC لوگ صرف شکار پر انحصار کرتے تھے کھیتی باڑی انہوں نے بہت دیر کے بعد شروع کی ۔ جبکہ PRIMITIVE لوگ جانور کے شکار کے علاوہ مچھلیاں بھی پکڑتے اور کھیتی باڑی بھی کرتے ہیں ۔

2 - PRIMITIVE لوگ جب انسان کی تصویر بناتے ہیں تو ان کی اہمیت کے لحاظ سے ان کو چھوٹا بڑا بناتے ہیں ۔ اس کے برعکس PREHISTORIC لوگ زیادہ تر صرف جانور ہی بناتے تھے انسانوں کی تصویریں نہیں بناتے تھے کیونکہ ڈرتے تھے کہ کہیں انسان پر تصویر کے ذریعے کہیں جادو نہ ہو جائے ۔

3 - PRIMİTIVE لوگ تصویر میں FIGURE کے آس پاس کے سین کو بہت غور سے دیکھ کر بناتے ہیں ۔ جبکہ PREHISTORIC لوگوں کی بنائی ہوئی FIGURE سے ایسے لگتا ہے جیسے ہوا میں لٹکی ہوئی ہیں ۔

PRIMITIVE اور PREHISTORIC تصاویر اور بچوں کا آرٹ

PRIMITIVE اور PREHISTORIC لوگوں کی بنائی ہوئی تصاویر بچوں کی بنائی ہوئی تصویروں سے بہت مشابہت رکھتی ہیں کیونکہ یہ تینوں لوگ تصویریں بناتے وقت مشاہدے پر کم اور حافظے پر زیادہ زور دیتے ہیں ۔ آج بھی یہ تینوں لوگ تصویروں میں انسان یا جانور کے اعضاء اس صورت میں بناتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ نظر آئیں ۔ وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ وہ اعضاء ایک پوز یا زاویے سے کیسے نظر آ رہے ہیں ۔ بلکہ ہر اعضاء کی اس زاویے سے تصویر بناتے جس میں وہ زیادہ نظر آئے ۔ یعنی انسانی جسم کے کندھے اور جسم سامنے سے بناتے لیکن کیونکہ چہرہ فرنٹ ویو بنانے سے ناک بہت حد تک چھپ جاتا ہے اس لئے چہرہ سائید ویو اور پاؤں بھی سائید ویو بناتے کیونکہ اس زاویے سے وہ زیادہ مکمل نظر آتے ۔ اسی طرح سائید ویو چہرہ بنانے سے آنکھ بھی چھوٹی نظر آتی تو اس مسئلے کو حل انہوں نے سائید ویو چہرے میں فرنٹ ویو آنکھ بنا کر کیا ۔

قدیم طرز کے معاشرے میں رنگ کی علامتی اہمیت

زمانۂ قدیم ہی سے سرخ رنگ کی بہت اہمیت ہے ۔ اس کو مقدس رنگ سمجھا جاتا ہے ۔ کیونکہ وہ چڑھتے سورج اور ڈوبتے سورج کے رنگ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے ۔ سرخ رنگ کیونکہ خون کا رنگ بھی ہے اس لئے اسے زندگی کی علامت بھی سمجھا جاتا رہا ہے ۔ شاید اسی لئے قدیم معاشروں میں لوگ یہ سوچتے تھے کہ سرخ رنگ لگانے سے مردے میں جان پڑ جائے گی ۔ نیوزی لینڈ میں قبیلوں کے سرداروں کی میّت کو دفن کرنے سے پہلے سرخ رنگ لگایا جاتا تھا ۔ جزیرۂ فوجی FUJI میں اب بھی قبرستان کے گرد سرخ رنگ کے پتیوں اور پھولوں والے درخت لگائے جاتے ہیں ۔

مغربی ایشیائی تہذیب

WESTERN ASIATIC CIVILIZATIONS

MESOPOTAMIA

انسانی تہذیب کی ترقی کی کہانی بہت دلچسپ اور پُراسرار ہے ۔ لاطینی زبان کا لفظ CIVIS "CITIZEN" یعنی شہری ظاہر کرتا ہے کہ لوگوں کا گروہوں کی شکل میں ترقی یافتہ طرزِ زندگی اور رہن سہن اختیار کرنا تہذیب (CIVILIZATION) کہلاتا ہے ۔

قدیم انسان ، علوم و فنون سے نا آشنا تھا ۔ مگر پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اس نے نئے نئے طریقے ایجاد کئے ۔ یہی طریقے جدید انداز میں آج کا انسان اپنائے ہوئے ہے ۔ اس کے بعد انسان کو دوسرا خیال تن ڈھانپنے کا آیا ۔ پھر موسمی اثرات اور شدتوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا اس کی ضرورت بنی ۔ جس کے لئے اس نے پناہ گاہیں تعمیر کیں اس کے توہمّات اور خدشات نے اسے مذہبی عقیدوں کی راہ دکھائی جن کا نشان قدیم تہذیبوں کی عمارات ، سنگتراشی اور دوسرے فنون لطیفہ سے ملتا ہے ۔ اپنے آپ کو ہجوم سے الگ کرنے کے لئے اپنی شخصیت کو مختلف سجاوٹوں سے آراستہ کرنا بھی انسانی فطرت رہی ہے اور رہے گی ۔

ہمارے قدیم ترین آباؤ اجداد نے پہلے اپنی ضرورتوں کو پورا کیا ۔ پھر انہیں آسائشوں سے مزین کیا اور اس طرح سے مختلف فنون کی بنیاد پڑی ان میں فن تعمیر ، فن تصویر کشی ، فنِ مجسمہ سازی ، اور فن کوزہ سازی کی تاریخ اور ترقی کے مدارج کے بارے میں ہم زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں ۔ ہر انسان فطرتاً ایک فنکار ہے ۔ چاہے وہ زندگی کی مختلف تنظیموں سے کوئی سا شعبہ اپنا لے ۔ اس کے علاوہ ہر انسان میں کچھ پا لینے اور تجسّس و جستجو کا جذبہ بدرجہ اُتم موجود ہوتا ہے ۔ جس کے باعث وہ ان فنون کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے وہ نئی نئی راہیں تلاش کرتا ہے ۔ اس طرح نئی نئی ایجادات اور عجائبات منظرِ عام پر آتے ہیں ۔ اس کے علاوہ انسان کی لگن اسے ان پیچیدہ راستوں پر گامزن کرتی ہے ۔ اور بالآخر وہ کامیابی حاصل کر لیتا ہے ۔

مغربی ایشیائی تہذیب "WEST ASIATIC CIVILIZATION"

دنیا کے نقشے پر موجودہ مغربی ایشیائی علاقے 5,000 سال قبل تہذیب و تمدن کی روشنی سے منور تھے ۔ یہاں پر آباد قومیں جو قدیم ترین قبیلے تھے دریائے دجلہ اور فرات کے میدانوں کی زرخیزی کے باعث یہاں آکر آباد ہوئے ۔ وہ لوگ "SUMERIANS" (سمیرین) کے نام سے جانے جاتے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خوراک کی خاطر شکار کیا مگر اسے پکا کر کھانا شروع کیا ۔ اپنا پیٹ بھرنے کو فصلیں اُگائیں ۔ جانوروں کی کھال سے لباس اور بالوں سے اون بنا کر استعمال کی ۔ دریاؤں اور سیلابوں پر فتح حاصل کی ۔ پہیے کا استعمال شروع کیا ۔ اور باقاعدہ گروہوں کی شکل میں منظم ہو کر رہنا سیکھا ۔ اور دنیا کے وجود میں آنے کے بعد قدیم ترین مہذب شہر آباد کئے ۔ ان شہروں پر حکمران مقرر کئے ۔ انتظامی کمیٹیاں بنائی گئیں اور ان امور کا حساب کتاب رکھنے کے لئے لکھائی ایجاد کی ۔ پڑھے لکھنے کو کاتب

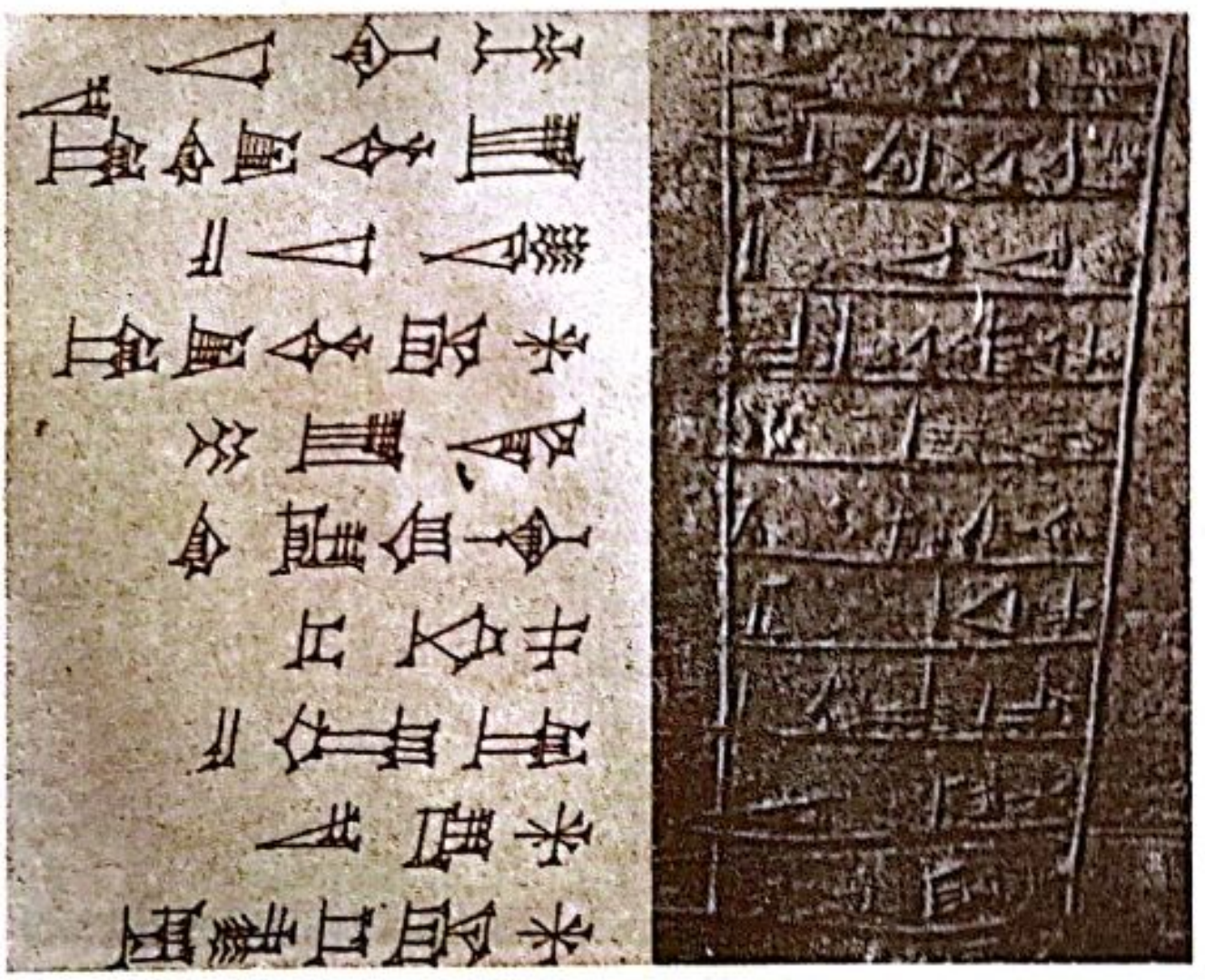

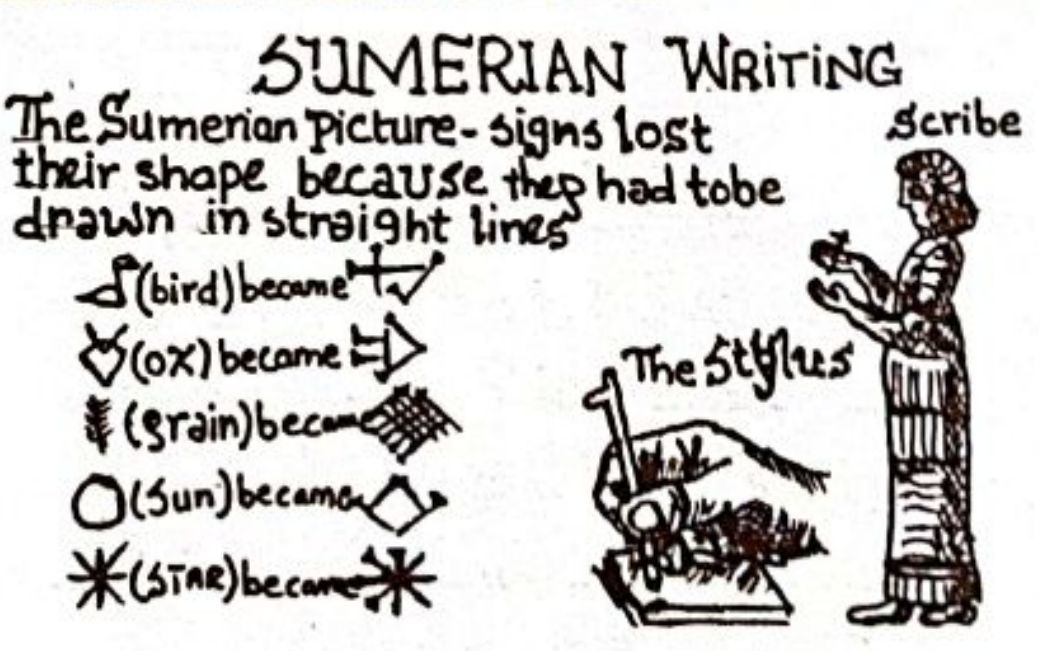

SUMERIAN WRITING .

جیسے ماہرین پیدا ہوئے جو گیلی مٹی کے کتبوں پر "STYLUS" (نوکدار سوئی) کی مدد سے لکھتے ان کتبوں کو سکھا لیتے اور مٹی ہی کے لفافے بنا کر ان میں سنبھال لیتے تھے ۔ "SUMMERIANS" وہ قدیم ترین لوگ تھے جو شریف النفس اور مذہبی قسم کے باشندے تھے ۔ ان کا کردار تاریخ کے ابواب میں نہایت معصوم اور ذہین لوگوں کا کردار ہے ۔

ان لوگوں نے کانسی "BRONZE" کا استعمال بھی سیکھا وہ سماجی طور پر ایک حکمران یا مذہبی رہنما کا حکم مانتے تھے ۔ اس رہنما کو "GUADEA" کہا جاتا تھا ۔ اس فرمانروا کو دیوتا کا درجہ حاصل تھا ۔ اس لئے ہمیں ان کی تہذیب میں مجسمہ سازی کی مکمل تاریخ اس "GUADEA" کے گرد گھومتی نظر آتی ہے ۔ مذہب معاشرے کے تمام پہلوؤں پر حاوی تھا ۔ وہ لوگ عام طور پر اپنے مُردے گڑھا (قبر) کھود کر زمین میں دبا دیتے تھے ۔ حکمران خاندان کے کسی فرد کی موت کے ساتھ اس کے خادموں کو بھی دفن کیا جاتا تھا اور ساتھ ہی ان کی تمام قیمتی اشیاء بھی زمین بُرد کر دی جاتی تھیں ۔ کُھدائی کے دوران ایسی بہت سی قبریں ملی ہیں جن میں سونے چاندی کے زیورات قیمتی پتھر اور کھوپڑیاں پڑی ہوئی ملی ہیں ۔ ان لوگوں نے مذہب اور مذہبی رہنماؤں کی خوشنودی کی خاطر آسمان سے باتیں کرتی ہوئی بڑے رقبے پر محیط عمارتیں (مندر) تعمیر کیں جو "ZIGGURATES" کے نام سے جانی جاتی ہیں ۔ عام رہائشی گھر جن میں عام لوگ بستے تھے سرکنڈوں ، مٹی ، گارے اور اینٹوں سے تعمیر کئے جاتے تھے ۔ جن کا نشان محفۂ ہستی سے مٹ چکا ہے ۔ دو دریاؤں کے درمیان میں رہنے والے یہ لوگ سالانہ سیلابوں کا رخ موڑنے پر بھی عبور حاصل کر چکے تھے ۔ اس پانی کو نہروں ندیوں اور نالوں کی شکل میں موڑ کر خشک موسم میں استعمال کرتے تھے کیونکہ بارشیں معدوم تھیں ۔ اس زرخیز علاقے سے بھرپور فائدہ اٹھا ہوئے غلے کی پیداوار میں خود کفیل تھے بلکہ غلہ تجارتی مقاصد کے کام بھی لاتے تھے ۔ اس طرح ہم یہ بات باآسانی کہہ سکتے ہیں کہ تہذیب و تمدن کی یہ قدیم روشنی آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی ۔ اب ہم تفصیلاً ہر شعبے میں "SUMERIANS" کی تہذیب کا جائزہ لیں گے ۔

(MESOPOTAMIA) (SUMMERIANS) (3500,539. B.C.)

مغربی ایشیائی تہذیب :

اس باب میں ہم SUMERIANS کے بارے میں پڑھیں گے ۔ اس قوم کا شمار دنیا کی قدیم ترین قوموں میں ہوتا ہے ۔ اس کا زمانہ 5,000 سے (پانچ ہزار سال) 3,000 (تین ہزار) قبل از مسیح ہے ۔ یہ دو مشہور اور اہم دریاؤں کے درمیان کی سر زمین ہے ۔ ان دو دریاؤں کو ہم "دجلہ اور فرات" کے نام سے جانتے ہیں ۔

دنیا کے نقشے پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ دریاؤں کی یہ سر زمین نقشہ پر نصف ہلال کی مانند ابھرتی ہے ۔ اور اسے MESOPOTAMIA کہتے ہیں ۔ دو دریاؤں کے درمیان واقع ہونے کے باعث یہاں کی زمین بے حد زرخیز ہے ۔ "MESOPOTAMIA" دراصل یونانی زبان کا لفظ ہے ۔ جس کے لفظی معنی ہیں "دو دریاؤں کے درمیان" MESO کے معنی درمیان کے اور "POTAMIA" کے معنی "دریا" کے ہیں ۔ ان دو دریاؤں میں دریائے فرات نسبتاً خاموش اور پُرسکون دریا ہے ۔ لیکن دجلہ پر شور اور تیزی سے بہنے والا دریا ہے ۔ دونوں دریا ساتھ ساتھ بہتے ہوئے خلیج

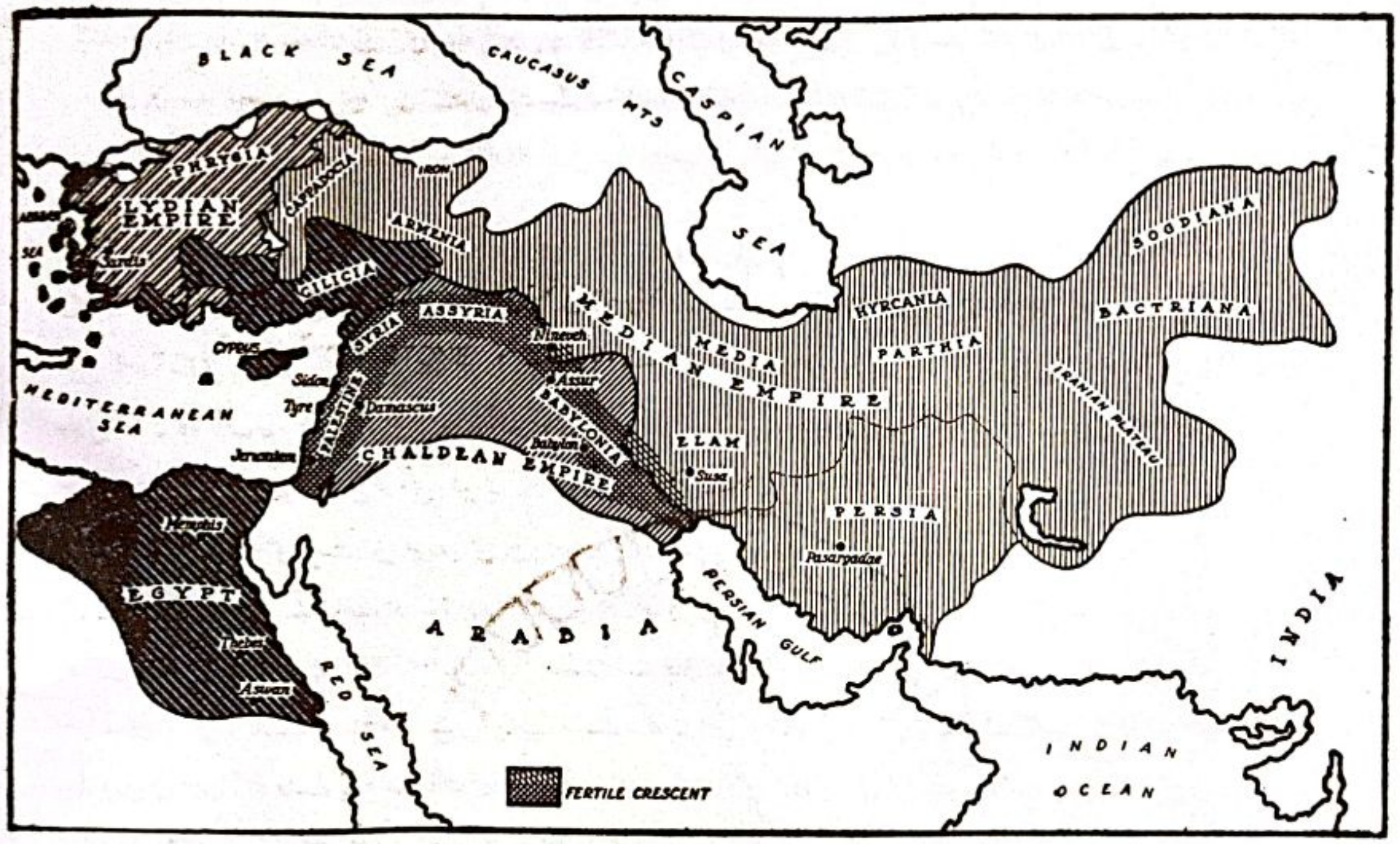

• MAP OF MESOPOTAMIA

فارس میں جا گرتے ہیں ۔

اس تہذیب کے بارے میں کچھ بتانے سے پہلے ہم ان کے جغرافیائی ، ارضیاتی اور مذہبی پہلوؤں پر روشنی ڈالیں گے کیونکہ تہذیبوں کی ترقی کا دارومدار خصوصاً ان عوامل پر تھا۔

GEOGRAPHIC FACTOR (جغرافیائی پہلو)

دریائے دجلہ اور فرات کے درمیان بہت سی حکومتوں نے جنم لیا اور تباہ ہو گئیں ۔ اس طرح بہت سی سلطنتیں بدلتی گئیں ۔ ان میں کچھ مخصوص علاقے تھے ۔ جو آرمینیا کے پہاڑوں سے لے کر خلیج فارس تک محیط تھے ۔ ان میں سے مندرجہ ذیل زیادہ اہم ہیں ۔

ASSYRIA (شام) BABYLONIA (بابل)

SUMER (عراق) PERSIA (ایران)

مغربی ایشیا کے شمال اور مشرق میں چونے کے پہاڑ ہیں اور ان کے درمیان میں وادی ہے ۔ یہ پہاڑ اوپر شمال کے علاقوں کو میدانی علاقوں سے علیحدہ کرتے ہیں ۔

میسو پوٹیمیا کے جنوب اور مغرب میں عرب اور شام کے صحرائی علاقے ہیں ۔ ان پہاڑوں اور صحراؤں سے بہت سے خانہ بدوش قبیلے اور نئی نئی نسلیں وقتاً فوقتاً یہاں آکر آباد ہوتی رہیں کیونکہ ان کے لئے یہاں کی زرخیز زمین اور

پانی کی فروانی باعثِ کشش تھی ۔

گرمیوں کے موسم میں ہر سال جب آرمینیا کے پہاڑوں پر برف پگھلتی تھی تو دجلہ اور فرات سیلاب کی شکل اختیار کر لیتے تھے ۔ اور نیچے وادی کے علاقے میں کثیر مقدار میں زرخیز مٹی لے کر آتے تھے ۔ ان علاقوں میں BABYLONIA اور SUMER کا علاقہ قابلِ ذکر ہے ۔ ان میں ایک علاقہ (موجودہ بصرہ) دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے ہی تعمیر ہوا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں زراعت کی بہتات نظر آتی ہے ۔ اس کے مقابلے میں شام جو پہاڑی علاقہ ہے نسبتاً خشک ہے ۔

میسو پوٹیمیا کا تمام علاقہ دنیا کے نقشے پر نصف ہلال کی مانند ابھرتا ہے ۔ اور ان علاقوں کے درمیان سے دونوں دریا جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں ان علاقوں کو زرخیز کرتے ہوئے گذرتے ہیں ۔

2. CLIMATIC FACTOR (آب و ہوا کے اثرات)

میسو پوٹیمیا کی آب و ہوا اپنی فطرت کے لحاظ سے شدید ترین تھی ۔ گرمیوں کا موسم آٹھ ماہ تک رہتا ۔ جس میں درجہ حرارت عموماً 110 ڈگری سے 130 ڈگری تک ہوتا تھا ۔ ان مہینوں میں بارشیں نہ ہوتی تھیں ۔ گرمی بھی زوروں کی پڑتی تھی ۔ لیکن سردیوں کا موسم مختصر لیکن کافی نرم رہتا تھا ۔ اس کا عرصہ چار ماہ تک ہوتا ۔ بارش کے باعث سیلاب ہر سال آتے تھے ۔ دریا بھر جاتے اور زمین بہت دلدلی اور زرخیز ہو جاتی تھی ۔ یہ سیلاب عموماً اپریل سے جون تک کے مہینوں میں آتے تھے ۔ زمین کی زرخیزی کے باعث لوگ زراعت اور کھیتی باڑی کے پیشے سے منسلک تھے ۔ ہر سال آنے والے سیلاب اپنے ساتھ تباہ کاریاں بھی لے کر آتے تھے ۔ رفتہ رفتہ یہاں کے رہنے والے لوگوں نے ندیاں ، نالے اور گڑھے کھود کر زمین کو سیلاب کے زمانہ میں کارآمد بنایا ۔ اور پانی کو جمع کرنا سیکھا ۔ سیلاب پر قابو پانے کے بعد ان لوگوں نے اس جمع شدہ پانی کو استعمال میں لانا شروع کیا ۔ موسموں کے حساب کتاب سے کیلنڈر ایجاد کیا کیونکہ اس حساب کے باعث انہوں نے سیلاب کو اپنے بس میں کیا تھا ۔ اس طرح موسم کے مطابق فصلیں کاشت کی جاتیں اور انہیں سیلاب کے موسم سے پہلے مقررہ وقت پر کاٹ کر محفوظ کر لیا جاتا تھا ۔ دنوں اور موسموں کا حساب باقاعدہ ماہرین کرتے تھے ۔ جو سورج کے اوقات ، چاند کی تاریخوں ، پانی کے اُتار چڑھاؤ اور ابرامِ فلکی کا علم جانتے تھے ۔ اپنے اسی علم کے ذریعہ انہوں نے مختلف فصلوں کو ان کے مخصوص موسم میں کاشت کیا اور مقررہ دنوں کے حساب سے فصلوں کی کٹائی کرنے کے بعد محفوظ کیا ۔

3. RELIGIOUS FACTOR (مذہبی پہلو)

قدیم زمانہ کے لوگ واہموں اور خدشات کا شکار تھے ۔ ان خدشات کی بناء پر انہوں نے اپنی حفاظت کے طور پر اپنے ارد گرد دیوی دیوتاؤں کا حصار بنایا ۔ قدرتی اور فطری قوتوں کو اپنا دیوتا مانا ان دیوی دیوتاؤں کو مختلف نام اور مختلف روپ دیئے جن میں کچھ انسان کی اپنی قدرتی شکل سے مشابہ تھے اور کچھ جانوروں سے مشابہت رکھتے تھے ۔ ان لوگوں کے لئے چمکدار گرمی پیدا کرنے والا سورج ، ٹھنڈی روشنی پھیلانے والا چاند ، فصلیں اور دوسرے خزانے اُگلنے

والی زمین ، زور شور سے بہنے والے دریا ، سربفلک پہاڑ اور طاقتور جنگلی جانور تعجب اور حیرت کا باعث تھے ۔ ان کی قوت ، شان و شوکت اور ہیبت سے متاثر ہو کر انہوں نے ان سب چیزوں کی پوجا کی اور انہیں اپنا دیوتا مانا ۔

مذہب انسانی تہذیب اور فن کے ارتقاء میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا ۔ کیونکہ کسی خاص علاقے کے فنِ تعمیر مجسمہ سازی ، تصویر کشی اور دوسرے فنون کا مرکزی نقطہ مذہب ہی ہوتا تھا ۔ وہاں کی ثقافت ، فن ، اور رسومات تمام تر مذہب سے متعلق ہوتی تھیں ۔

وسطی ایشیا کے لوگ فطری قوتوں کو ہی دیوتا مانتے تھے ۔ ان کے حکمران بھی ان کے لئے دیوتا کا درجہ رکھتے تھے ۔ انہوں نے آسمان ، سورج ، چاند ، پانی ، زمین ، آگ ، ہوا اور سیلاب کو اپنا دیوتا مانا ۔ عام دلچسپی کے لئے ان کے نام درج ذیل ہیں ۔

آسمان کا دیوتا ANN زمین کی دیوی EN-LIL سورج دیوتا SHAMS چاند دیوتا SIN اور محبت کی دیوی ISHTAR تھی ۔ ان دیوی دیوتاؤں کو علامتی طور پر فنِ تعمیر میں ظاہر کیا گیا یا ان کے خیالی مجسمے تراشے گئے تھے ۔

4. GEOLOGICAL FACTORS (ارضیاتی پہلو)

وسطی ایشیا کی سر زمین دو مختلف قسم کے خطوں پر مشتمل تھی ۔ جس میں ایک طرف پہاڑ تھے اور دوسری طرف دلدلی میدانی علاقے ۔

یہاں کے پہاڑوں سے چونے کا پتھر (FINE GRAINED GYPSUM) یا (ALABASTER) تھا ۔ سکّے کا پتھر (STEATITE) اِس کے علاوہ لوہا اور تانبا دستیاب تھے ۔ میدانی علاقوں میں مٹی کی بہتات کے باعث وہاں اینٹیں بنائی جاتی تھیں ۔ اینٹیں ہر قسم کی عمارت بنانے کے کام آتی تھیں یہاں دو طرح کی اینٹیں استعمال ہوتی تھیں ۔

1. KILN BAKED (بھٹی میں پکائی ہوئی اینٹیں)
2. SUN DRIED (دھوپ میں سکھائی ہوئی اینٹیں)

ان اینٹوں کو بنانے سے پہلے گیلی مٹی میں سرکنڈے (REEDS) کوٹ کر ملائے جاتے تھے ۔ تاکہ اینٹیں مضبوط رہیں ۔ اس کے علاوہ دوسرے میٹریل درآمد کئے جاتے تھے ۔ یہاں غلّہ کثیر مقدار میں پیدا ہوتا تھا ۔ اس کے بدلے دھاتیں ، قیمتی پتھر ، عمارتی لکڑی اور عمارتی پتھر درآمد کیا جاتا تھا ۔ یہ تمام تر بیرونی تجارت ، نہروں اور دریاؤں کے راستے کشتیوں کے ذریعے کی جاتی تھی ۔ کھجور کا درخت قدیم ترین مانا جاتا تھا ۔ وہ یہاں کثیر مقدار میں اگتے تھے ۔ مقامی لوگوں نے انہیں اچھے طریقے سے استعمال کیا ۔

بعض اوقات نرسل کے گٹھوں کو جوڑ کر اوپر سے نیم دائرے کی شکل میں آپس میں باندھ دیتے تھے ۔ اور ان پر مٹی کا لیپ دے کر رہائشی جھونپڑیاں بناتے تھے ۔ سنگ مرمر یونان اور ایران سے درآمد کیا جاتا تھا ۔

5. SOCIAL FACTOR (سماجی پہلو)

وسطی ایشیا کے سماجی پہلو کا علم ہمیں وہاں سے ملنے والی عمارات ، مجسموں اور برتن سازی کے نمونوں سے ہوتا ہے ۔ یہاں کے لوگ حکمرانوں کے تابع تھے ۔ انتہائی محنتی اور جفاکش تھے ۔ انہوں نے سرکنڈوں اور دلدلوں کی سرزمین کو صاف ستھری نالیوں ، نہروں اور زرعی زمینوں میں تبدیل کیا ۔ یہ کام سالہا سال کی انتھک محنت اور منظم گروہوں کی سرپرستی میں پورا ہوا ۔ یہ علاقے مختلف شہروں پر منقسم تھے ۔ ہر شہر کے گرد حفاظتی چار دیواری بناتے تھے ۔ ہر شہر کا اپنا حکمران تھا ۔ جو عموماً مذہبی رہنما بھی ہوتا تھا جسے عرف عام میں "GAUDEA" کے نام سے پکارا جاتا تھا ۔

یہ لوگ (GUADEA) چُغہ نما لباس پہنتے تھے ۔ سر کے بال لمبے ہوتے تھے ۔ اور داڑھی بڑھانے کا رواج عام تھا ۔ یہاں کی نسل محنت کش اور جنگجو تھی ۔ یعنی یہاں زراعت ان کا پیشہ تھا اور شکار اور جنگ ان کا شوق تھا ۔ مختلف شہر عموماً ایک دوسرے سے برسرِ پیکار رہتے تھے اور بعض اوقات جنگ کا یہی شوق ان کی عظیم تباہی کا باعث بنتا تھا فوج انتہائی منظم تھی ۔ وہ نیزوں اور جنگی کلہاڑیوں سے لیس تھی ۔ تانبے کے "خود" (HELMET) اور تانبے کی SHIELD استعمال کرتی تھی ۔

مذہبی رسومات کی پابندی ہر ایک پر لازم تھی ۔ عام انسان کی زندگی کا مقصد صرف حکمران "GAUDEA" کا حکم بجا لانا تھا ۔

اتنا منظم نظام چلانے کے لئے انہیں ریکارڈ رکھنے اور احکامات لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ لکھنے کا فن رواج پانے لگا ۔ شروع شروع میں گیلی مٹی کے کتبوں پر لکھا جاتا تھا ۔ لکھنے کے لئے سرکنڈوں ، لکڑی اور درختوں کی چھڑیوں کو تکونی شکل میں تراش کر STYLUS استعمال کرتے تھے ۔ ان کتبوں کو محفوظ کرنے کے لئے مٹی کے لفافے نما تھیلے بنا کر بھٹی میں پکائے جاتے تھے ۔ تمام ریکارڈ کو مٹی ہی کے مرتبانوں میں محفوظ رکھا جاتا تھا جس کے اوپر اشیاء کی فہرست درج ہوتی تھی یہاں جو لکھائی استعمال ہوتی ہے وہ تمام زبان میں "CUNEIFORM" کہلاتی ہے CUNEUS لاطینی زبان کا لفظ ہے ۔ جس کے لفظی معنی ہیں "WEDGE" یعنی نوکدار تکون ۔ اس مخصوص لکھائی کی تربیت کے لئے باقاعدہ سکول قائم تھے ۔ حکمرانوں کے ذاتی خطوط ، تجارتی دستاویزات ، شہر کا قانون ، شاہی فرمان اور حساب کتاب کی رسیدیں وغیرہ سب اس لکھائی میں مٹی کے کتبوں پر لکھی جاتی تھیں ۔ یہ کتبے اینٹوں کی طرح بھٹی میں پکائے جاتے تھے یا دھوپ میں سُکھائے جاتے تھے ۔ طاقتور اور امیر لوگوں کے مقابلہ میں کمزور اور غریب عوام کی حفاظت کی جاتی تھی حکمران کو نذرانے اور تحائف دیے جاتے تھے ۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ مراعات مل سکیں ۔

6. ECONOMIC FACTOR (معاشی حالات)

وسطی ایشیا کی تمام تر معیشیت کا دارومدار زراعت اور غلّہ کی فراوانی پر تھا ۔ یہاں کی زرخیز زمین میں سے ایک بیج کے بدلے تین دانے نکلتے تھے ۔ اس لئے غلّہ ان کی غذائی ضروریات کے بعد بچ جاتا تھا ۔ اس لئے انہوں نے غلّہ

اور اجناس کے بدلے تجارت شروع کی اور دوسرے ملکوں کو غلّہ دے کر وہ اشیاء حاصل کیں ۔ جو اُن کی سر زمین پر ناپید تھیں ان میں پتھر دھاتیں عمارتی لکڑی وغیرہ شامل ہیں ۔

یہ لوگ گھریلو صنعتوں میں بھی ماہر تھے ۔ ان اشیاء کی بھی تجارت کرتے تھے جن میں اُونی کپڑا بہت قابلِ ذکر ہے ۔ جو مویشیوں کی اُون سے حاصل ہوتا تھا ۔ اس قدیم زمانے میں اُونی کپڑا بہت انہونی اور اہم ایجاد تھی ۔ زیادہ تر لوگ کھیتی باڑی کے پیشہ سے مُنسلک تھے اس کے علاوہ چند لوگ دوسرے پیشے بھی اپنائے ہوئے تھے ۔ جس میں سُنار ، کمہار اور لکھائی میں مہارت رکھنے والے لوگ شامل تھے ۔

بیرونِ ملک تجارت ، کشتیوں کے ذریعہ نہروں اور دریاؤں کے راستہ کی جاتی تھی ۔ لیکن اندرونِ ملک یہ لوگ قافلوں اور کارواں کی شکل میں سامانِ تجارت ایک شہر سے دوسرے شہر لے جاتے تھے ۔ ان قافلوں کے لئے گدھے گھوڑے اور اونٹ استعمال ہوتے تھے ۔

مندرجہ بالا پہلوؤں پر نظر ڈال کر ہم وسطی ایشیا کے فن کے بارے میں بخوبی جان سکیں گے ۔ کیونکہ یہ تمام پہلو براہِ راست اس علاقے کے فن پر اثر انداز ہوتے ہیں ۔

اب ہم سب سے پہلے "SUMER" کے بارے میں اور ان کے فنِ تعمیر ، فن مجسمہ سازی ، فنِ کوزہ سازی اور تصویر کشی کے فن سے واقفیت حاصل کریں گے پھر فنِ تعمیر ARCHITECTURE پر نظر ڈالیں گے ۔

ARCHITECTURE

عام طور پر تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ سمیر میں رہنے والے لوگ وسطی ایشیا میں سب سے پہلے آکر آباد ہوئے ۔ یہ لوگ انتہائی منظم ، محنتی اور جفاکش تھے ۔ انہوں نے ایک خاص مذہب اپنایا جو دیوی دیوتاؤں کا مذہب تھا ۔

فنِ تعمیر میں انہوں نے خصوصاً اینٹیں استعمال کیں ۔ فنِ تعمیر میں انہوں نے دو طرح کی عمارتیں بنائیں ۔ جن میں گھریلو (DOMESTIC) عمارات اور مذہبی (RELIGIOUS) عمارات تھیں ۔ اور ان دونوں کی تعمیر کے لئے اینٹیں استعمال کیں ۔ ہم باری باری ان دونوں کا جائزہ لیں گے ۔

(DOMESTIC BUILDINGS) : یہ عام رہائشی مکانات تھے ۔ یہ گھر کچی مٹی کی اینٹوں سے بنائے جاتے تھے ۔ کیونکہ یہاں سخت گرمی پڑتی تھی ۔ اس لئے گھر ٹھنڈے رکھنے کے لئے انہیں کچی مٹی کی اینٹوں سے بنایا جاتا دوسرے ایندھن مہنگا ہونے کے باعث پکائی ہوئی اینٹیں بہت مہنگی پڑتی تھیں ۔ جو عام آدمی کی بساط سے باہر تھیں ۔ تمام تر عمارات اونچے چبوتروں پر تعمیر کی جاتی تھیں ۔ تاکہ سیلاب سے محفوظ رہ سکیں ۔ یہ چبوترے پکائی ہوئی مضبوط اینٹوں سے بنائے جاتے تھے ۔ گھروں کی چھتیں ڈھلوانی بنائی جاتی تھیں ۔ تاکہ بارش وغیرہ کا پانی اوپر ٹھہر نہ سکے اور بہہ جائے ۔

یہ گھریلو عمارات چھوٹے چھوٹے ہوا دار کمروں پر مشتمل ہوتی تھیں یہ گھر سادہ اور سجاوٹ کے بغیر بنائے جاتے تھے ۔ اکثر اوقات نرسل یا سرکنڈوں کے گھٹوں کو جوڑ کر چھت بنائی جاتی تھی ۔ یہ گھٹے زمین میں گاڑ کر اوپر سے آپس

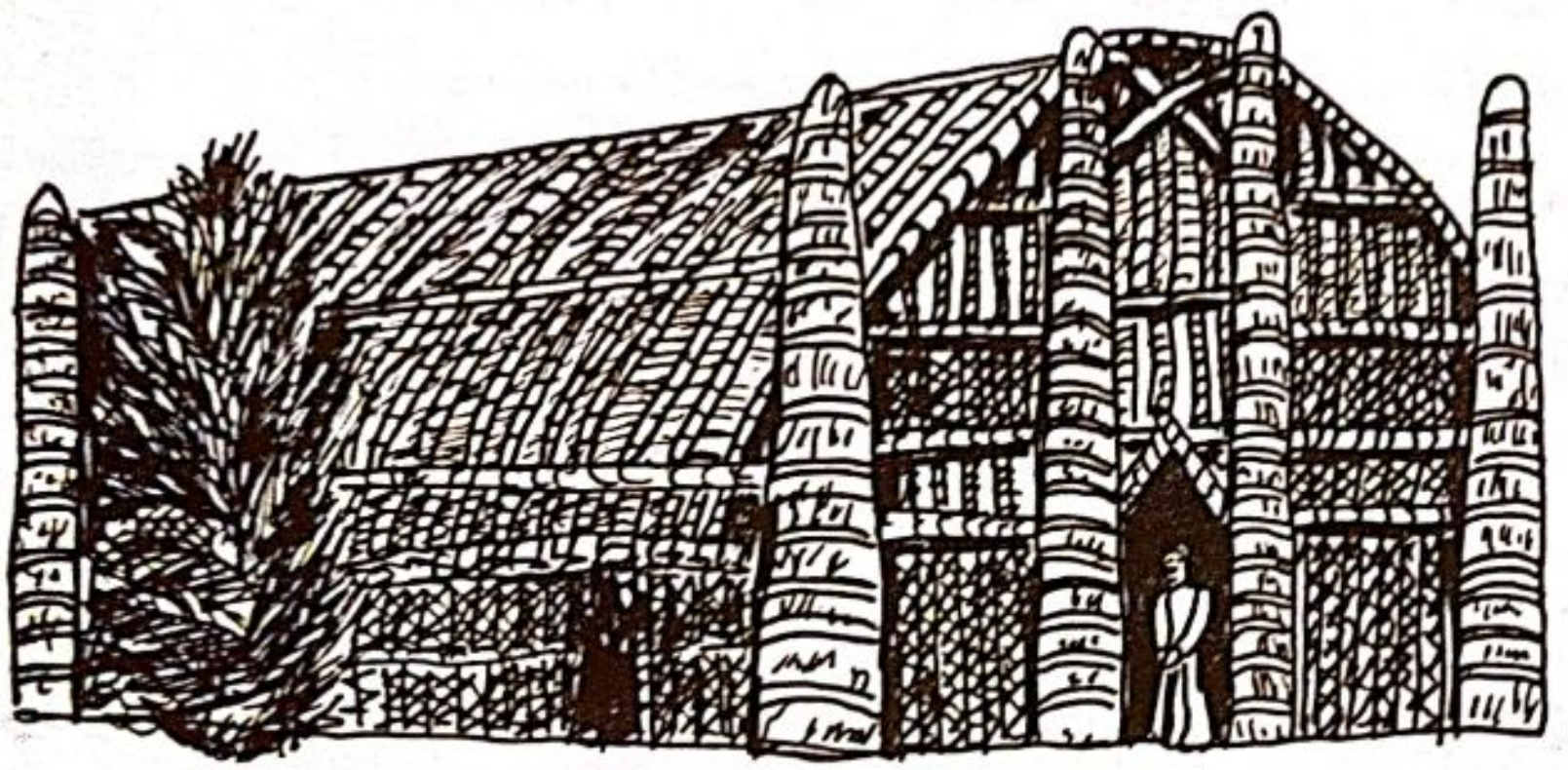

TRADITIONAL FORM OF REED HOUSE

میں جوڑ کر نیم دائرہ کی شکل میں چھت بنائی جاتی تھی ان سرکنڈوں پر گیلی مٹی کا لیپ کر دیا جاتا تھا ۔ یہ رہائشی گھر اس علاقے کی گرمی میں ٹھنڈے اور آرام دہ رہتے تھے ۔ بناوٹ میں بہت سادہ تھے اس لئے سیلابوں کا مقابلہ کرنے کے قابل نہ تھے اور جلد ہی ناپید ہو جاتے تھے ۔

RELIGIOUS BUILDINGS : مذہبی عمارات میں کھدائی کے دوران ہمیں کھنڈرات سے زیادہ تر ZIGGURATES ملتے ہیں ۔ اس کے علاوہ "TEMPLES" کے مختصر سے کھنڈرات ملتے ہیں جس سے ہمیں ان مندروں

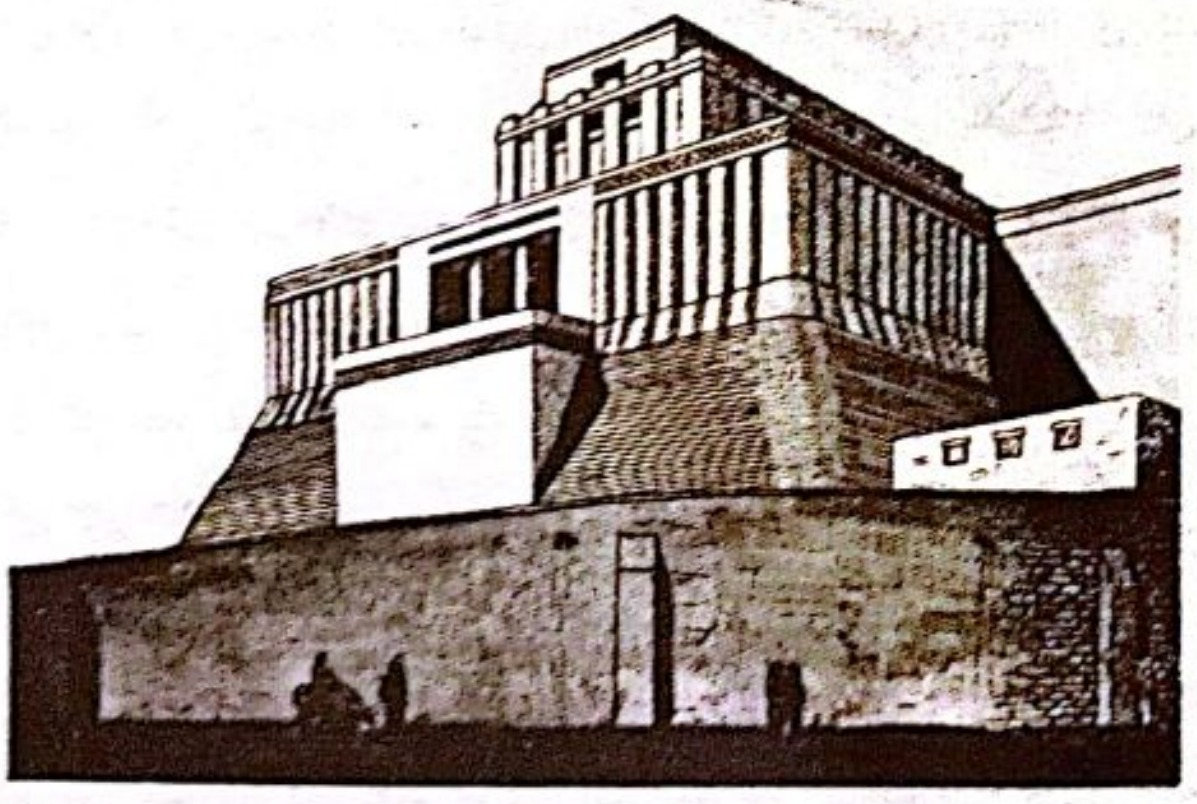

THE TEMPLE AT ERIDU

کی بنیادی شکل ملتی ہے ۔ ان مندروں کی بنیادی شکل میں یہ بات مشترک تھی کہ وہ ایک بڑے چبوترے (PLAT FORM) پر تعمیر کئے جاتے تھے ۔ بیرونی دیوار ڈھلوانی (SLOPING WALL) بنائی جاتی تھی ۔ اس کے علاوہ داخلی دروازہ (ENTRANCE DOOR) ایک بڑے چبوترے پر بنایا جاتا تھا ۔ داخلی دروازے کے بعد ستونوں والا ہال تھا اس کے بعد ہم اس ہال میں ایک بڑا چبوترہ دیکھتے ہیں جس کو قربان گاہ یا (ALTER PLACE) کہا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ ایک قربانی کی میز (OFFERING TABLE) بھی بنائی جاتی تھی جس پر پادری دیوتا کے حضور بھینٹ چڑھانے جانے والے نذرانے جمع کرتا تھا ۔ یہ تمام مندر کچی مٹی کی اینٹوں سے تعمیر کئے جاتے تھے ۔ اور ماہر تعمیرات اور تاریخ دانوں کے بیان کے مطابق ایک بار تباہ ہونے کے بعد ان مندروں کو بار بار تعمیر کیا جاتا تھا اور ہر بار پہلے سے اونچا تعمیر کیا جاتا تھا ۔ یہ تمام مندر ہر شہر میں اپنے اپنے مخصوص دیوتاؤں کے نام پر بنائے جاتے تھے ۔ ان مندروں میں مذہبی رسوم کی ادائیگی خاص جذبے اور اہتمام سے کی جاتی تھی ۔ پادری (PRIEST) یا (QUADEA) لوگ ان مندروں کے نگران تھے اور انہیں بھی مذہبی رہنما یا دیوتا کا درجہ حاصل ہوتا تھا ۔ ہر مندر کے ساتھ اکثر ایک بڑا "ZIGGURATE" بنایا جاتا تھا ۔

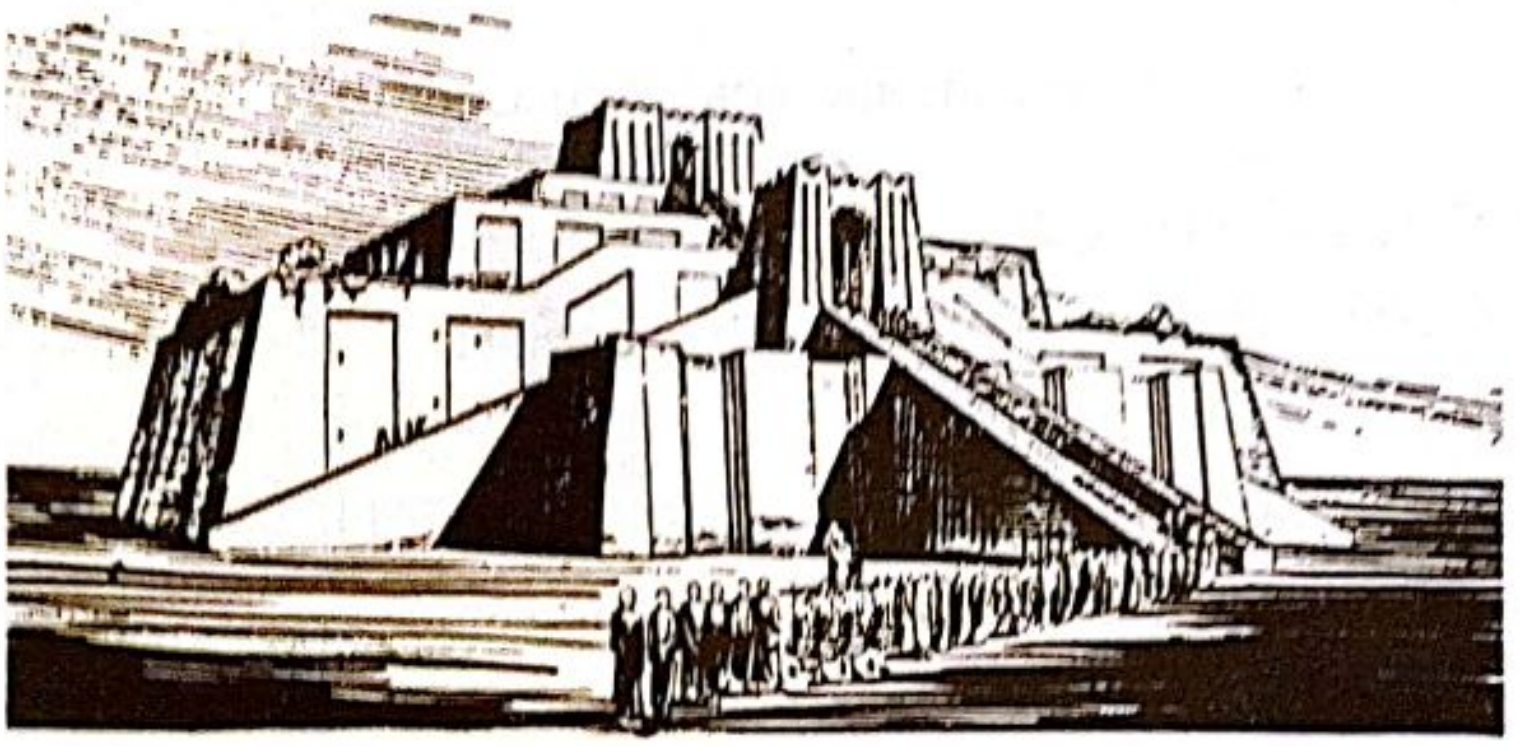

ZIGGURATES

سمیر کی تہذیب میں اس مینار نما عمارت جسے "ZIGGURATE" کا نام دیا گیا ہے کو خاص اہمیت حاصل تھی ۔ اس مینار کو عرفِ عام میں خدا کی سیڑھی یا (PILLAR OF GOD) بھی کہتے ہیں ۔ دور سے دیکھنے سے یہ مینار نما عمارت اینٹوں کا پہاڑ معلوم ہوتی تھی ۔ اس کی بنیادی بناوٹ مستطیل یا چوکور ہوتی تھی ۔ عموماً یہ عمارت تقریباً 100 فٹ تک پھیلی ہوئی تھی ۔ اور اونچائی 80 فٹ تک ہوتی ۔ سمیرین لوگوں کا عقیدہ تھا کہ وہ جتنی بلندی پر جائیں گے اس طاقت (خدا) کے زیادہ قریب ہو جائیں گے ۔ لہٰذا اس عقیدے کی تقویت کے لئے وہ بلند و بالا ZIGGURATES تعمیر کرتے تھے ۔ ان ZIGGURATES کی تعمیر میں بہت سی باتوں کا خیال رکھا جاتا تھا ۔ ان کی تعمیر میں اونچے چبوترے کے بعد سیڑھیاں ، مندر ، عبادت گاہیں اور گھاس کے قطعات بھی لگائے جاتے تھے ۔ ان عمارات کی بنیادیں بے حد چوڑی بنائی جاتی تھیں ۔ تاکہ پُرزور سیلاب کے آگے کھڑی رہ سکیں ۔ مصری اہراموں کی طرز پر بنائی گئی یہ عمارتیں اپنی منفرد شکل اپنی مضبوطی اور پھیلاؤ کی وجہ سے تاریخ میں بہت اہمیت رکھتی ہیں ۔ تاریخ دانوں کا یہ خیال ہے کہ یہ لوگ چونکہ پہاڑوں سے آئے تھے اس لئے وہ اونچائی پر عبادت کرنے کے عادی تھے اس لئے انہوں

نے یہ اونچی اونچی عمارات تعمیر کیں ۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جتنی اونچائی پر جائیں گے ۔ ہم اس طاقت (خدا) کے قریب ہو جائیں گے ۔ جس نے انہیں اتنی نعمتوں سے نوازا ہے ۔ اس کے علاوہ وہ اپنے دیوتاؤں کو بلندی پر دیکھنا چاہتے تھے ۔ اور یہ بلند و بالا عمارات دیوتاؤں سے منسوب تھیں ۔

ان عمارات میں دروازے اور کھڑکیاں کم سے کم بنائے جاتے تھے ۔ کیونکہ لکڑی ناپید تھی اور یہاں کی آب و ہوا کے لئے بھی یہی موزوں تھا ۔ اس زمانے میں پیمائش اور دوسرے کاموں کے لئے اوزار اور مشینری ناپید تھی ۔ مگر اس کے باوجود اتنے وسیع رقبع پر گھری ہوئی آسمانوں سے باتیں کرتی ہوئی عمارتیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے ۔ یہ تمام عمارات مکمل طور پر توازن اور تناسب لئے ہوئے تھیں ۔

ان کی تعمیر کا ہر کام مزدور اور ملازم طبقہ ماہرین کی نگرانی میں کرتا تھا ۔ ان ZIGGURATES کے بنانے کے بہت سے اہم مقاصد تھے ۔ مثلاً تبلیغ ، تفریح ، یاد گار ، حفاظتی قلعہ اور دیوتاؤں کی خوشنودی وغیرہ ۔[1] وسطی ایشیاء کی یہ مذہبی عمارات نہ صرف مذہبی تبلیغ کے لئے استعمال ہوتی تھیں بلکہ مذہبی رہنماؤں کے رہنے کے لئے کمرے بھی بنائے گئے تھے اور ان میں ان کے لئے عبادت گاہیں بھی بنائی جاتی تھیں ۔ جنہیں SHRINES کہا جاتا ہے ۔ یہ عبادت گاہیں ہمیشہ ہر ZIGGURATE کی سب سے اوپر کی منزل پر تعمیر کی جاتی تھیں ۔ جن میں درویش لوگ عبادت کرتے تھے ۔

2- اس کے علاوہ یہ ZIGGURATE بطور یادگار بھی تعمیر کئے جاتے تھے۔ یعنی کِسی حکمران یا واقعہ کی یاد کو امر بنانے کے لئے تعمیر کئے جاتے تھے۔ مثلاً پاکستان میں جیسے مینارِ پاکستان بنایا گیا ہے۔

3- ان ZIGGURATES میں لوگ تفریح کی غرض سے بھی آتے تھے۔ کیونکہ یہاں آرام اور تفریح کے لیے گھاس کے سبزہ زارِ قطعات لگائے جاتے تھے۔ جن پر سیر کے لئے آئے ہوئے لوگ آرام کرتے تھے۔

4- یہ ZIGGURATES ہر شہر میں بنائے جاتے تھے۔ اور اپنی مضبوطی ، وسعت اور پھیلاؤ کی وجہ سے شہر کی حفاظت کے طور پر قلعہ کی مانند استعمال ہوتے تھے یعنی شہر کے لیے حفاظتی دیوار کا کام کرتے تھے۔

ان ZIGGURATES میں محراب نما دروازے تعمیر کئے جاتے تھے۔ جو اُونچائی میں بہت کم ہوتے تھے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ عمارت گرنے سے محفوظ رہے۔ دُوسرے گرم آب و ہوا کے باعث دروازے مختصر بنائے جاتے تھے۔ اِس کے علاوہ عمارتی لکڑی کا ناپید ہونا بھی اس بات کا بڑا سبب تھا۔

ZIGGURATES کی بنیادی تعمیر انتہائی سادہ تھی۔ یہ مصری احراموں کی طرح پیچیدہ اور پُراسرار نہ تھے۔ دُور سے دیکھنے والے پر یہ عمارت محض اینٹوں کے پہاڑ کا تاثر چھوڑتی تھی۔ یہ ZIGGURATES کئی کئی منزلوں پر مشتمل تھے۔ ہر منزل کو ایک دوسرے سے مُنسلک کرنے کے لیے سیڑھیاں استعمال ہوتیں تھیں۔ یہ سڑھیاں تین اطراف سے آتے ہوئے سامنے کے رُخ پر اُوپر کو چلی جاتی تھیں۔ اور اُوپر جا کر ختم ہوتی تھیں۔ پھر صرف سامنے کے رخ سڑھیاں تھیں جن کا سِلسلہ دوسری اور تیسری اور پھر آخری منزل تک یونہی چلا جاتا تھا۔

یہ سیڑھیاں ایک مندر نما کمرے میں جا کر ختم ہوتی تھیں۔ ان ZIGGURATES کی دواریں ڈھلوانی زاویے کی بنائی جاتی تھیں۔ نیچے سے زیادہ چوڑی اور اُوپر سے کم ہوتی چلی جاتی تھیں۔ دیواروں کے اُوپر کے کنارے ڈیزائن میں نوکدار بنائے جاتے تھے۔

ZIGGURATES کی تعمیر میں آرام ، مضبوطی اور خوبصورتی کا خیال رکھا جاتا تھا ان کی دیواریں بہت موٹی تہہ دار بنائی جاتی تھیں یہی وجہ ہے کہ یہ عمارات تاریخ میں اپنا مخصوص مقام رکھتی ہیں اور آج تک مضبوطی سے قائم ہیں۔

ان ZIGGURATES کی بیرونی دیوار پر بھٹی میں پکائی ہوتی اینٹیں لگائی جاتی تھیں۔ جو سیلاب کے پانی کے خلاف عمارت کا دفاع کر سکتی تھیں۔ کیونکہ پانی اُن پر اثرانداز نہیں ہوتا تھا۔ اندر کی طرف دھوپ میں پکائی ہوئی اینٹیں لگائی جاتیں تھیں جو موسم کی شدت کے خلاف عمارت کو ٹھنڈا رکھنے کے لیے موزوں تھیں۔

ان ZIGGURATES بیرونی دیوار پر سجاوٹ کے لئے سامنے کے رخ پر پتھر یا اینٹوں کی ٹائلیں لگاتے تھے۔ یہ ٹائلیں عموماً مختلف رنگوں کی ہوتی تھیں انہیں وہ ZIGGURATES کی ہر منزل میں الگ رنگ دینے کے لیے استعمال کرتے تھے۔ رنگوں کو علامتی طور پر دیوتاؤں سے منسوب کیا جاتا تھا۔ یعنی ہر منزل اپنے الگ رنگ سے کسی خاص دیوتا کی نشاندہی کرتی تھی۔

سمیر کے بہت سے شہروں مثلاً NIPPUR, LARSA, ERIDU, UR اور WARKA میں بڑے بڑے ZIGGURATES بنائے گئے تھے۔ لیکن NEO SUMMERIAN دور کا "ZIGGURATE" زیادہ مشہور ہے ۔ جو ہمیں UR سے ملا ہے ۔ یہ ZIGGURATE تین منزلوں پر مشتمل ہے۔ اور تیسری منزل پر SHRINE بنائی گئی ہے۔ اِس کی بنیاد کی کل لمبائی و چوڑائی 700 فٹ ہے۔ جسمیں لمبائی کی دونوں اطراف سے 200 ،200 فٹ پر محیط ہے۔ جبکہ چوڑائی دونوں طرف 150 فٹ رقبہ پر ہے۔ مگر اِس ZIGGURATES کی کل اُونچائی 70 یا 80 فٹ تک ہے۔ اِس کے سامنے کے رُخ پر تین اطراف سے 100, 100 سیڑھیاں اُوپر کو جاتی ہیں۔ جو ایک محرابی شکل کے دروازے میں پہنچ کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اِس گنبد نما کمرے سے اُوپر کی منزل کے لیے سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ جیسا کہ اس تصویر میں نمایاں ہے۔

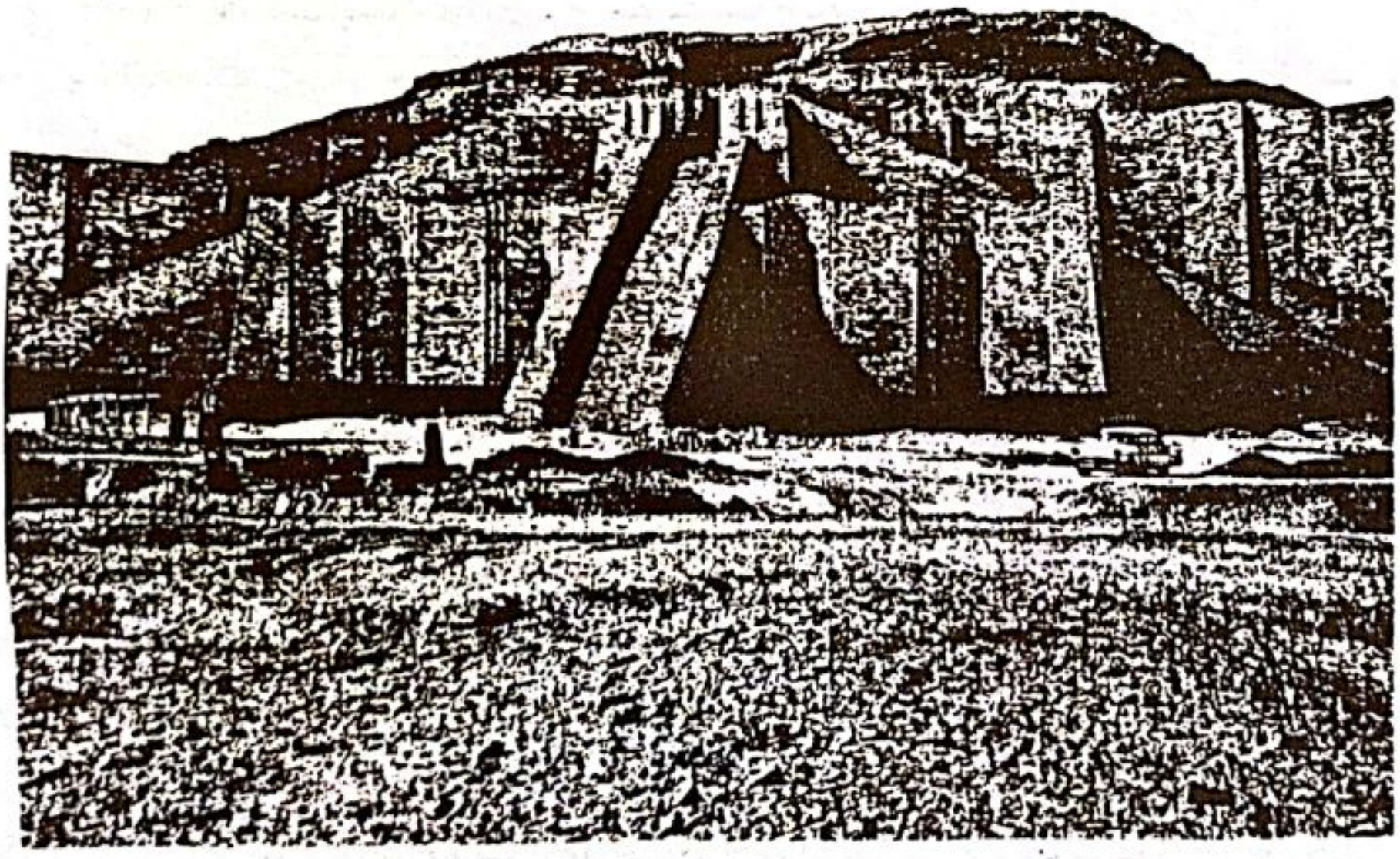

THE GREAT ZIGGURATE AT "UR" (2100B.C)

یہ سیڑھیاں تیسری منزل تک جاتی ہیں جہاں ایک بڑے پلیٹ فارم پر SHRINE (عبادت گاہ) بنائی گئی ہے۔ عرفِ عام میں اس عبادت گاہ کو ویٹینگ روم بھی کہا گیا ہے۔ یہ سارا ZIGGURATE اینٹوں کا بنایا ہوا مضبوط مینار سا نظر آتا ہے لیکن سامنے کے رُخ پر ہر منزل کو ایک دوسرے سے الگ کرنے کے لیے رنگیں ٹائلیں لگائی گئی تھیں۔ جن پر ہر منزل کا رنگ جُدا تھا۔ یہ ٹائلیں عمارت کی خوبصورتی اور سیلاب اور موسم کی شِدتوں کے خلاف مضبوطی میں اضافہ کرتی تھیں ۔ اِس ZIGGURATE کی TERRACES یا صحن پر گھاس کے قطعات اور باغات لگائے گئے تھے ۔ جو لوگوں کے لیے دلچسپی اور آرام کا سامان مُہیا کرتے تھے۔ سب سے اُوپر کی عبادت گاہ میں پجاری یا درویش وغیرہ رہائش رکھتے تھے۔ ہر منزل پر باغات کو پانی مُہیا کرنے کا انتظام ہوتا تھا۔ جس کے لیے انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

چونکہ سمیرین لوگوں کی دُوسری عمارات مَٹّی کی بنائی ہوئی اینٹوں سے تعمیر ہوتی تھیں اس لئے یہاں کے کھنڈرات سے ہمیں ZIGGURATES کے علاوہ اور کوئی قابلِ ذکر عمارت کی مثال نہیں ملتی سب کچھ سیلابوں اور جنگوں میں تباہ ہو چکا ہے۔

سمیرین سنگتراشی : (SUMERIAN SCULPTURE)

اب ہم وسطی ایشیا کی سنگتراشی کے بارے میں پڑھیں گے ۔

انسان کی فطرت ازل سے خدا نے فنکارانہ بنائی ہے ۔ یا دوسرے لفظوں میں انسان اپنے جذبات و احساسات کو زبان دینے کے لئے جانوروں پھولوں اور انسانوں کی شبیہات مختلف انداز میں اُجاگر کرتا رہا ۔ غاروں میں بسنے والے قدیم ترین آباؤ اجداد نے بھی تصویر کشی ، سنگتراشی اور دیگر فنون میں مہارت حاصل کی ۔ غاروں میں رہنے والے انسان نے انسانی جسم کی اشکال کو مُبہم لیکن خوبصورت انداز میں تراشا یا رنگوں سے اُجاگر کیا ہے ۔

سمیر کے قدیم لوگوں کی سنگتراشی کو دیکھ کر انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے ۔ کہ اس دور میں انسان کو اتنی سوچ اتنی فراست اور اتنی ماہرانہ قوت تھی جس کے بل بوتے پر انہوں نے ایسے بے نظیر اور اعلٰی پائے کے مجسمے تراشے ہیں ۔

وسطی ایشیا کے لوگوں نے پتھر اور دھات میں مجسمے بنائے ہیں ۔ یہاں دو طرح کی تکنیک میں مجسمہ سازی کی گئی ہے ۔ جس میں

1 - SCULPTURE IN THE ROUND یعنی مکمل گولائی میں تراشے ہوئے مجسمے تھے ۔ اور

2 - RELIEF WORK یعنی سطح پر ابھار کر مجسمے بنانا ۔ سمیر کی مجسمہ سازی میں مذہب کی گہری چھاپ نظر آتی ہے ۔ زیادہ تر مجسمے مذہبی رہنماؤں (GUADEAS) کے ہیں یہ مذہبی رہنما شہر کے حکمران اور بادشاہ بھی ہوتے تھے ۔ ان کی خوشنودی کے لئے ان کے مجسمے یا شبیہات تراشی جاتی تھیں ۔ یہ لوگ مذہب کی تبلیغ کے لئے بھی مجسمہ

سازی کرتے تھے ۔ کیونکہ ان کے مجسمے مذہب کی نشاندہی کرتے نظر آتے تھے ۔ یہاں سے ملنے والے تمام مجسموں کے تقریباً ایک سے نقش و نگار تھے ۔ یعنی آنکھوں کو بڑا اور کھلا بناتے تھے ۔ ان سے شاید زہانت کا اظہار اور سچائی ظاہر ہوتی تھی ۔ ناک چہرے پر سب سے نمایاں چیز تھی جو بہت موٹی اور لمبی بناتے تھے عین ممکن ہے ۔ کہ مجسموں کے چہروں کے نقوش وہاں کے مقامی لوگوں سے مشابہت رکھتے ہوں ۔ ہر آدمی یا مذہبی پیشوا کو داڑھی کے ساتھ تراشا جاتا تھا ۔ ممکن ہے کہ یہ اس دور کا فیشن یا رواج ہو ۔ دوسرے مذہبی شخصیت ہونے کے ناطے سے شاید داڑھی ان کے لئے ضروری تھی ۔ سر اور داڑھی کے بالوں کو غیر فطری انداز میں سیدھی لائنوں میں ظاہر کیا جاتا تھا ان مجسموں میں سادگی اور بھولپن نمایاں طور پر نظر آتا ہے ۔ لباس کو سلوٹوں کی بجائے سیدھی لائنوں میں ظاہر کیا جاتا تھا ۔ مصریوں کی مانند ان مجسموں کو زیورات اور شاندار لباس میں نہیں ظاہر کرتے تھے ۔ بلکہ چوغہ نما لباس ٹخنوں سے کچھ اونچا سیدھی اور سادہ لائنوں میں بنایا جاتا تھا ۔ اس لباس کو کچھ حد تک آجکل کے احرام سے مشابہ کہا جا سکتا ہے ۔ ایک کندھا اکثر برہنہ بنایا جاتا تھا اور دوسرے کندھے پر موجود ساڑھی کی طرز پر کپڑا بنایا جاتا تھا ۔ وادیٔ سندھ سے ملنے والا درویش کا مجسمہ بھی اسی طرز کے لباس میں لپٹا دکھائی دیتا ہے ۔

سمیر کی مجسمہ سازی کو ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو ہم باآسانی کہہ سکتے ہیں کہ ان کا فن STYLIZED تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس فن میں سادگی سچائی اور معصومیت کا عنصر زیادہ پایا جاتا تھا ۔

1 - سمیریں سنگتراشوں نے گروپ کی شکل میں بھی مجسمے بنائے ۔ جس کی اعلیٰ ترین مثال

GROUP STATUETTES
FROM THE ABU TEMPLE, TELL ASMAR

گروپ کی شکل میں کھڑے ہوئے سنگِ مرمر کے مجسموں کی ہے ۔ یہ مجسمے تعداد میں بارہ کے قریب ہیں ۔

اس میں تمام مجسمے گول تراشے ہوئے چبوتروں پر کھڑے دکھائے گئے ہیں ۔ یہ تمام مجسمے مختلف حجم اور سائز کے ہیں ۔ ان میں کچھ مجسمے مردانہ شکل کے ہیں ۔ اور کچھ عورتوں کے معلوم ہوتے ہیں ۔ مردوں سے مشابہت رکھنے والے مجسمے چُغہ نما لباس پہنے ہوئے ہیں ۔ یہ لباس جسم کے اوپر کے حصے پر بالکل سادہ اور سلوٹوں کے بغیر دکھایا گیا ہے ۔ جبکہ نچلے حصوں میں اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے ۔ جو فراک کی مانند جھالر بناتا ہے ۔ ان مجسموں کو ایک دوسرے سے الگ اور منفرد دکھانے کے لئے انہیں سائز میں مختلف تراشا گیا ہے ۔ ان مجسموں کو دیکھ کر سنگتراش کی استبدار کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔ ان مجسموں میں سب سے لمبا اور بڑا مجسمہ 30 انچ کے قریب لمبا ہے ۔ کچھ مجسموں کے سر پر سیدھی لائنوں میں بال بنائے گئے ہیں جو کندھوں سے نیچے آکر داڑھی کے ساتھ مل جائے ۔ کچھ مجسموں کے سر بغیر بالوں کے بالکل صاف اور گول تراشے گئے ہیں ۔ یہ تمام مجسمے گول اور چوکور چبوتروں پر کھڑے نظر آتے ہیں ۔ ایک مجسمہ چبوترے کے بغیر زمین پر دوزانو بیٹھا دکھایا گیا ہے ۔ اس کا چبوترہ شاید ٹوٹ چکا ہو ۔ یا یہ کسی ملازم کا مجسمہ ہے جو بغیر چبوترے کے زمین پر دوزانو بیٹھا ہے ۔ یہ تمام مجسمے ایک رُخ پر کھڑے عبادت میں مصروف نظر آتے ہیں ۔ ایک نظر ڈالنے سے یہ احساس ہوتا ہے ۔ گویا ایک خاندان کے چھوٹے بڑے افراد مل کر اپنے دیوتا کے سامنے مصروفِ عبادت ہیں ۔ عورتوں کے مجسموں کا علم ان کی منفرد لباس کی بناوٹ سے ہوتا ہے ۔ کیونکہ وہ ساڑھی نما لباس میں دکھائی گئی ہیں ۔ مجسموں کو اہمیت کے لحاظ سے چھوٹا بڑا بنایا گیا ہے ۔ ان تمام مجسموں کو سمیرین کے روائتی انداز میں تراشا گیا جو STYLIZED انداز میں اپنے دونوں ہاتھ سامنے باندھ کر ایک ہی رُخ پر کھڑے نظر آتے ہیں ۔ ان تمام مجسموں کے چہروں کے تاثرات سنجیدگی ، سادگی اور روحانیت لئے ہوئے ہیں ۔ آنکھیں بڑی بڑی اور کھلی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ اور اپنے دیوتا کے لئے ثناء خلوص اور اپنائیت لئے ہوئے ہیں ۔ ناک کی لمبائی چہرے کا نمایاں عنصر ہے ۔ مثلاً سب سے بڑے مجسمے کی تفصیل دیکھیں ۔ جس میں تمام نقوش واضح نظر آتے ہیں ۔ آنکھیں بڑی تاثر انگیز اور نمایاں ہیں ۔

2 - دوسری خوبصورت مثال کسی مذہبی رہنما کے مجسمے کی ہے جو "DIORITE" پتھر میں تراشا گیا تھا ۔ یہ پتھر کسی دور دراز کے ملک سے برآمد کیا گیا تھا ۔ یہ مجسمہ قدیم شہر LAGASH موجودہ "TELLOH" سے متعلق ہے ۔ یہ مجسمہ سمیر کی روائتی سنگتراشی کی منہ بولتی تصویر ہے ۔ شہر کے سربراہ کو دیوتا کا درجہ دیا جاتا تھا ۔ اسے عرف عام میں "GUDEA" کہا جاتا تھا ۔ جس کے معنی درویش صفت انسان کے ہیں ۔ (تصویر صفحہ 124 پر)

اس مجسمے کی کل لمبائی 29 انچ ہے یہ گولائی میں تراشے گئے مجسموں کی بہترین مثال ہے ۔ اس کی بناوٹ میں توازن ، تناسب کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ درویش بابا نے اپنے دونوں ہاتھ مضبوطی سے سامنے ایک دوسرے کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں ۔ دایاں شانہ برہنہ ہے جبکہ اونی لباس بازو کے نیچے سے ہو کر دائیں کندھے پر چلا جاتا ہے ۔ چہرے کی بناوٹ اور تمام تر تاثرات روحانیت میں اس کا رتبہ اور مذہبی حیثیت کے آئند دار ہیں ۔

مثال نمبر 2

STATUE OF GUDEA OF LAGASH (MODERN TELLOH) C.21.25-2025 B.C.

3 - اب ہم سمیرین مجسمہ سازی کی خوبیوں کا مطالعہ ایک اور مجسمے میں کریں گے ۔ یہ مجسمہ بھی کسی GUDEA کا ہے ۔ جو TELLOH سے ہی ملا ہے ۔ اس میں دیوتا کو ایک چبوترے نما کرسی پر بیٹھے دکھایا ہے ۔ اس میں دیوتا نے سر پر خوبصورت ٹوپی پہنی ہوئی ہے ۔ چہرے کے نقوش کو بڑی نفاست ، عقیدت روحانی جذبے کے ساتھ تراشا گیا ہے ۔ چُغہ نما لباس جو یہاں کے مقامی لوگوں کا لباس تھا ۔ اپنی مخصوص طرز پر بنایا گیا ہے ۔ اس کے چُغے کے سامنے دامن پر "CUNIEFORM" لکھائی سے ڈیزائن بنایا گیا ہے ۔ جو اس مذہبی پیشوا کی حیثیت کو مزید واضح اور مستحکم کرتی ہے ۔ ہاتھ اور پاؤں کی بناوٹ بیٹھنے کا انداز اور تناسب اس مجسمے میں سنگتراشی کی مہارت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں ۔

مثال نمبر 3

"SEATED FIGURE OF GUDEA OF TELLOH" 2250 B.C.

یہ مجسمہ سمیریں کے عروج سے متعلق لگتا ہے ۔ کیونکہ اس مجسمے کی بناوٹ میں روائتی STYLIZATION ہے ۔

مثال نمبر 4

STATUE OF A SUMMERIAN WOMAN C.3000 B.C. (ALABASTOR)

4 - 3000 B.C. کے زمانے کا ایک مجسمہ انتہائی خوبصورت اور حیرت انگیز ہے ۔ اس میں ا سے کم لائنوں کی تراش سے زیادہ سے زیادہ مفہوم کو واضح کیا گیا ہے ۔ یہ مجسمہ "ALABASTOR" میں تراشا گیا تھا ۔ یہ کسی خاتون کا مجسمہ ہے ۔ جس کا تعلق شاید شاہی خاندان سے تھا ۔ ساڑھی نما لباس کو انتہائی سادگی سے تراشا گیا تھا ۔ دونوں ہاتھ سامنے کے رُخ پر عبادت کے انداز میں باندھے گئے ہیں ۔ سر کے بالوں کو روایت سے ذرا ہٹ کر زیادہ قدرتی انداز میں تراشا گیا تھا ۔ چہرے پر روحانی مسکراہٹ کا تاثر دیا گیا تھا ۔

بالوں کو جوڑے کے انداز میں بندھا ہوا تراشا گیا تھا ۔ لباس کی لائنیں سلوٹوں کے انداز سے تراشی گئی تھیں ۔ پاؤں دکھائی نہیں دیتے ۔ (تصویر صفحہ 125)

"WORSHIPING FIGURE FROM UR" (BRONZE) 3000 B.C. – 5 مثال نمبر

5 - 3000 ہزار قبل مسیح کا یہ مجسمہ آجکل کے ترقی یافتہ دور میں بھی حیرت کا سبب ہے کیونکہ پیتل میں ڈھالا ہوا یہ مجسمہ انسانی عقل کو حیرت میں گم کر دیتا ہے ۔ یہ مجسمہ UR کے مقام سے ملا ہے ۔ اس کی بناوٹ میں سنگتراش نے انتہائی جدت مہارت اور فنی اعتبار سے مکمل خوبصورتی کا اظہار کیا ہے ۔ یہ مجسمہ چبوترے پر اس انداز میں کھڑا نظر آتا ہے ۔ جیسے یہ چلتے چلتے ایک لمحہ کے لئے رک گیا ہو یا ابھی چلنے ہی والا ہو ۔ ٹانگیں روائتی STYLIZATION کے انداز میں تراشی گئی تھیں ۔ اس کے بال اور داڑھی کے حصے روائتی انداز میں لائنوں میں تراشے گئے تھے چہرہ انتہائی معصوم اور روحانی تاثرات سے بھرپور ہے ۔ سکرٹ نما لباس سیدھی لائنوں میں اپنا مقصد اور مُدعا واضح کرتا ہے ۔ ہاتھوں کو قدیم سمیرین کی عبادت کے انداز میں بندھا ہوا تراشا گیا تھا ۔

GUDEA WORSHIPING, TELLOH 2100 B.C. – 6 مثال نمبر

6 – یہ مجسمہ بھی مذہبی پیشوا کا تھا ۔ اس طرح کے ہزاروں مجسمے دستیاب ہوئے ہیں ۔ جو حکمرانوں اور مذہبی رہنماؤں کی خوشنودی کی خاطر تراشے جاتے تھے ۔ اسی طرح کی ایک اور مثال DIORITE پتھر سے تراشا ہوا 42 انچ لمبا مجسمہ ہے ۔ اسے دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے ۔ جیسے یہ ایک بڑے سلنڈر کی شکل کے پتھر سے تراش کر بنایا گیا تھا ۔ یہ عبادت کرتا ہوا مذہبی پیشوا 2100 B.C. کے زمانہ کا تھا اور TELLOH کے مقام سے ملا ہے ۔

اس مجسمے کو روائتی لباس میں روائتی انداز میں کھڑے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ پاؤں کے نیچے چبوترہ صرف سامنے سے پاؤں سے الگ ہوتا نظر آتا ہے ۔ ورنہ پُشت سے مجسمے کے ساتھ مُنسلک ہے ۔ سر پر خوبصورت ٹوپی پہنے ہوئے ہے ۔ عبادت کے انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا یہ مجسمہ روحانی تاثر دیتا ہے ۔ لباس کو چند لائنوں سے واضح کیا گیا ہے ۔ چہرہ مخصوص سمیرین نسل کے لوگوں کا آئینہ دار ہے ۔

7 – سمیرین سنگتراشی کی اعلیٰ خصوصیات عورت کے اس مجسمے میں نظر آتی ہے ۔ جو صرف اوپر کا دھڑ ہے ۔ (تصویر صفحہ 128) یعنی مکمل مجسمہ نہیں ہے ۔ اس مجسمہ میں شاید کسی دیوی کو یا حکمران کی بیوی کو تراشا گیا تھا ۔ عام مجسموں سے ہٹ کر یہ مجسمہ لباس میں ، سجاوٹ اور بناوٹ میں آرائشی ڈیزائن لئے ہوئے ہے ۔ اس سنگتراشی پر یونانی سنگتراشوں کا اثر محسوس ہوتا ہے ۔ کیونکہ بالوں کا انداز ZIG ZAG (لہریا) لائنوں میں بنایا گیا تھا ۔ چہرے کے نقوش بھی عام سمیرین مجسموں کی نسبت زیادہ تیکھے اور ابھرتے ہوتے ہیں ۔ آنکھوں کی جگہ پر LAPISLAZOLI پتھر لگایا گیا تھا ۔ جو اب نکل چکا ہے ۔ لباس پر خوبصورت جھالر کی مانند ڈیزائن بنایا گیا ہے ۔

"BUST OF A WOMAN"

مثال نمبر

یہ مجسمہ کافی حد تک تباہ ہو چکا ہے ۔ لیکن پھر بھی ہم اسے سنگتراش کی فنی مہارت کا ثبوت کہہ سکتے ہیں ۔ چہرے کے تاثرات سے دبدبہ اور رعب جھلکتا نظر آتا ہے ۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ کہ یہ مجسمہ کسی حکمران کی بیوی یا دیوی کا تھا ۔

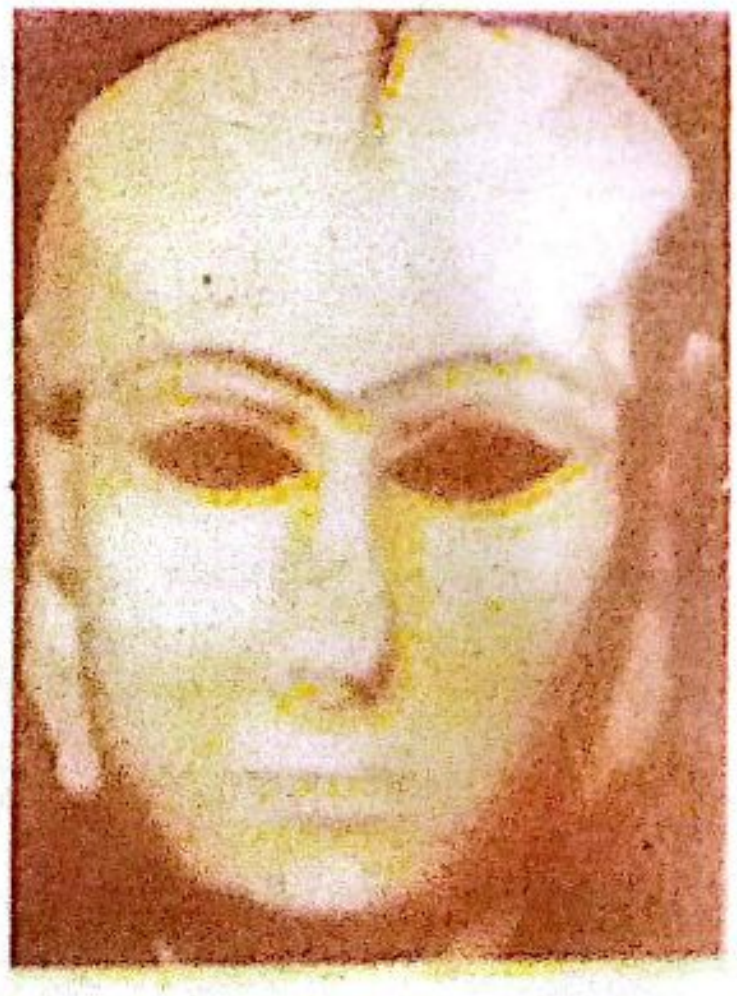

FEMALE HEAD FROM UR (LADY OF WARKA)

سفید سنگ مرمر میں تراشا ہوا کسی خوبصورت عورت کا یہ مجسمہ انتہائی تاثرانگیز اور حیران کن ہے ۔ کیونکہ اس کی بناوٹ اُس دور کے بنائے گئے مجسموں سے بالکل مختلف ہے ۔ اس مجسمے میں ہمیں آج کل کے دور کا تناسب اور توازن نظر آتا ہے ۔ چہرے پر بھنوؤں اور آنکھوں کے لئے پتھر (LAPISLAZOLI) اور دھات کے ٹکڑے استعمال کئے گئے تھے ۔ سر کے بالوں کے درمیان سونے یا کسی اور دھات کا ٹکڑا استعمال کیا گیا تھا ۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تمام چیزیں تباہ ہو چکی ہیں ۔ یہ مجسمہ 8 انچ لمبا ہے اور UR موجودہ WARKA شہر سے ملا ہے ۔ تاریخ دانوں کا یہ خیال ہے کہ یہ سر کسی لکڑی کی PANAL پر لگایا گیا تھا ۔ چہرے کے نقوش سے احساس، تاثر اور جذبات نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں ۔ بالوں کی تراش سر کی بنیادی شکل اور جسامت کو واضح کرتی ہے ۔ (تصویر صفحہ 128)

SUMERIAN RELIEF

اب ہم سمیرین RELIEF WORK پر ایک نظر ڈالیں گے ۔ یہ تمام کام ان کے دیوتاؤں یا حکمرانوں کے ساتھ منسوب تھے ۔ جس میں کہانی کی طرز پر واقعات کو پتھر پر تراش کر بیان کیا جاتا تھا ۔ ان RELIEF WORKS میں ہمیں تمام اشکال یکطرفہ رُخ پر (کھڑے یا بیٹھے ہوئے) نظر آتی ہیں ۔ مصریوں کی طرح سمیرین بھی اشکال کو سر سے لے کر پاؤں تک مکمل دکھانا چاہتے تھے ۔ اس لئے انہوں نے چہرہ یکطرفہ (SIDE VIEW) ، آنکھ ، کندھے اور نیچے کا دھڑ سامنے کے رُخ پر اور پاؤں یکطرفہ رخ پر بنائے ہیں ۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کی عبادت کرنے کا یہ انداز تھا ۔ دوسرے وہ لوگ دونوں ہاتھ مکمل دکھا سکتے تھے ۔ اِن RELIEF WORKS میں بھی لوگوں کو گنجا سر دکھاتے تھے ۔ جسم کی بناوٹ اور اعضاء کے تناسب کے لحاظ سے یہ چھوٹے قد کے لوگ نظر آتے تھے ۔ اس کی بہترین مثال VOTIVE TABLET OF URNANSHE. کا ریلف ورک ہے ۔

9 ۔ یہ مثال چونے کے پتھر میں تراشے ہوئے ایک RELIEF WORK کی ہے ۔ جس میں LAGASH کے ''ENSI'' (یعنی RULER) یا حکمران کو دو ''PANELS'' میں دکھایا گیا ہے ۔ اس میں ''UR NANSHE'' نامی حکمران اوپر کی پینل میں سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھائے جاتا ہوا دکھایا ہے ۔ جو اپنے مندر TEMPLE کی پہلی اینٹ بنانا چاہتا ہے ۔ اس حکمران کو تمام دوسرے لوگوں سے جسامت میں بڑا بنایا گیا ہے ۔ اون کا سکرٹ نما لباس پہنے ہوئے یہ حکمران سمیرین مجسمہ سازی کی منہ بولتی تصویر ہے ۔ اس کے عین سامنے لمبے بالوں والی شکل ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ شاید اس کی بیوی کی شبیہ ہے ۔ نیچے کی پینل میں ''URNANSHE'' عمارت کی تکمیل کے بعد اس کی خوشی میں جشن منا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں اس حکمران کو گلاس نما برتن میں کچھ پیتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔جب کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں صراحی دکھائی گئی ہے ۔ جو شاید اسے پلا رہا ہے ۔ دوسرے تمام لوگ اس حکمران کے احترام میں سینے پر ہاتھ باندھے نظر آتے ہیں اور جسامت میں چھوٹے بنائے گئے ہیں ۔ اس TABLET کے درمیان میں ایک بڑا سوراخ ہے ۔ جس میں ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ اسے شاید دیوار پر لٹکایا جاتا ہو ۔ (تصویر صفحہ 130 پر)

اس پینل میں تمام لوگوں کے ساتھ اور ان کے لباس پر CUNIFORM انداز میں ان کی کہانی لکھی گئی ہے ۔

مثال نمبر 9 – VOTIVE TABLET OF URNANSHE

10 UR کے مقام سے ہمیں ایک اور RELIEF ملی ہے ۔

یہ RELIEF پتھر میں تراشی گئی ہے ۔ اس میں دائیں ہاتھ پر اوپر کی پینل میں دیوتا "NAMMU" ہاتھ میں معمار کے اوزار اٹھائے ہوئے ہے جو بادشاہ کو دے رہا ہے ۔ تاکہ وہ مندر کی تعمیر کرے بادشاہ انھیں پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھا رہا ہے ۔ دیوتا کسی چبوترہ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہے ۔ جب کہ بادشاہ اس کے سامنے کھڑا ہوا ہے ۔ دیوتا اپنے سر پر خوبصورت اور انوکھی ٹوپی (HEADRESS) پہنے ہوئے ہے ۔ نیچے کی پینل میں دیوتا مندر کی تعمیر کے لئے جا رہا ہے ۔ اس کے پیچھے بادشاہ اور خادم معمار کے اوزار اٹھا کر چل رہے ہیں ۔ تمام فگرز کی تراش خراش اور بناوٹ سمیرین مجسمہ سازی کے روایتی انداز کی مظہر ہے ۔

مثال نمبر 10 – "FRAGMENT OF THE STELE OF UR-NAMMUN"

LADY WITH DISTAFF – 11 مثال نمبر

11 – سمیرین کے قدیم دور کا ایک ریلیف ملا ہے جو تقریباً 800 B.C. قبل از مسیح کے زمانہ کا ہے ۔ اس میں ایک مقامی عورت تکلے پر
دھاگہ تان رہی ہے ۔ اس RELIEF کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں کا سنگتراش وادیٔ سندھ کے فن سے متاثر تھا ۔ کیونکہ عورت کے بیٹھنے کا انداز اور بالوں کا سٹائل اُن کے آرٹ سے ملتا جلتا ہے ۔ عورت کو سمیرین روایات کے خلاف زیورات اور خوبصورت لباس میں دکھایا گیا ہے ۔

THE COUPLE – 12 مثال نمبر

12 - سمیر کے قدیم شہر NIPPUR سے ہمیں "THE COUPLE" نامی ایک ریلیف ملی ہے ۔ جو ایک عورت اور ایک آدمی کے مجسمے پر مشتمل ہے ۔ اُن کا لباس اور بالوں کا انداز انھیں ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے ۔ سمیرین کی روایت پسندی STYLIZATION اور اپنے موضوعات کی سادگی اس RELIEF میں نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے ۔ (تصویر صفحہ 132 پر)

لباس اور چہرے کے نقوش کو سیدھے سادھے انداز میں واضح کیا گیا ہے ۔ آنکھوں کے حلقوں میں حسبِ روائت SHELL کا استعمال نظر آتا ہے ۔ بال ہمیشہ کی طرح سیدھی لائنوں میں ترتیب دیئے گئے ہیں ۔

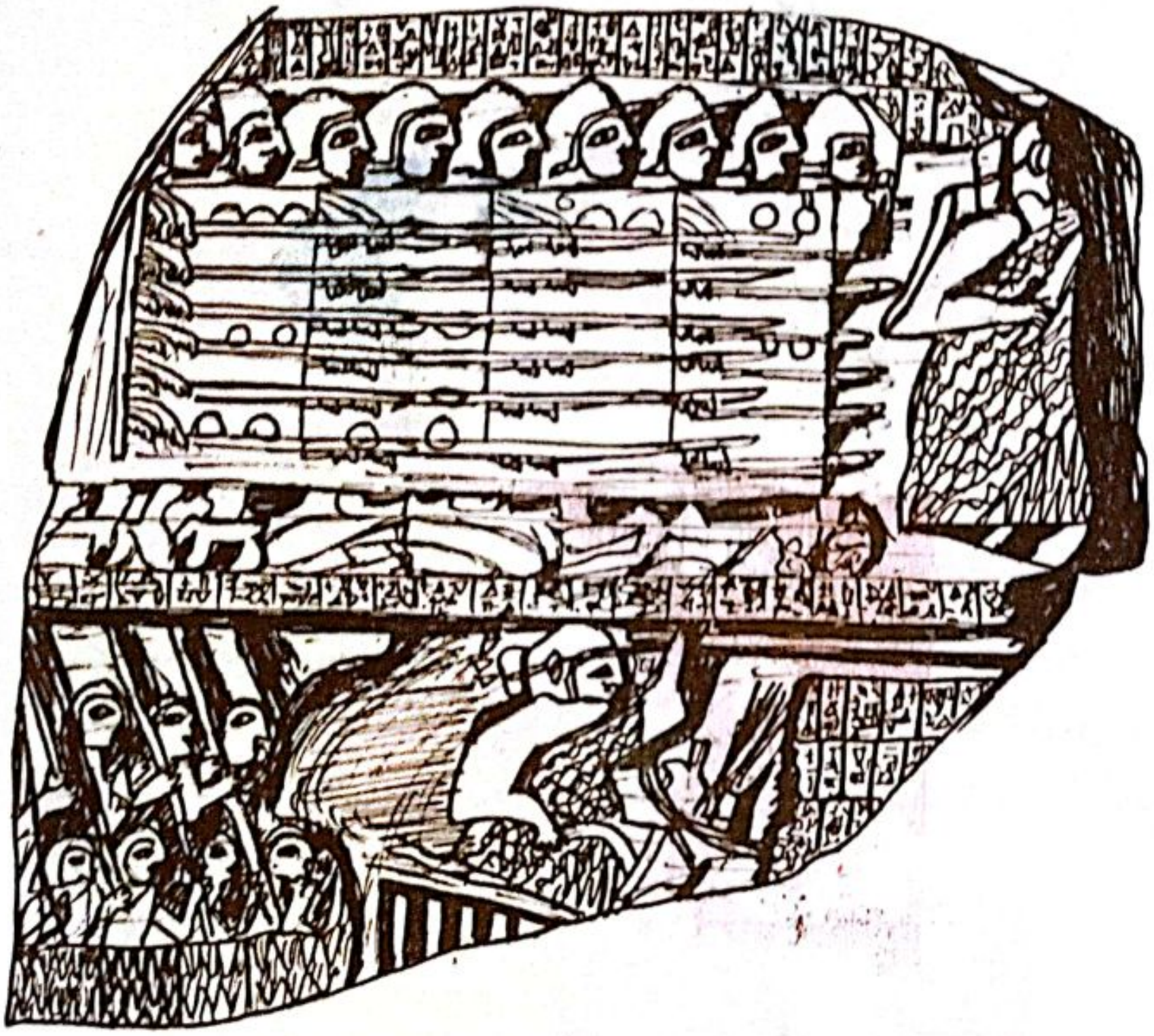

مثال 13 - RULER OF LAGASH FROM TELL'OH

13 - سمیرین نے مختلف موضوعات کو RELIEF میں اُجاگر کیا ہے ۔ جن میں مذہب جنگ اور عام گھریلو زندگی کے موضوعات تھے ۔ جنگ کے منظر اور فتوحات کے منظر کی اعلیٰ مثال ایک RELIEF میں نظر آتی ہے ۔ جس میں سمیرین نیزہ بردار ، فتح کے بعد ہارے ہوئے دشمن کے اوپر سے گزر رہے ہیں ۔ یہ RELIEF اب کافی حد تک تباہ ہو چکی ہے ۔ لیکن ہم اس ریلیف سے ان کے روایتی انداز کا مشاہدہ کر سکتے ہیں ۔

اس میں LAGASH کا حکمران اپنی فوجوں کو ہارے ہوئے دشمن کے اوپر سے گزار رہا ہے ۔ تمام لوگ نیزے اٹھائے ہوئے انتہائی منظم انداز میں چلتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ۔

SUMERIAN "AKKHADIANS"

صدیوں تک میسوپوٹیمیا کے شمال مشرقی علاقوں پر حکمرانی کرنے کے بعد قبائلی علاقوں کے جو خانہ بدوش SEMETIC لوگ تھے کے ہاتھوں شکست کھا گئے ۔ وہ لوگ SUMER کے زرخیز علاقوں پر قابض ہو گئے ۔ ان کا علاقہ آج کل کا (جنوبی عراق) (SOUTHERN IRAQ) اور قدیم (شمالی بابل) NORTHERN BABYLON تھا ۔ شمال NORTH سے آنے والے یہ لوگ AKKHADIAN کہلاتے ۔ ان کا فرمانروا SARGON تھا ۔ جو بہت بہادر اور منظم حکمران تھا ۔ اس نے شمالی میسوپوٹیمیا کو SUMER سے متحد کرنے کے بعد ایک بہت بڑی ریاست کی بنیاد ڈالی ۔ جو قدیم وقتوں کی پہلی بڑی ریاست بن کر ابھری ۔ یہ حکومت سارگون بادشاہ کے پوتے تک چلتی رہی ۔ سارگون کے دور حکومت میں فنون لطیفہ نے بہت ترقی کی انکے فن پاروں میں سمیر کی سادگی اور بھولپن کی بجائے شاہی شان و شوکت دبدبہ اور شان پائی جاتی ہے ۔

14 - اس کی اعلیٰ ترین مثال نینوا سے ملنے والا پیتل کا ایک PORTRAIT HEAD ہے ۔ جو "SCULPTURE IN THE ROUND کی خوبصورت مثال ہونے کے ساتھ ساتھ "AKKHADIAN" دور کے انداز اور شان کی کہانی بھی بیان کرتا ہے ۔ اس میں سارگون بادشاہ کا چہرہ تراشا گیا تھا۔ جو خوبصورت تاج نما ٹوپی پہنے ہوئے ہے ۔ اور داڑھی لچھے دار ہے ۔ مگر چہرہ کی سادگی اور سپاٹ پن نے ایک منفرد رنگ پیدا کر دیا ہے ۔ بادشاہ کی روایتی شان و شوکت اور روحانیت کو یکجا کر دیا گیا ہے ۔ آنکھوں کی جگہ پر SUMER کے روایتی انداز میں SHELL اور قیمتی پتھر استعمال کیا گیا تھا ۔ لباس کا ڈیزائن جسم کی قدرتی بناوٹ کو ظاہر کرتا ہے ۔ جو ایک نیا انداز ہے ۔

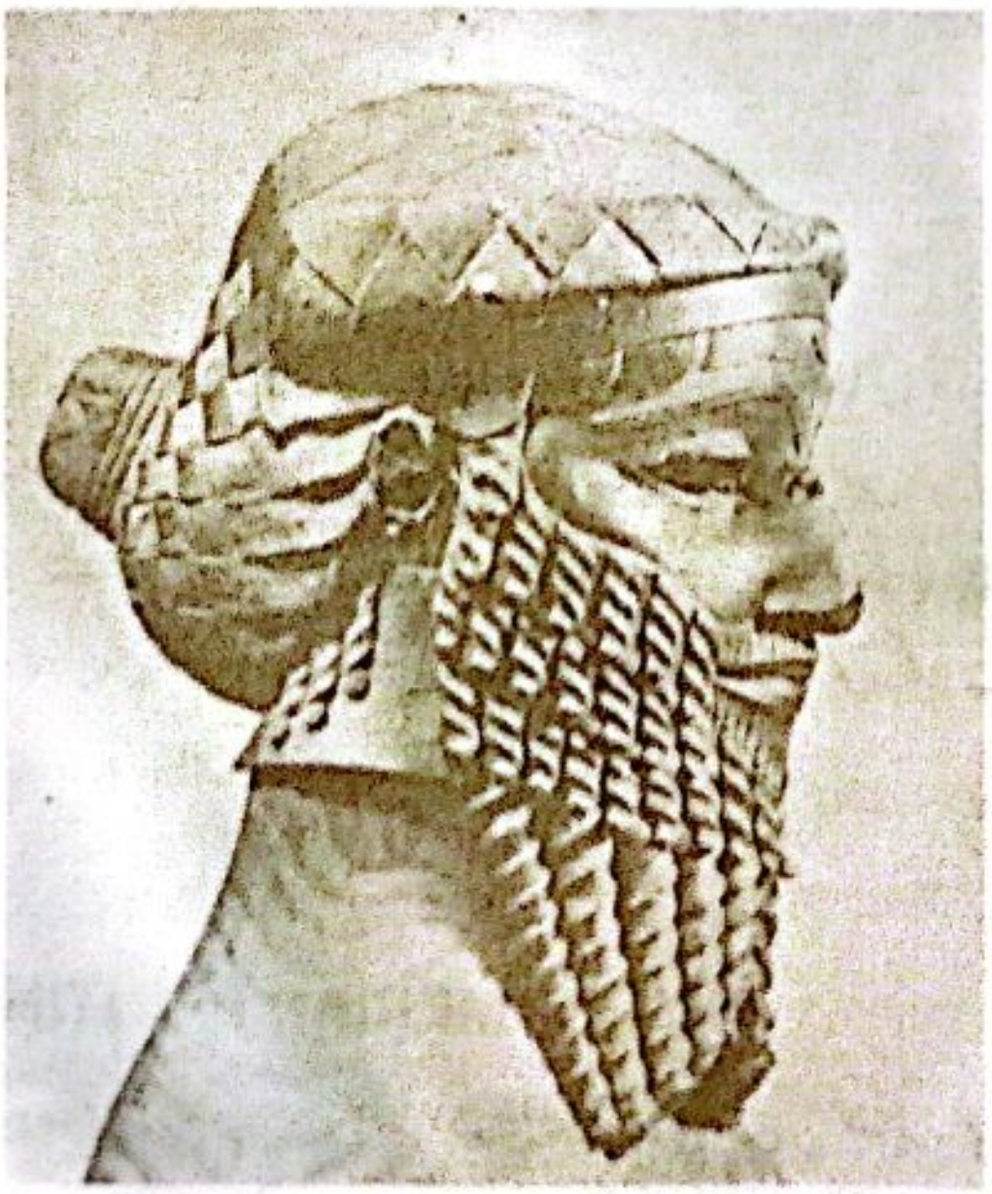

مثال نمبر 14 - HEAD OF SARGON

VICTORY STELE OF NARAM-SIN

اس کے علاوہ اسی دور کی ایک RELIEF ہمیں بادشاہوں کی شان و شوکت اور سٹائل کا پتہ دیتی ہے ۔ یہ ریلیف بادشاہ کی فتوحات کی کہانی کو بیان کرتی ہے ۔ ہلکے گلابی رنگ کے SAND STONE میں تراشی ہوئی ریلیف کی اونچائی 6.6 انچ ہے ۔ اس کے اوپر کے حصے میں دیوتا شمس اور ISHTAR دیوی کو علامتی طور پر بنایا گیا ہے ۔ بادشاہ سر پر سینگوں والا خول پہن کر اپنے دیوتاؤں کی مرضی کے مطابق ہارے ہوئے دشمن کے اوپر کھڑا ہے ۔ اسے جسامت میں باقی تمام لوگوں سے بڑا دکھایا گیا ہے ۔ لوگ اس کی فتح کی خوشی منا رہے ہیں ۔

سمیرین تصویر کشی SUMERIAN PAINTINGS

سمیرین تہذیب سے ہمیں دوسری قدیم تہذیبوں مثلاً مصری تہذیب کی طرح کی تصویر کشی کی مثالیں نہیں ملتیں ۔ جدید ترین تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ سمیرین مندروں کی دیواروں پر "TEMPRA" تکنیک میں تصویر کشی

PAINTED LEOPARD (TEMPLE OF TELL UQAIR) – 1

کی جاتی تھی ۔ کھدائی کے بعد موجودہ بغداد کے جنوب میں تقریباً 50 میل دور ایک شہر TELL UQAIR کے کھنڈرات ملے ہیں ۔ یہاں قدیم شہر "URUK" کی طرز پر بنا ہوا ایک مندر کا کھنڈر بھی سامنے آیا ہے ۔ اس کی کچھ دیواریں خوش قسمتی سے سلامت ہیں اور ایک چھوٹے سے دروازے سے داخل ہو کر ماہرِ تعمیرات SLLOYD اور F.SAFAR نے تصویر کشی کی یہ مثالیں دریافت کی ہیں ۔ ان کے بیان کے مطابق اس مندر کی اندرونی تمام دیواریں MURAL PAINTINGS سے بھری ہوئی تھیں ۔ جو بہت سے رنگوں سے بنائی گئی تھیں ۔ حاشیے کے طور پر ارغوانی رنگ کا بارڈر بنا کر جیومیٹری کی اشکال سے مزین کیا گیا تھا ۔ ان حاشیوں میں انسانوں اور جانوروں کی شبیہات "TEMPRA" تکنیک میں بنائی گئی تھیں ۔ سیڑھیوں کی اطراف پر "SPOTTED LEOPARDS" پینٹ کیئے گئے تھے جو مندر کے نگران تصور کیئے جاتے تھے ۔ یہ چیتے سرخ اور کالے رنگ سے بنائے گئے تھے ۔

اس کے علاوہ ہمیں ایک اور مثال ملتی ہے جسے ہم (COLLAGE PAINTING) کہہ سکتے ہیں ۔

(تصویر صفحہ 136 پر)

ان RELIEFS اور SCULPTURE IN THE ROUND کی مثالوں میں یہ اُس دور کی ایک شاہکار COLLAGE پینٹنگ ہے جسے ہم "STANDARD OF UR" کے نام سے جانتے ہیں ۔ اسے ہم تصویر کشی کی مثال بھی کہہ سکتے ہیں مگر یہ تصویر عام تصویروں کی ماتند رنگ اور برش سے نہیں بنائی گئی بلکہ اسے لکڑی کی سطح پر LAPISLAZOLI پتھر ۔ سیپیوں اور چمڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنایا گیا ہے ۔ اس PAINTINGS میں دو حصوں پر تین تین پینل میں بادشاہ اور جنگ کی کہانی کے منظر کو اُبھارا گیا ہے ۔ LAPISLAZOLI کے ساتھ ALABASTOR پتھر بھی استعمال کیا گیا ہے ۔

STANDARD OF "UR" (COLLAGE PAINTING) - 2

لکڑی کے بکس کو فریم کی مانند بنایا گیا ہے LAPIS LAZOLI کا قدرتی نیلا رنگ SHELL-ALABASTOR اور چمڑے کے قدرتی براؤن رنگ کو ایک خوبصورت پس منظر مہیا کرتا ہے ۔ ان PANELS میں انسانوں ، جانوروں اور گھوڑا گاڑیوں کو ایک دوسرے کے تناسب اور توازن کے ساتھ حرکت کرتا ہوا دکھایا گیا ہے ۔ لوگوں کے لباس کی بناوٹ اور ان کی اشکال روایتی سادگی سے بنائی گئی ہیں ۔ ان کے انداز بھی SUMERIAN روایات کے عین مطابق ہیں ۔ اس PAINTING کو دیکھ کر موزیک کے کام کا تصور ملتا ہے ۔ اس PAINTING میں تمام تر لوگ بادشاہ کی قوت اور دبدبہ کے زیر اثر نظر آتے ہیں ۔ یعنی تمام کہانی بادشاہ کے گرد گھومتی نظر آتی ہے ۔ یہ ایک مستطیل ڈبے پر بنائی گئی ہے جو ڈیڑھ فٹ لمبا ہے اور اس کے اوپر SHELL اور LIMESTONE کے ٹکڑوں کو گوند سے "LAPISLAZOLI" کے اوپر خوبصورت انداز میں چپکایا گیا ہے ۔ مشہور ماہر تعمیرات SIR LEONARD WOOLEY کو یہ پینل "UR" کے قدیم مندر کے محراب سے ملی تھی جو کافی حد تک تباہ ہو چکی تھی ۔ لیکن انہوں نے اسے پھر سے جوڑ کر درست کیا ۔ جنگ اور امن کے مناظر کو کہانی کی طرز پر بنایا گیا ہے ۔ جنگ کے موضوع پر جو پینل بنایا گیا ہے ۔ ان مناظر پر نیچے سے اوپر کی طرف نظر ڈالتے جائیں تب اس کے مقصد اور مطلب کی وضاحت ہوتی ہے ۔ جنگ کے مناظر والے پینل میں فتح یاب بادشاہ کی گاڑیاں ہارے ہوئے دشمن کے اوپر سے گزر رہی ہیں ۔ دوسرے پینل میں فوج قیدیوں کو مار مار کر فوجی بادشاہ کے حضور لے جا رہی ہے ۔ تیسرے پینل میں بادشاہ کو تمام لوگوں سے بڑا دکھایا گیا ہے ۔ اور وہ اپنی گھوڑا گاڑی سے اتر کر قیدیوں کا معائنہ کر رہا ہے ۔

امن کے موضوع پر بنی ہوئی پینٹنگ کو اسی طرح نیچے سے اوپر کی طرف باری باری دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے نیچے کے پینل میں بادشاہ کے حضور میں نذرانے دیے جا رہے ہیں ۔ قیدی جانور اور جنگی سامان وغیرہ بادشاہ کی طرف لے جایا جا رہا ہے ۔ دوسری پینل میں خوبصورت گائیں بھیڑیں ، بکرے اور مچھلیاں وغیرہ بادشاہ کے لیے لے جائی جا رہی ہیں ۔ بادشاہ سب سے اوپر کے پینل میں بیٹھا فتح کے جشن کی خوشی میں کچھ پی رہا ہے ۔ موسیقار موسیقی سے ان لوگوں کا دل بہلا رہا ہے ۔ بادشاہ کو یہاں بھی تمام لوگوں سے بڑا بنایا گیا ہے ۔ اسے اونی سکرٹ پر ڈیزائن والا چغہ پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اس پینٹنگ کو دیکھ کر ہمیں اس دور کی سمیرین تہذیب رسم و رواج اور ثقافت کا پتہ چلتا ہے ۔

"METAL WORKS AND POTTERY"

قدیم وقتوں میں برتن سازی میں لوگوں نے کافی مہارت حاصل کر لی تھی اس میں روایتی سندھ کی تہذیب مصر کی تہذیب اور وسطی ایشیا کی تہذیب شامل ہے شروع میں انہوں نے ہاتھ سے برتن سازی کی لیکن آہستہ آہستہ کمہار کا آوہ (POTTER'S WHEEL) ایجاد ہو گیا ۔

سمیرین تہذیب میں کافی قدیم دور سے ہمیں WHEEL (چکر) پر بنے ہوئے برتن ملتے ہیں ۔ کچی مٹی کے برتن دھوپ میں سکھائے ہوئے برتن اور آگ میں پکائے گئے برتنوں کے علاوہ دھات کے برتن بھی ملے ہیں ۔

SUMMER کا علاقہ دھاتوں کے معاملے میں کافی خوش قسمت تھا ۔ یہاں سے سونے چاندی اور دھات یعنی کانسی کے برتن ملے ہیں ۔ یہ برتن سائز میں کافی بڑے بڑے بنائے گئے تھے جس سے ہم اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ برتن اجتماعی طور پر تہواروں پر استعمال ہوتے تھے یا شاہی خاندان کے زیر استعمال رہتے تھے ۔ یہ برتن ALABASTOR پتھر میں تراشے ہوئے بھی ملے ہیں ۔

ALABASTER VASE FROM URUK

یہ گلدان کی شکل کا برتن چبوترہ نما سلنڈر پر بنایا ہوا تقریباً ایک گز لمبا ہے ۔ اس پر گولائی میں ڈیزائن اور لوگ بنائے گئے ہیں ۔ پھل ، جانور اور سبزیاں وغیرہ دیوی کے حضور میں پیش کی جا رہی ہیں ۔ اس پر بھی روایتی انداز میں پینل کی شکل میں کام کیا گیا ہے ۔ مختلف جانوروں پھلوں ، فصلوں اور لوگوں کو ان کے انداز اور بناوٹ میں مکمل طور پر سادگی کے ساتھ بنایا گیا ہے ۔ (تصویر صفحہ 138 پر)

اس گلدان کے اوپر جو RELIEF بنائی گئی ہے ۔ اس میں دیوتا لوگوں کو برہنہ دکھایا گیا ہے ۔ کیونکہ شاید یہ لوگ دیوتا کو پاکیزہ اور دنیاوی باتوں سے مبرّا دکھانا چاہتے تھے ۔ اس تصویر میں لوگ جشن بہاراں مناتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ۔ اس لئے مختلف طرح کے پھل پھول اور سبزیاں بنائی گئی ہیں ۔ یہ گلدان کافی حد تک ٹوٹ چکا تھا مگر بعد میں دھات کے تاروں سے جوڑا گیا ہے ۔

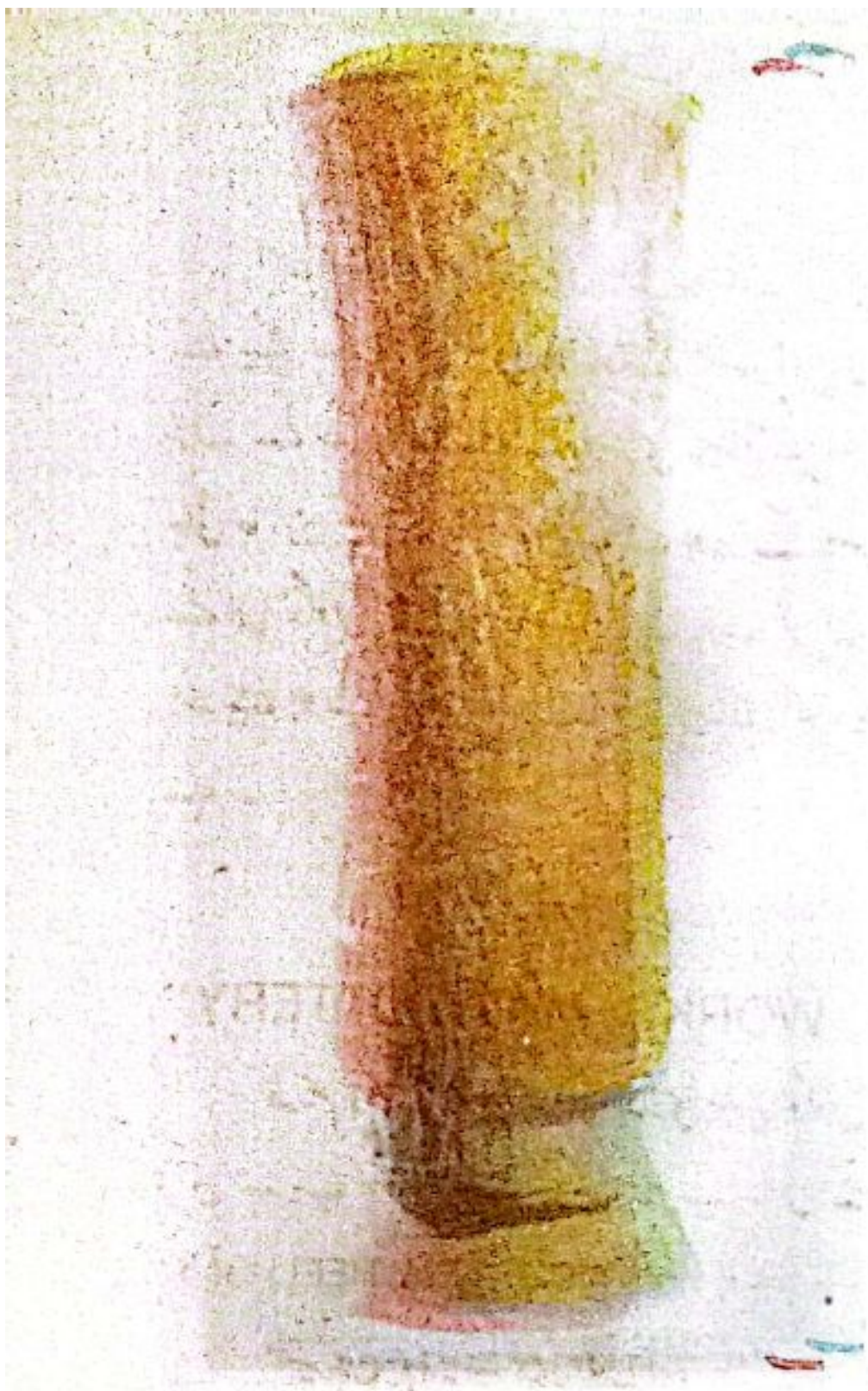

ALABASTOR VASE FROM URUK"

"GOLD CUP FROM UR" – 2

یہ گلاس نما گلدان ہے جو "UR" کے مقام سے ملا ہے ۔ اس میں گہری لائنوں کو تراش کر ڈیزائن بنایا گیا ہے اوپر اور نیچے ٹیڑھی ترچھی (ZIG ZAG) لائنوں سے ڈیزائن بنایا گیا ہے ۔ گلدان کا یہ سادہ سا نمونہ بہت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے اور غیر رسمی انداز کو نمایاں کرتا ہے ۔

GOLD CUP FROM "UR"

"SILVER VASE FROM LAGASH" – 3

یہ چاندی کا بڑا گلدان ہے ۔ جو مٹکے سے مشابہ ہے ۔ یہ بڑا سا گلدان نقش و نگار سے مزین ہے ۔ اس کے پاؤں شیر سے مشابہ جانور جیسے بنائے گئے ہیں ۔ اس پر CUNIFORM لکھائی بھی کی گئی ہے ۔ اس مٹکے کا اوپر سے منہ تنگ ہے ۔ لیکن نیچے گولائی میں زیادہ گھیرا بنایا گیا ہے ۔ درمیان میں شیر کی شکل اور عقاب کے پروں والا دیوتا دونوں ہاتھوں میں دو بیلوں کی دُم پکڑے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اس پر باریک لائنوں میں نقش و نگار بھی بنائے گئے ہیں ۔

SILVER VASE – 3.

HELMET خود – 4

ان برتنوں کے نمونوں کے علاوہ ہمیں سمیر کے علاقہ سے دھات کے کام کی اور چیزیں بھی ملی ہیں جو عام استعمال میں لائی جاتی تھیں ۔ ان میں ایک سونے کا بنا ہوا خوبصورت خود HELMET بہت اہمیت کا حامل ہے ۔ یہ پندرہ کیراٹ سونے سے بنا ہوا ہے جو 2500 قبل از مسیح کا ہے اور یہ خود سونے کی ایک شیٹ میں سے ہتھوڑے سے موڑ کر اس شکل میں ڈھالا گیا تھا۔ اس کے بعد ریلیف میں اس پر خوبصورت نقش و نگار ابھارے گئے ۔ اندرونی سطح پر نرم کپڑے کی تہہ لگائی گئی تھی ۔ جو باہر کی جانب بڑھا کر لگایا گیا تھا تاکہ سخت دھات سے جلد کو نقصان کا اندیشہ نہ رہے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے سوراخ بنائے گئے تھے تاکہ فیتہ ڈال کر اسے سر پر باندھا جا سکے ۔ یہ شہزادے

"MES-KALAMSHAR" کا خود تھا ۔ اس خود پر کانوں کی جگہ پر بھی سوراخ بنائے گئے تھے ۔ اوپر کی سطح پر خوبصورت بالوں کا ڈیزائن پیچھے سے جوڑے کے انداز میں بندھا ہوا انتہائی حیران کن اور دلکش ہے ۔

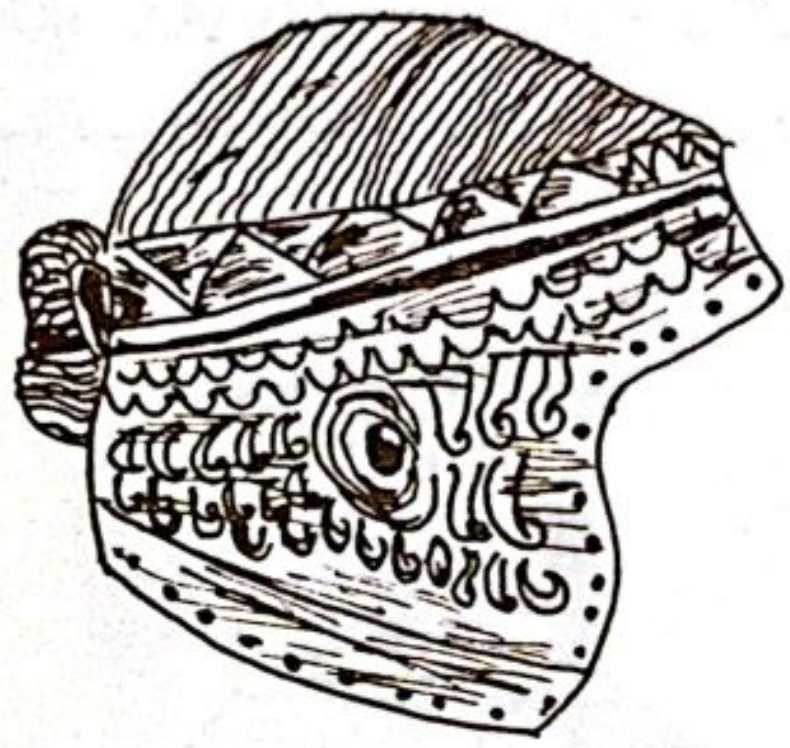

HELMET – 4

"HARP OF QUEEN SHUBAD" – 5

2600 B.C. میں UR کے مقام ہی سے ملنے والا یہ موسیقی کا آلہ اس دور کی ترقی یافتہ تہذیب کا مظہر ہے ۔ یہ ملکہ SHUBAD کا موسیقی کا آلہ ہے اسے دھات ، ہاتھی دانت ، "LAPISILAZOLI اور سونے سے بنایا گیا ہے ۔
یہ آلہ محض ایک SOUND BOX ہی نہیں بلکہ آرٹ کا اعلیٰ نمونہ بھی ہے ۔ اس پر دھات کے بکس کے سامنے

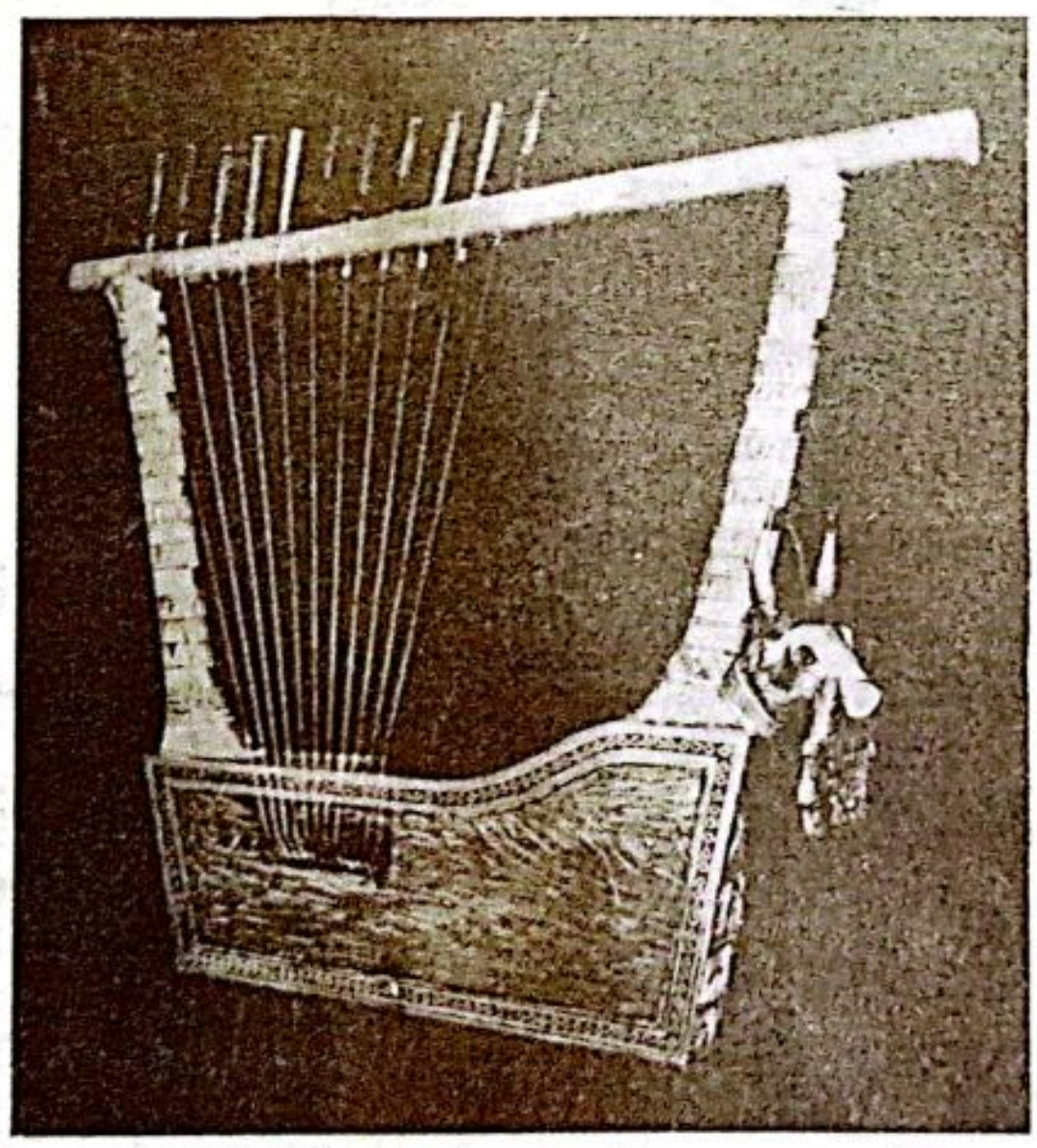

HARP OF QUEEN SHUBAD (a)

ایک سونے میں بنا ہوا بیل کا سر ہے ۔ جس کی داڑھی (LAPISLAZOLI) سے بنی ہوئی ہے ۔ اس کے چہرے کے نیچے دیوتاؤں کی کہانی ہاتھی دانت میں بنائی گئی ہے ۔ بیل کا سر بھی کسی دیوتا کی طاقت کی نشاندہی کرتا ہے ۔

بکس کے اوپر پھولوں کا خوبصورت ڈیزائن بارڈر کی شکل میں بنایا گیا ہے ۔ موسیقی کے اس آلہ کو ہم سمیرین شاہی زندگی کی روایات کا آئینہ دار بھی کہہ سکتے ہیں ۔

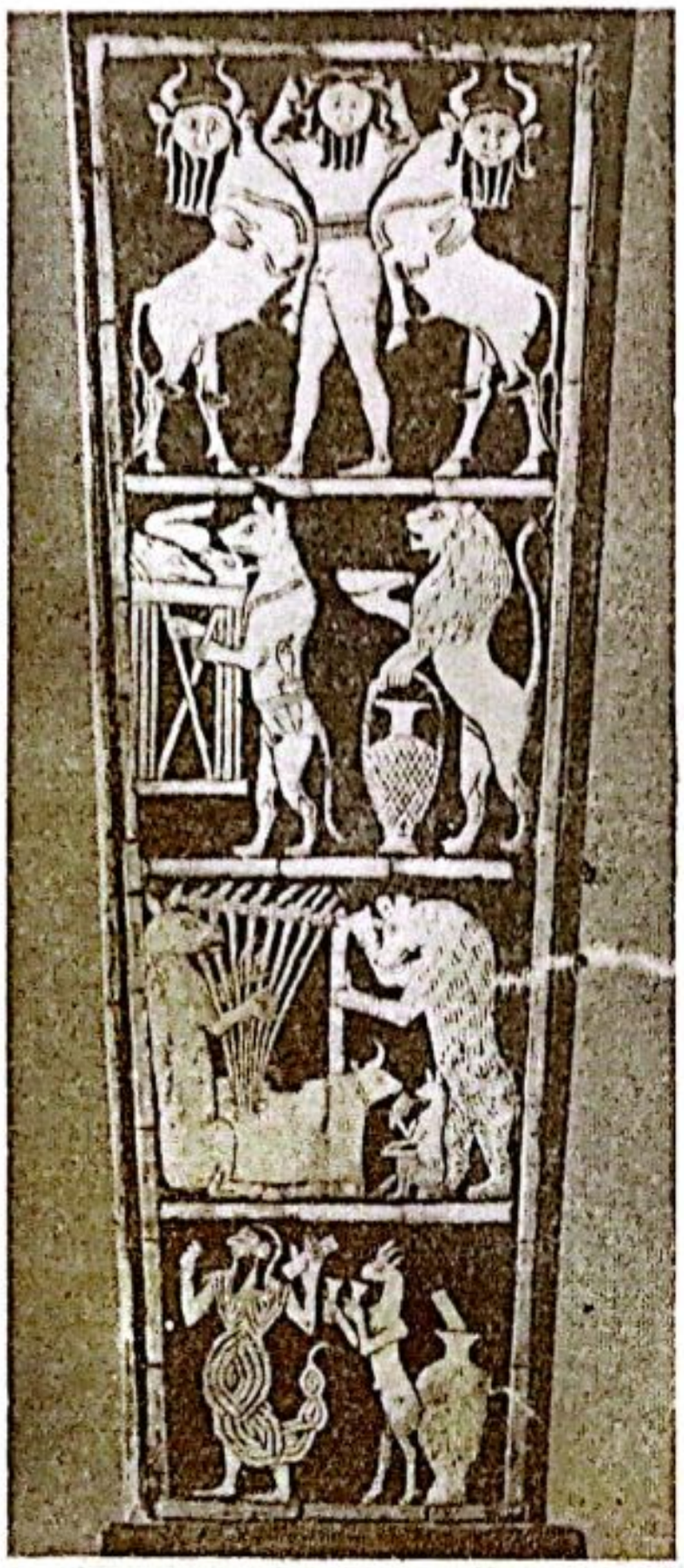

PANEL سامنے کا HARP OF QUEEN SHUBAD (b)

6 – "STATUE OF HE-GOAT" (تصویر صفحہ 142 پر)

سرخ LIME STONE کے ساتھ سونے چاندی اور LAPISLAZOLI میں بنایا ہوا بکرے کا یہ مجسمہ بھی انتہائی خوبصورت اور قابل ذکر ہے ۔ بکرے کا جسم سونے کے درخت کی شاخوں کے ساتھ توازن پیدا کرتا ہے ۔ ایک چبوترے پر کھڑا یہ مجسمہ سادگی ، حُسن اور قدرتی انداز لئے ہوئے ہے اس میں فنکار کی محنت اور مہارت کا ثبوت ملتا ہے ۔ سفید ہاتھی دانت کی نقش کاری کو لکڑی کے اوپر BITUMAN سے جوڑا گیا ہے ۔

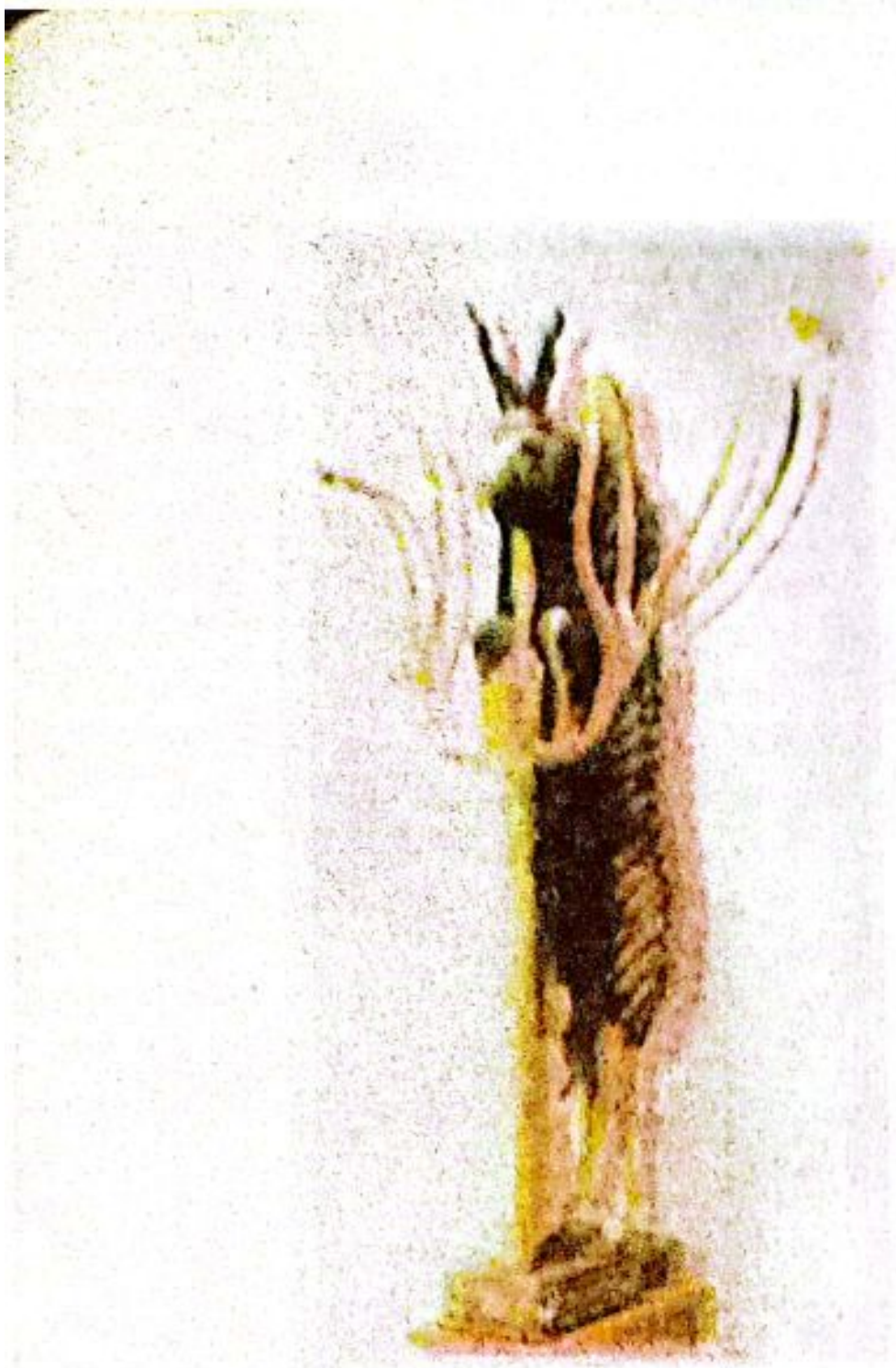

STATUE OF HE-GOAT - 6

NECKLACE OF GOLD AND BLUE STONE : سونے کا ہار

یہ سونے کا ہار ہمیں "UR" کے مقام سے ملا ہے ۔ جو کسی مدفن کی کھدائی کے بعد دستیاب ہوا ہے ۔ یہ سونے کی پتلی پتریوں (باریک ٹکڑے) سے بنا ہوا ہے اور اس میں نیلا پتھر جڑاؤ انداز میں استعمال ہوا ہے یہ پتھر غالباً (LAPISLAZOLI) یا نیلم ہے جو وہاں باآسانی دستیاب تھا ۔ یہ خوبصورت ہار شاہی خاندان کی کسی خاتون کی ملکیت معلوم ہوتا ہے ۔

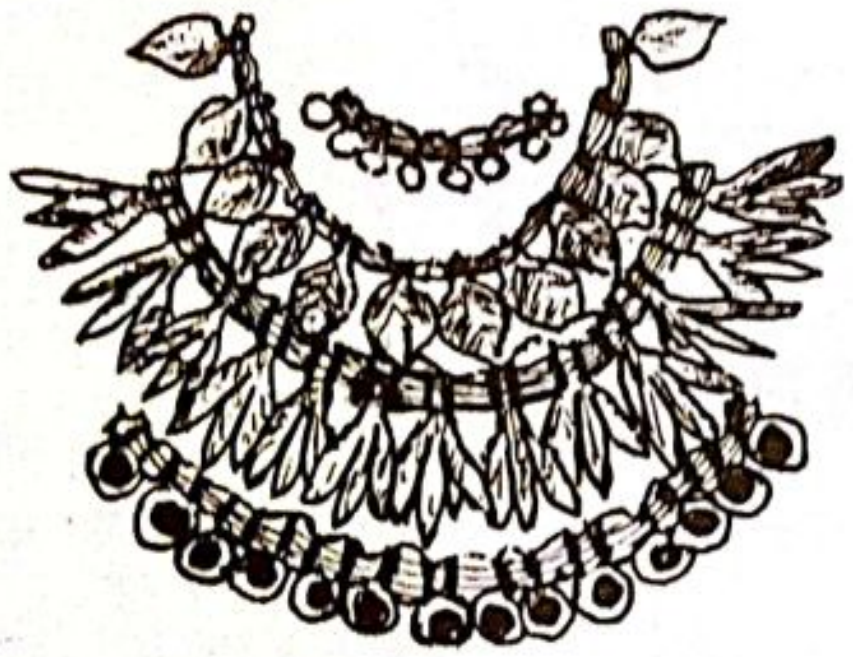

NECLACE OF GOLD

SEALS مُہریں

سمیرین دور میں ہمیں مہروں کا استعمال بھی ملتا ہے ۔ یہ مہریں سلنڈر کی شکل کی تراشی جاتی تھیں ۔ ان مہروں کو ہم اس دور کے اہم واقعات اور حالات کا مسودہ بھی کہہ سکتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مہریں دیوتاؤں کی کہانی جانوروں اور

پودوں کی شبہات کے علاوہ CUNIFORM لکھائی کی بھی نشاندہی کرتی ہیں ۔ یہ مہریں کسی خاص حکمران کی ملکیت میں ہوتی تھیں ۔ ان میں انسانوں اور جانوروں کے جسم کے تقابل میں توازن و تناسب کا خیال رکھتے ہوئے ان کی قدرتی ساخت اور سٹائل کو انتہائی مہارت سے تراشا جاتا تھا ۔ یہ ساری مہریں گولائی میں INTAGLIO تکنیک میں تراشی جاتی تھیں ۔ یعنی اصل ڈیزائن کو سطح کے اندر کاٹ کر تراش کر بنایا جاتا تھا ۔ اس لئے جب گیلی مٹی کی نرم سطح پر ان مہروں کو دبا کر پھیرا جاتا تھا تو CAMEO تکنیک میں ڈیزائن اُبھر کر سامنے آ جاتا تھا ۔

یہ مہریں اکثر ڈیڑھ انچ سے لے کر 2 انچ تک لمبی ہوتی تھیں ان کا IMPRESSION زیادہ تر گیلی مٹی کے مستطیل ٹکڑے پر لیا جاتا تھا ۔ یہ مہریں مختلف قسم کے پتھروں کو کاٹ کر تراشی جاتی تھیں جن میں GYPSUM - LIMESTONE گہرا سرمئی GREENSTONE, ARAGONITE, SCAPOLITC کالا اور سبز SCHIST وغیرہ قابلِ ذکر ہیں ۔ ان مہروں کے سلنڈر کے درمیان عموماً سوراخ بنے ہوئے ہوتے تھے ۔ شاید رول کرتے وقت ان سوراخوں کے اندر کوئی سلاخ وغیرہ ڈال لیتے تھے یا ان مہروں کو زیور کے طور پر گلے میں فیتہ پرو کر پہننے کا رواج تھا ۔ ان مہروں پر ہمیں CUNIFORM لکھائی بھی لکھی ہوئی ملتی ہے ۔ جو شاید اس دیوتا کی کہانی کہی جاتی تھی جس سے یہ مُہر منسوب ہوتی تھی ۔ ان مہروں سے ہمیں اس دور کی تہذیب ، فن اور ثقافت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔

EXAMPLE OF A SEAL

ان مہروں پر اکثر پیغام کھود کر لکھے جاتے جو مٹی کے کتبوں پر چھاپ کر مٹی ہی کے لفافوں میں ڈال کر مطلوبہ شخص تک پہنچائے جاتے تھے ۔ ان مہروں کو MONOGRAME کی مانند تجارتی مقاصد کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا ۔ غرضیکہ یہ مہریں یہاں کی تہذیب کا اہم حصہ تھیں ۔

بابل

بابل (BABYLON) 3000 B.C سے 1250 B.C. تک

دریائے فرات کے درمیانی علاقے میں "1792" قبل از مسیح میں بابل کے مقام پر بادشاہ "HAMMURABI" کی حکومت تھی۔ اس بادشاہ کے دور میں یہ شہر تہذیب و تمدّن اور شاہی روایات کے حوالے سے قدیم تہذیبوں میں ایک تابناک ستارے کی طرح چمکتا رہا۔ تین سو سال تک اعلیٰ روایات اور ترقی کا حامل یہ شہر ہر طرح فنون کا مرکز رہا اور پھر سیلاب اور بیرونی حملہ آوروں کی تباہ کاریوں کے باعث صفحۂ ہستی سے مِٹ گیا۔ جغرافیائی لحاظ سے شمال کی جانب "ASSYRIA" مغرب کی جانب "MEDITERANEAN SEA" اور جنوب کی جانب "PERSIAN GULF" تک اس کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔

تاریخ گواہ ہے کہ اس سلطنت کا فرمانروا "HAMMURABI" بادشاہ نے انتہائی منظّم اور سخت قوانین مرتب کیئے اور ان قوانین پر سختی سے عمل درآمد کروایا جاتا تھا۔ اِسی وجہ سے اِس بادشاہ کو "HAMMURABI THE LAW GIVER" (قانون بنانے والا) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

HAMMURABI

یہ تصویر "STONE EFFIGY OF HAMMURABI THE LAW GIVER" پتھر میں تراشی ہوئی یہ شبیہہ بادشاہ "HAMMURABI" کی ہے۔ بادشاہ کو دیوتا کی حیثیت حاصل تھی۔ اس مجسمے میں بادشاہ نے سر پر "خود" نما ٹوپی پہن رکھی ہے۔ چہرہ کافی ٹوٹ چکا ہے مگر نقوش کافی حقیقی انداز میں تراشے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ گردن کا تراشا ہوا ڈیزائن ایسے دکھائی دیتا ہے جیسے بادشاہ نے زیورات پہن رکھے ہوں۔ بادشاہ کے چہرے کے تاثرات پر نرمی اور روحانیت دکھائی گئی ہے۔

"HAMMURABI" نے مُلک بھر میں قانون کو پتھروں میں ترشوا کر جگہ جگہ ایستادہ کروایا تھا۔ تاکہ ہر خاص و عام کو عِلم ہو اور کوئی اُس قانون سے منحرف ہونے کی جرأت نہ کر سکے۔ اَب فنون لطیفہ کے یہ تمام نمونے زمین بوس ہو چکے ہیں۔

اس دور کا مشہور شہر BABYLON تھا یہ تاریخی اہمیت کا حامل شہر جو اپنے دور میں دور و نزدیک مشہور اور پسندیدہ تھا صفحۂ ہستی سے مٹ چکا ہے ۔ اس تصویر میں ہمیں اس عظیم شہر کے کھنڈرات دکھائی دیتے ہیں ۔

"ANCIENT BABYLON AS IT IS TODAY"

ان کھنڈرات سے ہمیں سوائے ملبے اور اینٹوں کے ڈھیر کے کچھ دکھائی نہیں دیتا ۔ یہ شہر ، جو اب کھنڈرات کی صورت میں ہمارے سامنے بکھرا ہوا ہے کسی زمانے میں شاندار اور زریں روایات کا حامل تھا ۔ ان کا مشہور بادشاہ HAMMURABI تھا۔جس نے دنیا کے پہلے قوانین مرتب کئے ۔

"CODE OF HAMMURABI" کے قوانین کے مطابق مجرموں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں ۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی جاتی تھی ۔ کسانوں کو ان کا جائز حق باقاعدہ ادا کیا جاتا تھا ۔ یہ قانون پتھر کے ستون پر CUNIFORM میں لکھا گیا تھا جو تقریباً 8 فٹ تک اونچا تھا ۔ اس قانون کی پابندی ہر خاص و عام پر لازم تھی وگرنہ منحرف ہونے والے کو سخت سزا دی جاتی تھی ۔ ہر طرف امن اور چین تھا ۔ ہریالی اور زرخیزی تھی ۔ اینٹوں سے گھر بنائے جاتے تھے ۔ یہ گھر دو منزلہ ہوتے تھے ۔ ان کے تباہ ہونے کی بڑی وجہ سیلاب تھی ۔

ان اصلاحی روایات کے باوجود ، MESOPOTAMIA کی تاریخ جنگوں اور فتوحات سے پُر ہے تمام علاقے ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار رہتے تھے ۔ سلطنتوں اور ریاستوں کی یہ تبدیلی تہذیب و تمدن پر اثرانداز ہوتی تھی ۔ حملہ آور یا فاتح ، مقامی لوگوں سے علم ، تہذیب اور دوسرے فنون سے کچھ نہ کچھ اثر لیتے اور اپنے قوانین اور طریقے رائج کرتے رہتے تھے ۔ اس طرح اندرونی اور بیرونی تہذیب کے ملاپ سے ایک نئی اور الگ تہذیب تشکیل پا جاتی جو اس مخصوص دور کی پہچان بن جاتی تھی ۔

MESOPOTAMIA میں SUMMERIAN تہذیب کے بارے میں ہم ابھی تفصیل سے پڑھ چکے ہیں ۔ یہ لوگ وسطی ایشیا میں 13 صدیوں تک حکمرانی کرتے رہتے اور پھر خانہ بدوش قبیلوں اور صحرائی حملہ آوروں کی آمد سے ان کی تہذیب فنی تاریخ سے معدوم ہو گئی ۔ "AKHADIANS" جو خانہ بدوش قبیلہ سے متعلق تھے بہت تھوڑا عرصہ حکمرانی کرنے کے بعد "AMORITES" سے شکست کھا کر ان کے تابع ہو گئے یہ مشرق کے پہاڑوں اور مغرب میں عربی

صحراؤں سے آنے والے خانہ بدوش لوگ تھے ۔ یہ لوگ پہاڑی زبان بولتے تھے ۔ انہیں ہم نیم خانہ بدوش نسل کہہ سکتے ہیں ۔ انہوں نے سمیر کے بہت سے شہروں جن میں UR بہت نمایاں ہے ۔ اور اردگرد کے زرخیز میدانی علاقوں میں وسیع ریاست کی بنیاد ڈالی ۔ جسے ہم BABYLON تہذیب یا بابل کی تہذیب کے نام سے پہنچانتے ہیں ۔ LARSA, MARI اور ISIN اس علاقے کے مشہور شہر تھے ۔ زمانۂ قدیم کی تہذیبوں میں BABYLON یا تہذیبِ بابل کو ایک خاص مقام حاصل ہے ۔ مگر یہاں ہمیں فن اور ثقافت سے متعلق نمونے بہت کم تعداد میں ملتے ہیں کیونکہ بعد میں ہونے والی جنگوں اور سیلابوں کے باعث یہ علاقہ کھنڈرات کا ڈھیر بن چکا تھا ۔ لیکن کُھدائی کے بعد ملنے والی چند عمارات اور فن کے نمونے ہمیں اس دور کے ترقی یافتہ لوگوں کے رہن سہن ، رسم و رواج اور تہذیب و تمدن کے بارے میں بہت کچھ بتاتے ہیں اور ہم اس تہذیب کو بعد میں آنے والی تہذیبوں کی درمیانی کڑی کہہ سکتے ہیں ۔ BABYLON کا علاقہ مکمل طور پر میدانی علاقہ تھا جس میں سے دونوں دریا فرات اور دجلہ ساتھ ساتھ گزرتے تھے خلیج فارس میں جا گرتے تھے ۔ مشرق اور شمال کی جانب یہ میدان پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے ۔ جو خوردستان اور زنگیریف (ZAGROS) پہاڑ ہیں ۔ مغرب اور جنوب میں شامی اور عربی صحرا ہیں ۔

آب و ہوا گرمیوں میں گرم اور خشک ہے یعنی بارشیں ناپید ہیں ۔ لیکن سردیوں میں بارشوں کے باعث بہت سردی پڑتی ہے ۔

بہار کے موسم میں دونوں دریا کناروں سے پھیل جاتے ہیں اور یہ میدانی علاقہ زیرِ آب آ جاتا ہے ۔ سمیر کے مقامی لوگوں نے زمانہ قدیم سے سیلاب پر قابو پانا سیکھ لیا تھا جس کے باعث اس قدرتی پانی سے بہت سی فصلیں پیدا ہوتی تھیں جس میں (BARLEY) اور (SESAME) قابلِ ذکر ہیں جبکہ مویشی ہری بھری چراگاہوں میں خوب پیٹ بھر سکتے تھے ۔ کھجور کے درخت شمالی علاقوں میں کاشت کیے جاتے ہیں جہاں کی خشک ہوا پھل کو مناسب طور پر پکنے میں مدد دیتی تھی اس زمانے میں اس علاقے میں پیٹرولیم پایا جاتا تھا ۔ مگر قدیم انسان اس کے استعمال سے ناواقف تھا جس سے آج کا انسان خوب دولت کما رہا ہے ۔اس کے علاوہ مقامی اشیاء کے بدلے دھاتیں پتھر اور عمارتی لکڑی درآمد کی جاتی تھی۔BABYLON کو ہم میناروں کا شہر بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس علاقے سے ہمیں بہت کثیر تعداد میں تعمیر ہونے والے ZIGGRATES کے کھنڈرات ملتے ہیں اس دور کی کسی عمارت کی مثال اب صفحۂ ہستی پر موجود نہیں ۔ سب کچھ کھنڈرات کا ڈھیر ہو چکا ہے ۔ جب اس علاقے پر HAMMURABI قابض ہوا اس کا دورِ حکومت کہا جاتا ہے "تہذیبِ بابل کا سنہرا دورِ" ۔ اس بادشاہ نے انتہائی کامیابی سے علاقہ کو سیاسی ، فوجی اور اقتصادی ترقی سے روشناس کروایا ۔ ان ترقیاتی کاموں کے لاتعداد مسوّدے CUNIFORM میں مٹی کے کُتبوں پر لکھے ہوئے 1930 میں MARI کے مقام سے ملے ہیں BABYLON کلاسیکی دور کہا جاتا ہے مذہب میں دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی جس میں MARDUK سب سے عام تھا سماجی روایات وہی مقامی تھیں مثلاً ادلے کا بدلہ ۔

یہاں کی عام بول چال AKKHDIAN تھی لیکن لکھنے کے لئے SUMMERIAN زبان استعمال کی جاتی تھی اور اسے CUNIFORM کی تکنیک سے ہی لکھا جاتا تھا BABYLON کی جن ہمسایہ ملکوں سے جنگیں ہوتی تھیں ۔ اُن میں ANATOLIA اور SYRIA قابلِ ذکر ہیں یہ لوگ صدیوں تک ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار رہے اور وقتاً فوقتاً ان

کی حکومتیں بدلتی رہتی تھیں ۔ تقریباً بیس برس کے بعد ایک نئی نسل برسرِ اقتدار آئی جنہیں ہم چیلڈین CHALDEAN کے نام سے جانتے ہیں ۔ اور اس دور کو NEO-BABYLON کا زمانہ کہا جاتا ہے ۔ اس کا حکمران NABUCHANDNAZZAR تھا جس نے دو بار BABYLON کو متحد کر کے ایک مکمل ریاست کی بنیاد ڈالی HAMURABI کے دور حکومت سے BABYLON کے مقام سے فن کے اعلیٰ نمونے ملتے ہیں ۔ کھنڈرات سے ملنے والے نمونوں سے یہی معلوم ہوا ہے کہ اس حکمران کے عہد میں آرٹ ، تعمیرات اور دوسرے فنون نے بہت ترقی کی ۔ اس دور کی ادبی تحریریں زیادہ تر سمیرین دور کے ادب کا ترجمہ تھیں جنہیں یہاں کی مقامی زبان AKKHADIAN میں لکھا گیا تھا ۔ ادب و فن کے لئے باقاعدہ سکول اور درسگاہیں بنائی گئی تھیں جن میں خوش نویس ، کاتب SCRIBES لوگ تعلیم دیتے تھے جو کسی حکمران کے زیرِ نگرانی کام کرتے تھے ۔ مسوّدوں کا باقاعدہ ریکاڈر بنایا جاتا تھا ۔ ان مسوّدوں پر لکھنے والے کا نام اور ادارے کا نام درج ہوتا تھا ۔ پھر ان مسوّدوں کو عام لوگوں کو اجتماعی طور پر پڑھ کر سنایا جاتا تھا ۔ یہ مسوّدے نثر (PROSE) پر مشتمل تھے ان میں کہانیاں ، فرمان اور دلچسپی کے دوسرے واقعات لکھے اور پڑھے جاتے تھے ۔ ان کی شاعری میں نظمیں ، حمد اور روحانی قصے بھی بیان کئے جاتے تھے ۔

مذہب میں زیادہ تر جادو اور علم نجوم کو اہمیت حاصل تھی ۔ ہر انسان کا اپنا دیوتا تھا جس سے وہ دعائیں مانگتا تھا ۔ اور اسے نذرانے اور قربانیاں پیش کرتا ۔ بڑی بڑی مذہبی رسومات ادا کی جاتی تھیں ۔ جن میں حکمران شامل ہوتے تھے ۔ اور عام آدمی ان رسومات کو دیکھ سکتا تھا ۔ یہ عام آدمی چھوٹے چھوٹے دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے جن کا سردار MARDUK تھا ۔ اور اگر ایک دیوتا ان کی دعا یا مراد پوری نہ کر سکتا تھا ۔ تو وہ کسی دوسرے کو اپنا دیوتا مان لینے کے مجاز تھے ۔

قانون بہت سخت قسم کا تھا جو عام آدمی کی بخوبی حفاظت کرتا تھا ۔ اس میں چھوٹے چھوٹے جھگڑے آپس میں ہی نپٹا لیتے تھے ۔ اور ادلے کا بدلہ لینے کا رواج تھا ۔ باقاعدہ قانون لکھ کر رائج کیا گیا تھا ۔ جس کی پابندی ہر انسان پر لازم تھی ۔ اسے CODE OF HAMURABI بھی کہتے ہیں ۔ اس قانون کی رو سے ہر شہری کو تحفظ دیا جاتا تھا ۔ مثلاً اگر کسی نے کسی کا بازو جھگڑے میں توڑ ڈالا ہے ۔ تو بدلے میں اس کا بازو توڑ دیا جاتا تھا ۔ یا توڑنے والا جرمانہ ادا کرتا تھا ۔ جس کی مالیت کا اندازہ نقصان کے مطابق لگایا جاتا تھا ۔ ان قوانین کو رائج کرنے اور منوانے کے لئے باقاعدہ عدالتیں قائم تھیں ۔ جن میں شرفاء اور بزرگ لوگ غیر جانبدار رہ کر فیصلہ سناتے تھے ۔ مجرم اور مظلوم دونوں باقاعدہ سچ بولنے کی قسم کھا کر عدالت میں اپنا بیان دیتے تھے ۔ اس کے علاوہ چشم دید گواہ بھی دونوں اطراف سے بیان دینے کے لئے بلوائے جاتے تھے ۔ ان تمام مقدموں کا ریکارڈ مٹی کے کُتبوں پر لکھا جاتا تھا ۔ جن پر جج اور بزرگ لوگ مہروں سے اپنے نام ثبت کرتے تھے ۔ مجرموں اور سیاسی قیدیوں کے لئے جیلیں بھی بنائی گئی تھیں ۔ اس کے علاوہ قرض داروں کو جو مقررہ مدت تک قرض نہ ادا کرتے تھے جیل میں بھیج دیا جاتا تھا ۔ مجرم کو سزا دینے کا ایک انوکھا طریقہ یہ تھا ۔ کہ اسے دریا میں چھلانگ لگانے کو کہا جاتا تھا اگر وہ ڈوب جاتا تو اسے مجرم جانا جاتا اور اگر بچ جاتا تو وہ بے گناہ قرار پاتا مٹی کے کُتبوں پر شادی بیاہ ، جائداد کا حساب کتاب ، قرضوں کا لین دین عدالتی بیانات ، آمدنی اور خرچ ، سیاسی

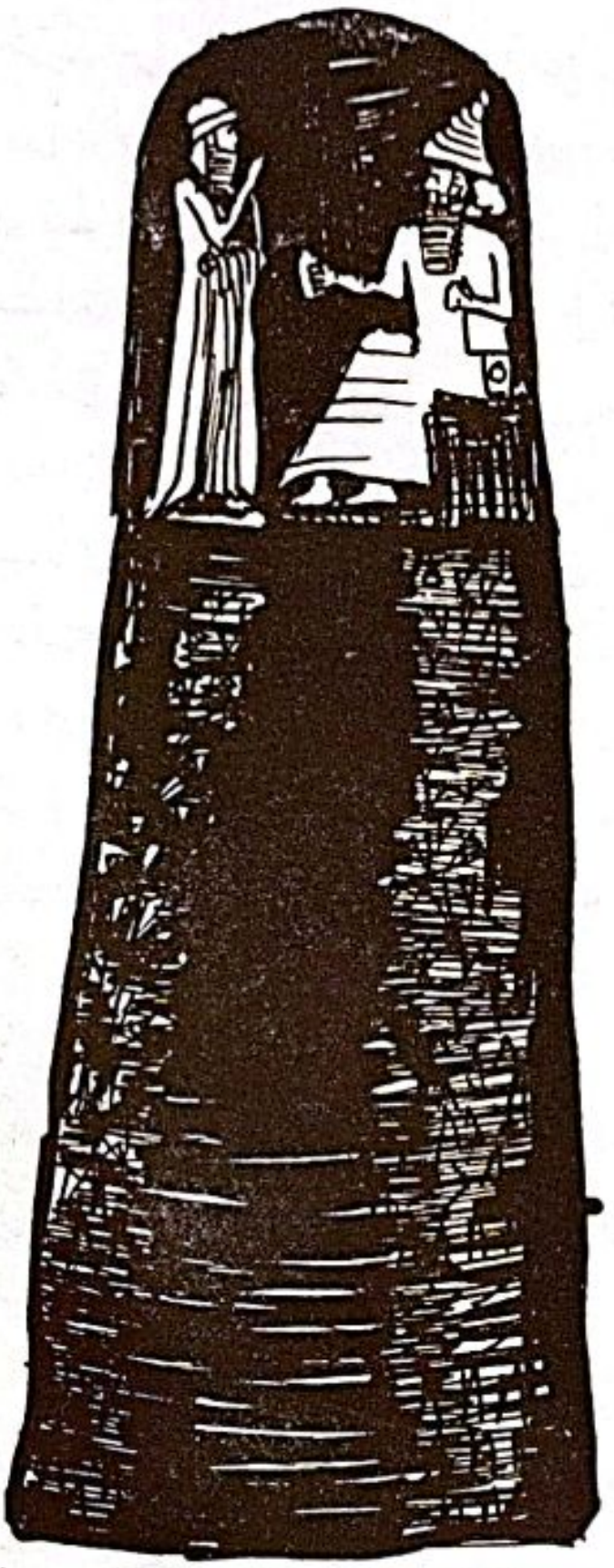

CODE OF HAMMURABI

اور سماجی رسومات وغیرہ کا باقاعدہ ریکارڈ لکھا جاتا تھا ۔ اِن کُتبوں کو مٹی کے لفافوں میں ڈال کر مٹی کے مرتبان نما برتن میں بحفاظت رکھا جاتا تھا جسے سر بمہر کر دیا جاتا تھا اور مرتبان پر مٹی کے ان لفافوں میں رکھے گئے مسوّدوں کی فہرست درج ہوتی تاکہ بوقت ضرورت مطلوبہ مسوّدہ باآسانی مل جائے ۔ تمام تر حاکمیت بادشاہ کی مانی جاتی تھی ۔ لیکن بادشاہ کو بھی رسومات کا پلبند سمجھا جاتا تھا ۔ بادشاہ ہمیشہ بہت عالی شان محل میں رہائش رکھتا تھا ۔ اس کا سرکاری عملہ اس کے ساتھ کام کرتا تھا ۔ ان کے فرمان پڑھے لکھے SCRIBES کے ذریعے لکھے اور پڑھے جاتے تھے ۔

BABYLON کی معیشت کا دارومدار زراعت اور افزائشِ حیوانات پر تھا یہاں کپڑا بھی بُنا جاتا تھا ۔ اور تجارت کو بھی فروغ حاصل تھا ۔ تمام تر لین دین براہِ راست محل اور مذہبی عبادت گاہوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا ۔ چاندی کے بدلے اشیاء دی جاتی تھیں ۔ اس لین دین کے لئے باقاعدہ سرکاری (بٹے) اوزان تھے جن کا معیاری وزن مقرر تھا یہ بٹے پتھر اور چاندی کے بنے ہوتے تھے ۔ ان کی شکل اکثر بطخ DUCK سے مشابہ ہوتی تھی ۔ اجناس کی قیمت عموماً

مقرر ہوتی تھی لیکن اشیاء کی رسد اور طلب کے مطابق قیمتیں کم اور زیادہ بھی ہو جاتی تھیں ۔ بادشاہ سے لے کر خادموں تک لوگ گروہوں اور طبقوں میں بٹے ہوتے تھے ۔ جن میں اُمراء ، فوجی اور سرکاری محکموں سے متعلق لوگ اور عام شہری تھے ۔ لوگ ایک خاندان کی طرح قبیلوں کی شکل میں رہتے تھے ۔ بیوہ اور یتیم حکومت کی ذمہ داری تھے ۔ یتیم بچوں کو عموماً اپنا لیا جاتا تھا ۔ موسموں کا حساب کیلنڈر کی مدد سے رکھا جاتا تھا ۔ علم نجوم کی مدد سے بہت سے کام لئے جاتے تھے ۔ بہت سی دوائیں ایجاد ہو چکی تھیں ۔ اور بہت سی بیماریوں کا علاج ماہرین ان دواؤں سے کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ فنِ جراحی کے ماہرین بھی موجود تھے ۔ انسانوں اور جانوروں کی جسمانی ساخت کا مکمل علم موجود تھا ۔ وہ لوگ دورانِ خون اور نبض کے متعلق پوری طرح جانتے تھے ۔ حساب کے بھی ماہر تھے ۔ جس میں جیومیٹری اور الجبرا سب شامل تھا ۔ اس کے علاوہ دھاتوں کا کام پتھر کی تراش اور پھولوں اور پودوں کا مکمل علم رکھتے تھے ۔ بادشاہ حیمورابی نے ایک بہت لمبے اور ٹیڑھی ترچھے کالے DIORITE پتھر پر اپنا قانون کھدوایا ۔ اسی پتھر کے اوپر ایک RELIEF بنی ہوئی ہے ۔ جس میں بادشاہ حیمورابی (HAMMURABI) خود دیوتا SHAMS کے سامنے کھڑا ہے ۔

STELE OF HAMMURABI (:C.1700B.C)

اس تصویر کے نیچے بادشاہ کا قانون کنندا تھا جسکی مکمل تصویر صفحہ نمبر 148 پر ہے ۔

دیوتا اسے ایک دائرہ (RING) اور چھڑی (BATON) دے رہا ہے اس میں جسمانی ساخت سمیر کی روایات کے مطابق CYLINDER نما ہے ۔ جسم بنیادی شکل سامنے کے رُخ اور یکطرفہ رُخ پر مشتمل ہے ۔ اس RELIEF میں انسانیت اور قدرت کا آپس میں رشتہ عام سا بنایا گیا جس کے ساتھ آسمانی قوتوں کو زمینی طاقت سے یکجا کیا گیا ۔ دیوتاؤں کو آسمانی طاقت کی بجائے زمینی مخلوق ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس کی شان ، دبدبہ اور رُتبے میں کچھ فرق نہیں رکھا گیا ۔ یہاں دیوتا SHAMS بادشاہ کا قانون کا دائرہ اور چھڑی سونپ رہا ہے ۔ دیوتا جو انسانی روپ میں بنایا گیا ہے ۔ ایک چبوترہ نما کُرسی یا تخت پر براجمان ہے ۔ اس کے پشت کو سیدھی لائنوں سے تشکیل دیا گیا ہے ۔ پاؤں

کے نیچے بھی چھوٹا سا چبوترہ بنایا گیا ہے ۔ جس پر پھولوں کا ڈیزائن بنا ہوا ہے ۔ دیوتا کا لباس ، سادہ لائنوں سے اُبھارا گیا ہے ۔ دیوتا نے سر پر ٹوپی نما HEADRESS پہن رکھی ہے ۔ کندھوں کے پیچھے سے سورج کی کرنیں نکلتی ہوئی دکھائی گئی ہیں ۔ بادشاہ HAMURABI اس کے سامنے چُغہ نما لباس پہنے کھڑا ہوا ہے ۔ مصریوں کے انسانی مجسموں کی ساخت کی مانند یہاں بھی ہمیں چہرہ یکطرفہ رُخ پر آنکھ سامنے کے رُخ ، کندھے سامنے کے رُخ اور ٹانگیں پھر یکطرفہ رُخ پر ملتی ہیں ۔ اس طرز سنگتراشی پر ہم قدیم فنکار کے خلوص ، سادگی اور مہارت کے متعرف ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ یہ تمام ساخت غیر قدرتی ہونے کے باوجود بھی اس خوبصورتی سے تراشی جاتی تھی ۔ کہ ان کو ایک نظر دیکھنے سے اس عجیب و غریب بناوٹ کا احساس نہیں ہوتا ۔ اس RELIEF کے نیچے طویل ترین قانون کُھدا ہوا تھا ۔ جس میں بادشاہ حیمورابی (HAMMURABI) کے فرمان اس کی فتوحات کی کہانی اور ریاست کے دوسرے قوانین پوری تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں ۔ یہ پتھر کا "STELE" تقریباً 7.41 لمبا ہے ۔ تاریخ دانوں کے مطابق یہ قوانین بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے رومیوں کے زمانے تک مشعلِ راہ ثابت ہوتے رہتے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ قوانین انسانی جذبات ، روایات اور حالات کے آئینہ دار تھے یہ قوانین انسانی احساسات کے ترجمان تھے آجکل کے ترقی یافتہ دور میں اگر یہ قوانین اپنائے جائیں تو معاشرہ برائیوں سے پاک ہو جائے ۔ اور انسان سکھ کی فضا میں سانس لے سکے ۔

حیمورابی (HAMMURABI) کی وفات کے بعد یہ تہذیب زوال پذیر ہو گئی ۔ اور ایک انتہائی طاقتور جنگجو اور سرکش نسل برسرِ اقتدار آگئی جسے ہم "ASSYRIANS" (شامی لوگ) کے نام سے جانتے ہیں میسوپٹیمیا کے شمال میں اُبھرنے والی یہ نسل پہاڑی علاقوں میں آباد تھی ۔ جس نے دنیا کو وسطی ایشیا کی تاریخ کی تیسری تہذیب سے روشناس کرایا ۔ اور جلد ہی اپنے اِرد گرد کے بہت سے علاقوں کو اپنا دستِ نگر بنا لیا ۔ اور دنیا کے نقشے پر ایک وسیع مضبوط اور طاقتور قوم بن کر اُبھری ان کے بارے میں تفصیلاً ہم اگلے باب میں پڑھیں گے ۔

NEO BABYLONIA 605 to 562 B.C.

بابل کی تہذیبِ نو :

شامیوں کے آخری بادشاہ "ASSURBANIPAL" کے بیٹے کے دور میں ان کی حکومت زوال آشنا ہو گئی اور بابل کے جنوب کے دلدلی علاقوں سے مقامی لوگوں نے سر اٹھایا اور قدیم بابلی تہذیب (BABYLON) کے یہ لوگ ایک نئی طاقت بن کر سامنے آئے جسے ہم چیلڈین (CHALDEANS) کے نام سے جانتے ہیں ۔ 612 B.C. میں ان کا بادشاہ "NABOPALASSAR" برسرِ اقتدار آیا جس نے جلد ہی بہت سے علاقوں کو فتح کر کے اس نئی ریاست کی بنیاد ڈالی ۔ 605 B.C. میں اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے "NABU CHANDNAZZAR" نے تخت پر قبضہ کیا اور "BABYLON" کو اپنا دارالخلافہ بنایا ۔ اور اپنے آپ کو اس تاج و تخت کا اہل ثابت کیا ۔ کیونکہ تاریخ کی دنیا میں اس کا دور اپنی فتوحات اور عمارات کی تعمیر کے باعث ہمیشہ یاد رہا ہے ۔ اور رہے گا ۔ اس بادشاہ کے 100 برس کے بعد

ایک یونانی تاریخ دان اور سیاح "HERODOTUS" نے یہاں کی عمارات کو ایرانیوں کے قبضہ میں دیکھ کر کہا تھا ۔ کہ تاریخ میں ابھی تک ہم اس سے زیادہ شاندار مقامات نہیں دیکھ سکے ۔

(IT IS MORE SPLENDID THAN ANY OTHER CITY KNOWN TO US)

NABUCHANDNAZZAR

نے اپنے دورِ حکومت میں زراعت ، فن تجارت اور زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی ذاتی دلچسپی کی بنا پر بے پناہ ترقی کی اس نے خوبصورت مندر ، محل ، سڑکیں ، ستون ، گیٹ ، مینار ، غرضیکہ ہر طرح کی عمارات تعمیر کروائیں ۔ اس کے سب سے اہم کامیابی دریائے فرات پر پُل کی تعمیر تھی ۔ جو ایک منفرد اور نیا کام تھا ۔ اس دور میں تعمیر ہونے والی عمارات اب کھنڈرات کا ڈھیر بن چکی ہیں ان کا نشان صفحۂ ہستی سے تقریباً ناپید ہو چکا ہے ۔

اس دور میں تعمیر ہونے والے "HANGING GARDENS" اور مینارِ بابل جیسی قابلِ ذکر عمارات کا شمار تاریخ میں عجائباتِ زمانہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔ بادشاہ نے اپنے دیوتا MARDUK کا مندر اپنا محل اور ZIGGURATE ایک بہت بڑے رقبہ پر تعمیر کروایا ۔ ان تمام عمارات کے چاروں طرف ایک حفاظتی دیوار تعمیر کروائی جس کے ساتھ ایک دو محرابوں والا بہت بڑا گیٹ (DOUBLE ARCH) ستون کے ساتھ تعمیر کروایا جسے "ISHTARGATE" کا نام دیا یہ گیٹ محبت ، زمین اور ذرخیزی کی دیوی "ISHTAR" کے نام سے موسوم تھا ۔

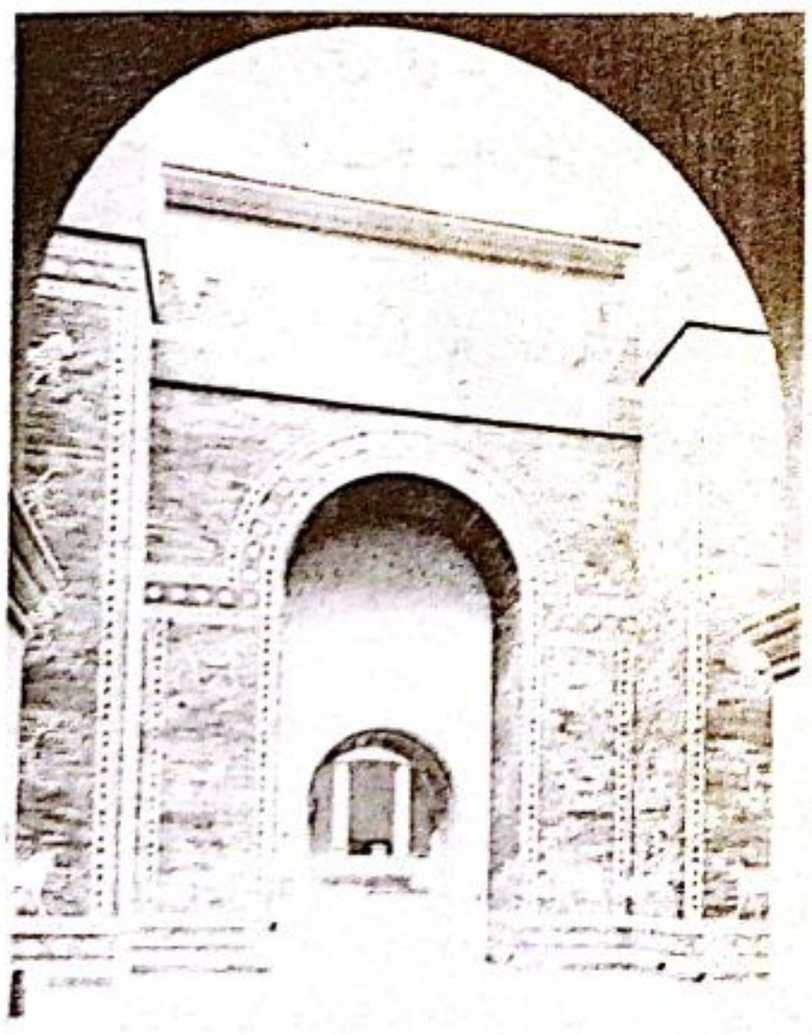

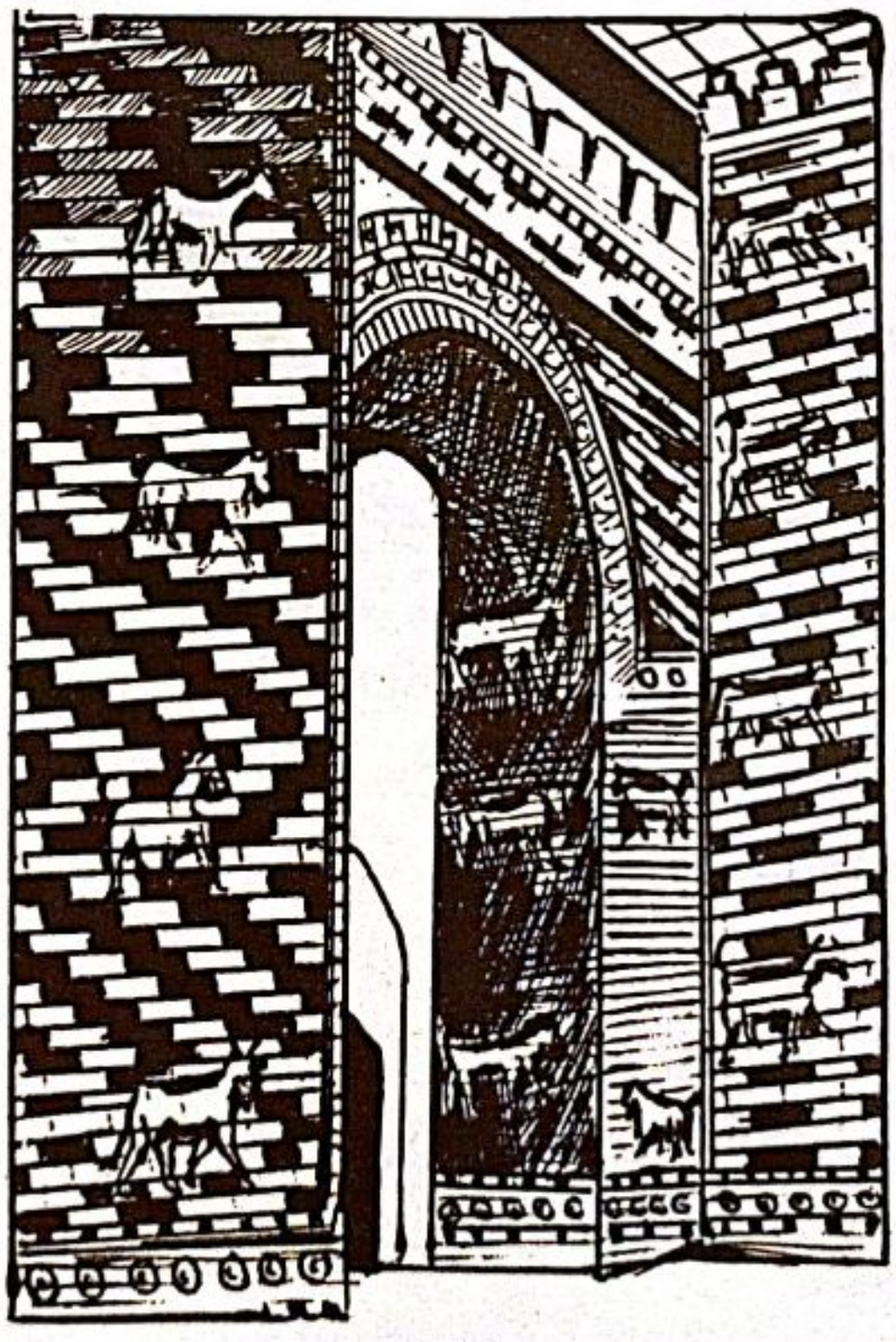

THE ISHTAR GATE OF BABYLON

یہ گیٹ اپنے عہد کے فن کی بہترین مثال ہے ۔ اس پر بڑی بڑی چمکدار رنگین ٹائلیں لگائی گئی تھیں ۔ اسے بہت سے جانوروں ، بیل ، گھوڑے اور شیر کو رنگوں سے اُجاگر کیا گیا ہے یہ تمام تر تصویر کشی ٹائلوں کی مدد سے کی گئی ہے ۔ اس گیٹ اور (BOUNDRY WALL) شہر پناہ کی دیوار پر فیروزی نیلے پس منظر پر براؤن اور سنہرے رنگ کی مدد سے ان جانوروں کے نقوش اُجاگر کئے گئے ہیں ۔ ان رنگوں اور ان کی TONES کا خوبصورت امتزاج اپنی تمام تر آب و تاب کے ساتھ آج تک خوبصورتی کے ساتھ قائم ہے ۔ اس RELIEF WORK میں ہر ٹائل پہلے سے MOULD کرنے کے بعد متناسب مقام پر جوڑی گئی ہے ۔ ان میں جانورون کی ڈرائینگ اور ان کا آپس میں تناسب اتنا موزوں اور مکمل ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے ۔ ان جانوروں کے جسم کی تمام ہڈیاں اور عضلات ان کی جسمانی قوت کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ جانوروں کی ان تصاویر کی تعداد 60 کے لگ بھگ ہے ۔ ان جانوروں کی اشکال کے ساتھ چاروں طرف جیومیٹری اور پھولوں کے ڈیزائن انہی رنگوں میں بارڈر کی صورت میں PAINT کئے گئے ہیں ۔

"HANGING GARDENS" بادشاہ NABUCHAUDNEZZAR کے عہد کی ایک اور خوبصورت تعمیر تھی ۔ یہ باغات گولائی میں بنے ہوئے ایک بہت بڑے مینار کے ساتھ ساتھ اوپر کو جاتے ہوئے بنائے گئے تھے ۔ یہ مینار آٹھ منزلوں پر مشتمل تھا ۔ اور ہر منزل کے چاروں طرف سے گھوم کر ایک ایک راستہ اوپر کو جاتا تھا ۔ اس راستے کے آدھے فاصلے پر گھاس کے قطعات لگائے جاتے تھے ۔ جن کے ساتھ چھوٹی سی ایک محراب ARCH بنائی جاتی تھی ۔ جس میں پانی کا پمپ رکھا جاتا تھا ۔ جو پائپ کے ذریعہ ان باغات کو پانی مہیا کرتا تھا ۔ یہ باغات انتہائی دلکش اور ہرے بھرے تھے ۔

اس مینار کی سب سے اوپر کی منزل پر عبادت گاہ ("SHRINE") بنائی گئی تھی ۔ جس میں ایک کاؤچ اور ایک سونے کی میز رکھی رہتی تھی ۔ کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا ۔ کہ دیوتا MARDUK اس عبادت گاہ میں آئے گا تو COUCH پر آرام کرے گا ۔ اور میز پر رکھا کھانا وغیرہ کھائے گا ۔ اس مینار کی سب سے اوپر کی منزل پر ہر رات روشنی جلتی رہتی تھی ۔ جس کے باعث یہ مینار کئی ہزار میل کے فاصلے سے دیکھا جا سکتا تھا ۔ اسے روشنی کا مینار بھی کہا جاتا تھا ۔ اس مینار کی کوئی نشانی باقی نہیں ہے ۔

"BABYLON" کی تہذیب سے ہمیں سنگتراشی کے جو نمونے ملتے ہیں ۔ انہیں ہم مکمل طور پر ریلیف ورک کے نمونے نہیں کہہ سکتے ۔ یہ نمونے شہر کی چار دیواری میں بنے ہوئے ان آٹھ دروازوں پر ملتے ہیں جنہیں "ISHTAR GAGE" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔ بادشاہ "(NABAUCHANDNAZZAR" نے اس چار دیواری کی دیواریں بنیاد پر سے 13 فٹ چوڑی بنوائیں ۔ اس چار دیواری کا کُل رقبہ 11 میل مربع بنتا تھا ۔ یہ دیواریں اندر سے کچی مٹی کی اینٹوں سے بنائی گئیں تھیں اور ان کے اوپر نیلی چمکدار ٹائلوں کو چمکانے والے مادہ یا گوند کی مدد سے لگایا گیا تھا ۔ ان ٹائلوں پر جانوروں کی شبہات کو اُبھار کر بنایا جاتا تھا اور بعد میں مقررہ جگہ پر لگا کر ریلیف کی شکل میں ڈیزائن نمایاں کیا جاتا تھا ۔ اس چار دیواری کے درمیان جو آٹھ محرابی دروازے ۔ (ARCH WAYS) تھے ان پر بھی ہر طرف بڑے بڑے جانوروں کی شبہات کو اُبھارا گیا تھا ۔ ان جانوروں میں شیر ۔ گھوڑے اور بیل وغیرہ شامل ہیں ۔ جانوروں کی یہ خوبصورت شبہات بنانے والے کا مشاہدہ اور مطالعہ ظاہر کرتی ہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حقیقی جانوروں کو سامنے کھڑا کر

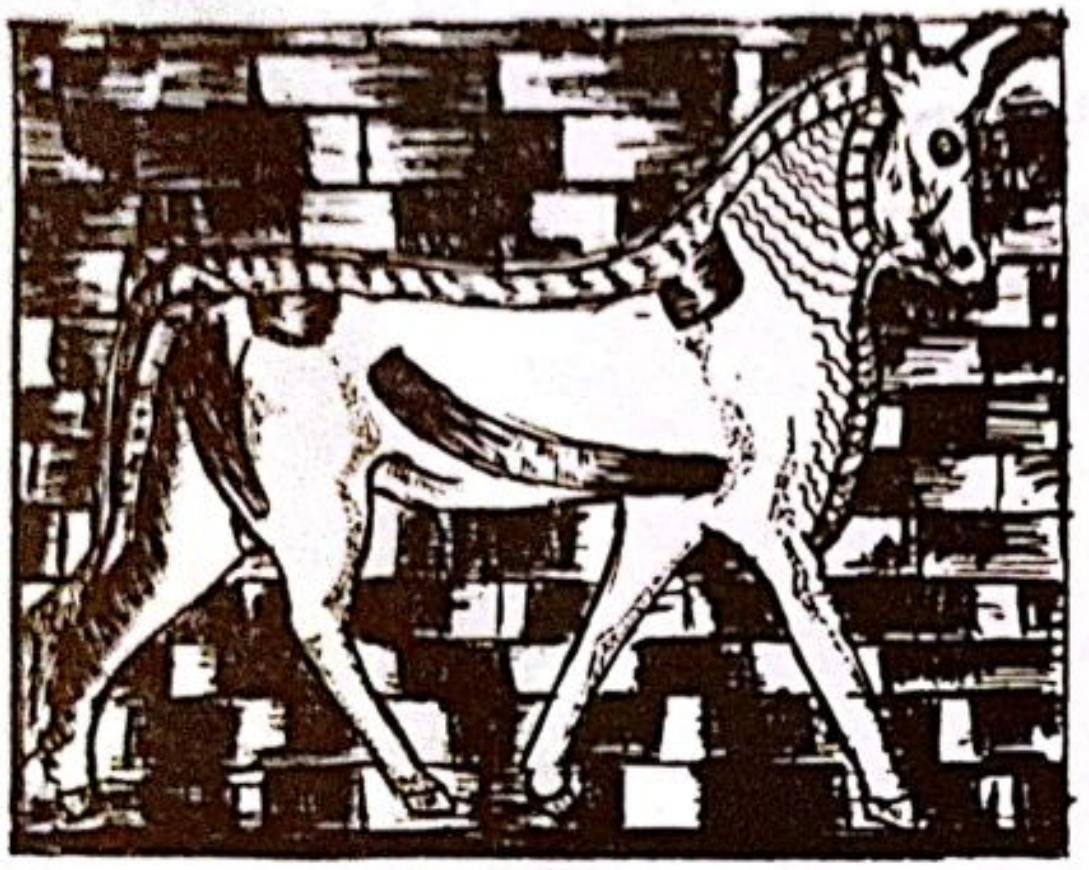

BULL DESIGN FROM ISHTAR GATE – 1

کے ان کی تصاویر بنائی گئیں ہیں ۔ ان میں جانوروں کی خصلت ، طاقت اور حیوانیت کو مکمل طور پر اُجاگر کیا گیا ہے ۔ ان محرابی دروازوں پر سونے ، چاندی اور قیمتی پتھروں کی نقش کاری کی گئی تھی ۔ دیواروں اور دروازوں پر جانوروں کو ٹائلوں میں ابھار کر بنانے کا مقصد بادشاہ کی طاقت کا اظہار تھا ۔ اور اس کے علاوہ دشمن یا باہر سے آنے والے کسی بھی انسان پر اس تہذیب کی ہیبت طاری کرنا تھا ۔ ان میں تمام جانور ("OVER LIFE SIZE") جسامت میں بہت بڑے بڑے بنائے گئے تھے ۔

مثال : شیر کا مجسمہ ٹائلوں پر ۔

LION FROM PROCESSION STREET –2

ISHTAR GATE

یہ تصویر "ISHTAR GATE" پر بنے ہوئے شیر کی ہے ۔ جو اپنی بناوٹ اور جسامت کے لحاظ سے حقیقی اور فطری معلوم ہوتا ہے ۔ یہ دھاڑتا ہوا شیر بنانے والے کی مہارت کا اعلیٰ ثبوت ہے ۔ اوپر کی پینل میں پھولوں کا خوبصورت ڈیزائن مناسب وقفے کے ساتھ بنایا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ اس جانور کو بہادری کے نشان کے طور پر بنایا جاتا تھا ۔ جانوروں کے یہ تمام سمبل ان کے اہم دیوتا "MARDUK" کی خوشنودی حاصل کرنے کو بنائے جاتے تھے ۔ اور یہ ان کے مذہب کی نشاندہی بھی کرتے تھے ۔ یہ عظیم الشان نشانیاں اور فنونِ لطیفہ کے تمام نمونے تباہ و برباد ہو چکے ہیں کیونکہ ایرانی بادشاہ نے جب اس شہر کو فتح کیا تو اس نے دریا کا رُخ نہریں کھود کر اس شہر کی جانب موڑ دیا تھا جس سے یہ تمام شہر زیرِ آب آکر تباہ ہو گیا ۔

"ISHTAR GATE" کا ایک ٹکڑا اب دوبارہ مرمت کے بعد برلن کے "PERGMOU MUSEUM" میں رکھا ہوا ہے ۔

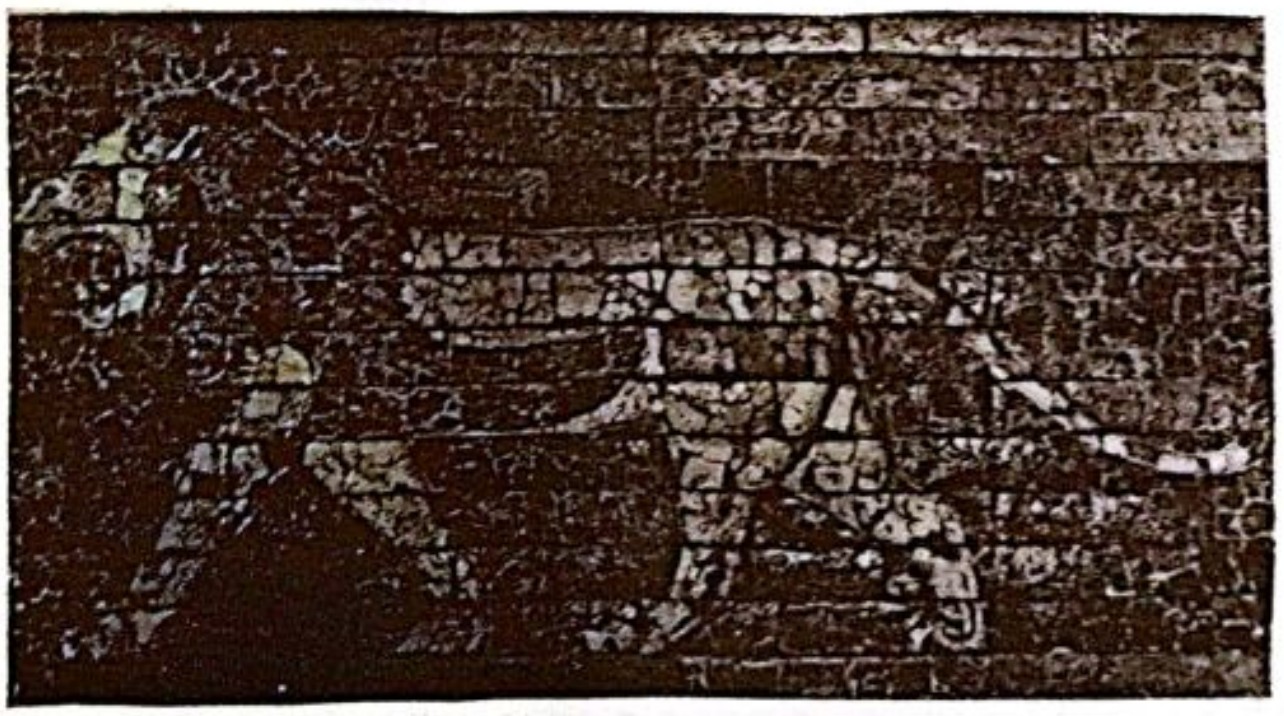

شام

(ASSYRIA)

شامی تہذیب : "ASSYRIANS" 1250 TO 612 B.C

ماہر آثارِ قدیمہ ، شامی تہذیب کی دریافت کو اپنی سب سے بڑی کامیابی تصور کرتے ہیں ۔ کُھدائی کے بعد نینوا کے مقام سے اس کے آثار ملے تھے اس عظیم الشان تہذیب کے آثار تین مشہور مقامات سے ملے ہیں جو نقشے پر ایک تکون کی شکل میں اُبھرتے ہوئے ہیں ۔ یہ مشہور شہر NINEVAH اور ASHUR اور ARBELA ہیں ۔ شامی قوم بہت بہادر ، ظالم اور جنگجو تھی ۔ اور اپنے دورِ حکومت میں اپنی فتوحات کے باعث اس زمانے کی ایک وسیع اور عظیم تر مضبوط سلطنت تھی ۔ اس کے اہم مقامات دریائے دجلہ کے کنارے پر واقع ہیں ۔ ان کی حکومت خلیج فارس سے ASIA MINOR تک شمالاً جنوباً اور مشرق و مغرب میں دریائے دجلہ سے دریائے نیل تک پھیلی ہوئی تھی ۔ ان کی سر زمین میدانی اور پہاڑی دونوں طرح کے علاقوں پر مشتمل تھی ۔ ASSYRIA کے مشرق اور شمال میں خوردستان کے پہاڑ ، جنوب میں BABYLON کا صحرائی علاقہ اور مغرب میں شام کا نیم صحرائی علاقہ یعنی JEZIRAH موجود ہے SUMMER اور BABYLON سے قطعی مختلف طرز پر یہاں بارشوں کی بُہتات تھی ۔ جس کے باعث خوبصورت ہری بھری چراگاہیں اور بھرپور فصل پائی جاتی تھی ۔ آب و ہوا کے لحاظ سے گرمیاں نسبتاً گرم اور خشک تھیں مگر سردیاں ٹھنڈی اور نم آلود تھیں ۔ پہاڑی علاقوں میں برفباری کے ساتھ سردی پڑتی تھی ۔ کثیر مقدار میں خوبصورت چراگاہوں کے سبب یہاں پالتو جانوروں کی بہتات تھی ان میں بھیڑیں ، بکریاں اور گائیں شامل تھی ۔ اور افزائش نسل حیوانات مقامی لوگوں کے اہم پیشوں میں شمار ہوتا ہے ۔

اس تہذیب کا مشہور شہر ASHUR دریائے دجلہ کے مغربی کنارے پر آباد تھا ۔ جو مشرقی اور مغربی تجارتی راستوں کے درمیان رابطہ کا کام کرتا تھا ۔ اسے "JABEL HAMRIN" بھی کہا جاتا ہے ۔ مقامی فصلوں میں "جَو" "BARLEY" اور (تِل) "SESAME" کی بُہتات تھی ۔ کھجور کی بجائے انگور بکثرت پایا جاتا تھا جس سے شراب کشید کی جاتی تھی ۔ پالتو جانوروں سے کثیر مقدار میں اُون حاصل ہوتا تھا ۔ جسے تجارت کے لئے استعمال کیا جاتا تھا ۔ قدرتی ذخائر میں "LIME STONE" اور "ALABASTOR" کے علاوہ تیل بکثرت دستیاب تھا ۔ اس تیل کے باعث اس علاقے کا شمار آجکل کے امیر ملکوں میں ہوتا ہے ۔ عمارتی لکڑی ، قیمتی پتھر اور دھاتیں درآمد کی جاتی تھیں ۔ قدیم شامی دور میں تُرکی کے ساتھ تانبے کی تجارت کی جاتی تھی ۔ جس کے لئے باقاعدہ تاجروں کی کالونیاں بنائی گئیں تھیں جن کا وجود ہمیں یہاں کے کھنڈرات سے ملتا ہے ۔

تجارت اور افزائشِ نسل حیوانات ("ANIMAL HUSBANDRY") کے علاوہ مقامی لوگوں کا اہم پیشہ زراعت تھا۔ اور ملک کی معیشت کا تمام تر دارومدار ان پر تھا ۔ اس کے علاوہ شکار ان کے مشغلوں میں شمار ہوتا تھا ۔ جنگیں لڑنے کے بعد اپنی فتوحات کا جشن منانے کے علاوہ تفریح کی غرض سے شکار کھیلتے تھے ۔

شام کی ریاست فوجی نظام کے تحت چلتی تھی ۔ ان کی تاریخ میں بہت سے بادشاہ گذرے جو اپنے اپنے مختصر دورِ حکومت کے بعد زوال آشنا ہوتے چلے گئے ۔ یہ بادشاہ نہ صرف شاہی حکمران ہوتے تھے بلکہ فوج کے کمانڈر اِن چیف کا عہدہ ان کے پاس ہوتا تھا ۔ یہ بادشاہ ملکی ترقی کے ساتھ ساتھ جنگی فتوحات میں بھی نمایاں کامیابی حاصل کرتے تھے ۔ ملک کا ہر مرد اپنی شہری ذمہ داریوں کے ساتھ فوجی ڈیوٹیاں دینے پر بھی مجبور تھا ۔ اُمراء اور لیڈر لوگ اس ذمہ داری کو قبول نہ کرنے کے عوض جرمانہ کی بھاری رقم ساری عمر جمع کرواتے رہتے تھے یا اپنی جگہ اپنے ملازمین فوج کو سونپ دیتے تھے ۔

فوج انتہائی مضبوط اور منظم تھی ۔ ملک کی آمدنی کا بڑا ذریعہ فوج کو منظم کرنے اور ہتھیاروں سے لیس کرنے پر صرف ہوتا تھا ۔ فوج مختلف یونٹوں پر منقسم تھی جس کا کمانڈر اِن چیف بذاتِ خود شاہی حکمران یعنی بادشاہ ہوتا تھا اور باقاعدہ حفاظتی گارڈ کے پہرے میں رہتا تھا ۔ ہر فوج کے لئے دو پہیوں کی کُھلی گھوڑا گاڑی استعمال ہوتی تھی ۔ جس میں عموماً ایک یا دو گھوڑے جُتے ہوتے تھے ۔ فوجیوں کے علاوہ انجینئر اور سائنسدان بھی فوج میں ملازم تھے ۔ جو ہر وقت ضرورت میں اپنا کام بجا لاتے تھے ۔ فوج اس زمانے میں جنگلی کُلہاڑیوں اور نیزوں سے مسلح ہوتی تھی ۔ اس کے علاوہ تانبے کی حفاظتی SHEILD اور خود HELMET بھی استعمال کی جاتی تھی ۔ سول افسران کی نسبت فوج میں ملازم طبقہ کو زیادہ معاوضہ دیا جاتا تھا ۔ دشمن پر حملہ کرنے کے لئے نفسیاتی حربے بھی استعمال کئے جاتے تھے ۔ عام طریقہ کار یہ تھا کہ دشمن کے شہر کے گِرد گھیرا ڈال کر پڑاؤ کیا جاتا ۔ منظم فوجی چاروں طرف پھیل جاتے شہر کی ناکہ بندی کر دی جاتی تھی ۔ انجینئر اور سائنسدان لوگ اس علاقے کو ناپ کر ہدف (TARGET) کا صحیح اندازہ اور مقام بناتے تھے ۔ شہر کے باہر کے مقامات کو نذرِ آتش کیا جاتا ۔ پکڑے جانے والے دشمنوں کو بے دردی سے قتل کیا جاتا تھا ۔ اور بلند آواز نعرے اور چیلنج دشمن کو ہراساں کرنے کے واسطے کئے جاتے تھے ۔ عموماً ان طریقوں سے جنگ کئے بغیر ہی فتح حاصل کر لی جاتی تھی ۔ کیونکہ سہما ہوا دشمن ان جابر حکمرانوں کے لئے خود ہی شہر کے دروازے کھول دیتا تھا ۔

شامیوں کی فطرت جنگجو تھی مگر ان کا شوق شکار تھا ۔ وہاں کے صحراؤں میں جنگلی جانور مثلاً شیر ، ہاتھی اور جنگلی بھینسے بکثرت مل جاتے تھے ۔ بعض اوقات ان جانوروں کو زندہ پکڑ کر چڑیا گھروں میں تفریح کی غرض سے پالا جاتا تھا ۔

سوسائٹی کی عام اقدار نہایت دقیانوسی تھیں ۔ عورت کو خادمہ کی طرح رکھا جاتا تھا ۔ اس کی زندگی کا مقصد محض باپ بھائی اور خاوند کی خدمت کرنا ہوتا تھا ۔ تمام لوگ خاندان اور قبیلوں کی صورت میں رہتے تھے ۔

عام قوانین انتہائی سخت اور ٹھوس تھے ۔ مجرموں کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں ۔ جسمانی اذیتوں کے علاوہ انہیں نفسیاتی سزائیں بھی دی جاتی تھیں ۔ مثلاً ، مارپیٹ ، پھانسی یا زخمی کرنے کے علاوہ انہیں جرمانہ بھی ادا کرنا پڑتا تھا ۔ جو عموماً دس سفید عربی نسل کے گھوڑوں کی فراہمی کی صورت میں ہوتا تھا ۔ اس کے علاوہ بعض اوقات کسی مجرم کو اپنے بڑے بیٹے کو زندہ جلانے کا حکم دیا جاتا یا اُون کا بڑا بنڈل نگلنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور یہ یقیناً بڑی اذیت ناک سزائیں

تھیں ۔

یہ لوگ مذہبی لحاظ سے بے حد پابند اور مستقل مزاج تھے ۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی پورے خشوع و خصوع سے کی جاتی تھی ۔ ان رسومات میں بادشاہ سے لے کر ہر خاص و عام کی شمولیت لازم تھی ۔ بادشاہ بذاتِ خود مذہب کا سَرپرست یا نگران جانا جاتا تھا ۔ ''ASHUR'' ان کا مشہور دیوتا تھا ۔ اس کے نام پر ASHUR شہر اور مندر آباد تھے ۔ اس کے علاوہ ''ASHTAR'' کافی ہر دلعزیز دیوی تھی ۔ وہ ASHUR دیوتا کو دیواتاؤں کا شہنشاہ مانتے تھے ۔ اس کا بیٹا ''NINURTA'' تھا جسے شکار اور جنگ کا دیوتا مانا جاتا تھا ۔ ہر دیوتا کی تعظیم کے لئے مندر تعمیر کئے جاتے تھے ۔ ان مندروں کے نذرانوں کا حساب کتاب اور مذہبی رسومات کی نگرانی ، مذہبی پیشوا اور پادری لوگ کرتے تھے ۔ ان سب مندروں کی سرپرستی بادشاہ یا حکمران بذاتِ خود کرتا تھا ۔ ہر شہر کا اپنا الگ دیوتا ہوتا تھا جس کے نام پر مندر وغیرہ تعمیر کروائے جاتے تھے ۔ یہ مندر ان کی عبادت گاہیں یا مذہبی رسومات کی ادائیگی کے مراکز بھی مانے جاتے تھے ۔

بادشاہ ہمیشہ ، عدالت ، فوج ، مذہب اور شہر کا نگران اعلٰی ہوتا تھا ۔ اپنے محلات میں فوجی گارڈ کی حفاظت میں ایک خاص حصے میں رہائش رکھتا تھا ۔ جس کے ساتھ دربار ، عدالت اور مندر کی عمارت ملحقہ ہوتی تھیں ۔ اس محل کے پچھلی طرف عموماً شاہی خاندان کی عورتیں رہائش پذیر ہوتی تھیں ۔ جن کی انچارج حکمران بادشاہ کی ماں اور اس کے بعد اس کی بڑی بیوی ہوتی تھی ۔ (بادشاہ عموماً بہت سی شادیاں کرتے تھے) اس حرم میں وارثِ تخت یا جانشین شہزادے کا بچپن گذرتا تھا ۔ اس کے بالغ ہونے پر اسے گھڑ سواری اور نشانہ بازی کی تربیت دی جاتی تھی ۔

جنگجو ہونے کے علاوہ یہ شہنشاہ رنگین مزاج بھی تھے ۔ ان کی خوشنودی کے لئے بڑے بڑے نذرانے ادا کئے جاتے تھے ۔ کیونکہ بادشاہ بذاتِ خود ہر شعبہ کا نگران ہوتا تھا ۔ عدالتوں اور دربار میں رشوت اور سفارش عام تھی ۔ کیونکہ کام کرنے والوں کا معاوضہ بہت کم اور واجبی سا ہوتا تھا ۔

''ASSYRIANS'' کی پوری تاریخ میں بہت سے فرمانروا گذرے ہیں جن میں چند ایک اپنے دور حکومت کی تعمیرات فن سنگتراشی اور فتوحات کے باعث مشہورِ زمانہ ہو گئے ۔ ان میں سے چند ایک کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں ۔ مثلاً سارگون دوئم کا نام قابلِ ذکر ہے ۔ اپنے دور کی تعمیرات کے باعث بہت مشہور ہوا اس کے علاوہ ''ASSURNASIRPAL'' قابلِ ذکر ہے جس کا دارالحکومت NIMRUD شہر تھا ۔ نینوا کے شہر سے SENNACHARIB اور ASSUBANIPAL یکے بعد دیگرے مشہور ہوئے ۔

اب ہم شامیوں کے فنِ تعمیر ، سنگتراشی اور دوسرے فنون کا یکے بعد دیگرے جائزہ لیں گے ۔

شامیوں کا فنِ تعمیر : ''ARCHITECTURE''

شامیوں نے عمارتی سامان کی کمی کے باعث اپنے تمام تر عمارات اینٹوں سے بنائیں ۔ کچی مٹی کی اور بھٹی میں پکائی ہوئی اینٹوں کے علاوہ شامیوں نے اپنی عمارات میں پکی ہوئی رنگین ٹائلیں استعمال کیں ۔ ان ٹائلوں کے استعمال سے عمارات کی بیرونی سطح میں خوبصورتی اور مضبوطی میں اضافہ ہوا اس کے علاوہ شامیوں نے متوقع سیلابوں کے پیشِ نظر اپنی تمام تر عمارات اونچے چبوتروں پر بنائیں اور یہ چبوترے پکی ہوئی مضبوط اینٹوں یا ٹائلوں سے بنائے جاتے تھے ۔ اس

کے علاوہ شامیوں نے اپنے فنِ تعمیر میں ایک نئی چیز کا اضافہ کیا جو اس سے پہلے تاریخ میں متعارف نہ ہوئی تھی ۔ یہ نئی ایجاد محرابوں (ARCHES) کا استعمال تھا ۔ یہ صحرا میں عمارت کو زیادہ مضبوط اور خوبصورت بناتی تھیں ۔ محرابیں دو قسم کی تھیں ۔

TRUE ARCH – 1

دائرہ کی صورت میں WEDGE SHAPE اینٹیں اس طرز پر لگائی جاتیں تھیں کہ اندر سے شروع ہو کر باہر کی طرف ان کا پھیلاؤ اور تعداد بڑھتی چلی جاتی تھی ۔ درمیان میں استعمال ہونے والی اینٹ کو "KEY STONE" کہا جاتا تھا ۔ یہ سب سے پہلے استعمال ہونے والی اہم اینٹ تھی ۔

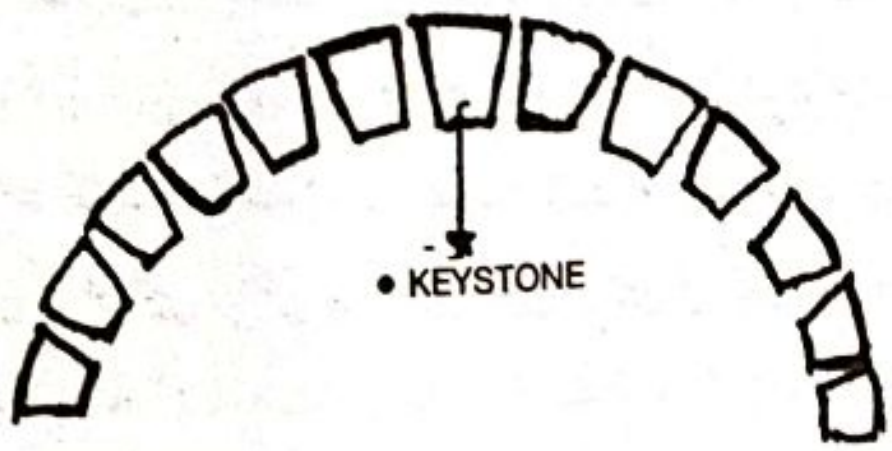

TRUE VAULT – 1

یہی محرابیں ساتھ ساتھ یکے بعد دیگرے بنائی جاتی تھیں جن سے نیم دائرہ نما چھت بن جاتی تھی ۔ جسے TRUE VAULT کہتے تھے ۔

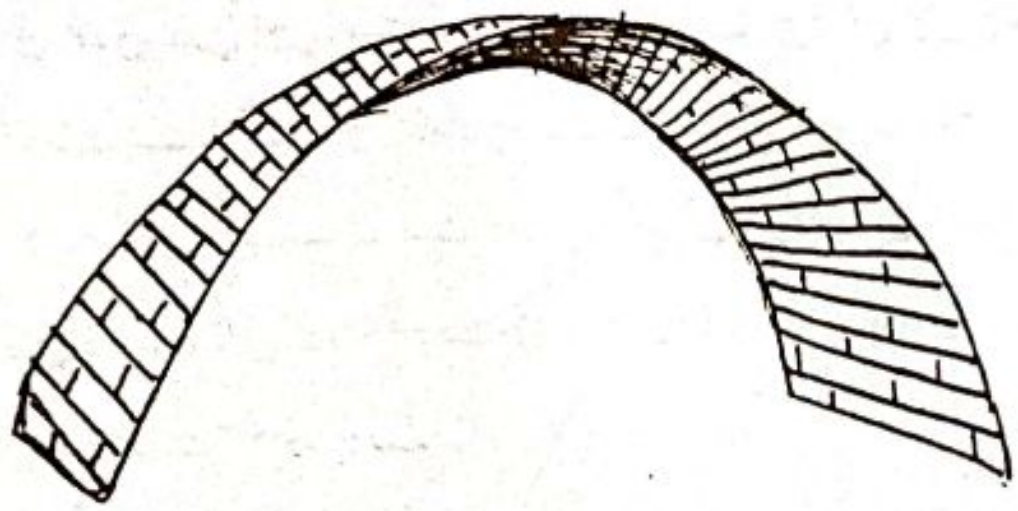

CORBELLED ARCH – 2

یہ محراب اینٹوں کو مرتب وقفوں کے ساتھ لگانے سے تعمیر کی جاتی تھی ۔ نیچے سے اوپر کی طرف بتدریج اینٹیں لگائی جاتی تھیں ۔ اور یہ محراب کسی نیم دائرہ جگہ کو بند کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں ۔

CORBELLED VAULT

CORBELLED ARCH – 2 کو ساتھ ساتھ جوڑ کر تعمیر کرنے سے ایک گول چھت تعمیر کی جاتی تھی جسے CORBELLED VAULT کہتے ہیں ۔

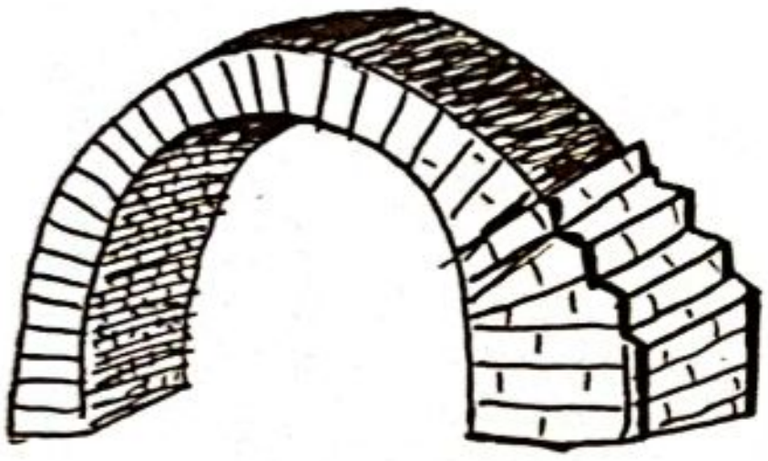

اس کی تعمیر میں اینٹوں کا بہت زیادہ استعمال کیا جاتا تھا ۔ اور دیواریں بہت موٹی بنتی تھیں اور عمارت کا تمام تر بوجھ سنبھال لیتی تھیں ۔ ان کے استعمال سے کمرے لمبائی میں زیادہ تنگ اور سرنگ نما بن جاتے تھے ۔ شامیوں کے محلات کی تعمیر میں اس VAULT کا نمایاں کردار ہے ۔ شامیوں نے اپنے عہد میں زیادہ تر محلات تعمیر کروائے یہ محلات ہمیشہ شہر کے وسط میں ایک اونچے چبوترے پر تعمیر کئے جاتے تھے ۔ یہ محل نہ صرف شاہی رہائش گاہیں تھیں بلکہ یہاں بادشاہ اپنا دربار یا عدالت بھی لگاتا تھا ۔ شہر کے اُمراء ، بُزرگ ، مذہبی پیشوا اور فوجی لیڈر مل کر کسی بات کا فیصلہ یہیں کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ ان محلات میں ZIGGURATE کی تعمیر بھی لازم تھی تاکہ مذہبی رسومات کی ادائیگی بادشاہ کے لئے آسان ہو ۔ موسم کے تغیّر و تبدل کے باعث ان عمارات کو بہت بڑے رقبے پر مضبوط ٹائلوں سے تعمیر شدہ ایک چبوترے پر بنایا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ ان عمارات کو ایک مضبوط چار دیواری کے اندر تعمیر کیا جاتا تھا ۔ جس کا مقصد ان عمارات کی حفاظت اور عام آدمی کے داخلے کو باہر روکنا تھا ۔ یہاں شاہی مہمان ، غیر مُلکی سربراہ اور اہم شخصیتوں کو ٹھہرایا جاتا تھا ۔ اس طرز کی عمارات کی اعلیٰ ترین مثال 8th میں تعمیر کیا گیا بادشاہ سارگون دوئم کا محل تھا ۔ نینوا سے بیس 20 میل دور یہ محل "خُرس آباد" KHURS-ABAD کے مقام پر 25 ایکڑ کے رقبہ پر پھیلا ہوا خوبصورت محل تھا ۔ یہ محل کل 200 دالانوں اور کمروں پر مشتمل تھا اور 50 فٹ اونچا یہ محل چبوترے پر تعمیر کیا گیا تھا ۔ علاوہ ازیں تمام کمروں کی چھتیں BARREL VAULT کی صورت میں بنائی گئی تھیں ۔ اس محل کے بہت سے حصے تھے ۔ جن میں شاہی رہائش گاہیں ، عورتوں کے مخصوص کمرے ، نوکروں کے کوارٹرز ، مندر اور ZIGGURATE زیادہ قابلِ ذکر ہیں ۔ اس محل کو "CITADEL OF SARGON" بھی کہا جاتا تھا ۔

کیونکہ اس کی بیرونی دیوار ، قلعہ کا کام دیتی تھی ۔ اب ہم اس عظیم الشان محل کے مختلف حصوں کو باری باری دیکھتے ہیں ۔

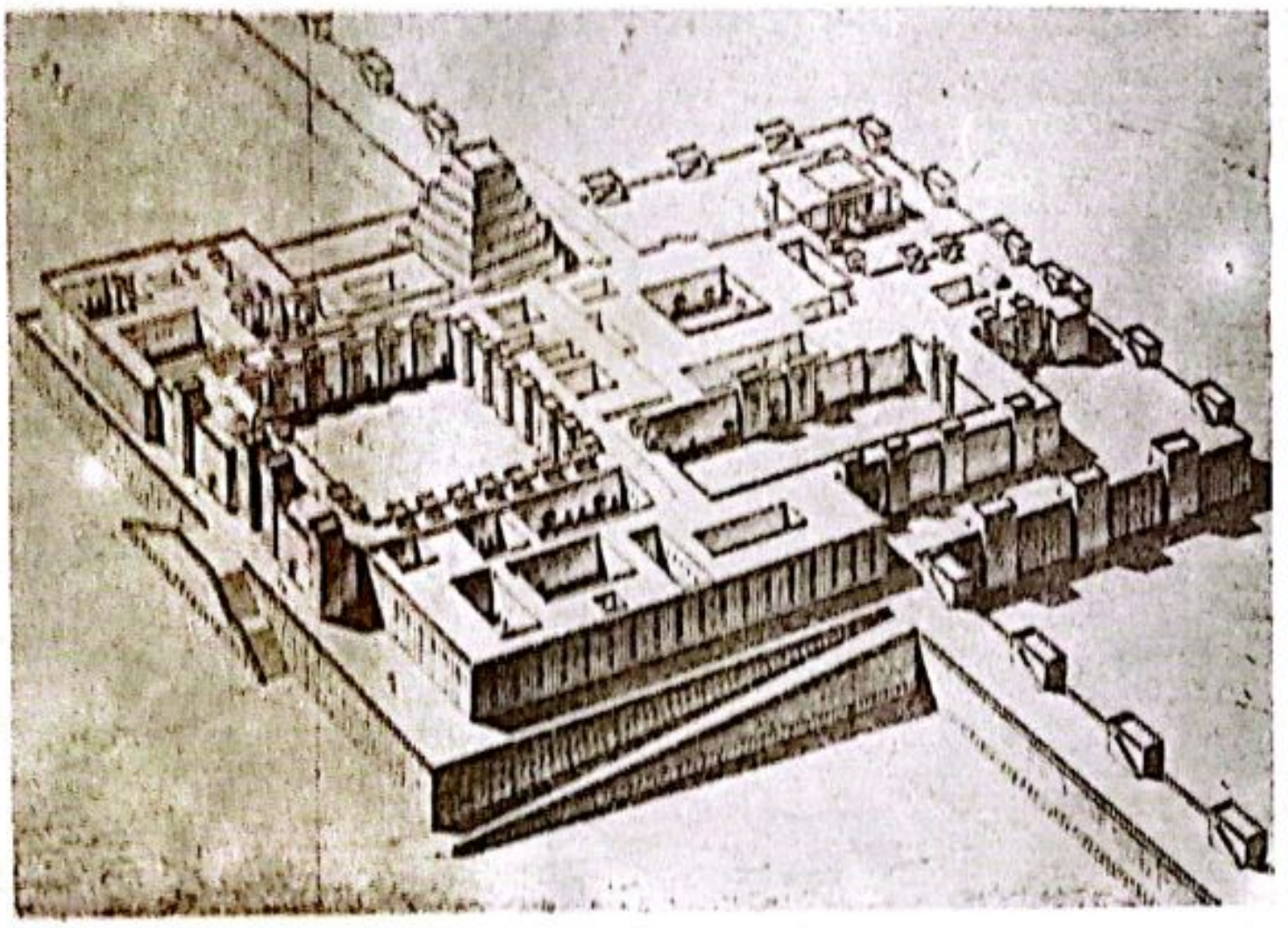

CITADEL OF SARGON-II

حفاظتی دیوار :

محل کے چاروں اطراف میں یہ مضبوط حفاظتی دیوار تعمیر کی گئی تھی ۔ اس دیوار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مستطیل شکل کے ستون تعمیر کئے گئے تھے ۔ ان ستونوں میں حفاظتی گارڈ بیٹھ کر چاروں طرف نگاہ رکھتا تھا ۔ سامنے کے رُخ پر اس دیوار پر خوبصورت اور رنگین ٹائلوں سے سجاوٹ کی گئی تھی ۔ یہ رنگین چمکدار ٹائلیں عمارت کو مزید پُرشکوہ اور شاندار بنا دیتی تھیں ۔ اس حفاظتی دیوار کے درمیان میں سامنے کے بُرج پر بہت بڑا سا محرابی دروازہ تھا ۔ اس دروازے تک پہنچنے سے پہلے دو بڑی سڑھیوں سے اوپر چڑھ کر ایک بڑے چبوترے پر چڑھنا پڑتا تھا ۔ ان سیڑھیوں کے سامنے اور ساتھ کی دیواروں پر خوبصورت RELIEF کا کام نظر آتا تھا ۔

اس محل میں داخل ہونے کے دو راستے یا دروازے تھے ۔

SLOPING SIDE PATH (ڈھلوانی راستہ)

یہ ڈھلوانی راستہ اتنا چوڑا تھا کہ دو گھوڑوں والی دو دو بگھیاں ایک ہی وقت میں اس پر سے گذاری جا سکتی تھیں ۔

ARCHED GATE WAY (محرابی دروازہ)

سیڑھیوں پر چڑھ کر ہم ایک بہت بڑے چبوترے پر پہنچ جاتے ہیں ۔ اس چبوترے پر چل کر ہم ایک محرابی دروازے کے سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں ۔ اس دروازے کی چھت دوہری محراب کی شکل میں BARREL VAULT تعمیر

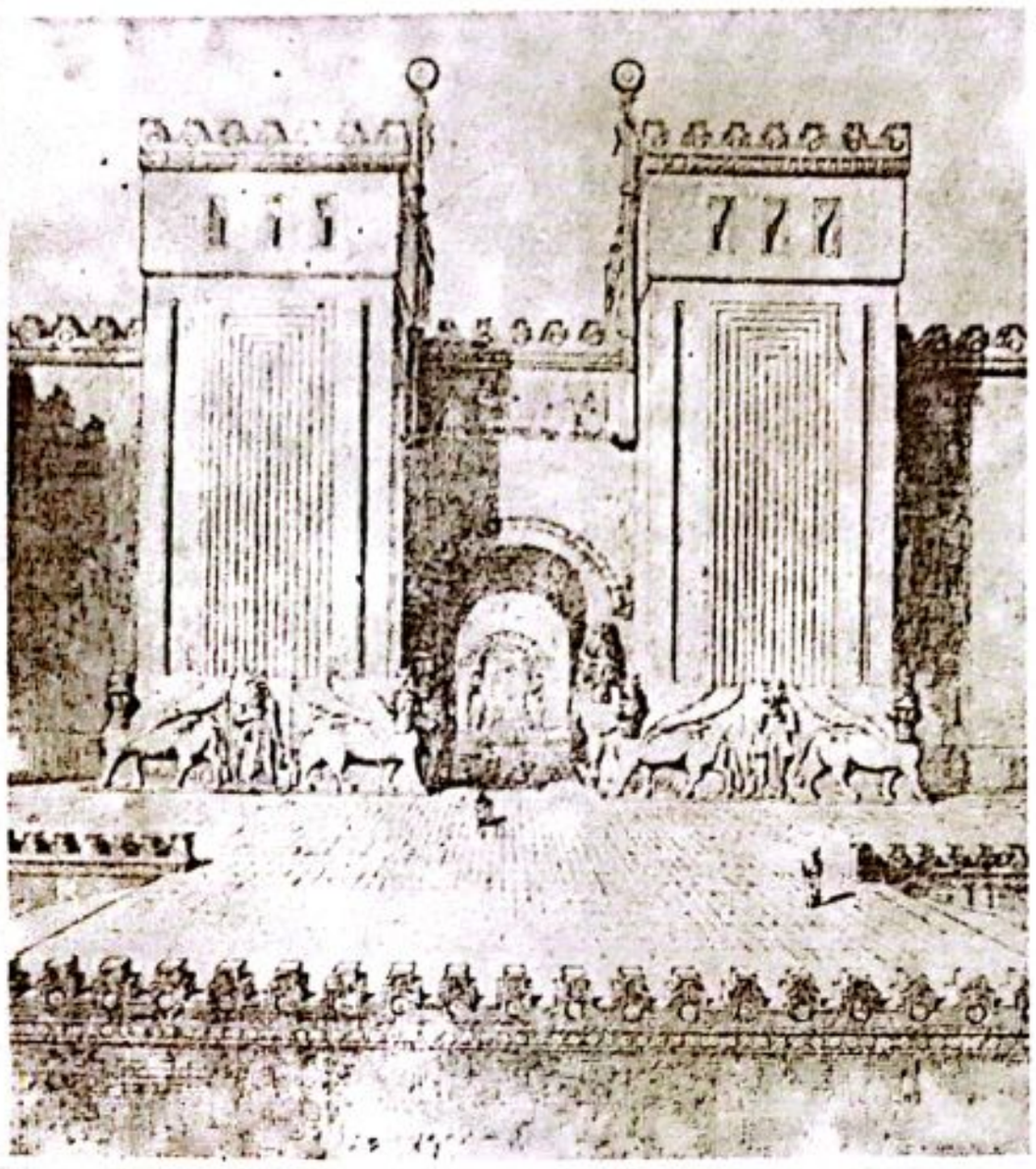

ARCHED GATEWAY OF THE PALACE

کی گئی تھی ۔ یہ VAULT نیم دائرہ کی شکل کی چھت بناتی ہے ۔ جو ایک چھوٹی سی راہداری کے اوپر بنائی گئی ہے ۔ اس راہداری میں سے گذر کر ہم محل کے دالان میں پہنچے ہیں ۔ اس مضبوط محرابی دروازے کے باہر دونوں اطراف پر بڑے بڑے مستطیل ستون بنائے گئے تھے ۔ ان ستونوں کے اوپر سادہ لائنوں کا ڈیزائن بنا ہوا ہے ۔ ان ستونوں کے اوپر کے حصہ میں مورچہ نما کمرے بنے ہوئے تھے ۔ جن میں محل کا حفاظتی عملہ بیٹھتا تھا ۔ ان ستونوں پر بیرونی رُخ پر سامنے کی طرف رنگین ٹائلوں میں جانوروں کی خوبصورت اشکال ریلیف کی شکل میں اُبھاری گئی تھیں ۔

ان ستونوں کے سامنے WINGED BEINGS بنائے گئے تھے ۔ جو ستونوں کو مضبوطی عطا کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ یہ پروں والا بیل جس پر انسانی چہرہ بنایا گیا تھا ۔ فن کی تاریخ میں گراں قدر اضافہ تھا ۔ یہ مجسمے LIME STONE میں تراشے گئے اور ان کی کل لمبائی تقریباً 10 فٹ اور 13 انچ تھی ۔

ان کی تعمیر میں انسانی چہرہ ، بیل کا جسم اور پرندے کے پروں کو یکجا کر کے ایک انوکھی اور حسین چیز پیش کی تھی ۔ ان مجسموں کے ان حصوں کی تیاری کے بعد بہت سے لوگ مل کر انہیں رسیوں کی مدد سے جائے مقصود پر فٹ کرتے تھے ۔ ان میں انسانی چہرہ اکثر بادشاہِ وقت کا دکھایا جاتا تھا ۔ اس کے سر پر "AKKHADIAN" دور کا خوبصورت تاج پہنے دکھایا گیا تھا ۔ چہرے کے نقوش سے شاہی دبدبہ کا اظہار ہوتا تھا ۔ داڑھی اور سر کے بال روایتی انداز میں سادہ اور جیومیٹری کے ڈیزائن میں بنائے گئے تھے ۔ انسانی حُسن اور فراست اس کے چہرہ سے عیاں تھی ۔ بیل کا جسم اور اس کی پانچ ٹانگیں بادشاہ کی اضافی طاقت کو علامتی طور پر ظاہر کرتا ہے ۔ پانچ ٹانگوں کا استعمال ایک حیران کُن چیز تھی اس کی وجہ بیل کے جسم میں مضبوطی اور توازن دکھانا تھا ۔ اس کے علاوہ سامنے اور سائیڈ کے رُخ سے بیل کی مکمل

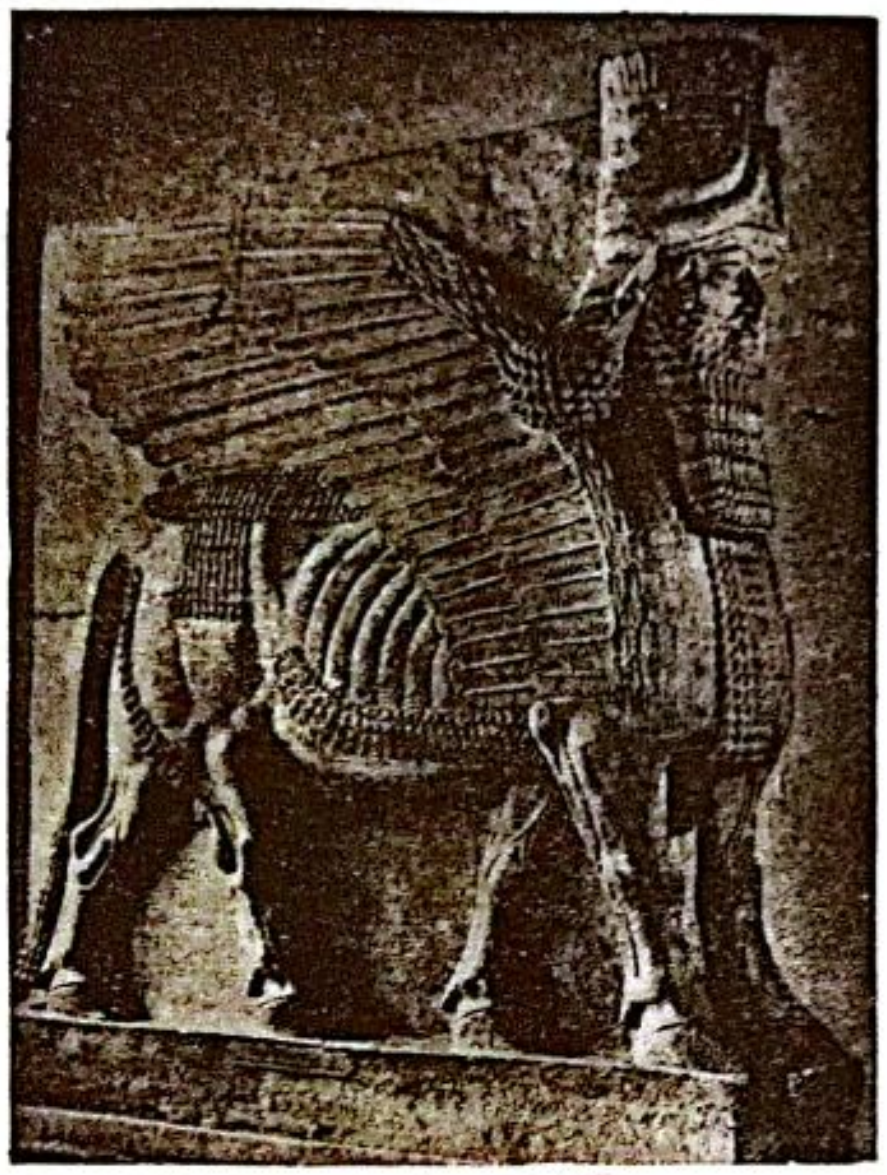

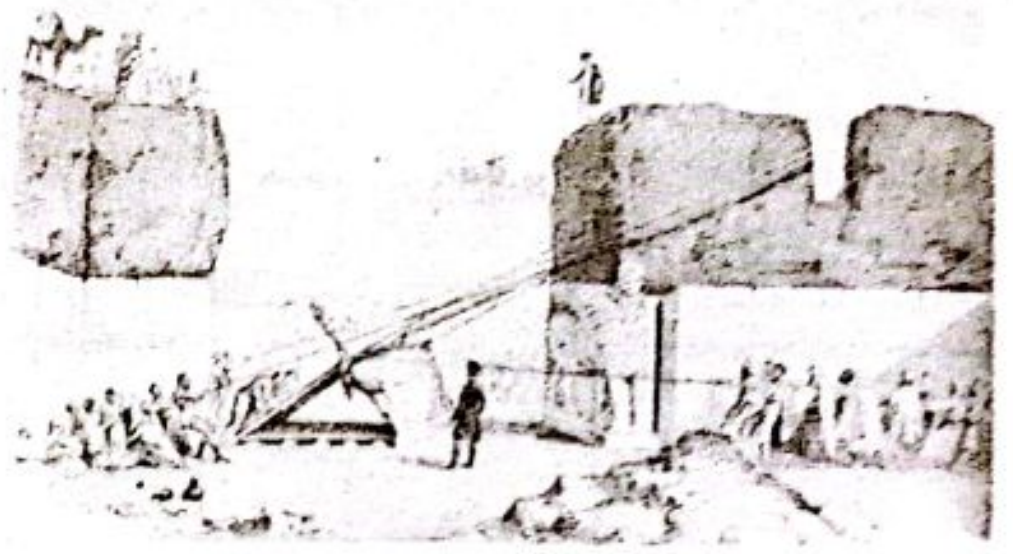

WINGED BEING

ساخت دیکھی جا سکتی تھی ۔ بیل کی دُم کی غیر معمولی لمبائی اس کے تناسب میں اضافہ کرتی تھی ۔ بیل کے جسم پر پرندے کے پر بنائے گئے ۔ جو بادشاہ میں دیوتاؤں کی خصوصیت ظاہر کرتے تھے ۔ اس دور کے بادشاہوں کا تصوّر عام آدمی کے ذہن میں بہت بلند انسان کا سا تھا ۔ اور وہ بادشاہ کو ماورائی قوتوں کا مالک سمجھتے تھے ۔ اس لئے اس کے حقیقی چہرے کے ساتھ بیل کا جسم اور پرندے کے پَر بنائے گئے تھے ۔ تاریخ دانوں کا عام خیال یہ بھی ہے کہ ان تین قوتوں کو یکجا کرنے کا مقصد تین دیوتاؤں کو علامتی طور پر ظاہر کرنا بھی تھا ۔ ان "WINGED BEINGS" کو محل کی حفاظت کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا جاتا تھا کیونکہ اس کے پُرشکوہ انداز کے باعث عام آدمی محل کے قریب جانے کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا ۔ اور دشمن بھی پاس آنے کی جرأت نہیں کرتا تھا ۔ مصری تہذیب کے مقامات سے ملنے والے ابو الہول ("SPHINX") بھی کچھ اسی طرز اور خیال کے تحت تعمیر کئے گئے تھے ۔ اس محل کے باہر کل چار عدد "WINGED BEINGS" ایستادہ کھڑے تھے ۔ ان "WINGED BEINGS" کے ساتھ ایک چھوڑ کر ایک کے تناسب سے انسانی مجسمے بھی لگائے گئے تھے ۔ تاریخ دانوں کا عام خیال ہے کہ یہ انسانی مجسمہ بذاتِ خود بادشاہ سارگون کا تھا کیونکہ بادشاہ کی شان اور طاقت کے اظہار کے لئے انسانی مجسمہ گود میں شیر (LION) کو اٹھائے کھڑا دکھایا گیا ہے ۔ اونچائی میں پروں والے بیل سے اونچا تھا ۔ بائیں جانب ایک قطار میں مندر تعمیر کیے گئے تھے ۔ ان مندروں کو مختلف دیوتاؤں کی خوشنودی کی خاطر ان کے ناموں سے موسوم کیا گیا تھا ۔ ان مندروں کے پیچھے ایک بہت بڑا "ZIGGURATE" تعمیر کیا گیا تھا ۔ یہ ZIGGURATE وسطی ایشیا کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا واحد "ZIGGURATE" تھا تباہی کے بعد اب صرف چار منزلیں باقی بچی ہیں ۔ یہ تمام سات منزلیں اپنا جدا جدا رنگ لئے ہوئے تھیں ۔ اور ہر رنگ کسی مخصوص دیوتا کی نشاندہی کرتا تھا ۔ اس "ZIGGURATE" میں رنگ ، حُسن اور شان کو رنگین ٹائلوں کی خوشنمائی کے ذریعے پیش کیا گیا

ہے اس عظیم عبادت گاہ کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی تعمیر ، بابل (BABY LON) سے ملنے والے مینار بابل کی جسامت اور خوبصورتی سے متاثر ہو کر کی گئی تھی ۔ یہ ZIGGURATE دیوتا کی خوشنودی حاصل کرنے کے علاوہ شاہی خاندان کو عبادت کے مواقع باآسانی فراہم کرتا تھا ۔

ان حصوں کے علاوہ اس محل کے کچھ مخصوص حصے بھی تھے جن میں منفرد "HILANI" تھے ۔ اسے حرف عام میں "JUDGEMENT HALL" بھی کہتے ہیں ۔ یہ مستطیل نما ہال اپنی طرز کی نئی اور منفرد تعمیر تھی ۔ ستونوں پر تعمیر کئے گئے ایک بہت بڑے پورچ کے بعد اس عمارت کا داخلی دروازہ تھا ۔ جو ایک طرف کی پوری چوڑائی پر محیط تھا ۔ اس ہال میں بادشاہ حکمران ، فوجی ، سرکاری ملازمین اور مذہبی پیشوا یعنی بزرگ وغیرہ مل کر کسی خاص بات کا فیصلہ کرتے تھے ۔ اسے شاہی عدالت بھی کہا جا سکتا ہے ۔ شامیوں کے بعد آنے والی نسلوں میں بھی ہمیں اس طرز کی عمارات ملتی ہیں ۔ جن میں ایران اور وادی سندھ قابلِ ذکر ہیں ۔ اس ہال میں بیٹھ کر جنگی منصوبے بھی بنائے جاتے تھے ۔ اور سلطنت کے دوسرے مسائل بھی طے کئے جاتے تھے ۔ اس شاہی دربار کی عمارت کے بعد ہمیں شاہی خاندان کی عورتوں کی رہائش گاہیں ملتی ہیں ۔ جنہیں "HERRAM" (حرم) کہا جاتا تھا ۔ اس کو عام زبان میں زنان خانہ بھی کہا جاتا ہے ۔ اس عمارت میں شاہی خاندان سے متعلق تمام عورتیں مل کر رہتی تھیں ۔ بادشاہ کی ماں ان سب کی سربراہ تھی ۔ جس سے مشورے وغیرہ لئے جاتے تھے ۔ اس کی جانشین بادشاہ کی سب سے پہلی بیوی تھی ۔ (یہ بادشاہ ایک سے زیادہ شادیاں کرتے تھے) وارثِ تخت کی ابتدائی پرورش اسی حرم میں کی جاتی تھی بعد میں اسے گھڑ سواری اور نشانہ بازی میں ماہر ہونے کی تربیت دی جاتی تھی ۔ اس "HERRAM" کی پُشت پر ایک عمارت تھی جو محل کے سب سے آخری اور پیچھے کے کونے میں تعمیر کی جاتی تھی ۔ اسے "KHAN" کہا جاتا ہے ۔ یہ عمارت نوکروں کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی ۔ اس میں محل کا ملازم طبقہ کام کاج کرنے کے بعد چلا جاتا تھا ۔ اس عمارت کے قریب ڈھلوانی راستہ جا کر ختم ہوتا تھا ۔ اور اس کے قریب گھوڑوں کا اصطبل وغیرہ بھی تھا ۔ تاکہ ملازمین جانوروں کی نگرانی اور دیکھ بھال کر سکیں ۔

بادشاہ "SARGON ii" کا یہ محل شامیوں کی روایات کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخ فنِ تعمیر میں ایک گراں قدر اضافہ بھی تھا اور اس میں ایک پورا شہر بسا ہوا تھا ۔ فنِ تعمیر کی دوسرے نمونے اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں ۔ اب ہم شامیوں کے خوبصورت فنِ سنگتراشی کا جائزہ لیں گے ۔

سنگتراشی SCULPTURE

نمایاں خصوصیات : "MAIN CHARACTERISTICS"

شامی فنِ سنگتراشی بالخصوص ، ریلیف "RELIEF WORK" کی تکنیک پر مبنی تھی SUMMER سے ہمیں "SCULPTURE IN THE ROUND" کے نمونے ملتے ہیں ۔ لیکن ASSYRIA سے "RELIEF WORK" کی اعلیٰ ترین مثالیں ملی ہیں ۔ ان کے فن کو دیکھ کر اگر ہم اسے ایک نام دینا چاہیں تو ہم باآسانی اسے "SEMIREALISTIC ART" (نیم قدرتی) فن کہہ سکتے ہیں ۔ کیونکہ ان کے فن پاروں میں ہمیں انسانی جسم ، اس کی لچک ، حرکات اور سکنات

اپنی تمام تر جوئیات کے ساتھ دکھائی دیتی ہیں ۔ لیکن ان کا انداز انتہائی سادہ ہے ۔ حالانکہ شامی فنِ سنگتراشی کا تمام تر تعلق بادشاہوں اور دیوتاؤں کی ذات سے منسلک تھا اور ان ہی کی خوشنودی کی خاطر تمام تر سنگتراشی کی جاتی تھی اور بادشاہ ہی اُن فنکاروں کی پُشت پناہی کرتے تھے ۔ شامیوں کے "RELIEF WORKS" میں ہمیں تین موضوعات زیادہ تر نظر آتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 – جنگی مناظر (WAR SCENES)

2 – شکار کے مناظر (HUNTING SCENES)

3 – مذہبی رسوم کے مناظر (RELIGIOUS EPISODES)

یہ تمام موضوعات حاکم وقت کی ذات سے منسوب ہوتے تھے ۔ اس لئے ان فن پاروں میں ہمیں شاہی شان ، شاندار لباس ، صحت مند خدوخال اپنی تمام تر تفصیل کے ساتھ نمایاں دکھائی دیتے ہیں ۔ بادشاہوں کو عام آدمی سے نمایاں کرنے کے لئے جسامت میں بڑا بنایا جاتا تھا ۔ ہر شکل اصلیت مگر سادگی کے ساتھ پیش کی جاتی تھی ۔ بادشاہوں کی فتوحات کی داستانیں حقیقی رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی ۔ اسی لئے شامی سنگ تراشی کو "SEMI-REALISTIC" اور SUMMERIAN سنگتراشی کو "STYLIZED" کہا جاتا ہے ۔ سمیرین لوگ دیوتاؤں کی شبیہہ تراشتے تھے اور شامی لوگ بادشاہوں کو موضوع بناتے تھے ۔ سمیرین چونکہ مکمل طور پر مذہبی سنگتراشی کرتے تھے اس لئے ان کے فن پاروں میں بھدا پن اور سادگی نمایاں تھی جبکہ شامی سنگتراشی میں بادشاہوں کو پُرکشش اور سجاوٹ سے بھرپور لباس اور زیورات وغیرہ سے مُزین دکھایا جاتا تھا ۔ سمیرین سنگتراشی میں جسمانی حرکات ناپید تھیں جبکہ شامیوں نے جسم کے عضلات اور ہڈیوں وغیرہ سے انسانی جسم کو حرکت کرتا ہوا دکھانے کی بھرپور کوشش کی ہے ۔ اب ہم مثالوں کی مدد سے شامیوں کی سنگتراشی کا جائزہ لیتے ہیں ۔

مثال نمبر 1 : "THE DYING LIONESS" (مرتی ہوئی شیرنی)

یہ "RELIEF WORK" نینوا کے مقام سے ملی تھی ۔ یہ "LIME STONE" میں تراشا گیا ہے اور تقریباً 23 اِنچ اونچا ہے ۔

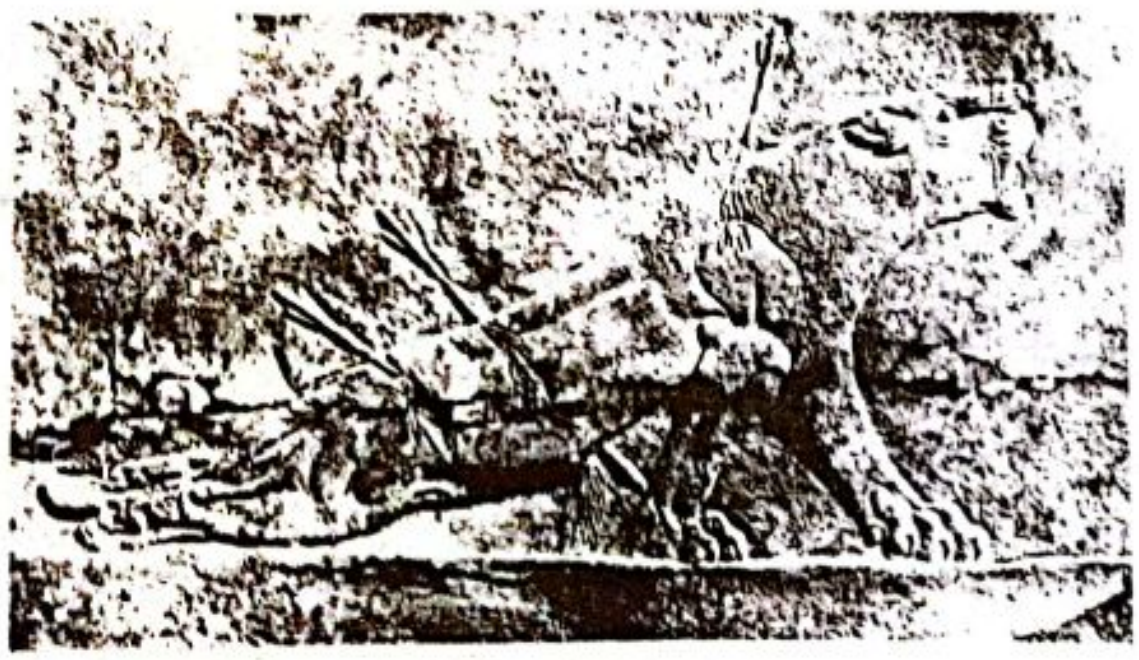

یہ خوبصورت فن پارہ شامی سنگتراشی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ اس میں ایک شیرنی کو شکاری کے تیر سے گھائل ہو کر مرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اس جانور کو زندگی کی آخری سانسیں لیتے ہوئے دکھایا گیا ہے جس کی پچھلی ٹانگوں سے جان نکل چکی ہے اور وہ اپنی زندگی میں آخری کرب ناک چیخ مار رہی ہے ۔ زندگی اور موت کے درمیان صرف ایک مختصر لمحہ باقی ہے جس کو انتہائی حساس انداز میں تراشا گیا ہے ۔ اور یہ احساس ایک انتہائی جاندار اور فطری کاوش ہے ۔ جسے سنگتراش نے بے حد سادہ اور حقیقی رنگ میں اُجاگر کیا ہے ۔

مثال نمبر 2 :

"ASHURNASIRPAL ii AT WAR" NIMRUD C, 875 B.C.

(آسر نصیر پال جنگ کے محاذ پر)

یہ فن پارہ جو سنگتراشی میں شامی فن کار کی مہارت کا اعلیٰ ثبوت ہے "LIME STONE" میں تراشا گیا ہے ۔ اور یہ تقریباً 39 انچ اونچا ہے ۔ اب یہ لندن کے "برٹش میوزیم" میں رکھا ہوا ہے ۔ یہ "NIMRUD" کے مقام سے ملا تھا ۔ اس ریلیف میں جنگ کے موضوع کے اعتبار سے بہت سے لوگ اور ان کے درمیان پائی جانے والی بے چینی دکھائی گئی ہے ۔ بادشاہ اور دوسرے امراء بگھیوں میں سوار ہو کر اپنے دشمنوں پر تیر اندازی کر رہے ہیں ۔ یہ گھوڑے اور بگھیاں عام تناسب سے زیادہ جگہ لئے ہوئے ہیں کیونکہ ان پر بادشاہ سوار ہے ۔ سنگتراش کا مقصد بادشاہ کی شان اور دبدبہ کو اُبھارنا ہے اس لئے اس نے مُضحکہ خیز حد تک تفصیلات کو اُجاگر کیا ہے ۔ دشمن کو گھائل ہو کر بے چارگی سے گرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ دائیں جانب قلعہ بند دشمن کی نشاندہی کی گئی ہے ۔ اس ریلیف میں بھی انسانی جسم کی بناوٹ لباس کی سجاوٹ ، گھوڑوں اور گاڑیوں کی بناوٹ شامی روایات کی عکاسی ہے ۔

مثال نمبر 3 :

ASHURBANIPAL HUNTING LIONS NINEVAH, 650 B.C.

(آشر بنی پال شکار کرتے ہوئے) یہ ریلیف دوسرے فن پاروں سے اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ "ALABASTER" پتھر میں تراشی گئی ہے اور تقریباً 60 انچ اونچی ہے ۔ شامی سنگتراشی کی روایات لئے ہوئے یہ فن پارہ ہمیں سنگتراشی کے

عمیق مشاہدے سے بھی روشناس کراتا ہے کیونکہ انسان اور جانور کے اجسام کی بنیادی خصوصیات اور بناوٹ کو واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ نیزوں کی آڑھی ترچھی لائنیں ۔ COMPOSITION میں بے پناہ حرکت اور طاقت پیدا کرتی ہیں ۔ بادشاہ اور درباری روایتی انداز میں اپنی بگھی میں کھڑے ہو کر شیروں پر حملہ آور ہو رہے ہیں ۔ بہت سے شیر گھائل ہو کر گر چکے ہیں صرف ایک شیر اُچھل کر جوابی حملہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ جو اس خوبصورت ریلیف میں پُرجوش حرکت کو ظاہر کرتا ہے ۔

شکار اور جنگ کے مناظر کے علاوہ بادشاہ کی درباری اور نجی زندگی کو بھی شاہی سنگتراشوں نے اپنا موضوع بنایا ہے ۔

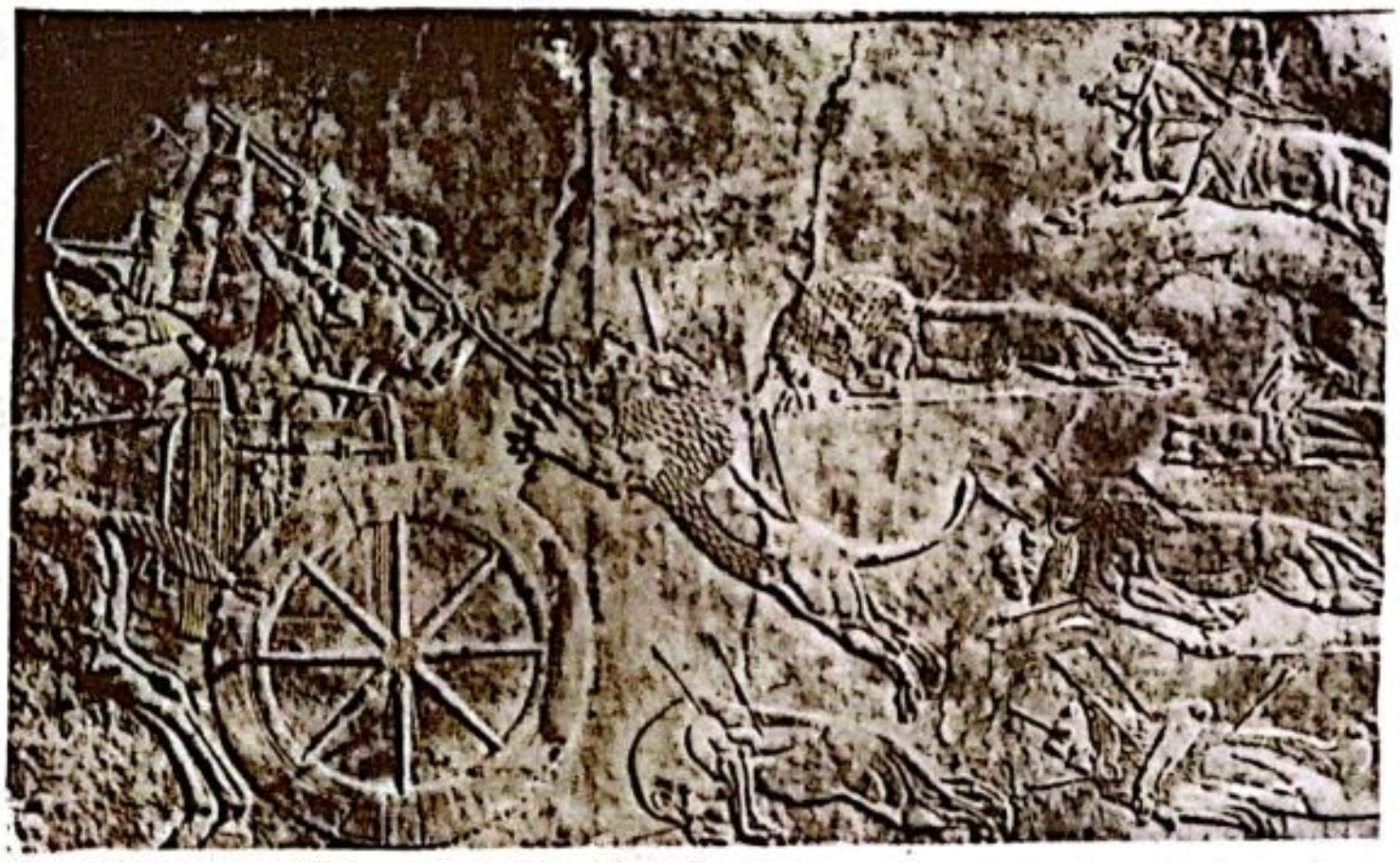

مثال نمبر 4 :

مثلاً ASHURNASIRPAL ii DRINKING" NIMRUD, C, 875 B.C.

(آشر نصیرپال دوئم شراب پیتے ہئوے) یہ ریلیف ہمیں NIMRUD کے مقام سے ملی ہے اور یہ "LIME STONE" میں تراشی گئی ہے ۔ اس کی جسامت تقریباً 7 فٹ 8 انچ کے برابر ہے ۔ یہ ریلیف بادشاہ کی مدح سرائی میں تراشی گئی ہے ۔ کیونکہ بادشاہ کو انتہائی شان و شوکت اور روایتی دبدبے کے ساتھ تراشا گیا ہے ۔ وہ اپنے درباریوں کے ہمراہ اپنے دیوتا کے حضور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیوتا کا دیا ہوا شراب کا تحفہ پینے والا ہے جو اس نے

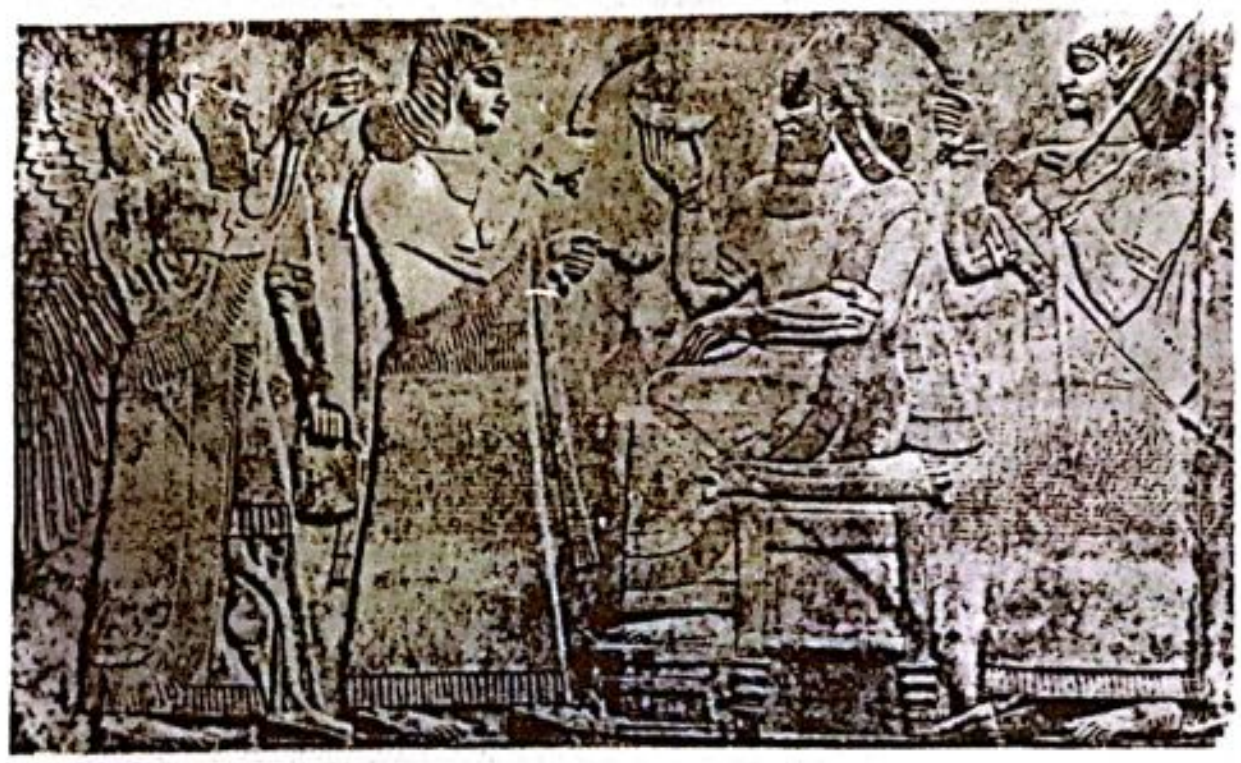

دائیں ہاتھ میں ایک پیالے میں اٹھا رکھا ہے ۔ بائیں ہاتھ میں پروں والا دیوتا اسے یہ مشروف پی جانے کی ہدایت دے رہا ہے ۔

مثال نمبر 5 : "STAG HUNT WITH NETS"

جال لگا کر ہرن کا شکار)

یہ ریلیف پتھر میں تراشی گئی ہے ۔ اس میں قدرتی مناظر کی خوبصورت عکاسی کی گئی ہے ۔ اس سے ہمیں سنگتراش کے مشاہدے اور تجربے کا اندازہ ہوتا ہے کیونکہ نیم دائرے میں تراشے ہوئے جال کے ڈیزائن کے اندر جانور شکاریوں سے بچنے کے لئے اِدھر اُدھر بھاگ رہے ہیں ۔ اُن کی بناوٹ اور جسمانی تناسب انتہائی موزوں ہے ۔ پتھر کا قدرتی رنگ اس ریلیف میں خوبصورتی میں اضافے کا باعث ہے ۔ درختوں اور پودون کو تراشنے کا انداز اتنا حقیقی ہے کہ جنگل کا گُمان ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ وہ انسانوں اور جانوروں کی بنیادی اشکال انتہائی خوبصورتی سے تراشی گئی ہیں ۔

مثال نمبر 6 :

"TROOPS SWIMMING IN THE WATER TO ATTACK"

(فوج کا پانی میں تیر کر دشمن پر حملہ کرنے کا منظر)

یہ خوبصورت ریلیف ہمیں نمرود کے مقام سے ملی ہے ۔ جو شامیوں کی جنگجو صفات کی آئینہ دار ہے ۔ یہ فن پارہ آشر نصیر پال کے محل کی دیوار پر تراشا گیا ہے ۔ بادشاہ کی فوجیں دشمن پر حملہ کرنے کے لئے پانی میں اُتر گئی ہیں ۔ دائیں جانب دشمن کا دفاعی قلعہ دکھائی دے رہا ہے ۔ بائیں جانب کچھ تیر انداز دریا کے کنارے دشمن کے لئے گھات لگائے بیٹھے ہیں ۔ پانی کو دائروں کی شکل میں تراشا گیا ہے ۔ اور دریا کے کناروں پر قدرتی انداز میں خوبصورت پودے تراشے گئے ہیں ۔

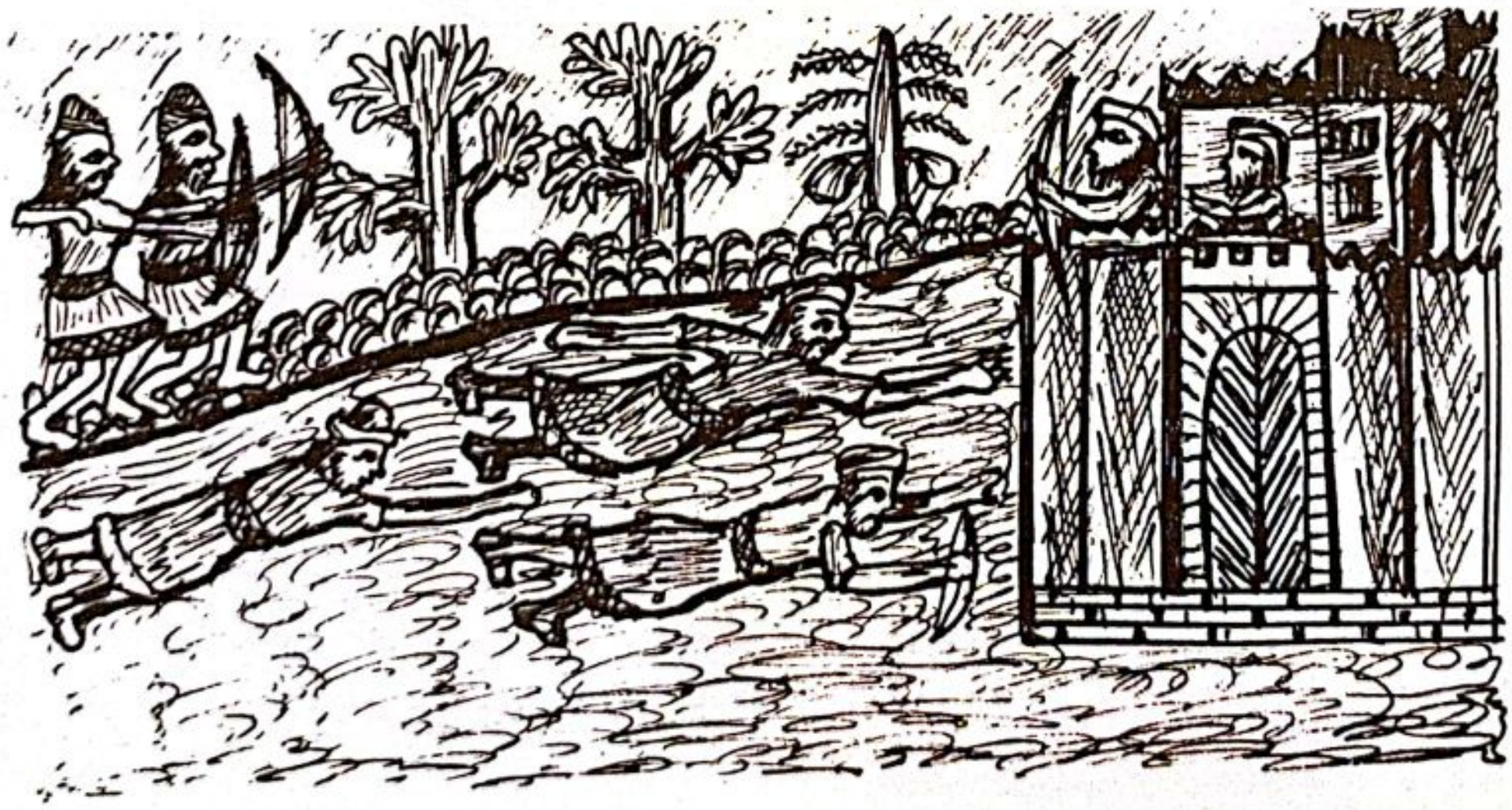

مثال نمبر 7 :

WINGED BEING WITH KING'S ARMS BEARER

(بادشاہ کا فوجی اور دیوتا)

نمرود کے مقام پر بادشاہ کے محل کی دیوار پر تراشی ہوئی یہ ریلیف اس لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے کہ اس میں دیوتا اور انسان دونوں کو ان کے مقام اور رُتبے کے لحاظ سے تراشا گیا ہے ۔ یہ شامیوں کے مذہبی عقیدے کو اجاگر کرنے کے لئے تراشی گئی تھی ۔ انسانی جسم کی بناوٹ اور اس کا تناسب و توازن قابلِ تحسین ہے ۔

مثال نمبر 8 :

ASHURBANIPAL HUNTING LIONS

(آشر بنی پال شیر کا شکار کرتے ہوئے) (تصویر صفحہ 169 پر)

بادشاہ کی شان ، روز مرّہ کے مشاغل اور شاہی دبدبہ کا اظہار اس ریلیف میں بخوبی نظر آتا ہے ۔ بادشاہ کو گھوڑے پر سوار دکھایا گیا ہے ۔ اور وہ نیزے سے شیر پر حملہ آور ہو رہا ہے ۔ جنگلی شیر گھوڑے پر حملہ آور ہے ۔ اور گھوڑے کی اگلی ٹانگیں ہوا میں معلق دکھائی گئی ہیں ۔ جو منظر میں حرکت اور زندگی پیدا کرنے کا باعث ہیں ۔ بادشاہ خوبصورت لباس میں آراستہ گھوڑے پر سوار ہے ۔ ایسی آڑھی اور ترچھی لائینوں سے تمام شاہی سنگتراش ان ریلیف ورکس میں نمایاں حرکت اور توازن پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے ۔

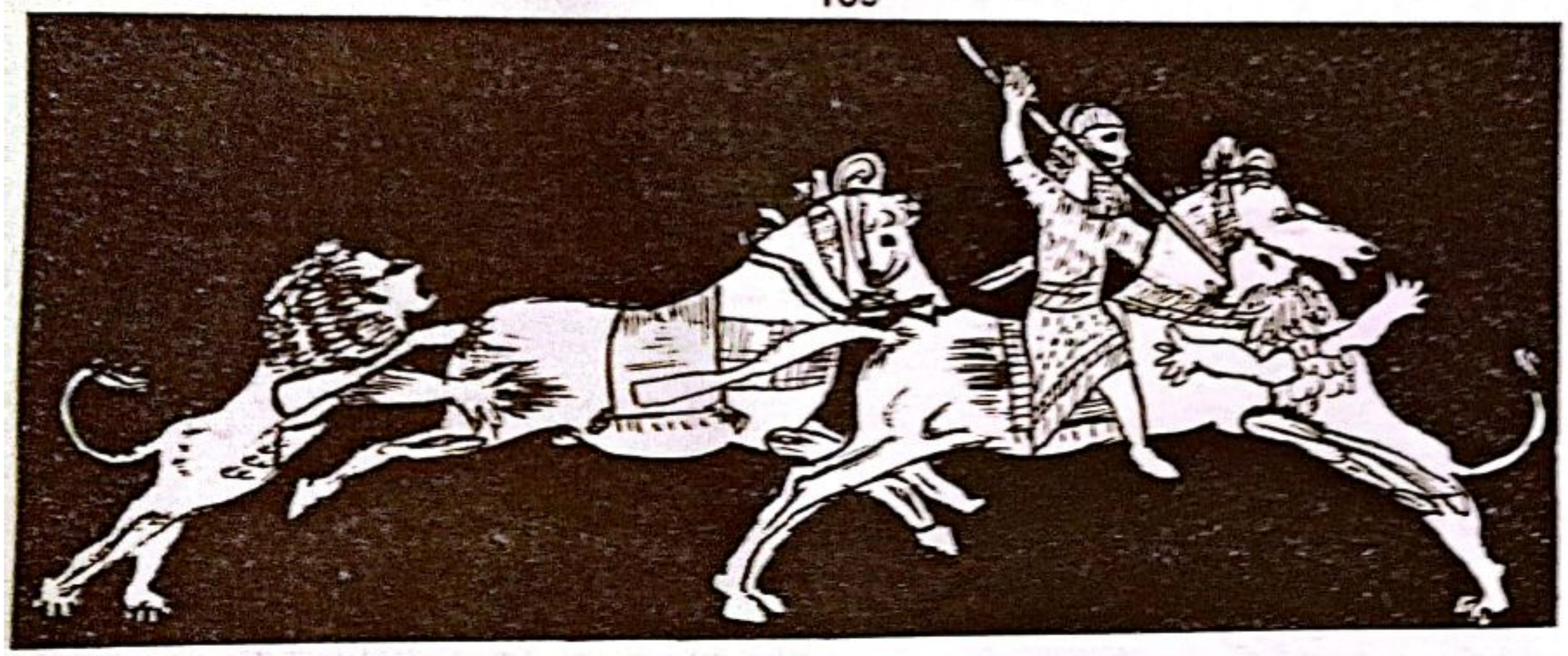

مثال نمبر 9:

ASSHURBANIPAL IN HIS GARDEN

یہ خوبصورت ریلیف جنگ اور شکار کے مناظر سے ہٹ کر ایک مختلف سماں پیش کرتی ہے ۔ اس میں سنگتراش نے اپنے تخیل کے زور پر موضوع کے اعتبار سے باغ میں بہت سے درختوں کی اقسام تراشی ہیں ۔ بادشاہ سلامت ایک اونچی کرسی پر براجمان ہیں ۔ اور موسیقار اس کا دل بہلا رہے ہیں ۔ پس منظر میں خوبصورت پودے تراشے گئے ہیں ۔ تمام لوگ ایک قطار میں نظر آتے ہیں ۔ یہ ریلیف ہمیں نینوا کے مقام سے ملی ہے ۔ وہاں محل کی دیوار پر بنی ہوئی یہ ریلیف تاریخی اہمیت کی حامل ہے ۔

شامی سنگتراشی کی یہ تمام خوبصورت مثالیں دیکھ کر ہمیں ان فنکاروں کا جُداگانہ انداز ، روایات اور ان کی فنی مہارت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ ہمیں اس دور کے بادشاہوں کے رہن سہن ، ان کے جاہ و جلال اور شان و شوکت کی کہانی واضح نظر آتی ہے ۔ اور یہ فن پارے ہمیں ان کی تہذیب ، رسم و رواج اور ثقافت کے بارے میں بھی بخوبی آگاہ کرتے ہیں اور اپنے سادہ انداز کے باعث دوسروں کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں ۔

شامی تصویر کشی ASSYRIAN PAINTINGS

شامیوں کی تہذیب سے ہمیں تصویر کشی کی واحد مثال ملتی ہے ۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ شامیوں نے مصری لوگوں کی طرح اپنے بادشاہوں کے محلات کو ان کے حکم کے مطابق مکمل طور پر سنگتراشی اور تصویر کشی کے نمونوں سے سجایا تھا ۔ ان میں دیواروں پر ریلیف ورک ، فریسکو پینٹنگز اور "WINGED BULLS" کے مجسمے شامل ہیں ۔ یہ تمام فنون لطیفہ کے اعلیٰ ترین نمونے ہونے کے علاوہ شاہی زندگی کے معمولات اور ان کے تمدن کے آئینہ دار بھی ہیں ۔

"A HALL IN THE ROYAL PALACE AT NINEVAH"

یہ تصویر ایک شاہی محل کے ہال کا اندرونی منظر پیش کرتی ہے جس کو دیکھ کر ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ محلات کو اندر سے کس انداز سے آراستہ کیا جاتا تھا ۔ اس میں دیواریں ، چھتیں اور ستون غرضیکہ ہر چیز فن تصویر کشی کے نمونوں سے آراستہ دکھائی دیتی ہے ۔ ستونوں کے ساتھ دونوں اطراف پر پروں والے دیوتا "WINGED BULL" کے مجسمے ایستادہ دکھائی دیتے ہیں ۔ تصویر کشی کی باقاعدہ کوئی مثال اب ہمیں نہیں ملتی سوائے ایک فریسکو پینٹنگ کے جو "TIL BaSSIR" کے گورنر کے محل کی دیوار پر بنی ہوئی تھی ۔ اس تصویر میں دو انسانوں کے چہرے یکطرفہ رُخ پر پینٹ کئے گئے ہیں ۔

"THE RULER" REPRESENTATIVES AMONG THE PEOPLE

کہا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ کے اہلکار ہیں جو شاہی دربار کا لباس پہنے ہوئے ہیں ۔ اس میں ان کے چہروں کے تاثرات پر رعت اور دبدبہ نمایاں ہے ۔ کانوں میں بالیاں سی پہنے ہوئے ہیں ۔ سر کے بال اور داڑھی گنگھریالے بالوں کی وقع پر بنائی گئی ہے ۔ پس منظر پر ہلکا بادامی ("YELLOW OCHRE") رنگ لگایا گیا ہے ۔ انسانوں کے چہرے گہرے براؤن رنگ کی آؤٹ لائن سے اُجاگر کئے گئے ہیں ۔ آنکھیں چہرے کے تناسب سے بہت نمایاں اور بڑی بنائی گئی ہیں ۔ سر کے بالوں پر ماتھے کے اوپر سے دو رنگ کا بینڈ (BAND) پہنے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔ لباس کے ڈیزائن کو سادہ جیومیٹری کی لائنوں سے واضح کیا گیا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کے یہ اہلکار بادشاہ کے حکم کے مطابق ٹیکس وصول کرنے کے مجاز ہوتے تھے ۔ اس کے علاوہ تصویر کشی کے تمام شاہکار کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں ۔

ایران

PERSIAN CIVILIZATION

ایرانی تہذیب : (525 B.C. سے 331 B.C. تک)

وسطی ایشیا کی قدیم تہذیب کی چوتھی اہم کڑی ایران کی تہذیب ہے ۔ "CHALDEANS" نسل کے بادشاہ "NABUCHANDNAZZAR" کو ایرانی حکمران "CYRUS" ii نے 550 قبل از مسیح میں شکست دی اور یوں "NEO BABYLONION" دور کا خاتمہ ہوا سائرس نے ایرانی سلطنت کی بنیاد ڈالی ، جس کے مشہور شہر PERSIPOLIS, SUSA اور PASARGADEA ہیں "CYRUS" ii کی وفات کے بعد B.C.529 میں اس کا بیٹا تخت نشین ہوا جس کا نام "CAMBYSES" ہے ۔ اس بادشاہ نے بے شمار جنگوں اور فتوحات کے بعد اپنی سلطنت کو وسیع تر بنا دیا ۔ اور ایک دور دراز کی جنگی مہم میں B.C. 522 میں وفات پا گیا "CANBYSES" کی فوج کا جرنیل "DARIOUS" تھا جو بہت پُر اعتماد اور بہادر جرنیل تھا ۔ جس نے "CAMBYSES" کی وفات کے بعد حکومت کی باگ ڈور سنبھال لی اور ملک کے تمام اہم شعبوں کا چارج سنبھال لیا ۔ "DARIOUS" نے جب تخت و تاج پر قبضہ کیا تو اُسے تقریباً ایک برس تک مخالفین کی بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن بالآخر اُس نے اپنے آپ کو اپنی فراست تدبیر اور زورِ بازو کے بَل بُوتے پر اس تخت و تاج کا اہل ثابت کر دیا اس کے دور میں ایرانی سلطنت نہ صرف ایران اور وسطی ایشیا کے علاقوں تک بڑھی بلکہ دریائے سندھ سے دریائے نیل تک شرقاً غرباً پھیل گئی ۔ اس کے علاوہ ASIA MINOR کے کچھ علاقوں پر بھی ایرانی قابض ہو گئے اور رقبہ کے لحاظ سے قدیم تہذیبوں میں وسیع تر سلطنت قرار دی گئی B.C. 486 میں DARIOUS کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا "XERXES" تخت نشین ہوا ۔ "DARIOUS" اور "XERXES" کا مجموعی دور حکومت دو سو برس کا عرصہ کہا جاتا ہے ۔ B.C.486 سے B.C.465 تک "XERXES" حکمرانی کرتا رہا اس کے دورِ حکومت کو "ACHAMENID DYNASTY" کا نام بھی دیا جاتا ہے ۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ پہلے پہل اس مقام پر مختلف زبانیں بولی اور لکھی جاتی تھیں ۔ کیونکہ یہاں مختلف قوموں اور نسلوں کے لوگ رہائش پذیر تھے ۔ اس دور میں "ARAMAIC" زبان کو سرکاری زبان قرار دیا گیا اور "XERXES" نے کاتبوں اور مذہبی لوگوں کو اس مخصوص زبان میں ادب ، مذہب اور دوسری کتابوں کا ترجمہ کرنے کا حکم دیا ۔ اور یوں یہ زبان (SEMETIC-TONGUE) رواج پا گئی ۔

اس دور کے تمام دستاویزات اور مسوّدے اسی زبان میں لکھے جاتے تھے ۔ وسطی ایشیا کے تمام دوسرے علاقوں کی طرح یہاں بھی قدرتی طاقتوں کی پوجا کی جاتی تھی جن میں بھڑکتی ہوئی آگ زیادہ قابلِ ذکر ہے ۔ ان کا مشہور مذہبی

پیشوا (زرتشت) "ZAROASTER" تھا ۔ جو لوگوں کو مذہبی تعلیم دیتا تھا ۔ اور تمام مذہبی رسومات کو "ZORASTANISM" کا نام دیا گیا ۔ اس مذہب میں لوگوں کو دو بنیادی باتوں سے روشناس کرایا گیا یعنی اچھائی اور بُرائی ، جن کے لئے دو دیوتا تھے ایک روشنی کا دیوتا (اچھائی) اور دوسرا اندھیرے کا دیوتا (بُرائی) ہر مذہبی رسم کی ادائیگی کے وقت آگ کو پاک تصور کرتے ہوئے جلایا جاتا تھا ۔ اور مندروں میں آگ جلانے کے لئے مخصوص جگہیں بنائی گئی تھیں ۔ اور اسے وہ مُقدس آگ کا نام دیتے تھے ۔ ان کا مذہب بادشاہوں کے زیرِ نگرانی چلتا تھا جس کے باعث یہ بادشاہ اور اُمراء کے طبقوں تک مخصوص تھا ۔ تاہم عام آدمی بھی ان مذہبی تہواروں اور رسومات میں شرکت کرنے کا مجاز تھا اور مذہبی رسومات کی ادائیگی ہمیشہ ایک بڑے ہجوم کی موجودگی میں کی جاتی تھی ۔ ایرانیوں نے قدیم دیوتاؤں کو عام آدمی سے متعارف کروایا اور اسے انسانی سطح پر لانے کی کوشش کی جبکہ ان سے پہلے "SUMER" اور "ASSYRIA" کے علاقوں میں دیوتا کو ماورائی مخلوق بنا کر پیش کیا جاتا تھا جبکہ "ZORASTANISM" نے عام آدمی میں مذہبی شعور کو بیدار کیا ۔ اور مذہبی تعلیمات کو عام کیا ۔

سر زمینِ فارس میں بہت سی قسموں کے پتھر دستیاب تھے جن میں "ALABASTOR" اور "MARBLE" قابلِ ذکر ہیں ۔ دھاتوں میں "BRONZE" اور "GOLD" کثیر مقدار میں دستیاب تھیں ۔ پتھریلی چٹانوں اور پہاڑوں کو کاٹ کر پتھر کی اینٹیں بنائی جاتی تھیں ۔ جو محلات ، مندر اور دوسری عمارات کی تعمیر میں استعمال کی جاتی تھیں ۔ اس کے علاوہ یہاں لکڑی "TIMBER" بھی دستیاب تھی جس کا استعمال ہمیں ایرانی عمارات سے ملتا ہے گو اب یہ عمارات کھنڈرات کی شکل اختیار کر چکی ہیں اور لکڑی کا وجود مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے ۔ لکڑی کے استعمال کی قدیم مثال "PERSIPOLIS" کے مقام پر بنے ہوئے "DARIOUS" اور "XERXES" کے محلات ہیں ۔ ان عمارات کو "ALEXANDER" نے فتح کرنے کے بعد جلا دیا تھا جس کے باعث لکڑی کی چھتیں جل کر مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھیں ۔

ایرانیوں کے عام سماجی قوانین امن پسندی پر مبنی تھے ۔ ان کے فاتح حکمران جب کسی علاقے کو فتح کرتے تو وہاں کے مقامی لوگوں کو پوری آزادی دی جاتی اور امنِ عامہ کو بحال کرنے کے اقدامات کئے جاتے ۔ ہر شہر میں دو عدالتیں قائم ہو جاتیں جن میں ایک ایرانی سرکاری عدالت ہوتی جس میں ایرانی قانون لاگو ہوتا اور دوسری مقامی قوانین پر مبنی عدالت قائم کی جاتی جس میں مقامی زبان میں قانون لاگو کیا جاتا ۔ قانون کی پابندی ہر خاص و عام پر لازم تھی ، اس کے علاوہ ٹیکسوں کی ادائیگی کے قانون پر سختی سے عمل درآمد کیا جاتا تھا ۔ کسی بھی مفتوح علاقے کا مکمل جائزہ لیا جاتا ۔ وہاں کی سرکاری اور غیر سرکاری املاک کا اندازہ لگایا جاتا ۔ پھر بادشاہ کے حضور تمام حساب پیش کیا جاتا کیونکہ وہ ہی ان املاک کا جائز حقدار مانا جاتا تھا ۔ اور مقامی لوگ محض کرایہ دار کی حیثیت سے کام کرتے تھے ۔ اور اپنی تمام آمدنی پر مستقل ٹیکس ادا کرنا ان پر واجب ہوتا تھا ۔ خالصتاً ایرانی نسل کے لوگ ان ٹیکسوں سے مبرّا تھے ۔ یہ ٹیکس آمدنی کے لحاظ سے بادشاہ کی طرف سے عائد کئے جاتے تھے ۔ ناپ تول کے لئے سرکاری باٹ استعمال کئے جاتے ۔ اس دور میں سکّہ کا استعمال شروع ہوا ۔ جو اس سے پہلے کی تہذیبوں میں نہیں تھا ۔ یہ سکّے پتھر اور دھات کے بنائے جاتے تھے ۔

یہاں کی سرزمین کافی زرخیز تھی ۔ بادشاہ "DARIOUS" نے بہت سے نئے تعمیری کام کئے جن میں محلات اور مندروں کی تعمیر نئے نہری نظام کی تعمیر اور تجارتی راستوں کی تعمیر قابلِ ذکر ہے ۔ اس نے دریائے نیل سے بحرۂ احمر

(RED SEA) تک ایک نہر کھدوائی ۔ اس کے علاوہ خلیج فارس کے کنارے بندر گاہ کی بنیاد ڈالی اور تجارتی راستے بنوائے ان نئے تجارتی راستوں میں سب سے لمبا اور اہم راستہ سوسہ سے سارڈس تک کا تھا ۔ (FROM SUSA TO SARDIS) آبی راستوں سے دور دراز کے ملکوں سے تجارت کرتے تھے ۔ جن میں شمالی اٹلی کا ساحلی علاقہ بھی شامل ہے ۔

ایرانی حکمرانوں نے شامیوں کی طرح فوج کی تربیت پر خاص توجہ دی ۔ سلطنت کے ہر مرد کا فوج میں جانا یا بوقتِ ضرورت فوجی ڈیوٹی سر انجام دینا انتہائی ضروری قرار دیا گیا ۔ جنگ کے بعد مفتوحہ علاقوں سے بھی لوگوں کی مرضی کے مطابق انہیں اپنی فوج میں شامل کر لیتے تھے ۔ فوج زیادہ تر نیزوں یا تیر کمان سے مسلح ہوتی تھی ۔ اور ایک مخصوص فوجی وردی پہنتی تھی ۔ جو ان کی پہچان تھی ۔ اس کی اعلیٰ مثال ہمیں "SUSA" اور "PERSIPOLIS" کے مقام پر تعمیر کئے گئے محلات کی دیواروں کی RELIEFS سے ملتی ہے ۔ بادشاہ کی فوج (10,000) دس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھی ۔ جنہیں بادشاہ نے "IMMORTALS" (لافانی) کا نام دے رکھا تھا ۔ اس میں ایک ہزار (1000) فوجیوں کے نیزوں کی نوکیں یا انیاں سونے کی تھیں ۔ اور باقی (9,000) نو ہزار کے نیزے چاندی کی نوکوں یا انیوں کے تھے ۔ یہ فوجی ہر وقت ہتھیاروں سے لیس سے تھے ۔ اور بادشاہ کے محافظ بھی تھے ۔

فوج کے علاوہ بادشاہ کا ایک محکمہ پولیس کا بھی تھا ۔ جو نیم سرکاری اور سرکاری خدمات انجام دیتے تھے ۔ ان میں خفیہ فوج کے بھی آدمی موجود تھے ۔ جو ساری سلطنت کے تمام علاقوں کی مخبری کرتے تھے ۔ اور بادشاہ کو اصل واقعات و حالات سے آگاہ رکھتے تھے ۔ اس کے علاوہ ملک میں سزا و جزا کا قانون تھا ۔ جو بادشاہ کے حکم سے ہر مقدمے کے فیصلے کے وقت عوام کو پڑھ کر سنایا جاتا اور اس پر عمل کروایا جاتا تھا ۔

ایرانی سلطنت ایک تجارتی مرکز ہونے کے باعث بہت سی تہذیبوں کے فن سے متاثر تھی ۔ ان کے فن میں ہمیں قدیم شامی اور یونانی فن کا اثر کافی حد تک نظر آتا ہے ۔ ان کا فن بہت سی خصوصیات کا حامل ہے ۔ اس میں ہمیں SCULPTURE اور ٹائل پر BASRELIEF کا کام نظر آتا ہے ۔ اگر ہم ایرانی فنون پر ایک نظر ڈالیں تو اسے ہم بیک وقت REALISTIC اور DECORATIVE فن کہہ سکتے ہیں ۔ ان کے فن میں سب سے پہلا نکتہ تو یہ ہے کہ وہ فنِ تعمیر کا ایک حصہ ہے ۔ یعنی فنِ تعمیر کی سجاوٹ کا ایک حصہ ہے ۔ دوسرے لفظوں میں تعمیر کی اس سجاوٹ یا آرائش کو سنگتراشی کا نمونہ بھی کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں ان کے فن پاروں میں فاصلے اور گولائی کا احساس ملتا ہے ۔ یعنی اسے ہم "THREE DIMENTIONAL" آرٹ کہہ سکتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ایرانی سنگتراش انسانی چہرہ پر جذبات اور احساسات کو بھرپور انداز میں پیش کرتا نظر آتا تھا۔ اور یہ چہرے احساسات کی نرمی لئے ہوئے تھے۔ جبکہ ان سے پہلے شامیوں نے جابر اور سخت حکمرانوں کو ان کے مخصوص چہروں کے ساتھ تراشا ان کے ہاں RELIEF کے کام میں حرکت اور زندگی کے آثار ملتے تھے۔ اسی لئے ہم اسے "REALISTIC" آرٹ کہتے ہیں ۔ لوگوں کو خوب زیورات ٹوپیاں اور کپڑے وغیرہ پہنے دکھایا جاتا تھا۔ داڑھی اور سر کے بال بھی انتہائی خوبصورتی سے اُبھارے جاتے تھے۔ انسانی اشکال میں بار بار ایک شکل کو بنایا جاتا جس سے تسلسل کا گمان ہوتا تھا ۔ مگر یہ تسلسل کافی خوبصورتی لئے ہوئے تھے۔ جسم کی ظاہری اشکال کپڑوں اور چہروں کی بناوٹ اور کپڑوں کے نیچے سے جسم کی بناوٹ کو اُبھارنا واقعی قابلِ تحسین ہے ۔ انسانی شکل کے علاوہ پھل پھول اور تمام قسم کے جانوروں کو بھی آرائشی انداز میں بنایا گیا تھا۔

ایرانی فن میں ایک قدرتی چمک پائی جاتی ہے ۔ جو اسے حقیقت کے زیادہ قریب لے آتی ہے ۔ رنگوں کا استعمال بے حد جاندار ہے ۔ انہوں نے شوخ ، پائیدار اور چمکتے ہوئے رنگ استعمال کئے ہیں ۔ تاق کے کام میں "NEO-BABYLON" (جو "ISHTAR GATE" پر ہے) سے متاثر نظر آتے ہیں ۔ سرخ ، نارنجی ، فیروزی ، سفید نیلا رنگ اور اس کے شیڈ کثیر مقدار میں خوبصورت تناسب کے ساتھ استعمال کئے گئے ہیں ۔

"PERSIAN ARCHITECTURE" "ایرانی فنِ تعمیر"

تاریخ گواہ ہے کہ فارس کی ریاست اپنی وسعت کے لحاظ سے آدھی دنیا کی مالک بن گئی تھی ۔ اور "PERSIPOLIS" کے مقام پر دارالخلافہ تعمیر کیا گیا تھا جو اتنا ہی شان شہر تھا کہ تاریخ دان اسے "GLORY OF THE EAST" کے نام سے پکارتے تھے ۔ یہ وسیع و عریض ریاست جس کا حکمران "DARIOUS" بادشاہ تھا 20 گورنروں کے ساتھ حکمرانی کرتا تھا ۔ اس نے تمام علاقوں کو دارالحکومت سے ملانے کے لئے میلوں لمبی شاہراہیں تعمیر کروائیں جن پر تجارتی قافلے بادشاہ کے ایلچی اور فوجی دستے سفر کرتے تھے ۔ آبی راستوں کو منظم اور مستقل کیا گیا جس سے اس سلطنت کا تمام دنیا سے رابطہ قائم ہو گیا ۔ جاسوسی کا نظام اتنا منظم اور برق رفتار تھا کہ ریاست کے کسی کونے سے اگر بغاوت سر اٹھاتی تو اس کا سر چاق و چوبند فوج کی مدد سے کچل دیا جاتا تھا ۔

شاہی محلات کے برعکس ایرانی محلات اونچائی پر تعمیر کئے گئے تھے ۔ "PERSIPOLIS" کے مقام پر تمام محلات ایک دوسرے سے فاصلے پر تعمیر کئے گئے تھے ۔ درمیان میں شاہراہیں تھیں جو رابطے کا کام کرتی تھیں ۔ اور کھلے میدان ہر محل کو دوسرے سے جدا کرتے تھے ۔ ان محلات کی بنیادی خوبی ستونوں کی تعمیر تھی ۔ یہ ستون یونانی تہذیب سے متاثر ہو کر بنائے گئے تھے ۔ یہ ستون "MESOPOTAMIAN ART" کے فنِ تعمیر میں گرانقدر اضافہ کا باعث بنے اور ایرانی محلات کی روایتی تعمیرات میں پُرشکوہ حُسن پیدا کرتے تھے ۔ یہ تمام محلات اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکے ہیں لیکن یہ کھنڈرات اپنی گم گشتہ شان و شوکت کی داستان بیان کرتے نظر آتے ہیں ۔ ان کھنڈرات سے ہمیں چبوتروں ، داخلی دروازوں ، سیڑھیوں ، ستونوں ، دیواروں اور دوسری تعمیرات کے نشان ملتے ہیں ۔ یہ تمام تعمیرات پتھر سے کی گئی تھیں سوائے چھتوں کے جو لکڑی سے بنائی گئی تھیں ۔ (331-549) 200 برس تک یہ عظیم الشان ریاست دنیا کے نقشے پر ماننِد ہلال چمکتی رہی اور لوگ (رعایا) خوش ، خرم آباد رہے 331 میں یونانی فاتح "ALEXADER" نے اس سلطنت کو تاراج کیا اور ان عظیم شاہی نشانیوں کو مٹانے کی خاطر ان خوبصورت عمارتوں کو نذرِ آتش کر دیا جس سے چھتیں وغیرہ جل کر تباہ ہو گئیں اور کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں ۔ یہ تمام عمارتیں پتھر کی اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھیں کیونکہ سنگِ مرمر (MARBLE) اور ALABASTER یہاں بکثرت دستیاب تھا ۔ ایرانی بادشاہ مصری تہذیب میں دروازوں کی ساخت سے بہت متاثر نظر آتے تھے ۔ اس لئے انہوں نے اپنے محلات کی تعمیر کے لئے دروازوں اور کھڑکیوں کے فریم بھی پتھر کی اینٹوں سے تعمیر کروائے تھے ۔ ان محلات کو دیکھ کر یہ احساس ہوتا ہے جیسے ایک بہت بڑا سٹیج سجایا گیا ہے ۔ ایرانی قوم جشنِ نوروز اور دوسرے تہوار بہت اہتمام اور منظم طریقے سے مناتے تھے ۔ یہ تمام تعمیرات ایرانی سلطنت کی شان و شوکت کا برملا اظہار کرتی نظر آتی ہیں اور بادشاہ کی قوت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔ تاریخ دان ان تعمیرات کو تاریخ میں گرانقدر اضافے کے علاوہ شاندار روایات کا آئینہ دار بھی کہتے ہیں ۔

ایرانی تعمیرات میں ہمیں مذہبی عمارات بہت کم نظر آتی ہیں ۔ عام رہائشی گھر وغیرہ بالکل تباہ ہو چکے ہیں اس لئے ہم ان کی بناوٹ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ۔ شامیوں کی طرح محلات کی تعمیر زیادہ اہمیت رکھتی ہے ۔ لیکن ان محلات کی نسبت کم پُراسرار نظر آتے ہیں ۔

اب ہم اگلے صفحات پر ان عمارات اور ستونوں کی تفصیلات پڑھیں گے ۔

ایرانی فنِ تعمیر میں ستون (PILLARS-IN-PERSIAN ARCHITECTURE)

شامیوں نے فنِ تعمیر میں ARCH (محراب) کا اضافہ کیا اور ایرانیوں نے اپنی عمارات کو ستونوں پر کھڑا کیا ایرانیوں کے فنِ تعمیر میں POSTALINTAL SYSTEM کو اپنایا گیا ہے ۔

یہ طریقہ افقی اور عمودی طرف پر تعمیر ہونے والی عمارت میں استعمال ہوتا ہے ۔ اور محراب (ARCH) سے قطعی مختلف ہے ۔ پہلی بار اس علاقے میں ستونوں کو متعارف کرایا گیا اور یونانیوں کے ستونوں کے IONIC ORDER سے

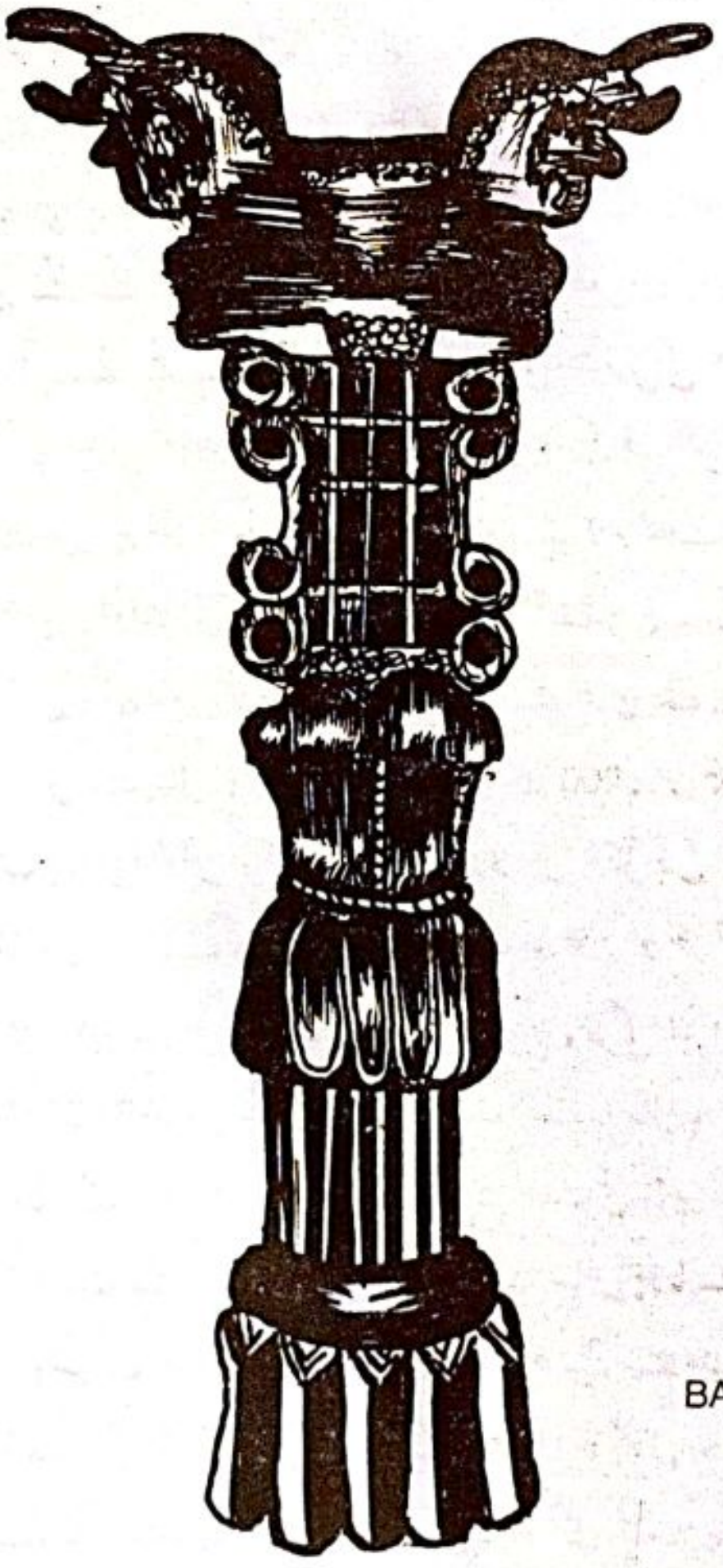

CAPITAL – 3

SHAFT – 2

BASE – 1

متاثر ہو کر ستون تعمیر کئے گئے یہ ستون پتھر ، سنگِ مرمر اور بعض اوقات لکڑی کے بنائے جاتے تھے ان کے تین بنیادی حصّے تھے ۔ جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 : بنیاد (BASE)

یہ بنیاد عموماً گول ہوتی تھی ۔ اور بعض اوقات یہ بنیاد چوکور بنائی جاتی تھی ۔ یہ ستون کا زیریں حصہ تھا ۔ جس پر ستون کی تعمیر کا دارومدار تھا ۔

2 : درمیانی حصّہ (SHAFT)

یہ سلنڈر نما لمبا حصّہ تھا ۔ جو ستون کی بنیاد کو اوپر کے حصے سے ملانے کے لئے تعمیر کیا جاتا تھا ۔ گولائی میں تعمیر کئے گئے اس حصے کو عموماً لائنوں یا پھولوں کے ڈیزائنوں سے سجایا جاتا تھا ۔

3 : اوپر کا حصّہ (CAPITAL)

ستون کا سب سے اوپر کا حصہ زیادہ مضبوط بنایا جاتا تھا ۔ کیونکہ عمارت کا بوجھ اس حصے پر زیادہ پڑتا تھا ۔ یونانیوں نے اپنے ستونوں میں بہت سی قسموں کے CAPITALS بنائے لیکن ایرانیوں کو ان کے "IONIC ORDER" نے زیادہ متاثر کیا ۔ یہ آرائشی "SCROLL" کی طرز کا ڈیزائن تھا ۔

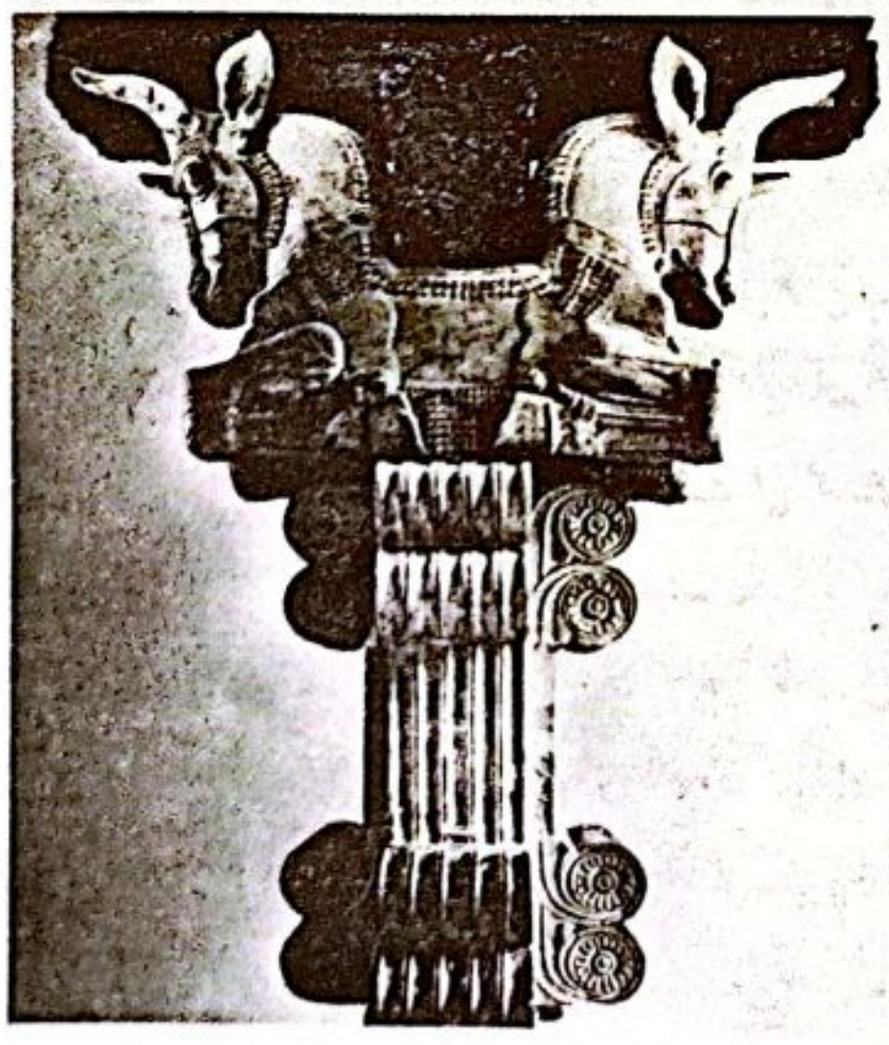

لیکن ایرانیوں نے اسے محض ڈیزائن کی شکل میں استعمال کرنے کی بجائے جنگلی جانوروں کی اشکال میں ڈھالا ہے ۔ یہ جانور CAPITAL کی جگہ پر ایک دوسرے کی جانب پشت گئے بیٹھے دکھائے گئے ہیں ۔ اور ان جانوروں کے جسم ، پشت سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں ۔ اور یہ طرز بناوٹ CAPITAL کو مزید مضبوط بناتی ہے جانوروں کی ان اشکال میں گھوڑے اور بیل وغیرہ (BULL CAPITAL) اس طرز کے CAPITAL کے ساتھ بنے ہوئے ہیں ۔ اس طرح کے ستون ہمیں سوسہ SUSA کے مقام پر "ARTAXERXES" ایسے تعمیر کردہ محل سے ملتے ہیں ۔ جبکہ "DARIOUS" اور XERXES کے محل کے کھنڈرات سے جو "PERSIPOLIS" کے مقام پر ہیں ہمیں سادہ CAPITAL والے ستون نظر آتے ہیں ۔

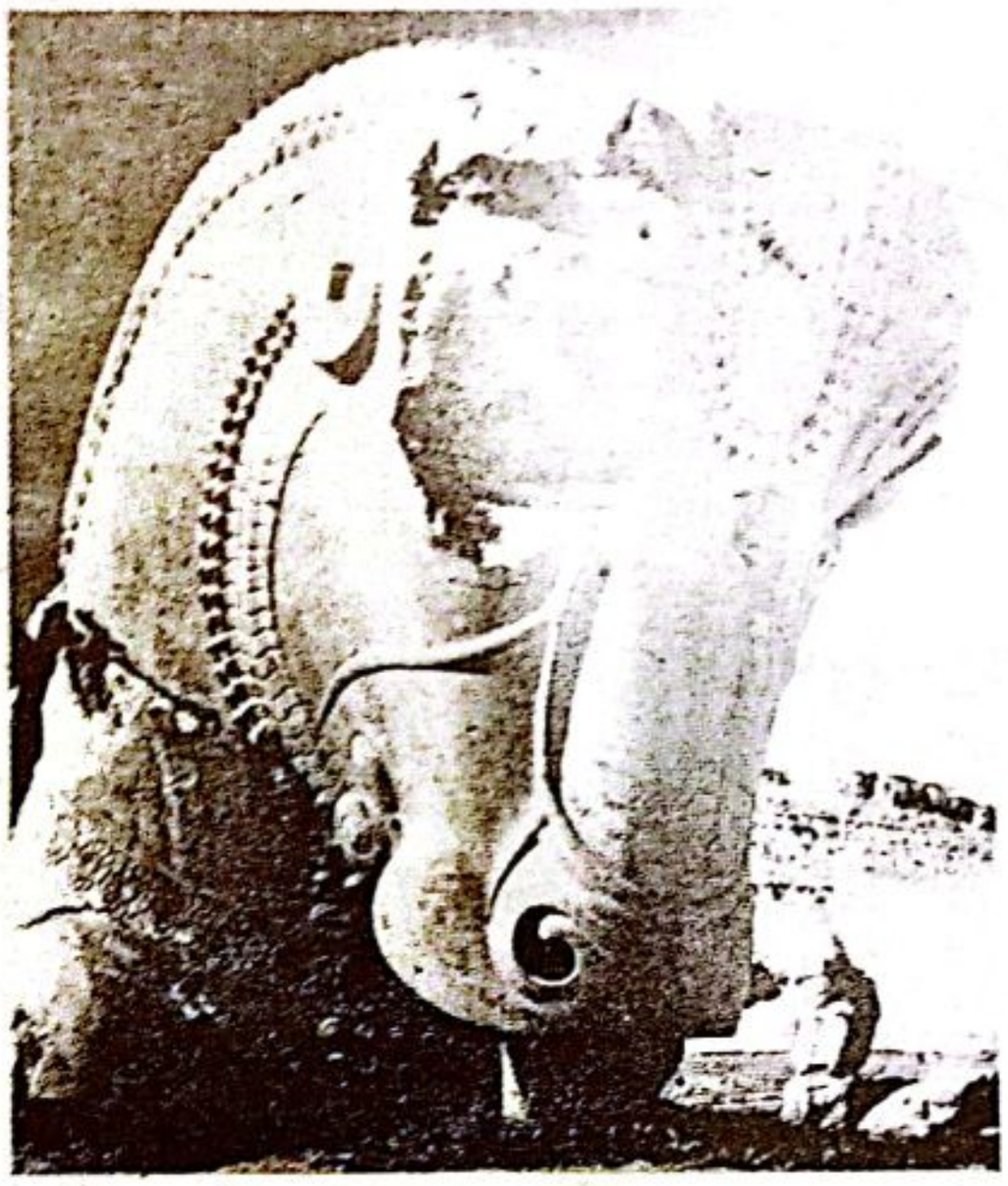

CAPITAL

محل

ایرانیوں کے دور میں ہمیں محلات کی تعمیر زیادہ نظر آتی ہے ۔ شامیوں کی طرح یہ محل بھی محض شاہی رہائش گاہیں نہ تھیں بلکہ ان میں JUDGEMENT HALL اور IHRONE HALL جیسی تعمیرات بھی ملتی ہیں ۔ جن میں سرکاری ، نیم سرکاری فوجی اور عام لوگ جمع ہو کر مذاکرات اور فیصلے وغیرہ کرتے تھے ان محلات کو وسیع تر رقبہ پر تعمیر کیا جاتا تھا ۔ اور متوقع سیلاب کے خطرہ کے پیش نظر انہیں ایک بڑے چبوترے پر تعمیر کیا جاتا تھا ۔ یہ تمام عمارات پتھر اور پتھر کی اینٹوں سے تعمیر کی جاتی تھیں ۔ لکڑی کا استعمال بھی عام تھا ۔ ان محلات کی تعمیر میں دروازے اور کھڑکیاں مصری طرز پر مکمل طور پر پتھر میں تراشی جاتی ۔ یعنی ان کا فریم بھی پتھر کا بنایا جاتا تھا ۔ یہ عمارات POST LINTAL طرز پر تعمیر ہوتی تھیں ۔ سنگتراشی کے آرائشی ڈیزائنوں کو فن تعمیر سے منسلک کیا جاتا اور یہ نہ صرف عمارت کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث ہوتا بلکہ فنِ سنگتراشی کی اعلیٰ مثال بھی قرار دی جاتی ہے ۔ رنگوں یا رنگین ٹائلوں سے عمارت کو زیادہ خوبصورت اور قابلِ دید بنایا جاتا تھا ۔

محلات کی تعمیر میں ہمیں بادشاہ اور اس سے متعلق کہانیاں ، تصاویر کی صورت میں ملتی ہیں ۔ یہ تصاویر رنگین ٹائلوں کی مدد سے RELIEF کی شکل میں ابھاری جاتی ہیں ۔

محل کی تعمیر کی اعلی ترین مثال PERSIPOLUS کے مقام سے ملتی ہے یہ محل بادشاہ DARIONS اور XERXES نے مل کر بنوایا اس محل کی تعمیر کا عرصہ 520 B.C سے لے کر 460 B.C. کا ہے ۔ یہ سارا محل تباہ ہو چکا ہے کیونکہ ''ACHEMEID DYNASTY'' کے دور کے بعد ALEXENDER نے جو یونانی بادشاہ تھا ۔ ایران پر حملہ کیا اور اس پر قبضہ کرنے کے بعد PERSIPOLIS کو آگ لگا کر جلا دیا ۔ اس کی لکڑی کے کام کی تمام چھتیں جل کر تباہ ہو چکی ہیں ۔

یہ محل اپنے دور کی عظیم الشان تہذیب کا گواہ ہے ۔ اس کی تعمیر میں شامی تہذیب کے بادشاہ SARGON ii کے محل واقع خرس آباد کا اثر نظر آتا ہے ۔ لیکن وہ محل ایک بڑی حفاظتی چار دیواری میں مقید تھا مگر ایرانیوں کے اس محل کے مختلف حصّوں کے درمیان ہمیں شاہراہیں اور پارک بنے ہوئے دکھائی دیتے تھے ۔ یعنی کچھ حصے ایک دوسرے سے فاصلے پر بنائے گئے تھے اس کے چند اہم حصے درج ذیل ہیں ۔ جن کو ہم الگ الگ دیکھیں گے ۔

PALACE OF XERXES – 1
PALACE OF DARIOUS – 2
THRONE HALL OF XERXES – 3
APADANA OR AUDIANCE HALL OF DARIOUS – 4
HEREM – 5
TREASURY – 6

اس محل کی اونچائی 50 فٹ ہے ۔ اور 500x900 فٹ کا رقبہ گھیرے ہوئے ہے ۔ اس کا چبوترہ پتھر کی اینٹوں سے بنا ہوا ہے جسے لوہے کی تاروں (سریا) سے چاروں اطراف سے باندھا گیا ہے ۔ پتھر کی بہتات کے باعث اسے پوری آزادی اور فراخ دلی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے ۔ PERSIPOLIS کے مقام پر پلیٹ فارم ، گیٹ ، سیڑھیاں ، دیواریں اور ستون سب کچھ پتھر سے تعمیر کیا گیا ہے اس محل میں ستونوں کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے جو اس تہذیب میں ایک نئی اور خوبصورت ایجاد ہے ۔ اب ہم اس محل کے کچھ اہم حصوں کا الگ الگ جائزہ لیں گے ۔

: APADNA OR AUDIANCE HALL OF DARIOUS

یہ ہال ، جسے ہم عدالت نما جگہ بھی کہہ سکتے ہیں ۔ مقدموں کے فیصلوں کے لئے بادشاہ کے زیرِ تصرف رہتا تھا اس کے علاوہ مختلف مذہبی تہواروں کے سلسلہ میں لوگ بڑی تعداد میں یہاں جمع ہو کر تقریب میں شامل ہوتے تھے اس ہال کی عمارت 36 ستونوں پر کھڑی تھی عمارت کا چبوترہ 10 فٹ اونچا 250 فٹ مربع جگہ گھیرے ہوئے تھا۔ یہ چبوترہ قدرتی چٹان کو ہموار کر کے بنایا گیا تھا۔ یہ ہال (APADNA) محل کے شمال کی طرف بنایا گیا ہے ۔ اس کے سامنے کے رُخ پر 19 فٹ اونچی سیڑھیاں بنائی گئی تھی جو بناوٹ میں چوڑی اور نیچی تھیں ۔ ان سیڑھیوں پر گھوڑے بھی باآسانی چڑھ سکتے تھے۔

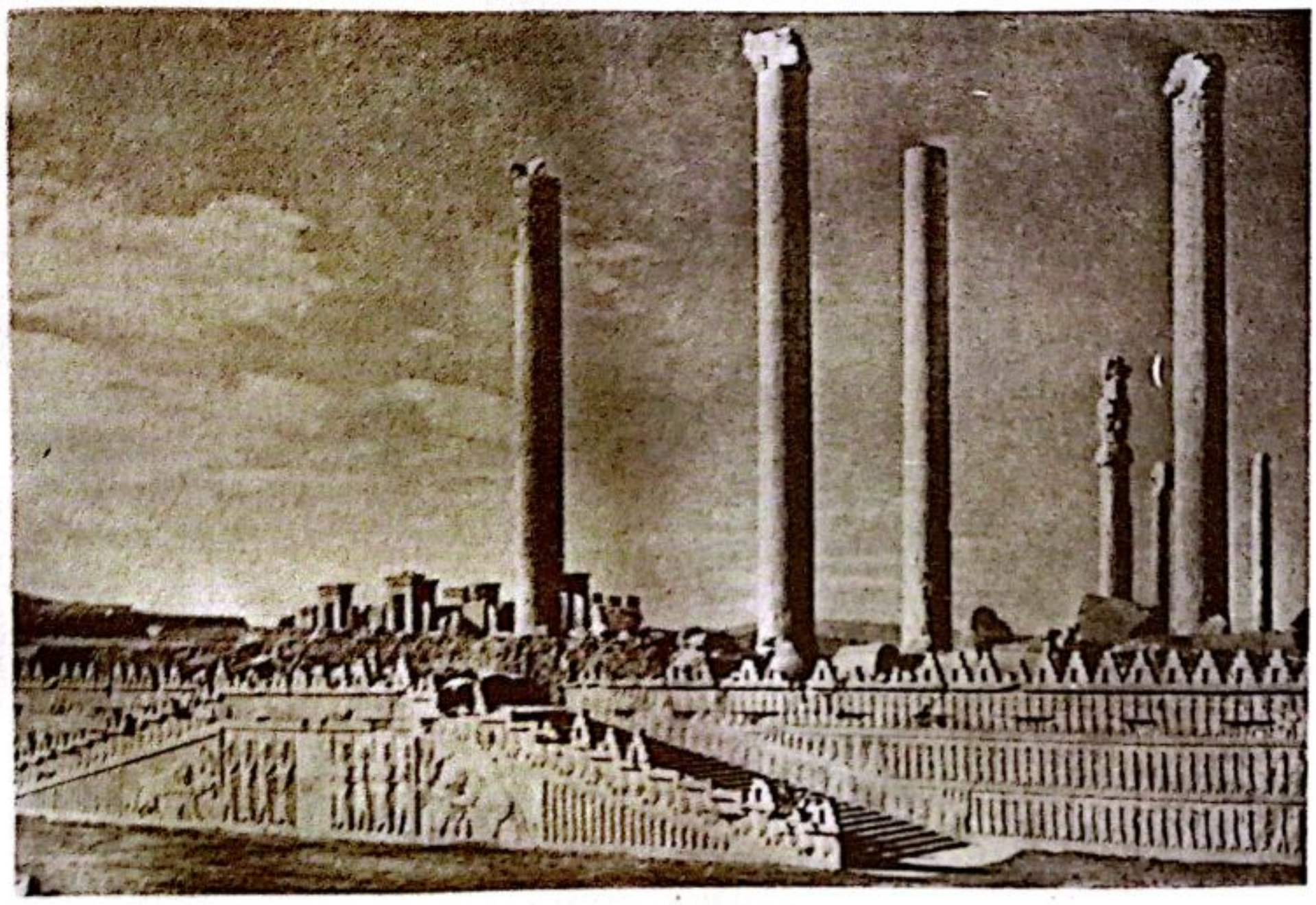

اس عمارت کے ستون جو تعداد میں 36 ہیں ۔ بہت خوبصورت بنائے گئے تھے ۔ ہر ستون کی لمبائی 40 فٹ ہے ۔ بنیاد گولائی میں بنی ہوتی جبکہ "SHAFT" پر گہری لائنوں سے ڈیزائن بنایا گیا تھا جسے "FLUTE" کہتے ہیں ان کے "CAPITALS" یعنی اوپر کے حصوں پر جانوروں کے مجسمے بنے ہوتے ان میں بیل شیر اور عقاب جیسے جانور اور پرندے شامل ہیں ۔ ان CAPITAL کو دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے ۔ جیسے دو دو جانور سامنے کی طرف منہ کئے ایک دوسرے کی پُشت سے پُشت ملائے بیٹھے ہیں ۔ ان جانوروں کے سروں کے درمیان لکڑی کی "BEAMS" افقی طرز پر لگائی گئی تھیں۔ جسے سونے اور پیتل کی پتریوں سے جوڑا گیا ان حیوانی اشکال کو قیمتی پتھروں اور سونے کی پتیوں سے سجایا گیا تھا ۔ ان ستونوں کے اوپر لکڑی کی چھت بنائی گئی تھی۔

: THRONE HALL OF XERXES

اس ہال کی عمارت 100 ستونوں پر کھڑی کی گئی تھی۔ اس کے ستون 37 فٹ اونچے تھے ۔ یہ تمام ستون بھی اسی طرز پر بنائے گئے جیسے ستون ہمیں "APADANA OF DARIOUS" سے ملتے ہیں اس ہال کے داخلی دروازے پر ایک PORTICO بھی بنایا گیا تھا ۔ اس ہال کا کُل رقبہ تقریباً 200 فٹ ہے اور اونچائی 60 فٹ ہے اس میں کل 44 کھڑکیاں بنائی گئی تھیں اس کے ساتھ بڑے بڑے داخلی دروازے تعداد میں 4 ہیں ۔ ان دروازوں کے باہر پتھر کے PYLON بنے ہیں جن کے آگے "HUMMAN HEADED BULL" بنائے گئے تھے۔ یہ مجسمے ہر دروازے پر 2 کی تعداد میں نصب ہیں ۔ یہ انسانی چہرے والے بیل کے مجسمے شاہی تہذیب کے پروں والے بیل سے مشابہ ہیں ان بیلوں کے چہرے ایرانی شہنشاہوں سے ملتے تھے اور سروں پر روایتی تاج بنائے گئے تھے پُشت سے "PYLON" سے مُنسلک ہیں

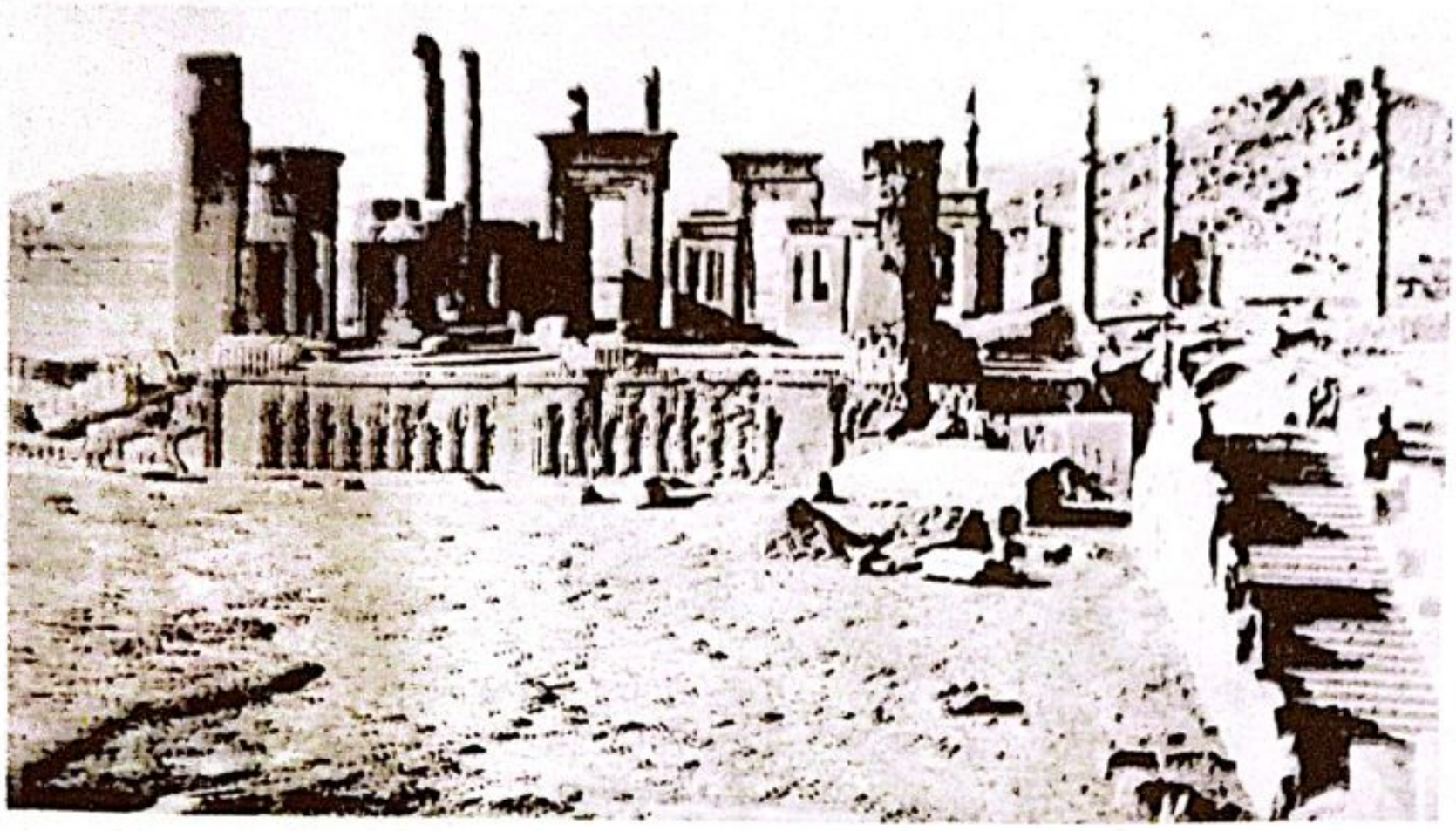

جبکہ سامنے سے سر اُٹھائے کھڑا ہوا بیل بخوبی دیکھا جا سکتا ہے یہ انسانی چہروں والے حیوانی مجسمے بادشاہ کی طاقت اور شان و شوکت کا اظہار کرتے ہیں ۔ ان کا بڑا مقصد عام آدمی کو بادشاہ کے دبدبے اور شان و شوکت سے آگاہ رکھنا اور دشمن کو ہراساں کرنا ہے تاکہ محل کو دور سے دیکھ کر ہی دہل جائیں اور قریب آنے کی جرأت نہ کر سکیں اس کے علاوہ ان کے مذہبی عقیدے کے مطابق ان پتھر کے مجسموں سے دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرتے تھے اور دیوتا اس محل کی حفاظت کی ذمہ داری پوری کرتے تھے ۔

اس محل کی بیرونی دیواروں پر رنگین ٹائلوں اور خوبصورت ریلیف ورک سے نقش کاری اور زیبائش کی گئی تھی۔ یہ خوبصورت سنگتراشی فنِ تعمیر کا حصّہ معلوم ہوتی ہے ۔

"PALACE OF ARTAXERXES"

یہ محل SUSA (سوسہ) کے مقام پر تعمیر کیا گیا تھا یہ شہر قدیم ایران کا اہم مرکز تھا ۔ یہ ساری عمارت خوبصورت ستونوں پر تعمیر کی گئی تھی ۔ اس محل کی بیرونی دیواروں پر خوبصورت رنگین ٹائلوں کی مدد سے بادشاہ کی فوج کے سپاہیوں کی شبیہات کو "LOW RELIEF" میں تراشا گیا تھا ۔ اس کے علاوہ جانوروں ، پرندوں اور پھولوں کی اشکال ، جو سادہ انداز میں بنائی گئی ہیں اس محل کے ستون ایرانی روایات کی نشاندہی کرتی ہیں ان کے "CAPITALS" کو جانوروں کے مجسموں سے مزّین کیا گیا تھا ۔ اس کی چھت بھی لکڑی ہی سے بنائی گئی تھی جو اب تباہ ہو چکی ہے ۔

اس پُرشکوہ عمارت میں انسانی اجسام ، جانوروں اور پرندوں کی شبیہات کو "LIFE SIZE" سے بہت بڑا بنایا گیا ہے ۔ یہ تمام چیزیں BABYLON کے "ISHTAR GATE" سے متاثر ہو کر بنائی ہوئی معلوم ہوتی ہیں ۔ یہ تمام اشکال سنگتراشی اور تصویر کشی کا حسین امتزاج معلوم ہوتی ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم انہیں فنِ تعمیر کا اہم حصہ بھی کہہ سکتے ہیں ۔

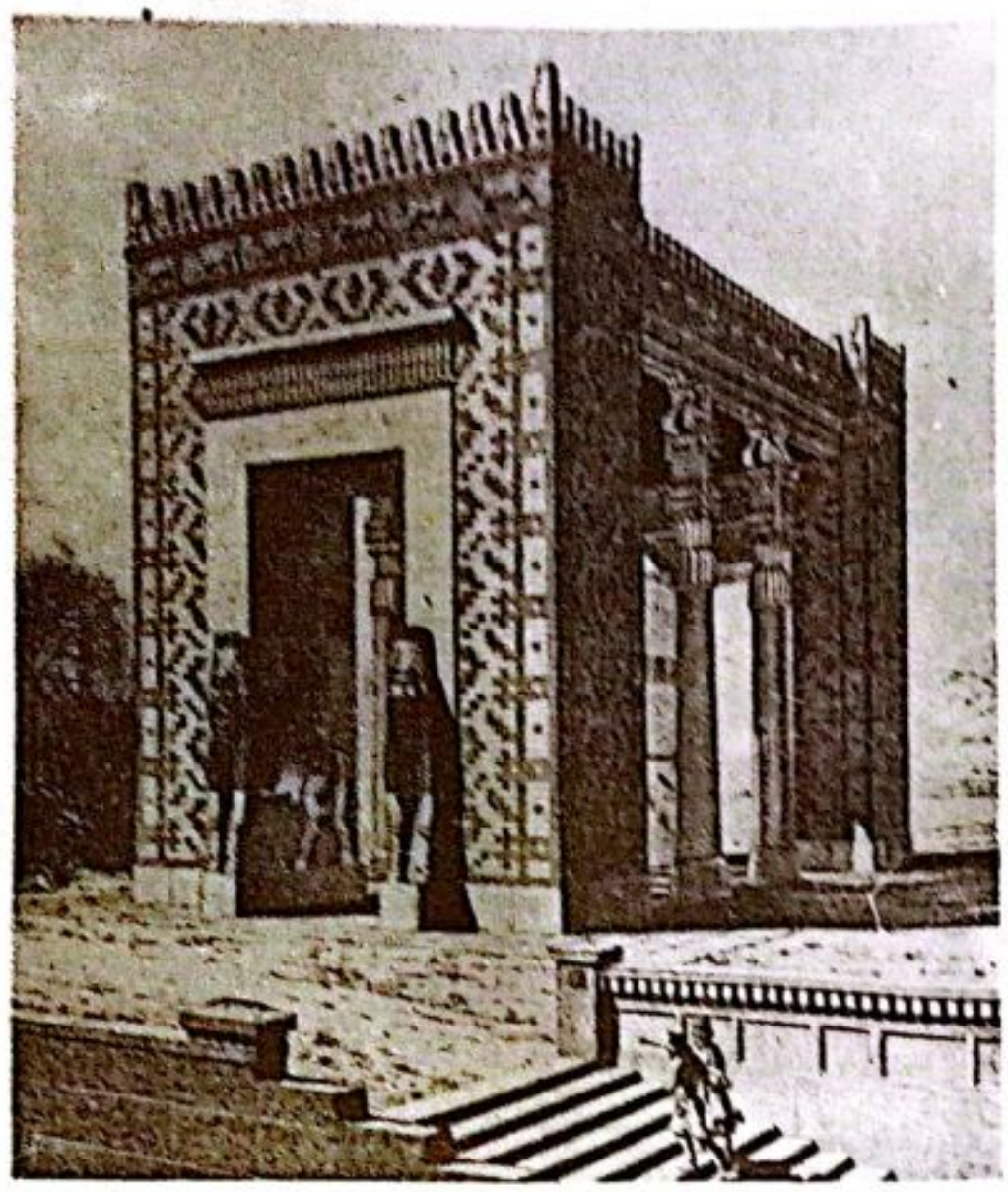

ایرانی فنِ سنگتراشی IRANIAN (PERSIAN) SCULPTURE

ایران میں فنِ سنگتراشی کے نمونے ہمیں صرف ان کی تعمیرات کی دیواروں پر ملتے ہیں ۔ یہ نمونے محلات کی دیواروں پر زیبائش میں اضافہ کرنے کو "LOW RELIEF" میں تراشے جاتے تھے ۔ ان ریلیف کے نمونوں کو ہم رنگین سنگتراشی کے نمونے بھی کہہ سکتے ہیں ۔ ان کو بنانے کا طریقہ سمیرین ریلیف سے بالکل مختلف تھا ۔ یہ ریلیف "BABYLON" کے آرٹ میں "ISHTAR GATE" پر بنائے ہوئے ریلیف سے متاثر ہو کر اسی طریقے سے بنائے گئے تھے ۔ الگ الگ ٹائلوں پر ڈیزائن بنا کر اُبھری ہوئی سطح کو اس انداز سے جوڑا جاتا تھا کہ وہ ایک مکمل شبیہ بن جاتی تھی ۔ ان نمونوں میں انسانی اور حیوانی اشکال کو اُجاگر کیا گیا تھا ۔ چکیلی ٹائلوں کی سطح پر مختلف رنگوں سے اشکال کو ٹکڑوں کی شکل میں اُبھارا جاتا تھا ۔ پھر یہ ٹائلیں درست رُخ پر لگا کر اشکال کو جوڑا جاتا اور یہ مکمل شبیہ واضح ہو جاتی تھی ۔ ان میں "ASSYRIAN" (شامی) ریلیف کی نسبت زیادہ گہرائی پائی جاتی تھی ۔ اشکال زیادہ گول ، واضح اور حقیقی نظر آتی تھیں ۔ پس منظر سے زیادہ اُبھار کر بنائی جانے والی یہ اشکال متاثر کُن تھیں ۔ اشکال کا آپس میں گہرا تعلق دکھائی دیتا تھا کیونکہ اکثر یہ اشکال ایک ہی تسلسل سے بنائی جاتی تھیں ۔ اس سے ڈیزائن اور آرائش کا احساس بڑھ جاتا تھا ۔ اکثر اشکال یک طرفہ رُخ پر ہی تراشی گئی تھیں جو تسلسل میں اضافہ کا باعث بنتی تھیں ۔ انسانوں کی شبیہات میں یونانی طرز کے لباس پہنے دکھائی دیتے تھے ۔

یہ سنگتراشی ہمیں محلات کی بیرونی دیواروں ، چبوتروں کی سامنے کی دیواروں اور سیڑھیوں کے اطراف کی دیواروں پر نظر آتی ہے ۔ سنگتراشی کے یہ نمونے فنِ تعمیر کے لئے لازم و ملزوم نظر آتے ہیں ۔ کیونکہ زیبائش میں اضافہ کرنے

کے علاوہ یہ بادشاہوں اور دیوتاؤں کی کہانیاں بھی بیان کرتے ہیں ۔ اس طرح ہم ان ریلیف کی مثالوں کو تاریخ کا ریکارڈ بھی کہہ سکتے ہیں ۔

سنگتراشی کی مثال کے لئے ہمیں "APADANA OF DARIOUS" کی سیڑھیوں تک چلنا ہو گا ۔ اس ریلیف میں ایرانی روایتی انداز بخوبی جھلکتا دکھائی دیتا ہے ۔ یہ ریلیف بادشاہ کی مدح سرائی یا شان میں اضافہ کے طور پر تراشی گئی ہے ۔

"SUBJECTS BRINGING TRIBUTES TO THE KING" – 1

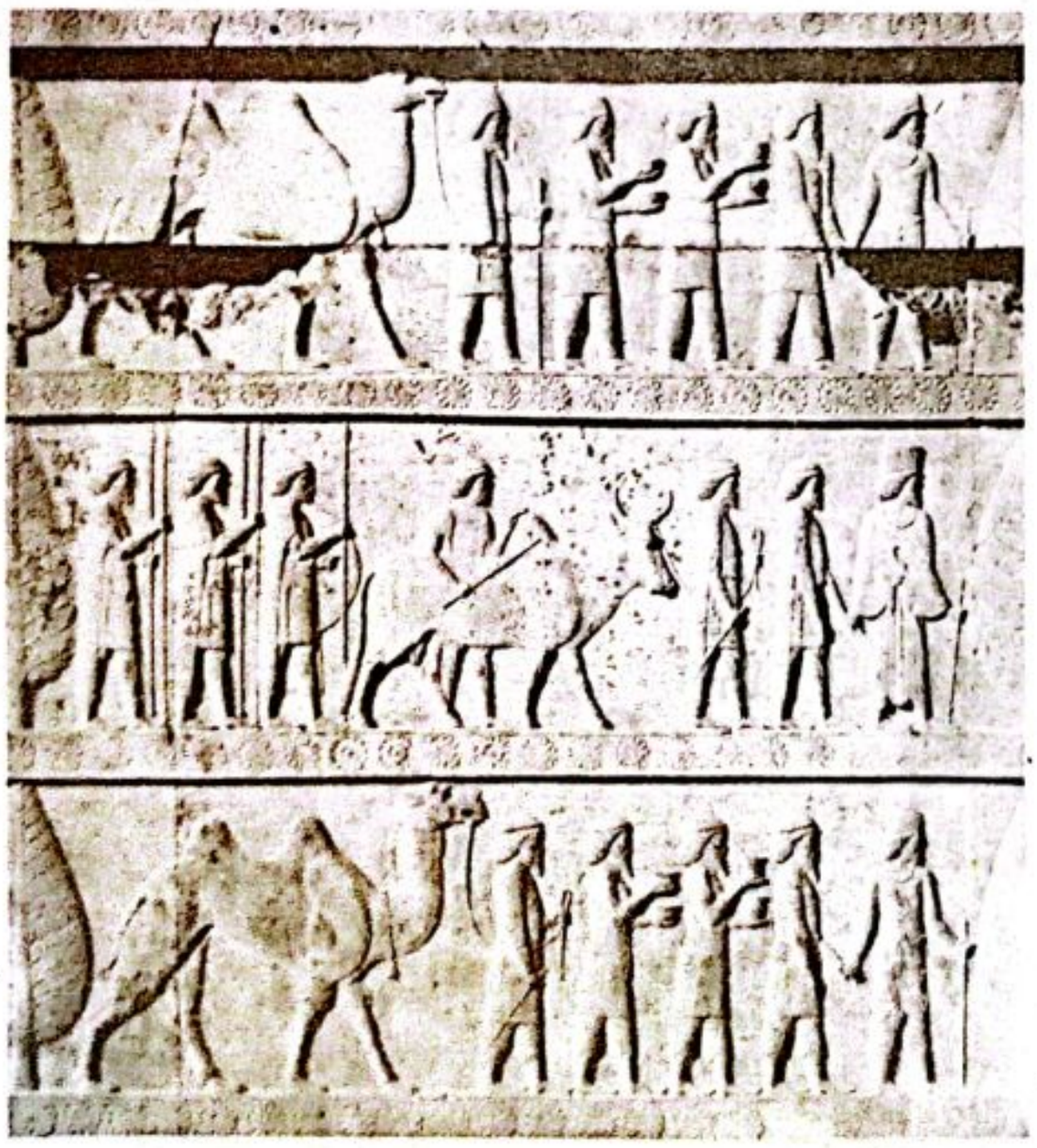

یہ ریلیف PANELS 3 میں تراشی گئی تھی ۔ درباری اور دوسرے لوگ بادشاہ کو نذرانے پیش کر رہے ہیں ۔ انسانی اور حیوانی اشکال کو تسلسل سے تراشا گیا ہے ۔ اپنی تعمیر کے وقت یہ ریلیف رنگدار تھیں مگر اب یہ تمام رنگ ٹوٹ کر خراب اور تباہ ہو چکے ہیں ۔ ان ریلیف میں نہ صرف مقامی باشندوں کی شبیہات کو تراشا گیا بلکہ دوسری غیر ملکی تہذیبوں کے لوگوں کی شبیہات اُبھاری گئی تھیں۔ جن میں بیرونی ممالک کے سفیر اور ہارے ہوئے دشمن کی اشکال کو موضوع بنایا گیا تھا۔ ان موضوعات سے ایرانی دبدبے کی دھاک بیٹھ جاتی ہے اور ایرانی تہذیب اور رسم و رواج سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے ۔ اس ریلیف کو تین "PANELS" میں افقی رُخ پر تقسیم کیا گیا ہے ۔ درباری اور عوام بادشاہ کے حضور نذرانے پیش کرنے کے لئے جا رہے ہیں ۔ ان نذرانوں میں وہ سب کچھ شامل ہے جس کی کوئی استعاعت رکھتا ہے ۔ مثلاً پھل ، مشروبات ، اونٹ ، بیل ، مچھلی اور تیر کمان وغیرہ ، سنگتراش نے جانوروں اور انسانوں

کی اشکال کو ان کے مخصوص تناسب کے ساتھ تراشا ہے ۔ تمام اشکال قدرتی طرزِ احساس کے ساتھ حقیقت کے قریب نظر آتی ہیں ۔ مناسب توازن اور تناسب اس میں حُسن پیدا کرتا ہے ۔ تمام اشکال ایک خاص تسلسل سے تراشی گئی ہیں ۔ اجسام کی بناوٹ میں سمیرین تہذیب کا بھدا پن اور شامی تہذیب کی سختی ناپید ہے بلکہ ایرانیوں کی روائتی نرمی لچک اور خوبصورتی دکھائی دیتی ہے ۔ مناسب فاصلوں پر "سرو" کے درخت تراشے گئے ہیں جو توازن میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں ۔ قطار میں چلتے ہوئے لوگ دیکھنے والے کو ساتھ لے کر چلتے نظر آتے ہیں ۔

دوسری مثال ہمیں اس چبوترے کے سامنے کی دیوار پر ملتی ہے ۔

"KINGS GUARD WORSHIPING" – 2

"بادشاہ کا حفاظتی دستہ عبادت کرتے ہوئے" اس ریلیف میں بادشاہ کے حفاظتی دستے کے سپاہی اپنی فوجی وردی میں ہاتھوں میں نیزے اُٹھائے ہوئے کندھوں پر تیر کمان ڈالے ہوئے ایک دوسرے کی طرف رُخ کئے کھڑے ہیں ۔ درمیان میں "CUNIFORM SCRIPT" سونے کی پلیٹ کو کندہ کرنے کے بعد لگایا گیا ہے ۔ اسے "نقشِ رستم" بھی کہتے ہیں ۔ اس ریلیف میں سپاہی شاہی فرمان کو پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ سپاہیوں کا لباس ایرانی روایات کا مظہر ہے ۔ اس عمارت کے اوپر کے حصوں کو بارڈر کی شکل میں پھولوں کی اشکال سے مزین کیا گیا ہے ۔ ایرانی سنگتراشی میں جانوروں کی اشکال اور ان کی خصوصیات کو نفسیات کے گہرے مطالعے کے بعد تراشا گیا ہے ۔ مثلاً شیر اور گھوڑے کی لڑائی ۔

"FIGHT BETWEEN HORSE AND LION" – 3

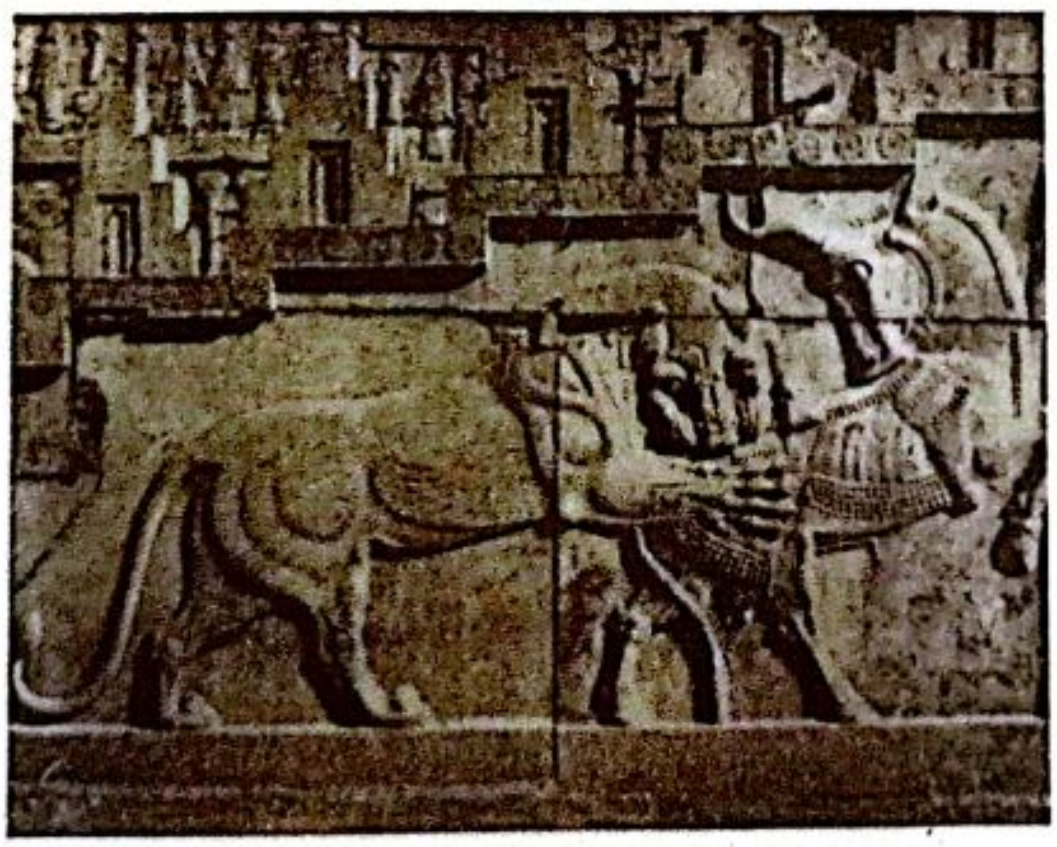

اس ریلیف میں یہ دونوں جانور یعنی شیر اور گھوڑا بڑے فطری انداز میں تراشے گئے ہیں ۔ یہ ریلیف "HALL OF DARIOUS" کے چبوترے کی دیواروں پر دونوں اطراف میں تراشی گئی ہے ۔ شیر گھوڑے پر حملہ آور ہو رہا ہے ۔

گھوڑا اپنے بچاؤ کی خاطر پچھلی جانب منہ کر آگے کو زور لگا رہا ہے ۔ شیر کی اگلی ٹانگیں گھوڑے کی پشت پر دکھائی دیتی ہیں ۔ اس ریلیف میں حیوانیت کی طاقت کو بھرپور انداز میں اُجاگر کیا گیا ہے ۔ سنگتراش کو موضوع پر عبور معلوم ہوتا ہے ۔ اور مشاہدے کی بدولت بہترین سنگتراشی کی صلاحیت دکھائی دیتی ہے ۔

4 – سوسہ کے مقام پر "ARTEXERXES" کے محل کی دیوار پر ایک اور قابلِ ذکر ریلیف ملتی ہے "گتا نما شیر" (LION-GRIFFON) کی سنگتراشی ایک چمکیلی ٹائل پر کی گئی تھی ۔ یہ جانور بہت سے جانوروں کی شبیہات سے تراشا گیا تھا ۔ اس کے سینگ جنگلی بھینسے سے ملتے ہیں جبکہ چہرہ شیر سے مشابہ ہے ۔ بہت سی ٹائلوں پر شکل کو اُبھار کر آپس میں ترتیب سے جوڑنے سے یہ شکل وضع کی گئی ہے ۔ جانور کی بناوٹ اور چہرے کے تاثرات میں قوت اور حیوانیت کو حقیقی انداز میں اُجاگر کیا گیا ہے ۔ ٹائلوں کے قدرتی رنگ اس کے ظاہری حُسن میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں ۔ پیلا ، سبز اور براؤن زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں ۔ اس جانور کو گولائی میں تراشا گیا ہے ۔ جو انتہائی دلفریب اور فطری معلوم ہوتا ہے ۔

"ROYAL GUARD FROM PALACE OF SUSA" – 5

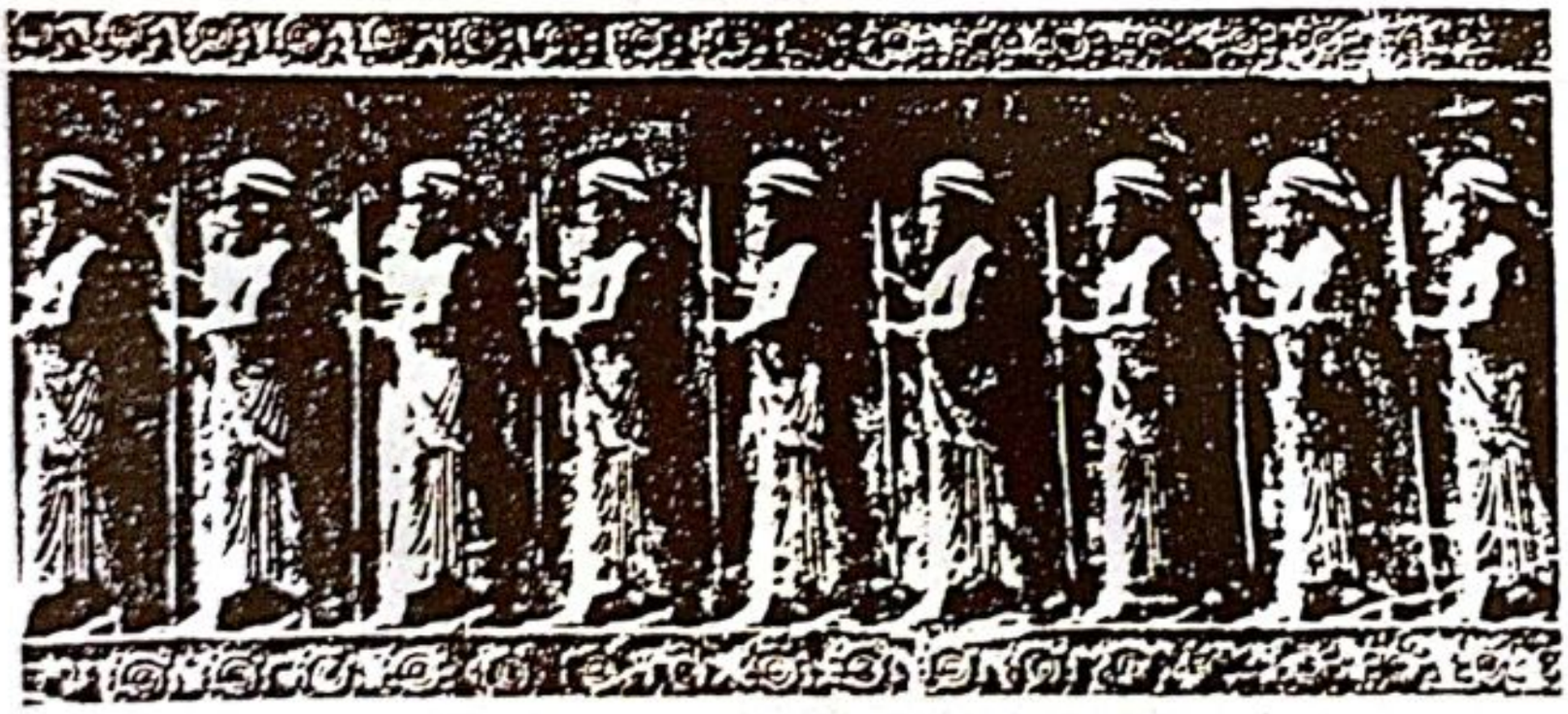

اس محل کی دیواروں پر رنگین ٹائلوں کے استعمال سے بادشاہ کے حفاظتی گارڈ کی تصویر کشی کی گئی تھی۔ یہ فوجی وردی میں ملبوس بہت سی شبیہات سوسہ کے محل کی دیواروں پر جابجا تراشی گئی تھیں۔ ان فوجی مجسموں نے مکمل روایتی وردی پہن رکھی ہے ۔ کندھوں پر تیر کمان ڈالے ہوئے ہیں ۔ ہاتھوں میں نیزے اُٹھا رکھے ہیں ۔ سر کے بالوں پر بینڈ نما چیز باندھے ہوئے ہیں ۔ وردی پر چھوٹے چھوٹے چوکور ڈیزائن بنائے گئے ہیں ۔ یہ انسانی شبیہات

تقریباً ساڑھے چھ فٹ اونچی ہیں ۔ یعنی ایک عام آدمی کی جسامت کے مطابق ۔ اس لئے یہ حقیقت سے قریب تر نظر آتے ہیں ۔ خوبصورت رنگوں کا استعمال انہیں اور بھی اچھوتا تاثر دیتا ہے ۔ ان شبیہات میں فیروزی مائل نیلے ، سفید ، شوخ ، پیلے اور کالے رنگ استعمال کئے گئے ہیں ۔ ان فوجیوں کو یکطرفہ رُخ پر تراشا گیا ہے ۔ اس طرح سے ان میں حرکت اور شان مزید بڑھ جاتی ہے ۔

6 – "WINGED SPHINX FROM SUSA"

یہ ریلیف کی ایک اور اعلیٰ مثال ہے جو سوسہ کے محل کی دیوار سے ملی ہے ۔ یہ "BAS-RELIEF" میں تراشی گئی تھی ۔ یہ ریلیف شامی تہذیب سے متاثر ہو کر بنائی گئی لگتی ہے ۔ ان کے جسم شیر کے ، پَر عقاب کے اور چہرے انسانی ہیں ۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے اپنے اپنے چہرے پیچھے کو موڑے بیٹھے ہیں ۔ ان دونوں انسان نما جانوروں کے سروں پر دیوار کے اوپر ایک ایک پرندہ بنایا گیا تھا۔ جو شاید کسی دیوتا کی نشاندہی کرتا ہے یا بادشاہ کا کوئی روایتی نشان ہے ۔ یہ ریلیف بھی رنگین ٹائلوں ہی سے اُبھاری گئی تھی۔ جو ایرانیوں کا روایتی انداز ہے ۔ اس میں ہمیں سنگتراشی کے عمیق مطالعہ اور گہرے مشاہدے کا پتہ چلتا ہے ۔

''ایرانی برتن سازی اور دوسرے فنون''

''PERSIAN POTTERY AND OTHER CRAFTS''

ایرانیوں کی تاریخ میں ہمیں برتن سازی اور دوسرے فنون میں بھی بہت شاندار روایات ملتی ہیں ۔ انہوں نے مٹی ، سونے ، چاندی اور دوسری دھاتوں میں برتن سازی میں کمال حاصل کیا ۔ ایرانی فنکار اور ظروف ساز نہ صرف بڑے بڑے تہواروں پر استعمال ہونے والے ظروف بنانے کے ماہر تھے بلکہ انہیں چھوٹے سے چھوٹے نفیس کام میں بھی برابر کی مہارت حاصل تھی ۔ برتن سازی کی قدیم ترین مثال جو تقریباً زمانۂ قدیم کے دور سے بنی ہوئی ہے ''SUSA'' کے مقام سے برآمد ہوئی ہے ۔

PAINTED TERRACOTTA VASE : 1

مٹی سے تراشا ہوا گُلدان :

یہ گُلدان (پکی مٹی) ''TERRACOTTA'' میں بنا ہوا ہے ۔ اس کا حُسن اس کے اوپر بنائے ہوئے ڈیزائن میں ہے جو جانوروں کی شکل سے ملتا ہے ۔ یہ تصاویر اس خوبصورتی سے پینٹ کی گئی ہیں کہ ایک نظر دیکھنے سے جیومیٹری کے خوبصورت ڈیزائن نظر آتے ہیں مگر غور سے دیکھنے پر جانوروں کے جسم کے خم اور نشیب واضح ہو جاتے ہیں یہ تمام اشکال برتن کی اپنی جسامت اور شکل (بناوٹ) کے ساتھ ساتھ بنائی ہوئی دکھائی دیتی ہیں جو اس کے حُسن میں اضافہ کا باعث ہیں ۔

PAINTED TERRACOTTA : 2 مٹی میں بنا ہوا پیالہ :

یہ مٹی سے ڈھالہ ہوا پیالہ بھی ''SUSA'' کے مقام سے ملا ہے ۔ اس کے اندرونی حصہ کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اتنے قدیم دور میں کس قدر محنت سے اشکال کو اُبھارا جاتا تھا ۔ ان برتنوں کو مٹی میں بنا کر بھٹی میں پکا لیا جاتا تھا ۔ پکانے سے پہلے ان پر سیاہ رنگ سے خوبصورت نقش کاری کی جاتی تھی ۔ ان برتنوں کو اندر اور باہر دونوں طرف سے بڑی مہارت سے پینٹ کیا جاتا تھا ۔ اس پیالے کو دیکھیں تو ہمیں اس کا ڈیزائن زمانۂ قدیم کے غاروں کی

تصاویر کی یاد دلاتا ہے جہاں جانوروں اور انسانوں کی شبیہات کو جیومیٹری کی اشکال پر بنایا جاتا تھا ۔ مٹی کے پیالے پر جو سُرخی مائل پیلا سا رنگ بن جاتا ہے وہ ان مٹی کے برتنوں پر کالے رنگ کے ڈیزائن سے خوبصورت حاشیہ پیدا کرتا ہے ۔ اس پیالے کے اندر جیومیٹری کی اشکال وضع کی گئی ہیں جو پیالے کی بنیادی شکل کے ساتھ ڈھالی گئی ہیں ۔

"A JAR HANDLE IN THE FORM OF A WINGED IBEX" : 3

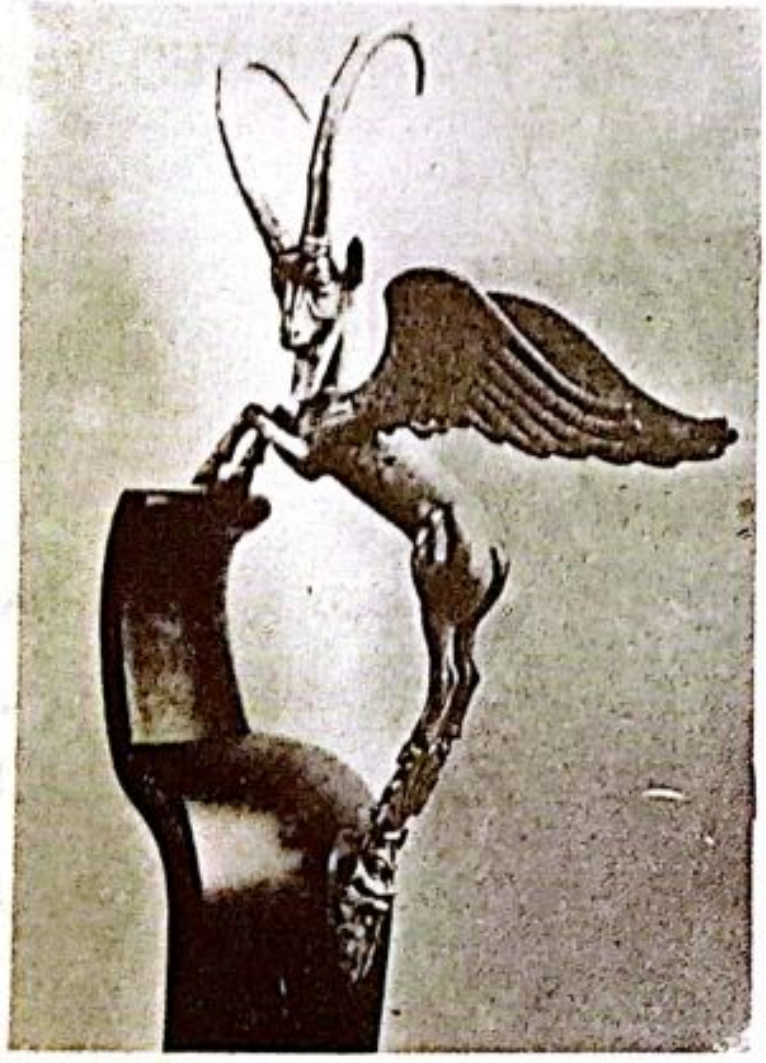

پروں والا پہاڑی بکرا بڑے مرتبان کے ہینڈل کے طور پر :

یہ خوبصورت ہینڈل کا ڈیزائن ہمیں ایران سے ملا ہے جو چاندی میں سونے کی نقش کاری کے ساتھ بنایا گیا ہے ۔ یہ ہینڈل ایک بڑے جار پر لگایا گیا تھا۔ یہ مرتبان جو اب ٹوٹ چکا ہے اور اس کا صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا جو ہینڈل کے ساتھ ہے ہمیں دکھائی دیتا ہے ۔ یہ مرتبان جسامت میں "12-"10 انچ اونچا ہے ۔ ایک پروں والے پہاڑی بکرے کو اس خوبصورتی سے جار پر لگایا گیا تھا کہ ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے بکرا اپنی اگلی ٹانگیں اُٹھا کر درخت کے تنے کے ساتھ لگا کھڑا ہے ۔ اس کی بناوٹ اور جسامت حقیقت اور اصلیت کے انتہائی قریب ہے ۔ گردن موڑ کر ، دیکھنے والے کی جانب رُخ کئے کھڑا ہوا انتہائی خوبصورت معلوم ہوتا ہے ۔ اس سے ملتا جلتا جانور SUMMERIAN تہذیب سے بھی ملا تھا وہ سونے ، چاندی اور "LAPISLAZOLI" کے استعمال سے بنایا گیا تھا ۔ یہ پہاڑی بکرا نہ صرف خوبصورتی اور سجاوٹ کا باعث ہے بلکہ ایرانی روایت پسندی کا آئینہ دار بھی ہے ۔ اس میں جسمانی بناوٹ بہت فطری انداز لئے ہوئے ہے ۔

4 : CEREMONIAL CAULDRON تقریبات میں استعمال ہونے والا برتن :

یہ خوبصورت برتن اپنی جسامت کے اعتبار سے تقریبات میں استعمال کے لئے بنایا گیا محسوس ہوتا ہے ان دستوں کے اوپر بھی تجرید؛ ڈیزائن میں بکروں کی شبیہات بنائی گئی ہیں جو سادہ جیومیٹریکل شکل کے باوجود ایک دوسرے کی جانب منہ موڑے کھڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ۔ برتن کے اوپر بھی پھولوں کے ڈیزائن کو اُبھار کر خوبصورتی میں اضافہ کیا گیا ہے ۔

5 : DRINKING VESSEL مشروب پینے کا برتن :

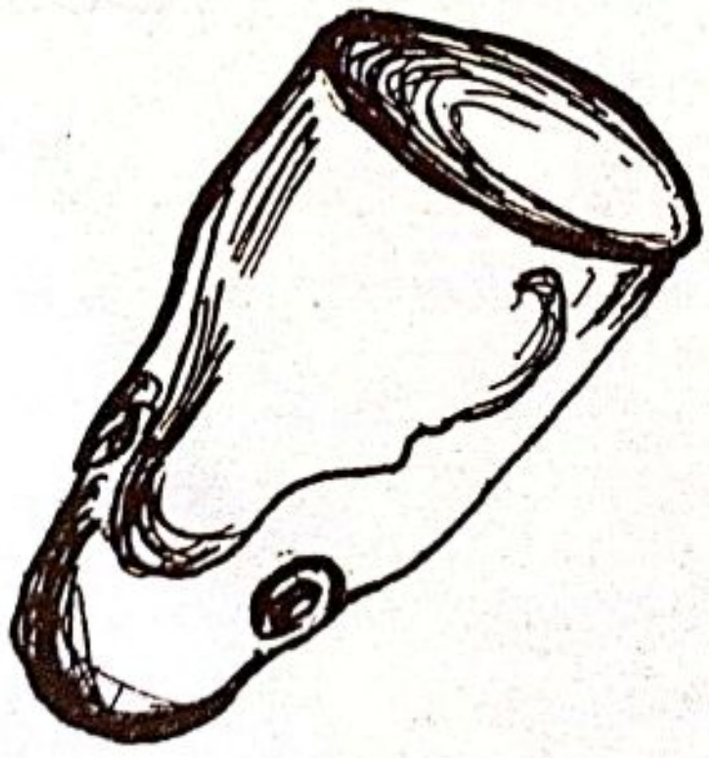

PERSIPOLIS کے قبرستان سے کُھدائی کے دوران بہت سے برتن اور گھریلو استعمال کی اشیاء برآمد ہوئی تھیں ان میں یہ گلاس نما ایک برتن تھا جو سونے سے بنا ہوا ہے ۔ اور اس کی بناوٹ جانور "GAZZELLE" سے ملتی ہے ۔

اس کی بنیادی شکل اور جسامت کے لحاظ سے اسے مشروبات پینے والا گلاس کہا گیا ہے ۔ اس برتن کو دیکھ کر احساس ہوتا ہے کہ ایرانی فنکار یا برتن ساز ہر کام میں مہارت رکھتے تھے اور ہر چیز بناتے وقت اس کی خصوصیات کے ساتھ ظاہری حُسن اور بناوٹ کا بھی خاص خیال رکھتے تھے ۔

6 : ARMLET (GOLD) بازو بند :

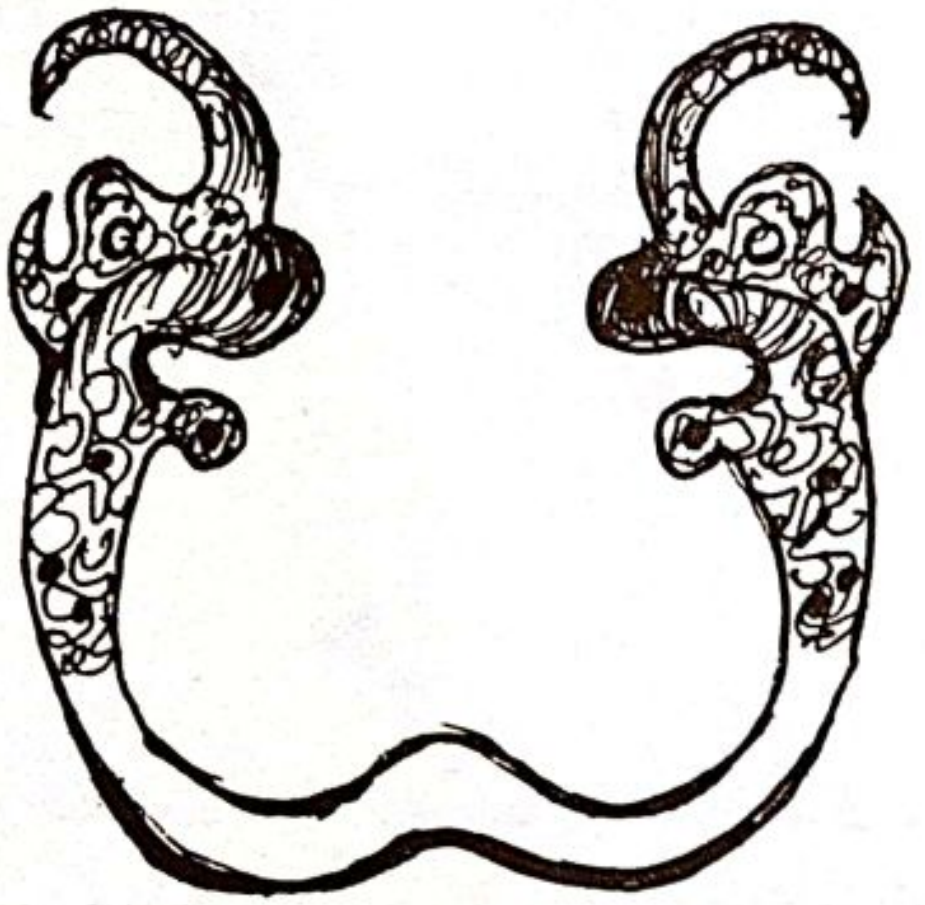

یہ ایک زیور کی طرح کی چیز ہے جو بازو پر پہنا جاتا ہے ۔ یہ بھی سونے میں بنایا گیا ہے ۔ اس کی نزاکت اور حُسن دیکھ کر ایرانی سُنار کی اپنے کام میں مہارت کا اندازہ ہو جاتا ہے ۔ یہ بازو بند بھی جانوروں کی اشکال میں پتھروں کی خوبصورت نقش کاری کے ساتھ بنایا گیا ہے ۔ اس پر دو پروں والے جانور کی شکل اس کے جسم چہرے اور ٹانگوں کی تفصیل کے ساتھ بنائی گئی ہے ۔ سونے جیسی نازک دھات میں قیمتی پتھروں کے ساتھ تراشی گئی یہ خوبصورت چیز واقعی قابلِ دید اور متاثر کُن حد تک خوبصورت ہے ۔

مصر کی تہذیب

EGYPTION CIVILIZATION

تعارف و پس منظر

موجودہ براعظم افریقہ کی سرزمین قدیم "مصری تہذیب" کا مسکن تھی۔ عظیم سیاح "HERODOTUS" کے مطابق مصر کی سرزمین اسرار اور عجائباتِ فن سے بھری پڑی تھی۔ یہاں کے لوگ جنون کی حد تک مذہبی تھے۔ حد سے زیادہ توہم پرست تھے۔ ان کا پختہ یقین "زندگی بعد از موت" کے عقیدہ پر تھا۔ اسی لیے یہاں اس دنیا کی رہائش کے گھر کچے اور نیم پختہ تھے مگر موت کے بعد کے گھر یعنی "مقبرے" اور "اہرام" پختہ اور مضبوط بنائے جاتے تھے جو آج تک صفحۂ ہستی پر خستہ حال میں موجود ہیں۔ اُن کے تمام فنون جس میں فنِ تعمیر ، مجسمہ سازی ، برتن سازی اور تصویر کشی شامل ہیں اسی عقیدے کے گِرد گھومتے دکھائی دیتے ہیں۔

قدیم مصر کی تہذیب میں دریائے نیل بہت اہم کردار ادا کرتا تھا۔ ہر سال سیلاب کی شکل میں بہہ کر میدانی علاقوں میں آتا تو اپنے ساتھ زرخیز مٹی اور معدنی خزانے بہا کر لاتا تھا۔ ایسے علاقوں میں بھی سرسبز فصلیں اُگتی تھیں جہاں کبھی بارش کا ایک قطرہ بھی نہ برسا ہو۔ "PAPYRUS" اور "REEDS" کے جنگلات بکثرت پائے جاتے تھے جن میں جنگلی جانور خوب پائے جاتے تھے جو شکار کا تسلی بخش سامان مہیا کرتے تھے۔

مصری رسم و رواج کے بارے میں مختلف ذرائع سے معلومات حاصل ہوئی جن میں سیاحوں کے بیانات وغیرہ شامل ہیں ۔ اس کے علاوہ پادریوں کی کتابوں میں بھی اُس تہذیب کا تذکرہ ملتا ہے ۔ (2nd-B.C.) میں ایک مصری بنام "MENETHO" نے ایک کتاب لکھی جو یونانی زبان میں تھی ۔ اِس کتاب کو تاریخ دان زیادہ مکمل تاریخ قرار نہیں دیتے ۔ ایک نوجوان نے جس کا نام "JEAN FRANCIOS CHAMPOLLION" تھا مصر پر ایک کتاب لکھی ۔ یہ شخص زبان دانی کا ماہر تھا ۔ اُس نے مصری زبان کو پڑھ کر اُس کا مطلب واضح کیا ۔ مصریوں کی لکھائی کو "HEIROGLYPHS" کہا جاتا ہے جس کا لفظی مطلب "تصویری زبان میں لکھنا" ہے ۔ "CHAMPOLLION" کے مطابق یہ صرف سجاوٹی تصویری لکھائی نہ تھی بلکہ اُس قدیم زمانے میں یہی زبان بولی اور لکھی جاتی تھی ۔ قدیم مصری لوگ توہم پرست ہونے کے ساتھ ساتھ زندگی بعد از موت پر پختہ یقین رکھتے تھے ۔ اِن لوگوں کے ترقی یافتہ ہونے کا ثبوت ہمیں بہت سی باتوں سے ملتا ہے لیکن سب سے زیادہ حیرت انگیز چیز اُن کی "لکھائی" تھی جو تصویری زبان میں لکھی گئی تھی ۔ یعنی الفاظ کا اظہار مختلف اشکال کی مدد سے بیان کیا گیا تھا ۔ اس لکھائی کو "HEIRO GLYPHS" کا نام دیا گیا ہے ۔ یہ تصویری لکھائی میں لکھی ہوئی زبان "LANGUAGE" زمانۂ قدیم میں کسی سے پڑھی نہ جا سکی مگر اٹھارھویں (18TH) صدی میں

یورپ کے باشندوں نے قدیم مصر کے نوادرات اور باقیات کو تلاش کر لیا ۔ 1799 ء میں نپولین بون آپارٹ (NAPO-LLEON) فوجی مشن پر مصر کی سر زمین پر گیا تو اپنے ساتھ ماہرین فن ، ادب ، موسیقی اور زبان دانی کی ایک پوری پلٹن ساتھ لے کر گیا ۔ وہاں ان ماہرین نے ایک بڑا کالا پتھر کا ٹکڑا دریافت کیا جس پر تین زبانوں میں کچھ لکھا ہوا تھا ۔ یعنی تین حصّوں پر تین مختلف زبانوں میں ایک ہی عبارت درج تھی ۔

اس پتھر کو "ROSETTA-STONE" کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے اوپر ماہرین کے مطابق تین مختلف زبانوں میں لکھا ہوا تھا۔ ان میں ایک زبان مصری عام بول چال کی زبان تھی۔ دوسری مصر کے پادریوں کی زبان یعنی "HEIROGLYPHS" تھی اور تیسری یونانی زبان تھی۔ اس تیسری یعنی یونانی زبان کے باعث اس عبارت کو پڑھنے میں مدد لی گئی اور اس عبارت کے پڑھنے سے ماہرین مصریوں کی دوسری لکھائی پڑھنے کے قابل ہوئے۔ اور مصری فن کے اسرار و رموز سمجھنے کے قابل ہوئے۔ اور یوں قدیم مصر دریافت ہوتا چلا گیا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی تہذیب کا دوسری تہذیب کے ساتھ میل ملاپ بڑھا تجارت کے ذریعے فکری اور تہذیبی تبادلہ شروع ہوا تو اس تہذیب نے دوسری تہذیب سے بہت کچھ سیکھ لیا اور اپنی بہت سی خصوصیات اس میں منتقل کیں لیکن اگر ہم مصر کی تہذیب کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ مصری تہذیب ایک ایسی تہذیب ہے جس پر دوسری تہذیبوں نے بہت کم اثر کیا یہی وجہ ہے کہ اس کو ہم خالص مصری تہذیب کہتے ہیں ۔

یہ ایک ایسی تہذیب ہے جو اپنی ہی سرزمین میں پیدا ہوئی پھر یہیں جوانی کی حدود میں داخل ہوئی ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اس کا جغرافیائی محل وقوع تھا کہ بہت کم دوسری تہذیبوں نے اس پر اثر ڈالا یہ تہذیب خود بخود شروع ہوئی وہاں کی قومیں نسل درنسل حکومتیں کرتی رہیں ان کے اپنے عقائد تھے چنانچہ نہ انہوں نے کسی پر حملہ کیا نہ کسی نے ان پر حملہ کیا اگر ہم مصر کو نقشے پر دیکھیں تو اس کے دو حصے تھے ۔

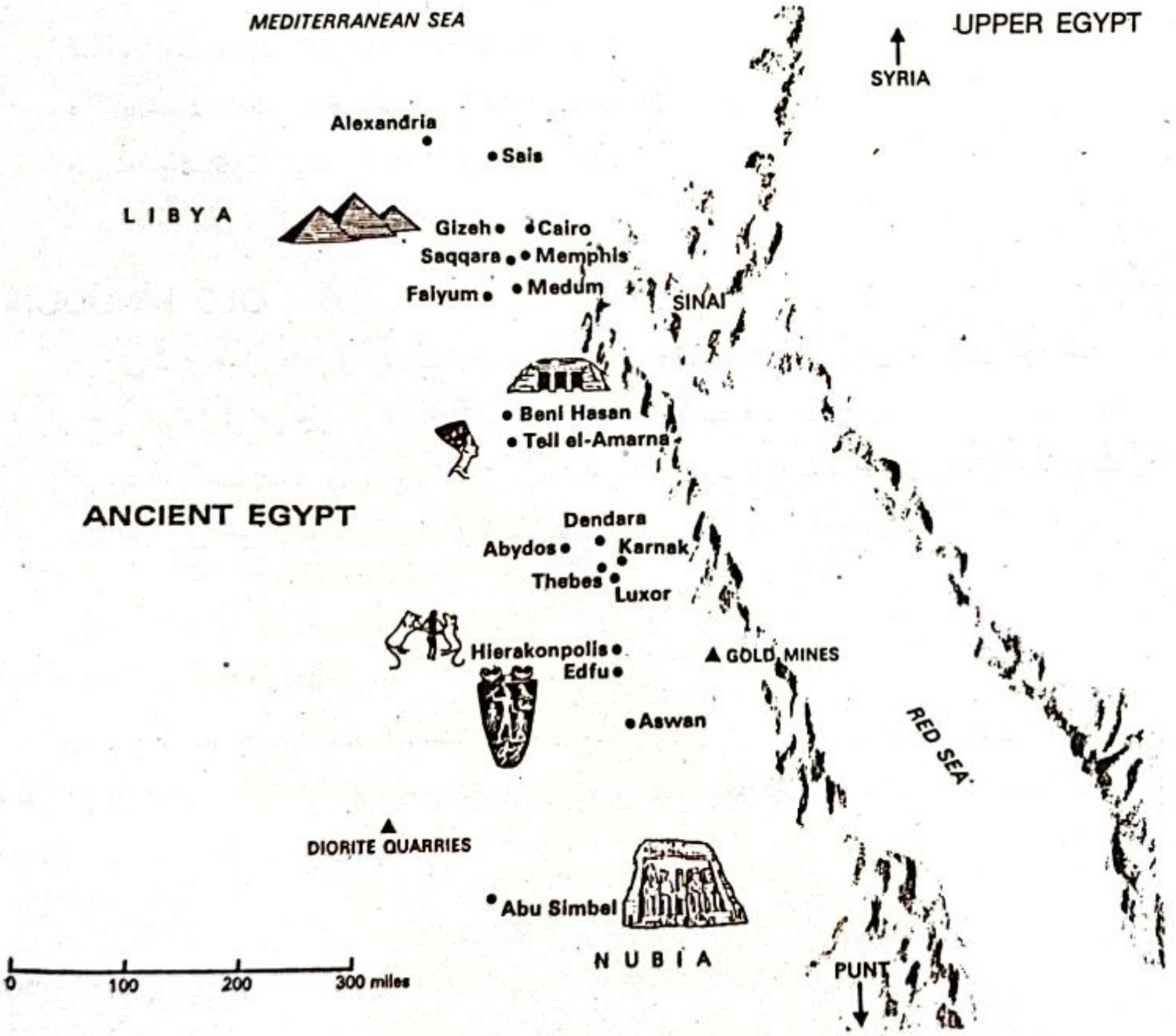

شمال کی طرف MEDITERRANEAN SEA (بحرہ روم) تھا جنوب کی طرف NUBIANI DESERT اور JEBEL ABYED PLATEAU تھے مغرب کی طرف لیبیا کے صحرا تھے اور مشرق کی طرف عرب کے صحرا اور RED SEA تھا اور نہر سویز تھے ۔

سلطنتِ مصر :

یہ تہذیب بہت قدیم اور عظیم ترین ہے اس کا دور حکومت بہت شاندار اور ہزار سال پر محیط ہے اس دور کو ہم تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔

قدیم بادشاہت OLD KINGDOM (2613 B.C. 2160)

وسطی بادشاہت MIDDLE KINGDOM (2040 B.C. 1652)

جدید بادشاہت NEW KINGDOM (1567 B.C. 1069)

OLD KINGDOM

اس میں قدیم مصری لوگوں کی تہذیب شامل ہے ان لوگوں کا ذریعہ معاش کھیتی باڑی تھا انہوں نے اپنے دور میں فن میں بڑی ترقی کی اس میں فن تعمیر اور مجسمہ سازی میں بڑے بڑے کام کئے انہوں نے جو مجسمے بنائے وہ 34 فٹ یا اس سے بھی بڑے ہوتے تھے یہ زیادہ تر مجسموں کو چٹانیں کاٹ کر بناتے یہ مجسمے ٹھوس اور (STYLIZED) تھے انہوں نے مقبروں کی تعمیر بھی کی جو خالص بادشاہوں کے لئے ہوتے اور PYRAMIDS کہلاتے تھے ۔

MIDDLE KINGDOM

یہ زیادہ OLD KINGDOM سے متاثر تھے اس لئے ان کے فن پاروں میں بھی انہی کی جھلک ملتی ہیں لیکن انہوں نے مجسموں کی جسامت کو تھوڑا کم کیا اور انہوں نے ان میں تھوڑی لچک پیدا کی ان کا فن SEMI-REALISTIC تھا اس میں ہمیں مندر کی تعمیر بھی نظر آتی ہے ۔

NEW KINGDOM

ان کی آرٹ بہت ترقی یافتہ اور نفیس تھا فن تعمیر میں کافی حد تک نفاست کا خیال رکھا جانے لگا اور عمارت کو زیادہ سے زیادہ خوشنما بنانے پر زور دیا گیا اس دور میں مجسمہ سازی بھی حقیقت کے قریب معلوم دینے لگی ۔ جسے ہم "REALISTIC ART" کہہ سکتے ہیں ۔

جغرافیائی پہلو :

مصر افریقہ کے شمال میں واقع تھا اور مصر کی وادی دریائے نیل کے دونوں طرف تھی اس لئے مصر دونوں طرف سے زرخیز تھا یعنی یہ نخلستانی علاقہ تھا اور دونوں طرف زرخیز بستیاں تھیں مشرق میں RED SEA اور عرب کے صحرا تھے

شمال کی طرف بحرہ روم اور جنوب کی طرف پہاڑ تھے اور مغرب کی طرف لیبیا کے صحرا تھے پس ان تمام عناصر نے مصر کے لئے ایک قدرتی فصیل کا کام کیا اور مصر بہت ہی محفوظ رہا اور اس کی تہذیب کو اپنے طور پر اپنی ہی سر زمین پر پھلنے پھولنے کا موقع ملا ۔

RED SEA اور دریائے نیل کچھ فاصلے پر ساتھ ساتھ چلتے ہیں اس لئے ان دونوں کے درمیان کی جگہ بہت زرخیز تھی دریائے نیل DELTA بنائے ہوئے بحیرۂ روم میں جا گرتا ہے مصر کی زمین پہاڑی اور میدانی تھی پہاڑی علاقے کو UPPER EGYPT اور میدانی علاقے کو LOWER EGYPT کہتے تھے دریائے نیل کے دونوں جانب آبادیاں تھیں ۔

ارضیاتی پہلو :

یہ سر زمین قدرتی ذخائر سے مالا مال تھی پہاڑ تھے اس لئے خوبصورت اور رنگ دار پتھر آسانی سے دستیاب تھے ان پتھروں میں شمال میں LIME STONE چونے کا پتھر اور ریت کا پتھر (SAND STONE) کثیر مقدار میں تھے جنوب میں گرے نائٹ (GRANITE) اور ALABASTER کا پتھر بھی ملا ہے یہ پتھر ان کی تعمیرات مجسمہ سازی ، برتن سازی اور مقبروں کی تعمیر میں استعمال ہوتے دھاتوں میں سب سے زیادہ COPPER تانبا اور لکڑی تھی جس میں ACEACIA یعنی کیکر کی لکڑی اور SYCAMOR دستیاب تھی ممی باکس کے لئے کھجور کی لکڑی استعمال کرتے کیونکہ دلدلی اور زرخیز زمین کی وجہ سے یہ بکثرت اگتے تھے اس کے علاوہ نرسل اور سرکنڈے بھی اگتے کھجور (DATES) اور پیپرس (PAPYRUS) اگتے تھے اہل مصر اس کے علاوہ مٹی کی اینٹیں بھی استعمال کرتے تھے مصر میں تین طرح کی عمارت تھیں ۔

1 : رہائشی گھر DOMESTIC BUILDING

2 : مذہبی عمارات RELIGIOUS BUILDING

3 : مقبرے TOMBS

آب و ہوا :

اس کی آب و ہوا گرم مرطوب تھی لیکن خوشگوار اور نرم تھی جولائی اور اکتوبر کے مہینے تک بارشیں ہوتیں یہاں زیادہ تر دو موسم تھے سخت گرمی اور بہار کا موسم ۔ صحراؤں کے قریب ہونے کے باعث ریتلی اور خشک ہوائیں چلتیں صحرا میں آندھیوں کے چلنے کے باعث دریائے نیل کا رنگ بدلتا رہتا ویسے تو عام طور پر اس کا رنگ نیلا ہی رہتا لیکن آندھیوں کے باعث اس کا رنگ کبھی سبز اور پھر سرخ ہو جاتا دریائے نیل میں طغیانی کے باعث سیلاب آتے رہتے اور تمام وادی جھیل کی شکل بن جاتی مدو جزر بھی آتے تھے گرمیوں کے دنوں میں خوب سورج چمکتا اس کے باعث وہ اپنی عمارات کی کھڑکیاں اور روشن دان کم بناتے تھے ۔

سماجی پہلو :

ان کی روزی کا واحد ذریعہ کھیتی باڑی تھا اس کے علاوہ یہ لوگ بہت توہم پرست تھے یہاں دو طرح کے طبقے آباد تھے پہلا شاہی طبقہ اور دوسرا مزدور طبقہ ۔ مزدور طبقہ معماروں بڑھیوں کاشتکاروں اور کسانوں پر مشتمل تھا ان کی زندگی بہت سخت اور قابل رحم تھی اور مسلسل محنت کا نام تھی ان لوگوں کی زندگی کا واحد مقصد شاہی خاندان کی خدمت کرنا تھا ان کا لباس رہن سہن خوراک غرض کہ ہر قسم کے معاملات شاہی حکمرانوں کے تابع تھے یہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہ کر سکتے تھے اس کے برعکس شاہی طبقہ نہایت سخت گیر اور ظالم تھا یہ شان و شوکت اور آزادی سے رہتے اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنتے اور لذیذ سے لذیذ خوراک کے مزے لوٹتے مذہبی امور میں تمام چیزوں کا نگران شاہی حکمران ہوتا عام آدمی کی شمولیت مذہبی تہواروں میں غیر اہم تصور کی جاتی طبقات کا فرق بہت واضح تھا اور اس پر پابندی بھی بڑی سختی سے ہوتی مزدور طبقہ کا لباس ایک لنگوٹی پر مشتمل ہوتا جبکہ بادشاہ پورا لباس پہنتا مزدور طبقہ کے لئے سر منڈوانا ضروری تھا جبکہ بادشاہ کے سر پر بال ہوتے جس پر زیورات سے سجاوٹ کی جاتی تھی اس کے علاوہ شاہی عورتوں کے بالوں پر بھی زیورات سے سجاوٹ کی جاتی تھی ۔ ان کے فن پاروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کا واحد مقصد بادشاہ اور حکمران خاندان کی فرمانبرداری کرنا تھا ۔

معاشی پہلو :

یہ معاشی طور پر بہت مستحکم تھے ان کی معیشت کا دارومدار دو شعبوں پر تھا پہلا کھیتی باڑی دوسرا تجارت ان کی زمینیں زرخیز تھیں اور پانی کی وافر مقدار موجود تھی یہاں کے عوام بہت خوشحال اور امیر تھے ان کی عمارات کافی بڑی بڑی تھیں اور وسیع رقبہ پر تعمیر کی جاتیں کھیتی باڑی سے غلہ کافی حاصل ہوتا جسے بیچ کر پیسہ اور دوسری ضروریات زندگی حاصل کرتے اور اگر غلہ ضرورت سے زیادہ ہوتا تو اسے تجارت کے لئے استعمال کرتے چنانچہ معاشی لحاظ سے خوشحال تھے یہاں زیادہ تر بادشاہوں کی حکومت رہی انہیں وہ فرعون کہتے فرعون مصری زبان کے لفظ PER-AA سے نکلتا ہے جس کے لفظی معنی عظیم خدایا("GREAT GOD")کے ہیں مصر دریائے نیل کے کنارے واقع ہے چنانچہ چاندنی راتوں میں مدو جزر آتے جس سے کافی جانی و مالی نقصان ہوتا اور فصلیں تباہ و برباد ہو جاتیں لوگ بہہ جاتے اور محفوظ غلہ برباد ہو جاتا اس سے بچنے کے لئے انہوں نے مناسب انتظام کی ضرورت محسوس کی چنانچہ انہوں نے ستاروں کا علم حاصل کیا اس طرح انہیں علم ہوا کہ چاند کی کس تاریخ کو مدو جزر آتا ہے اور کس موسم میں کونسی فصل اگانی چاہیئے اور کس موسم میں کاٹنی چاہیئے چنانچہ اس طرح انہیں اجرامِ فلکی پر عبور حاصل ہوا اور کئی ایک بہترین ماہرین پیدا ہوئے انہوں نے کیلنڈر ایجاد کیا یہ تصویری زبان میں تھا یعنی ان کی اپنی زبان بھی تصویری تھی اس کو HEIRO GLYPHS کہتے ہیں اس کا لفظی مطلب تصویری لکھائی ہے انہوں نے بہت سے علوم پر عبور حاصل کیا اس میں سائنس جیومیٹری اور حساب اور ستاروں کا علم وغیرہ شامل ہیں ان کی تصویری لکھائی ہمیں ہر تصویر کے پس منظر پر لکھی نظر آتی ہیں اور اسی تصویری لکھائی میں وہ تاریخ دن اور وقت غرض ہر چیز کا حساب رکھتے عام دلچسپی کے لئے یہاں چند مصری الفاظ لکھے جا رہے ہیں ۔

مذہبی پہلو :

یہ لوگ بہت قدامت پسند اور توہم پرست تھے یہ لوگ دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے اور بادشاہوں اور حکمرانوں کو بھی دیوتاؤں سے کم نہ مانتے مذہبی رسومات اور تہواروں کو بہت جوش و خروش اور اہتمام سے مناتے ان رسوم کی ادائیگی کے وقت عام آدمی اور مزدور طبقے کی شمولیت ضروری نہ سمجھی جاتی تھی اس میں صرف حکمران بادشاہ اور امیر لوگ شامل ہوتے ان کا عقیدہ "زندگی بعد از موت" کا تھا یعنی یہ موجودہ زندگی کچھ بھی نہیں بلکہ موت آتی ہے اور اس کے بعد اصل زندگی شروع ہو گی پس یہ عقیدہ ان کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی تھا اس خیال کے تحت ان کا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد انسانی روح ایک پرندے کی صورت میں آتی ہے یہ روح تمام برائیوں سے پاک ہو جاتی ہے اور نئی زندگی لے کر آتی ہے اس پرندے کو وہ "KA" کا نام دیتے ہیں ۔ اس عقیدے کی تقویت کے لئے وہ اپنے مقبرے بھی اپنی زندگی میں تعمیر کروا لیتے تھے یہ مقبرے وسیع رقبے پر تعمیر کئے جاتے جو کہ بہت مضبوط وسیع اور پائیدار ہوتے ان کو وہ بڑے پتھر کے سہارے بناتے جو کہ آسانی سے تباہ نہ ہو سکتا تھا پتھر کو انہوں نے تعمیرات مجسمہ سازی اور برتن سازی کے لئے بھی استعمال کیا یہاں ہمیں شامیوں کی اور مصریوں کی زندگی میں واضع فرق نظر آتا ہے کہ شامی ایک ہی (موجودہ) زندگی پر یقین رکھتے اور اسی کو عیش میں گزارنا چاہتے جبکہ مصری اس کے برعکس زندگی بعد از موت پر یقین رکھتے اور اسے بہتر بنانے کے لئے کوشاں رہتے مصری مجسمے 36,36 فٹ اونچے ہوتے اس عقیدے کی وجہ سے وہ مردہ لاشوں کو مصالحہ لگا کر رکھتے جسے عام زبان میں ہم ممی MUMMY کہتے ہیں یہ ایک نئی چیز تھی یہ لوگ جادو اور ٹوٹکوں پر یقین رکھتے تھے عام انسان سادہ اور محنتی تھے سورج دیوتا سب سے زیادہ طاقتور اور مشہور دیوتا تصور کیا جاتا جسے "RA" کا نام دیا گیا تھا ۔

ARCHITECTURE

ARCHITECTURE OF EGYPT مصر کا فن تعمیر

مصری فن تعمیر میں عمارات تین طرح کی بنائی جاتی ۔

DOMESTIC BUILDINGS : 1
RELIGIOUS BUILDINGS : 2
TOMBS : 3

یہ تمام عمارات پتھر سے تراشی جاتیں یعنی جو پتھر دریائے نیل سے بہہ کر آتے ان پتھروں کو سرخ نشان لگاتے اور پھر رسوں کی مدد سے انہیں کھینچ کر لاتے تھے اور انہیں سے عمارات تراشی جاتیں عمارات میں سب سے زیادہ اہم مقبرے تھے اس کی سب سے بڑی وجہ ان کا عقیدہ زندگی بعد از موت تھا ان کی عمارات مندرجہ ذیل چار قسموں کی تھیں ۔

PYRAMIDS : 1
MASTABAS : 2
ROCK CUT TOMBS : 3
TEMPLES : 4

PYRAMIDS

یہ مقبرے بادشاہوں اور شاہی خاندان کے لوگوں کے لئے تعمیر کئے جاتے تھے جو کہ بادشاہ اپنی زندگی میں خود تعمیر کرواتے یہ مقبرے بڑے دیر پا اور مضبوط ہوتے یہ آج بھی موجود ہیں اور دنیا کے عجائبات میں شمار ہوتے ہیں ان کے خفیہ کمروں میں خزانے لباس برتن اور زیورات وغیرہ دفن کرواتے تھے ان خزانوں کا علم بادشاہ یا ملکہ کو تھا اور خفیہ راستوں کا بھی ۔ اس کا خفیہ راستہ بادشاہ کے محل سے ہو کر ان مقبروں تک جاتا تھا ۔

اہرام کی بناوٹ یا PLAN

ان اہراموں کی دیواریں چاروں اطراف تھیں لیکن یہ عمارات اوپر سے نوکدار ہوتیں یہ دیواریں اس طرح آپس میں جڑی ہوئی تھیں کہ ان کے جوڑ کا احساس تک نہ ہوتا تھا ۔ ان کی مضبوطی کی بنیاد یہی جوڑ تھے ۔ یہ تمام عمارت بہت پیچیدہ اور پُراسرار تھی ۔ اس کے لئے خفیہ گزر گاہیں تھیں جن کا علم صرف بادشاہ یا ملکہ کو ہوتا تھا ۔ داخلی (بیرونی) دروازہ سطح زمین سے کئی فٹ اونچا تعمیر کیا جاتا تھا ۔ تاکہ عام آدمی کی پہنچ سے دور رہے اور وہ اندر داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکیں ۔ زمین دوز راستے خزانے کے کمرے تک جاتے تھے ۔ اس عمارت کی بیرونی سطح سادہ اور کھُردری رکھی جاتی ۔ اسے چونے کے پتھر (LIME STONE) سے تعمیر کیا جاتا تھا ۔ یہ پتھر دریائے نیل کی مشرقی سمت کے پہاڑوں سے بڑے بڑے ٹکڑوں کی شکل میں کاٹ کر دریائے نیل کے بہاؤ پر سالانہ سیلاب کے موقع پر بہا دیئے جاتے

تھے اور GIZA کے مقام پر مضبوط رسوں کی مدد سے کھینچ کر نکال لئے جاتے تھے ۔ عمارت کے مکمل ہو جانے پر سفید موتیوں کی چمک والا "LIME STONE" نفاست اور خوبصورتی کے ساتھ لگایا جاتا تھا اسی لئے یہ عظیم الشان عمارتیں ہزار ہا میل دور سے ہی اپنی اونچائی اور چمک کے باعث نظر آ جاتی تھیں ۔ یہ چمکیلا پتھر اب اُتار کر (CAIRO) قاہرہ کی اسلامی عمارات میں لگایا جا چکا ہے ۔

BASIC PLAN

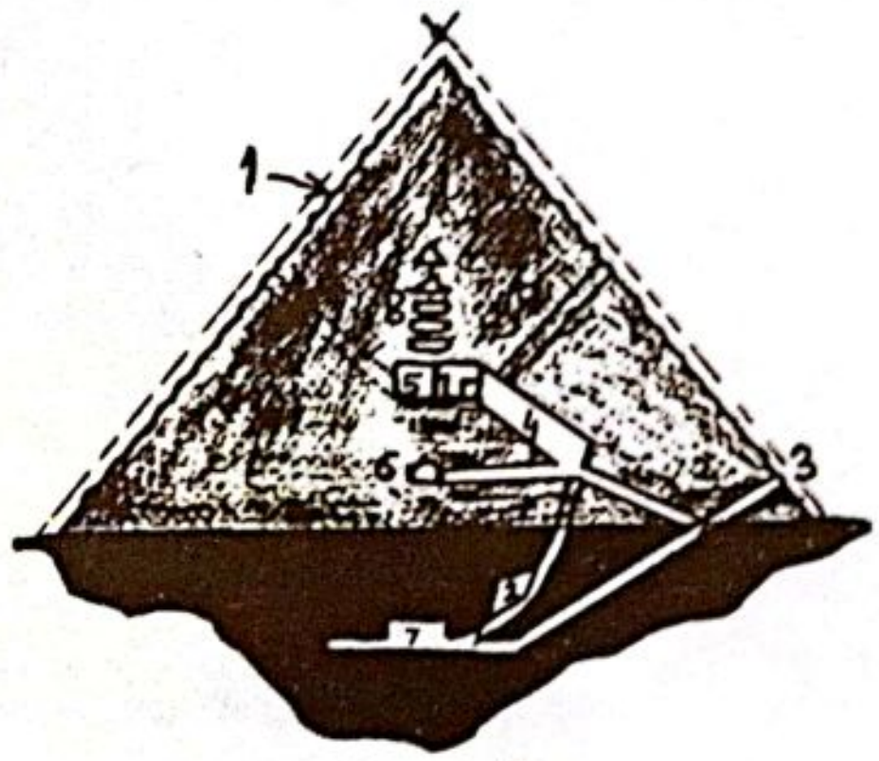

عمارت نوکدار ہوتی تھی داخلی دروازہ زمین سے کئی فٹ اونچا ہوتا اس میں داخل ہو کر ایک طویل راہ داری آتی تھی اس کے کچھ دور جا کر یہ راہ داری دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی اس کا ایک راستہ زیر زمین بادشاہ کے خفیہ مقبرے کے پاس چلا جاتا جبکہ دوسرا زمین سے اوپر دوسری طرف ایک گیلری میں چلا جاتا اسی گیلری کے دوسری جانب ذرا ہٹ کر ایک اور راستہ تھا جو کہ ملکہ کے کمرے کی طرف جاتا تھا لیکن اگر ہم گیلری کے سیدھے ہی چلتے رہیں تو طویل گیلری طے کرنے کے بعد بائیں جانب ایک اور طویل راہ داری تھی جس کے تھوڑے فاصلے پر بادشاہ کا کمرہ ہوتا اس کے کمرے کے اوپر چھت کے طور پر پانچ پتھر اس طرح یکے بعد دیگرے لگائے جاتے کہ ہر پتھر کے درمیان فاصلہ رکھا جاتا تاکہ ہوا آسانی سے آتی جاتی رہے اور اس سے رگڑ پیدا نہ ہو ان پتھروں پر پوری عمارت کا بوجھ تھا یہ عمارت کی مضبوطی میں اضافہ کرتے تھے اس میں ہوا کے مناسب انتظام کے لئے باہر سے اندر کی طرف ہوائی نالیاں بنائی جاتیں اس کے علاوہ اس عمارت میں چور راستے بھی بنائے جاتے بادشاہ کے کمرے میں اس کا تابوت تھا اس میں اس کی ممی بنا کر رکھی جاتی اس تابوت کے اوپر RELIEF WORK میں بادشاہ کی شکل بنائی جاتی اس کے علاوہ KA-BIRD کا مجسمہ بناتے تاکہ بادشاہ کی روح کو تابوت تلاش کرنے میں آسانی ہو ایک تو اس پرندے کو مقدس خیال کیا جاتا دوسرا یہ مذہب کا اہم حصہ تھا اہرام کی دیواروں پر FRESCO PAINTING سے تصویر کشی کی جاتی اس کی تکنیک اس طرح تھی کہ پہلے دیوار کو ہموار کر لیا جاتا اور اس پر پلاسٹر آف پیرس لگا لیتے پلاسٹر آف پیرس گیلا ہی ہوتا تو اس پر وہ بُرش کی مدد سے مختلف خوبصورت رنگوں کی مدد سے تصویر کشی کرتے اس تصویر کشی میں بادشاہ کی زندگی کی کہانی عام زندگی کے حالات ، مذہبی زندگی ، رہن سہن اور دربار کے متعلق تصاویر وغیرہ بنائی جاتیں ، ہوائی راستوں کی وجہ سے عمارت کی اندر کی اشیاء گلنے سڑنے اور زنگ سے محفوظ

ہو جاتیں ۔ ان PYRAMIDS کی بنیاد ہمیشہ چوکور ہوتی تھی اوپر جا کر یہ چاروں دیواریں پتلی ہو جاتی تھیں حتیٰ کہ ایک نوکدار چیز بن جاتی تھیں ۔

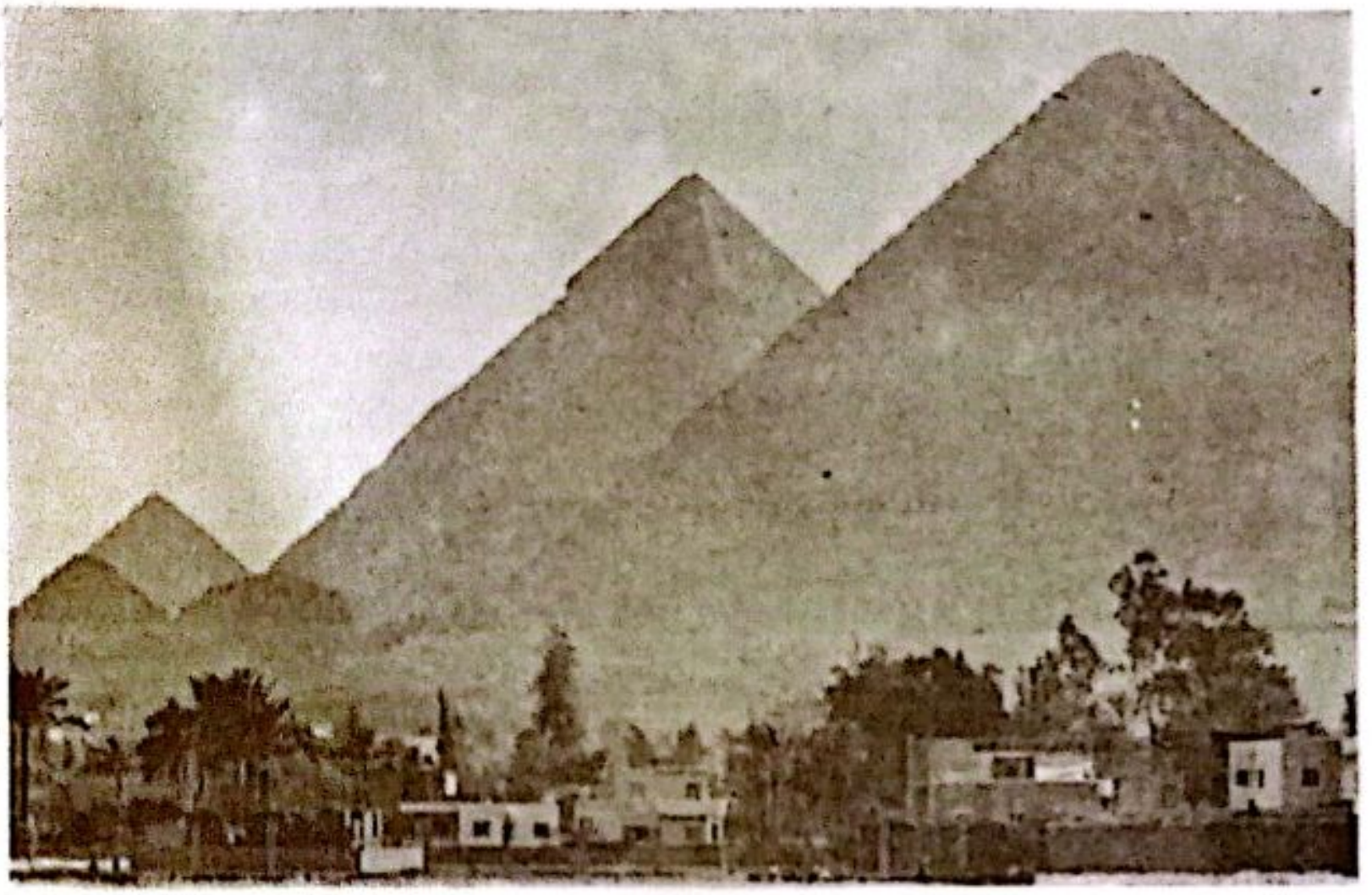

مثال نمبر 1 : GREAT PYRAMIDS

یہ PYRAMID مصر کے دوسرے بادشاہ خوفو KHOFU نے تعمیر کروایا تھا یہ GIZAH کے مقام پر واقع ہے اس پر اور بہت سی تعمیرات ہوئیں GIZAH LOWER مصر کا علاقہ تھا جو کہ DELTA کے قریب واقع ہے اس کے ساتھ ایک اور PYRAMID بھی تھا جو کہ خفرا بادشاہ کا تھا اور ایک MENKURE کا یہ PYRAMIDS بڑی بڑی چٹانوں کو کاٹ کر بنائے جاتے تھے اس پر پہلے سرخ نشان لگائے پھر رسوں کی مدد سے کھینچ کر GIZAH کے مقام لاتے تھے ان رسوں کو گھوڑے گاڑیوں کی مدد سے کھینچا جاتا تھا اس اہرام کے ایک طرف کی بنیادوں کی لمبائی 775 فٹ تھی اونچائی 480 تھی اور اس کا کُل رقبہ 13. ایکڑ تھا ایک تاریخ دان پیٹرک کے اندازے کے مطابق اس میں 23 لاکھ پتھر استعمال کئے گئے ہر ایک پتھر کا وزن ڈھائی ٹن تھا اس کا داخلی دروازہ سطح زمین سے 47 فٹ اونچا تھا اور اس طریقے سے تھا کہ اس کی نشاندہی عام آدمی کے بس میں نہ تھی کھڑکیوں اور دروازوں کے لئے خفیہ لائنیں اور نشانات لگائے جاتے جس کا علم بادشاہ کو ہوتا داخلی دروازے پر لگے ہوئے پتھر کا وزن 70 ٹن تھا بادشاہ کے کمرے کی چوڑائی 17 فٹ تھی اور 34 فٹ لمبا تھا ہوا کی نالیوں کا قطر 7 سے اٹھارہ انچ تھا اہرام کی تعمیر کے اخراجات اور دیگر تفصیل اہرام کی دیواروں پر تصویری لکھائی میں درج تھی اس کے علاوہ اس کے خزانے کے کمرے سے جتنا خزانہ ملا ہے اس کی گنتی محال ہے یعنی وہ بہت بڑی تعداد میں ہے ان PYRAMIDS کی بھی آگے تین قسمیں ہیں ۔

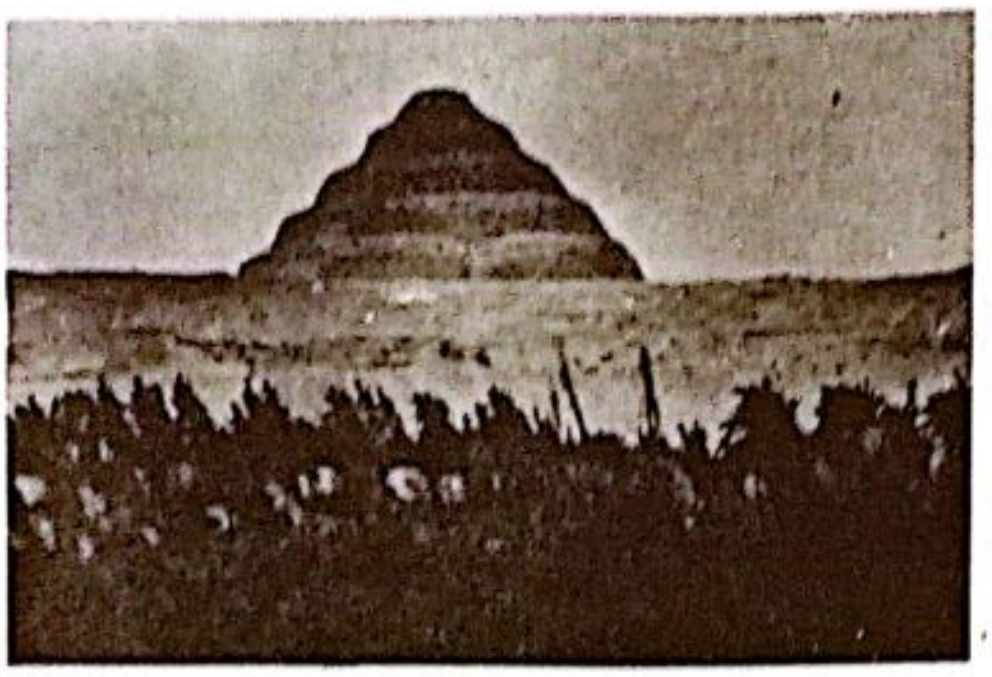

TYPICAL PYRAMIDS : 1

STEPED PYRAMIDS : 2

DOUBLE PYRAMIDS : 3

"PYRAMID OF ZOSER AT SAKKARA" 27TH CENTURY BC. IN THE FOREGROUND REMAINS OF THE MORTUARY TEMPLE OF KING LENAS, VTH DYNASTY

اسی قسم کی تعمیرات ہمیں GIZAH کے مقام سے خفرا اور خوفو کے اہرام وغیرہ ملے ہیں ان میں ایک خفرا کا اہرام اور ایک خوفو کا تین شاہی خاندان اور بہت سے MASTABAS ہیں سب سے بڑا خفرا کا اہرام ہے اس کے آگے زینہ اور راستہ ہے جو آگے جا کر ابو الہول سے مل جاتا ہے اور اس کے آگے ایک عبادت گاہ ہے ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

PYRAMID OF KHAFRA : 1

MORTUARY TEMPLE : 2

COVERED CAUSEWAY : 3

VALLEY TEMPLE : 4

GREAT SPHINX : 5

PYRAMID OF KHUFU : 6

PYRAMIDS OF THE ROYAL FAMILY AND : 7

MASTABAS OF NOBLES

EGYPT کے قدیم آرٹ ہمیں شمالی حصہ سے ملا ہے اور جدید جنوبی (LOWER) حصہ سے ملا ہے یہاں کی سر زمین پر 300 برس تک فرعون حکومت کرتے رہے یہ مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے سب سے پہلے 3200 B.C. میں پہلا فرعون بادشاہ حکمران بنا اس کے بعد 30 خاندان حکمران ہوئے OLD KINGDOM میں جو بادشاہ حکمران ہوئے انہوں نے اپنا دارالحکومت MEMPHIS کو بنایا اور یہاں دیر تک بادشاہت کرتے رہے MIDDLE بادشاہت میں ان کا دارالحکومت THEBES ہو گیا اس دور میں 11-17 تک بادشاہت رہی NEW KINGDOM میں 17-24 تک بادشاہ لوگ حکمران رہے انہوں نے اپنا دارالحکومت بدل کر رکھ لیا۔

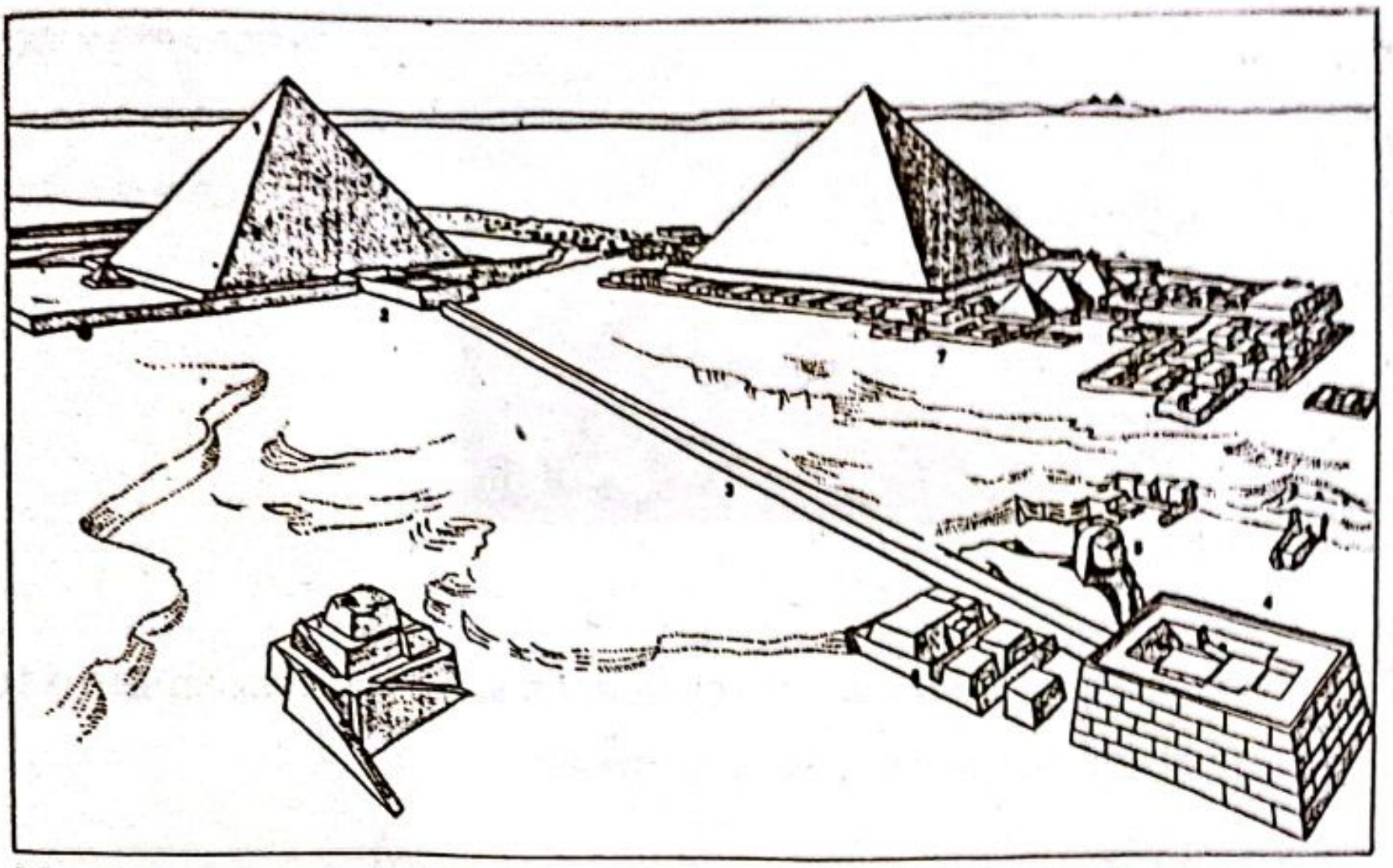

1. Pyramid of Khafre
2. Mortuary temple
3. Covered causeway
4. Valley temple
5. Great Sphinx
6. Pyramid o:
7. Pyramids of the royal family and mastabas of nobles

PYRAMIPS OF KHUFU

ہمیں سب سے قدیم آرٹ اہرام مصر کی دیواروں سے ملتا ہے تاریخ دانوں کے خیال کے مطابق یہ آرٹ اپنی اصل دلکشی کھو چکا ہے اور تو اور اب اس میں سے کئی ناپید بھی ہیں یعنی شروع شروع میں انسان نے اس آرٹ کی قدر نہ کی لوگوں نے اس بیش قیمت آرٹ کو روزی کا ذریعہ بنایا اور انہیں غار کی دیواروں سے کھرچ کر سیاحوں کے ہاتھ بیچ دیتے تھے اس کے علاوہ قدیم آرٹ کو سنبھالنے کا خیال نہ تھا UPPER EGYPT میں جب لوگ اور کسان یہاں آکر آباد ہوئے تو انہوں نے آگ وغیرہ جلائی تو اس سے غار کی دیواروں میں سیاہی لگ گئی جس سے وہ اپنی اصلی شکل کھو بیٹھیں ۔

MASTABAS

MASTABAS عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی BENCH یا ڈیسک کے ہیں ان کی بیرونی دیواریں ڈھلوان ہوتیں اور بنیادوں کی دو طرف لمبی اور دو طرف چھوٹی تھیں یہ بادشاہ و امراء کے مقبرے تھے ان کی چھت ہموار اور سیدھی رکھی جاتی تاکہ اس پر ایک اور عمارت تعمیر کی جا سکے MASTABAS کی ایک اور خوبی یہ تھی کہ یہ پتھروں کی بجائے اینٹوں سے تعمیر کئے جاتے ہم انہیں قدیم ZIGURATS کی معمولی سی شکل بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی میناروں پر مشتمل ہوتے تھے یہاں ہم جس MASTABAS کا ذکر کر رہے ہیں وہ صرف ایک منزل پر مشتمل تھی ان کے نیچے زمین دور خفیہ کمرے بھی بنائے جاتے اور راستے بھی تھے جن میں بادشاہوں کے خزانے اور ان کی ممی یعنی حنوط شدہ لاش اور مرنے والے فرد کا مجسمہ رکھا جاتا تھا ان کی چھتوں پر ایسے سوراخ رکھے جاتے جن سے ہوا آسانی سے اندر آتی جاتی رہے اندرونی دیواروں پر FRESCO PAINTINGS اور RELIEF WORK کیا جاتا جس میں مرنے والے کی زندگی کے حالات اور اس

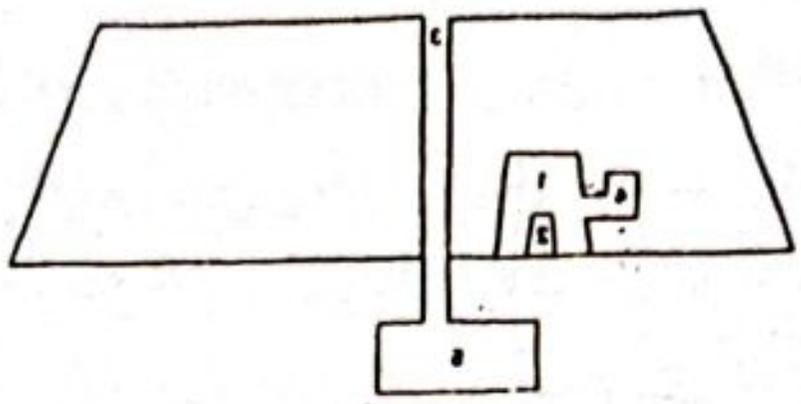

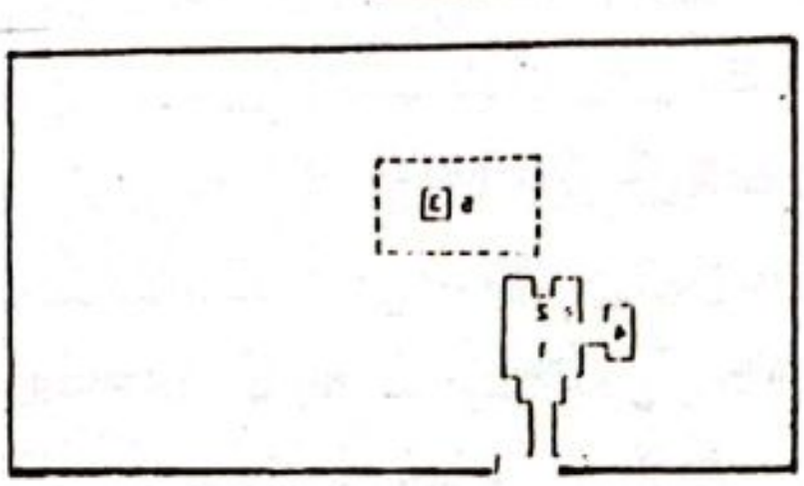

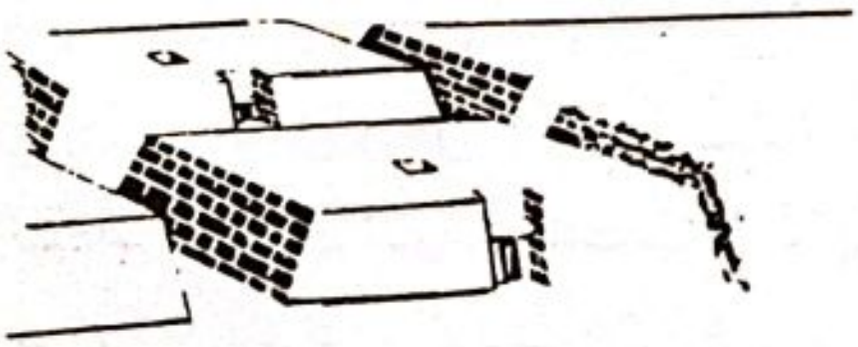

کے مذہبی معاملات تصویری زبان میں تحریر کئے جاتے اس کی اہم مثال ہمیں SAKKARA کے مقام سے ملی ہے جو کہ کسی شاہی خاندان کے کسی درباری جس کا نام "THI" تھا کا مقبرہ ہے جس کی اندرونی دیواروں پر خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے ۔

MASTABAS بھی PYRAMIDS کی طرح تعمیر کئے جاتے یعنی ان کے داخلی دروازے اور کھڑکیاں بنا کر وہاں مصنوعی کھڑکیوں کے نشان لگا دیتے تاکہ کسی کو اندر جانے کا اصل راستہ نہ مل سکے جس درباری کا مقبرہ تھا اس کا نام "THI" تھا اس شخص کی زندگی کے حالات ، اس کے علاوہ کشتی رانی کے مناظر ، فصلوں کی کٹائی ، مختلف ہنر مندوں کے کام کرتے ہوئے مناظر وغیرہ اس پر FRESCO اور RELIEF میں کئے گئے تھے یہ PYRAMIDS کی قدیم شکل جو کہ بعد میں STEPED PYRAMIDS کہلائے گئے ان کی بناوٹ اس طرح تھی ۔

CHAPEL : 1

FALSE DOOR : 2

SHAFT INTO BURIAL CHAMBER : 3

SERDAF (CHAMBER FOR STATUE OF DECEASED) : 4

BURIAL CHAMBER : 5

ROCK CUT TOMBS

ROCK CUT TOMBS کی تعمیر MIDDLE KINGDOM میں ہوئی یہ چٹانوں اور پہاڑوں کو کاٹ کر ان کے اندر ہی اندر تعمیر کئے جاتے تھے اس میں بھی ہال سیڑھیاں وغیرہ بنائی جاتی یہ مقبرے بہت بڑے بڑے ہوتے اور پہاڑ کی بنیاد سے لے کر چوٹی تک مینار کی شکل میں پہنچ جاتے یہ بعض اوقات تین تین منزلہ بھی ہوتے تھے ان کو آپس میں ملانے کے لئے سیڑھیاں بھی تعمیر کی جاتی ہیں یہ سیڑھیاں بھی پہاڑ کے اندر ہی تعمیر کی جاتیں یہ مقبرے UPPER EGYPT میں تعمیر کئے گئے ان میں راہ داریاں گذر گاہیں اور کمرے تھے کمروں میں مجسمے اور حنوط شدہ لاشیں رکھی جاتیں ان مقبروں کی تعمیر اور PYRAMIDS کی تعمیر میں صرف ایک فرق تھا کہ اس میں بڑے بڑے ہال تعمیر کئے جاتے ان ہالز میں بادشاہ یا ملکہ صرف مذہبی رسومات کے لئے جاتے تھے ان مقبروں میں قربان گاہیں بھی تھیں (BENI HASSAN) بنی حسن اور دھرل بہاری (DEHRUL-BIHARI) کے مقام سے ایسے مقبروں کی مثالیں ملی ہیں یہ تمام مقبرے سنانز میں بہت بڑے بڑے تھے باہر سے دیکھنے پر ایک چھوٹا سا راستہ دکھائی دیتا سامنے کے رُخ پر ستون تراشے جاتے تھے جو کہ PYRAMID اور MASTABAS میں ناپید تھے یہ چٹان نما مقبرے مصر کی شاندار تہذیب کی عکاسی کرتے ہیں ان کی اندرونی دیواروں اور ستونوں پر RELIEF WORK اور FRESCO PAINTINGS میں تصویر کشی کی جاتی مقبرے کے اندر تمام ستون PAPYRUS اور LOTUS FLOWER (کنول کا پھول) کے نمونے کے ساتھ تراشے جاتے تھے ان نمونوں پر بھی FRESCO PAINTING میں مرنے والے کی کہانی اور زندگی کے حالات لکھے جاتے ان مقبروں میں ایک ہال کمرہ تھا جسے مقدس کمرہ کہتے تھے اس ہال سے گزر کر ہم ایک اندھیرے کمرے میں پہنچ جاتے ہیں جسے ڈارک روم بھی کہہ سکتے ہیں اس اندھیرے کمرے کی چھت نسبتاً نیچی ہوتی تھی اس کمرے میں مرنے والوں کے تابوت اور خزانہ رکھا جاتا تھا

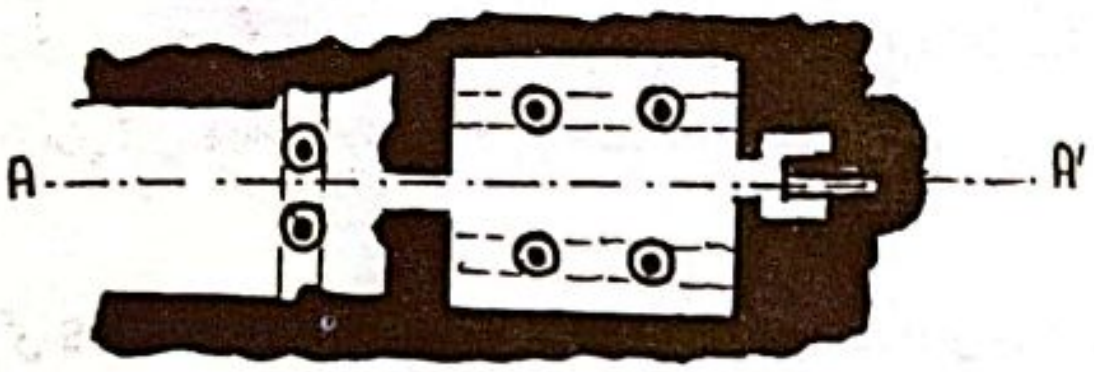

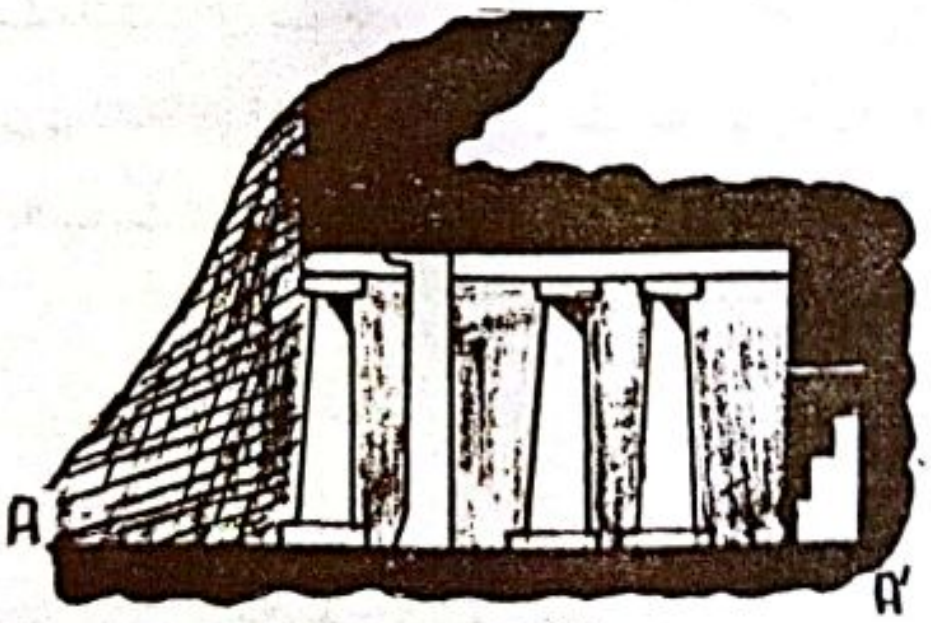

BASIC PLAN

چٹان نما مقبرے داخلی دروازے سے شروع ہوتے تھے ایک ردی سی چٹان کو کاٹ کر داخلی دروازہ بنایا جاتا ہے یعنی چٹان سے ہی ستوں تراشتے اور چھت تک لے جاتے یہ ستون عمارت کی مضبوطی میں بھی اضافہ کرتے تھے ان ستونوں کے درمیان میں جو خالی جگہ ہوتی وہ اس کا داخلی دروازہ تھا اس دروازے کے اندر داخل ہونے کے بعد ایک راہداری شروع ہوتی تھی جسے PORTICO کہتے ہیں یہ راہداری تنگ ہوتی تھی یعنی اس جگہ سے چٹان کو کم کاٹا جاتا تھا اس کے بعد ہم ایک ہال میں پہنچ جاتے ہیں یہ بہت وسیع اور بڑا ہال ہوتا ہے اس میں مذہبی رسوم کی ادائیگی کی جاتی تھی یہ بھی ستونوں پر کھڑا ہے ہال کی دیواروں اور ستونوں پر بھی RELIEF WORK اور FRESCO PAINTING میں مرنے والے کی زندگی کے حالات شکار اور مذہبی معاملات وغیرہ تحریر کئے جاتے تھے ہال کے ختم ہونے کے بعد ایک اور چھوٹی سی راہداری سے گزرتے ہیں آگے ایک اور کمرہ ہے جسے قربان گاہ کہتے اسے ہم ڈارک روم بھی کہہ سکتے ہیں اس کمرے کی چھت بھی نیچی تھی اس میں تابوت اور خزانہ تھا یہاں قربانی کی جاتی اور نذرانے وصول کئے جاتے تھے اسی کمرے کے ساتھ بعض اوقات ایک اور کمرہ بھی بنایا جاتا جس میں داخل ہونے کی اجازت صرف بادشاہ اور ملکہ کو تھی یہ بھی اندھیرا کمرہ ہی تھا اس قربان گاہ میں مرنے والے کا LIFE SIZE مجسمہ رکھا جاتا اس کے ساتھ ہی Ka پرندے کا مجسمہ رکھا جاتا تھا اس طرح کا ایک مقبرہ DEHRUL-BIHARI کے مقام سے ملا ہے یہ ایک ملکہ CHEPHREN کا ہے جو کہ 1500 B.C. میں بنایا گیا تھا یہ تین منزلہ ہے اس کی منزلوں کو ایک دوسرے کے ساتھ سیڑھیوں کے ذریعے منسلک کیا گیا ہے ۔ اس میں بعض جگہوں، ستونوں کی جگہ انسانی مجسمے ستونوں کا کام دیتے رہے ہیں یہ مجسمے ستونوں کی طرز پر بڑے لمبے لمبے بنائے گئے ہیں ان کو لوٹس اور پیپرس کے ڈیزائن سے سجایا گیا ہے اس مقبرے میں ہمیں بڑے بڑے ہال بنے ہوئے ملے ہیں اس میں روشنی کے انتظام کے لئے چھت میں سوراخ بنائے جاتے تھے تاکہ روشنی ان کے ذریعے اندر داخل ہو سکے ایسے مقبروں میں عام آدمی کو اندر داخل ہونے کی اجازت نہ تھی ۔

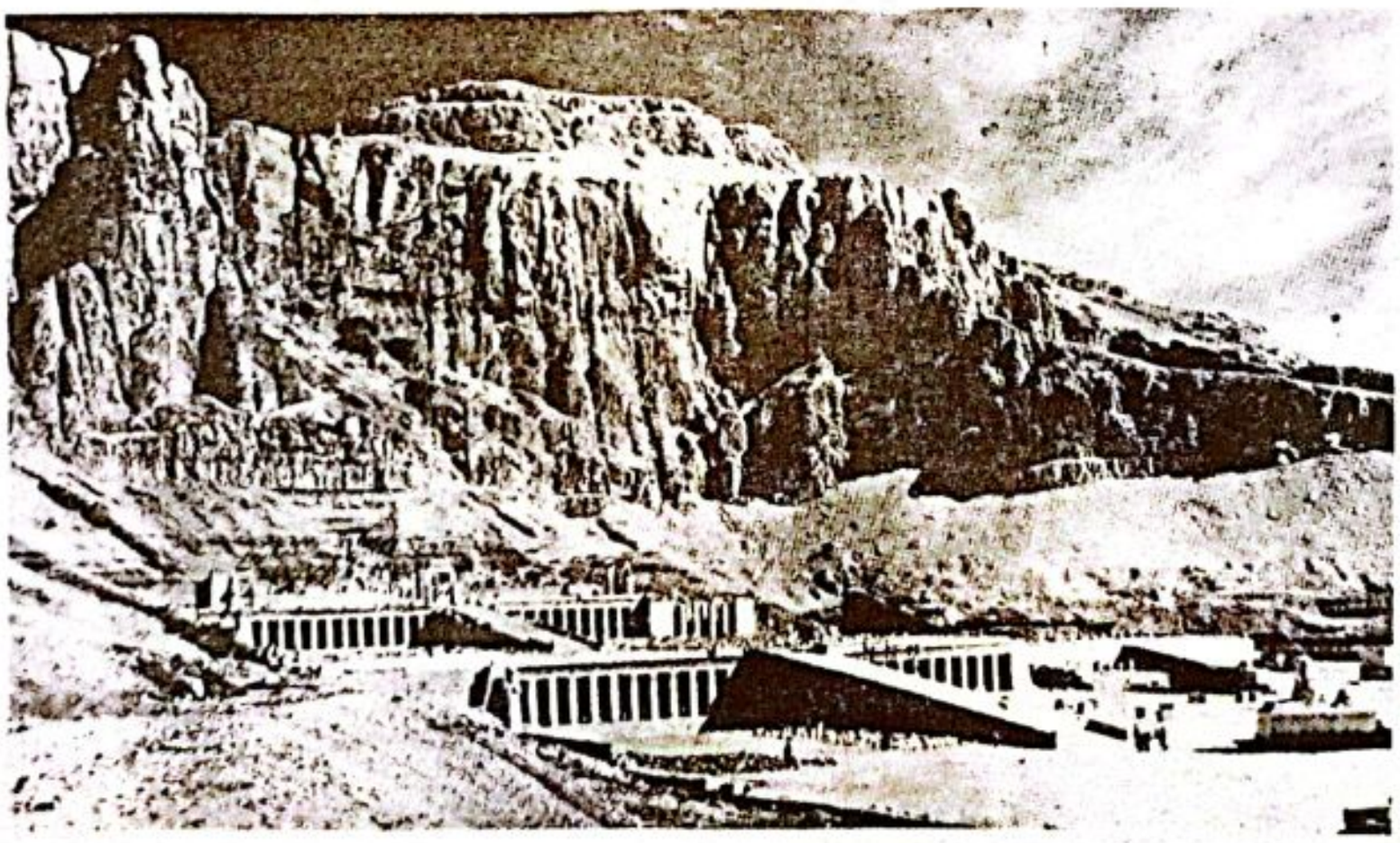

POCK-CUT TOMB AT DEHRUL-BIHARI

ابو الہول SPHINX

یہ ابو الہول مصریوں نے WINGED BEING کی طرز پر بنائے اس کی شکل اس طرح تھی کہ شیر کے جسم پر بادشاہ کا چہرہ بناتے دور سے دیکھنے پر یہ شیر سر اٹھائے ہوئے نظر آتا جس سے بہادری کی نشاندہی ہوتی جسم حقیقی شیر کا تھا اور پنجے آگے کو پھیلائے ہوئے بیٹھا تھا چہرہ عموماً بادشاہ یا مذہبی حکمران وغیرہ کا تھا اس کے چہرے پر مصری حُسن یا شاہی رعب و دبدبہ اور شیر کی قوت کو یک جا کر کے بناتے اس سے پہلے وسطی ایشیا کی تہذیب میں پروں والے دیوتا کا وجود ملتا ہے جو کہ ان کے فن تعمیر کے ساتھ مُنسلک تھے یہ ابو الہول OLD KINGDOM میں بہت بڑے رقبے پر تعمیر کئے جاتے لیکن NEW KINGDOM میں یہ ابو الہول سائز میں چھوٹے ہو گئے اس ابو الہول کی اعلٰی ترین مثال ہمیں LOWER EGYPT سے نیل کے ڈیلیا کے قریب خوفو اور خفرا کے اہراموں کے قریب نصب شدہ ایک بہت بڑے ابو الہول کی صورت میں ملی ہے ابو الہول کی جسامت کا اندازہ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ اس کی ایک انگلی پر ایک آدمی باآسانی بیٹھ سکتا ہے ان کی کل اونچائی 65 فٹ ہے اس ملنے والے ابو الہول کے چہرے پر خوبصورت مصری نقوش ہیں اور سر پر تاج نما چیز ہے یہ ابو الہول انسانی حُسن اور حیوانی قوت کو یکجا دکھانے کی بہترین کوشش ہے یہ ابو الہول اونچائی میں اتنا زیادہ بڑا ہے کہ دور سے بھی باآسانی دیکھا جا سکتا ہے چہرے پر آنکھیں بہت بڑی اور لمبی ہیں جو اصلی اور چمکتی ہوئی معلوم دیتی ہیں اس ابو الہول کو دور سے دیکھ کر دشمن باآسانی بادشاہ کا رعب یا دبدبہ دیکھ سکتا تھا اس کے علاوہ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ یہ ابوالہول اہراموں میں دفن خزانے کی حفاظت کے لئے بنائے جاتے تھے کیونکہ یہ بہت ہیبت ناک تھے جو اصل چٹان کو کاٹ کر اس شکل میں ڈھالا جاتا کہ کوئی اس کے نزدیک بھی آنے کی جرأت نہیں کر سکتا اس کے علاوہ یہ شاہی خاندان کی روایات کی عکاسی کے لئے بنائے جاتے تھے کیونکہ اس پر بادشاہ کا چہرہ ہوتا تھا۔

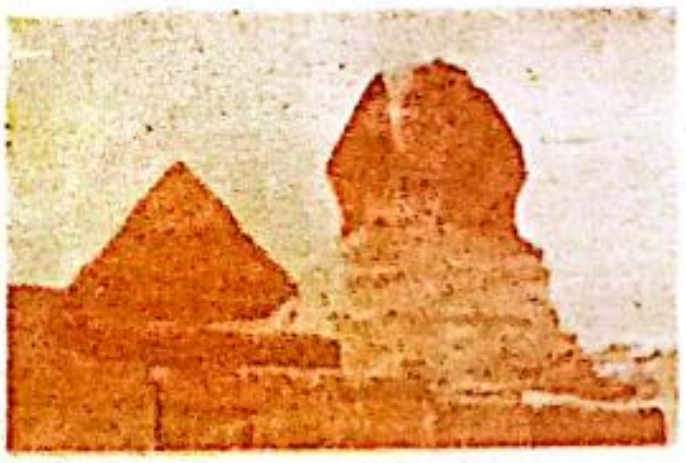

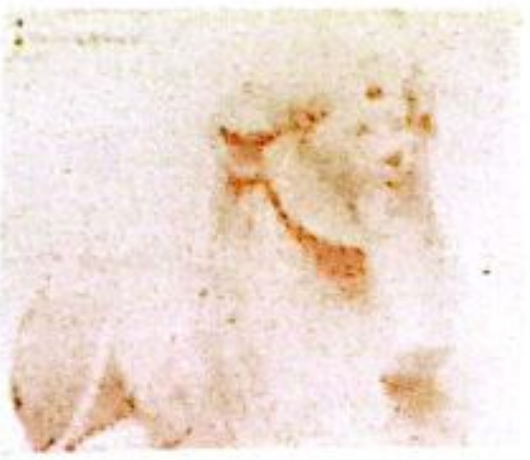

TEMPLES

اس TEMPLES کو بنانے کا رواج NEW-KINGDOM میں شروع ہوا یہ عمارات مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے استعمال ہوتیں اس کے علاوہ اس کی تین بڑی وجہیں تھیں ۔

1 : مصری بادشاہ کی شان و شوکت اور دولت کا اظہار کرنا ۔

2 : مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شاہی روایات قائم ہو سکیں ۔

3 : الگ تھلگ اور یکسوئی کے ساتھ عبادت میں مصروف رکھا جا سکے ۔

چونکہ ان میں عام آدمی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی صرف بادشاہ ملکہ اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد ہی یہاں آ سکتے تھے اس لئے یہاں صرف یہی لوگ عبادت کر سکتے تھے ان میں قربان گاہ بھی تھیں اور مذہبی تہواروں پر قربانی دی جاتی عام انسان صرف نذرانے کے لئے مندروں میں آ سکتا ہے ان کے ساتھ مخصوص کمرے میں مذہبی رہنما رہائش پذیر تھے ان مندروں کو دیوتاؤں یا حکمرانوں کے نام سے منسوب کیا جاتا یعنی یہ دیوتا کا گھر کہتے تھے جو بادشاہ بھی یہ مندر بنواتا وہی اس کے سارے اخراجات برداشت کرتا تھا پھر اسے کسی خاص دیوتا کے نام کر دیتا اور اسی کی عبادت کرتا ، سُنار کمہار اور دوسرے محنت کے تمام پیشے مزدور طبقہ سے مُنسلک تھے کسان لوگ جو بھی فصل اُگاتے اسے سارا کا سارا بادشاہ کے لوگ لے جا کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر کر دیتے جو کسان کسی مجبوری یا آگ لگنے کی صورت میں مطلوبہ مقدار کو انہیں دے نہ سکتا اسی کسان کو سزا دی جاتی اور بعض اوقات جان سے بھی مار دیا جاتا ستم یہ کہ ان کے پاس صرف اتنا غلہ چھوڑا جاتا کہ وہ بمشکل ایک وقت کی روٹی ہی حاصل کر سکتے ان مندروں کو بنانے کا تمام کام بھی انہی مصیبت زدہ و لاچا مزدوروں سے لیا جاتا گھریلو عمارات عام طور پر اینٹوں سے بنائی جاتیں اس لئے ان کا وجود کرہ ارض پر نہیں ملتا لیکن یہ مندر چٹانوں پر بنائے جاتے اسی لئے یہ آج تک موجود ہیں انہی مندروں پر HEIRO GLYPHS کی جاتیں اور دیوتا کی کہانیاں لکھی جاتیں ان کے دو مشہور دیوتا تھے ایک سورج دیوتا SUN GOD اور دوسرا GOD NIEL تھا ان دیواروں پر خوبصورت RELIEF WORK کیا جاتا اور اس میں بادشاہوں اور دیوتاؤں کی کہانیاں لکھی جاتیں۔

BASIC PLAN

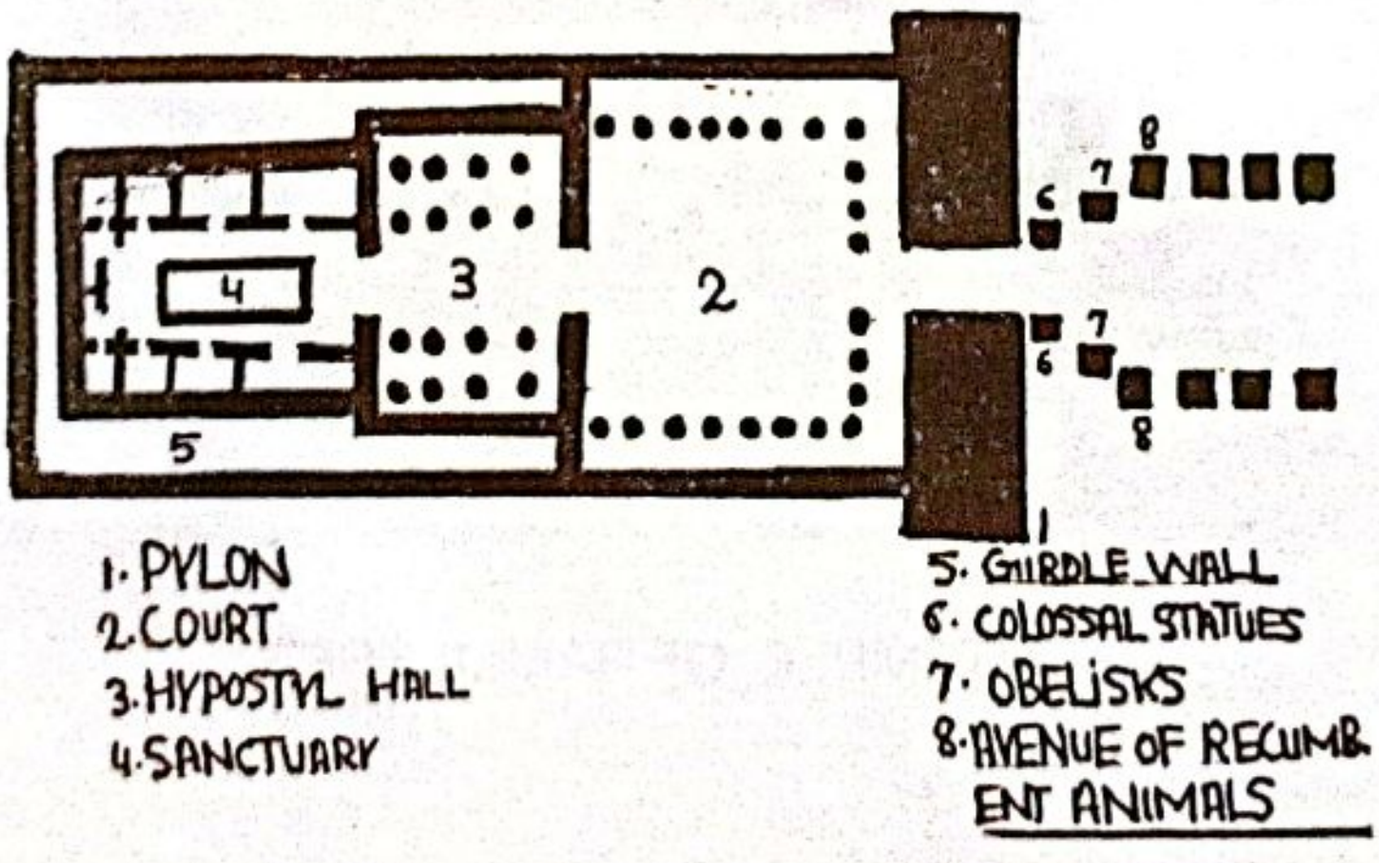

مندر میں داخل ہونے سے پہلے بہت ہی لمبی دو رویہ قطار سے ہو کر گزرتے تھے یہ قطار جانوروں کے مجسموں کی تھیں جنہیں چبوتروں پر بنایا گیا تھا ان کا چہرہ کسی بادشاہ یا دیوتا کا ہوتا تھا انہیں ہم ابو الہول کہتے ہیں یہ ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر تھے اور ان کے منہ آمنے سامنے تھے ان کی قطار کے ختم ہونے پر ستونوں کی طرز پر اونچے اونچے OBELISKS بنائے گئے ان پر HEIRO-GLYPHS میں بادشاہ کی فتوحات کے متعلق لکھا اس کے بعد PYLONS بھی داخلی دروازے کے ستون تھے یہ ستون اس شکل کے تھے یعنی اوپر سے چھوٹے اور نیچے سے بڑے تھے ان کے سامنے کی رُخ پر بادشاہ کے بڑے بڑے مجسمے لگائے جاتے تھے ساری دیوار پر FRESCO PAINTING اور RELIEF WORK کی جاتی ان کی چھتیں ڈھلوان ہوتیں اس صحن سے گزرنے کے بعد ہم ایک چھوٹے راستے سے گزرنے کے بعد ایک HYPOSTYLE HALL تھا اور اس کے بعد ایک قربان گاہ تھی اس قربان گاہ کے اِرد گرد چھوٹے چھوٹے چیمبر تھے جن میں مذہبی رہنما رہتے تھے اس قربان گاہ کے اِرد گرد ایک حفاظتی دیوار بھی تھی جسے GIRDLE WALL کہتے تھے دریائے نیل کے مغربی کنارے پر ROCK CUT TOMB سے ہٹ کر KARNAK کا مندر بہت بڑا مندر بنایا گیا تھا اس جگہ پر مصر کے آخری فرعون بادشاہ RAMMESES نے ABU SIMBLE کے مقام پر بھی ایک مندر تعمیر کروایا تھا۔

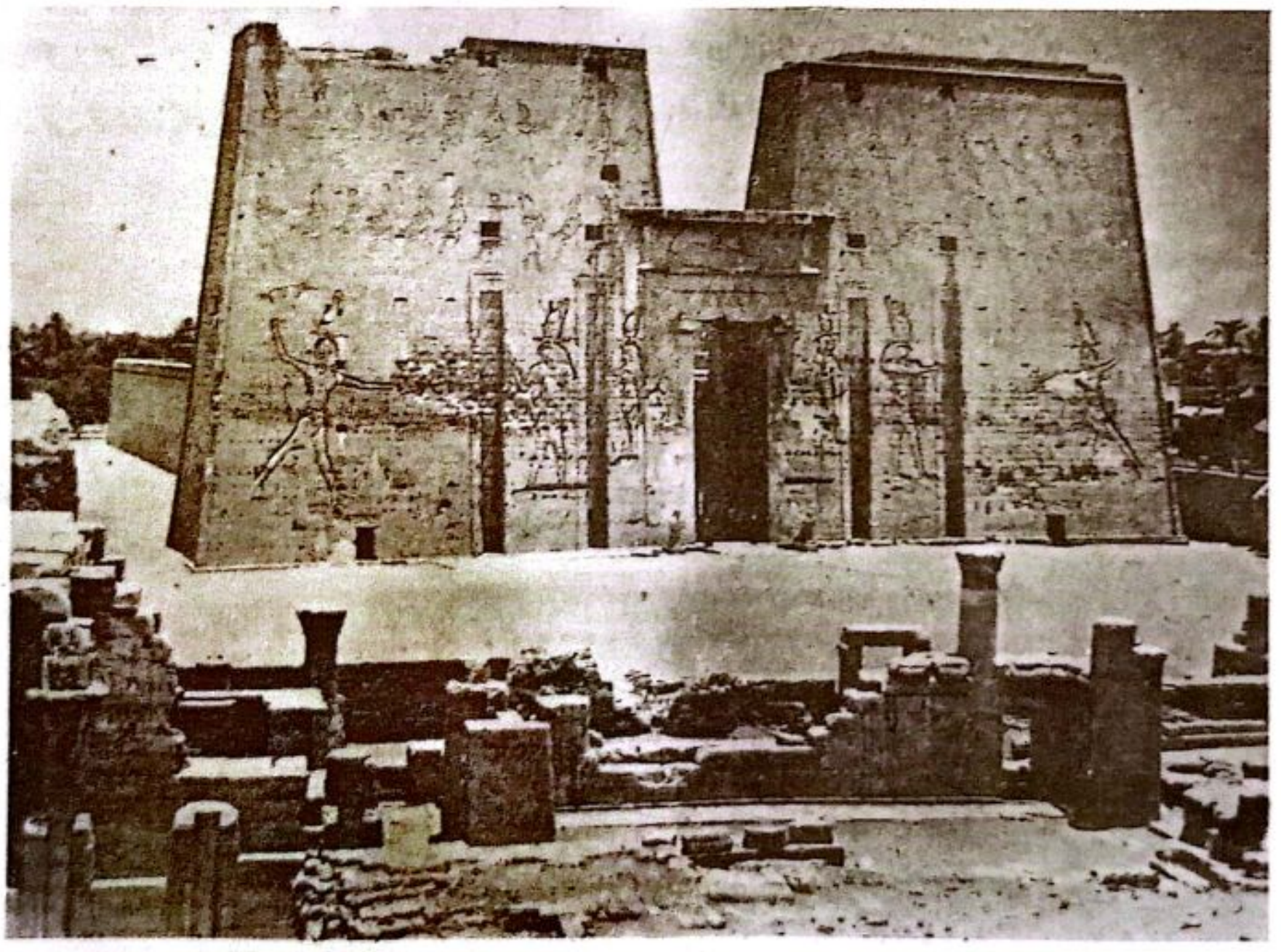

"TEMPLE OF RAMMESSES"

یہ مصریوں کے آخری بادشاہ RAMMESES نے تعمیر کروایا تھا یہ بہت بڑی بڑی چٹانوں کو کاٹ کر بنایا گیا ہے دریائے نیل کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے کافی حد تک زمین میں دھنس گیا تھا 1968 ء میں اس کو بچانے کے لئے نہایت محنت اور مہارت سے اس مندر کے مختلف حصوں کو کاٹ کر دوسری جگہ منتقل کیا گیا ہے داخلی دروازے اور مندر کے اندر بڑے بڑے بُت کاڑ دیئے گئے ان کی اونچائی 60 فٹ ہے اس کے تخت پر بادشاہ اور ملکہ اور اس کے بچوں کو دیکھایا گیا ہے پیروں کے درمیان بھی اس کے مجسمے تراشے گئے ہیں جو بہت چھوٹے چھوٹے تھے اوپر پانلون میں بھی مجسمے تھے ہال کے ستونوں میں انسانی مجسموں کا استعمال کیا گیا چھت پر فریسکو پینٹنگ کی گئی تھیں اور امن کے لئے فاتحہ بنائی گئی یہ تعداد میں چار تھیں اور ان کے منہ ایک دوسرے کی طرف تھے PYLONS پر خوبصورت RELIEF WORK کیا گیا تھا۔

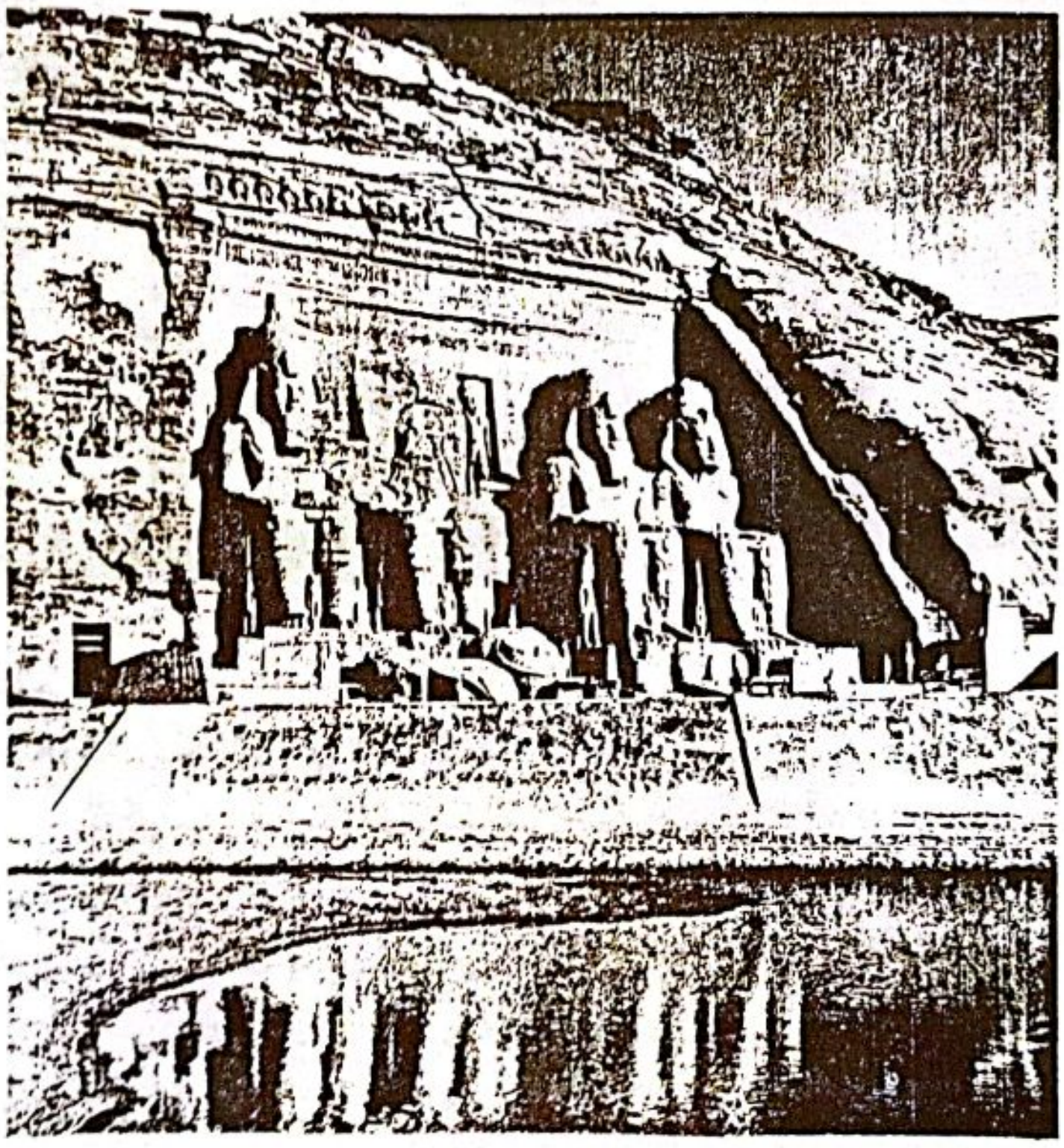

Temple of Rameses II, Abu Simbel, 1257 B.C. Colossi approx. 60′ high.

TEMPLE OF AMMON

یہ بھی KARNAK کے مقام سے ملی ہے اس میں ایک ہائپوسٹائل ہال (HYPOSTILE HALL) ملا ہے اس کے ستونوں پر گولائی کے رُخ پر مشتمل بنائی گئی تھیں ستونوں پر خوبصورت RELIEF WORK کیا گیا ہے یہ ستون اس طرح ہیں کہ ایک تو ستون ہے لیکن دوسرا ستون انسانی مجسمہ ہے اس طرح ایک ستون اور دوسرا انسانی مجسمہ ان ستونوں پر اوپر اور نیچے لوٹس پھول اور درمیان میں RELIEF WORK تھا بابر کی طرف پہاڑی بکرے جیسے چہرے کے مجسمے تھے ۔

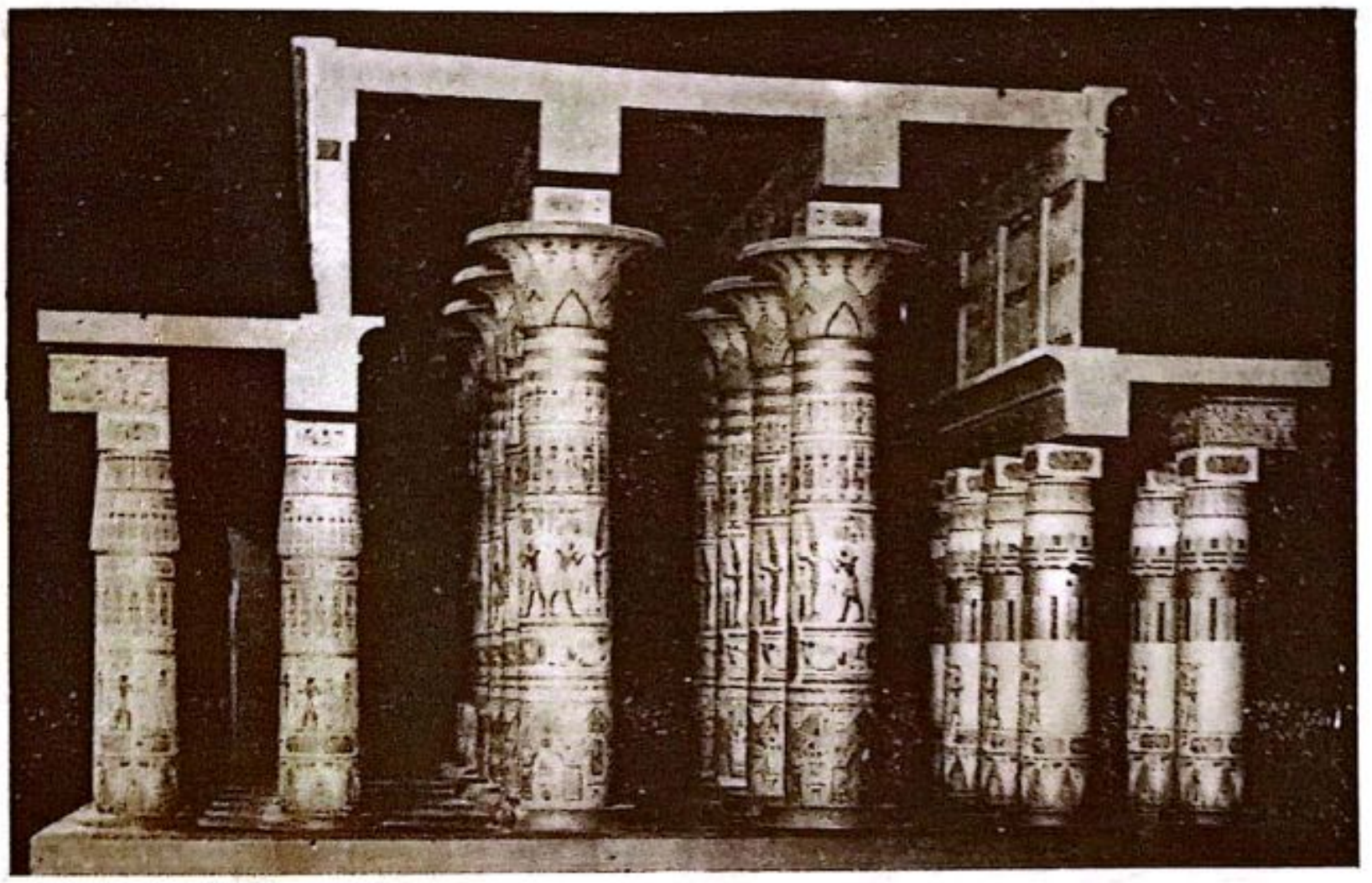

OBELISK

OBELISK بادشاہ یا ملکہ کی یاد میں گاڑے جاتے تھے یہ مصری تہذیب میں ایک نئی چیز تھی یہ شاہی واقعات کی یاد کو منانے کے لئے بھی تھے یہ اوپر سے لے کر نیچے تک تصویری لکھائی کی جاتی تھی جس میں بادشاہ یا ملکہ کی کہانی لکھی جاتی تھی بعض اوقات دیوتا کی کہانی بھی لکھی جاتی تھی یہ OBELISK اوپر سے پنسل کی طرح اور نیچے سے چوڑے ہوتے تھے یہ MENHIR کی طرز کے تھے یہ بہت اہم ہیں ۔ ملکہ NEFERTITE نے بھی ایک OBELISK تعمیر کرایا۔ یہ بعض اوقات 30-30 فٹ لمبے ہوتے ان کو گولائی میں بھی تراشا جاتا تھا یعنی اس پر گولائی میں تصویر کشی کرتے یہ صرف ایک پیتل نما سوئی کی طرز کا مینار ہوتا تھا ۔

OBELISK

SCULPTURE OF EGYPTION CIVILIZATION

مصری مجسمہ سازی کی جتنی مثالیں ہمیں ملی ہیں اتنی مثالیں شاید ہی کسی اور تہذیب میں ملی ہوں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مصری تہذیب میں مجسمہ سازی بکثرت ہوئی ہے کیونکہ اس نے کسی بھی تہذیب سے کسی قسم کا اثر قبول نہیں کیا اس لئے اس کی تہذیب کا خالص اور اصلی رنگ ان کی مجسمہ سازی میں بھی ملتا ہے مذہبی عقیدے نے انہیں مجسمہ سازی کی طرف مائل کیا ان کا آرٹ بھی ایرانیوں کی طرح SEMI-REALISTIC اور STYLIZED تھا اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے آرٹ میں روحانی عقیدے کو دکھانے کی کوشش کی ہے ان کی مجسمہ سازی کی کئی ایک وجوہات تھیں ۔

مجسمہ سازی کی وجوہات

مذہبی عقیدہ

ان کا عقیدہ تھا کہ زندگی موت کے بعد شروع ہوتی ہے اور وہ زندگی ہمیشہ قائم رہنے والی ہے چنانچہ انہوں نے اسی عقیدے کی تقویت اور فروغ کے لئے مجسمہ سازی شروع کی ان کی زیادہ تر مجسمہ سازی ان کے عقیدے کی نشاندہی کرتی ہے ۔

پتھروں کی بہتات

مجسمہ سازی کی ایک بڑی وجہ پتھروں کی بہتات بھی تھی دریائے نیل میدانی علاقوں سے بے شمار پتھر بہا کر لے آتا چنانچہ وہاں پتھر بہت زیادہ تھے پس ان پتھروں نے بھی انہیں مجسمہ سازی کی طرف مائل کیا ۔

ذاتی زندگی اور واقعات کی عکاسی

مجسمہ سازی کی بڑی وجہ ان کی اپنی ذاتی زندگی کی نشاندہی بھی کرتی ہے وہ مجسمہ سازی میں اپنی ذاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو دیکھاتے اس کے علاوہ اہم واقعات کی نشاندہی بھی اس طرح کرتے وہ پتھروں کو زیادہ پائیدار سمجھتے تھے ۔

مجسمہ سازی کی اقسام

مصریوں نے جو مجسمہ سازی کی اس کی دو قسمیں تھیں یعنی انہوں نے دو بڑے مقاصد کی خاطر مجسمہ سازی کی ابتداء کی وہ دو بڑے مقاصد یا اقسام مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 – دیوی دیوتاؤں کی یاد گار

مصری تہذیب میں دیوی دیوتاؤں کو ایک خاص مقام حاصل تھا وہ انہیں بڑی عقیدت سے پوجتے تھے ان دیوی دیوتاؤں کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے اور ان کے مختلف واقعات کو بیان کرنے کے لئے مصریوں نے مجسمہ سازی کی اس کے علاوہ شاہی خاندان اور بادشاہ کی یاد گار کو قائم کرنے کے لئے مجسمہ سازی کی ۔

2 – مذہبی عقیدے اور دفن گاہ کے لئے

مجسمہ سازی کا ایک بڑا مقصد اپنے مذہبی عقیدے کی تقویت پہنچانا بھی تھا انہوں نے اپنے اس مقصد کے لئے

پرندے "KA BIRD" کی مجسمہ سازی کی اس پرندے کا ان کے مذہب میں بڑا بلند مقام تھا یہ KA پرندہ وہ اپنے مقبروں کے پاس نصب کرتے تھے اس کے علاوہ دفن گاہ پر مرنے والے کے مجسمے بھی تراش کر لگاتے تھے ۔

موضوع

یہ مجسمے 60,60 فٹ اونچے تراشے جاتے تھے یعنی یہ مجسمے OVER LIFE SIZE بنائے جاتے تھے ان کی مجسمہ سازی کا کوئی خاص موضوع نہ تھا بلکہ وہ ہر قسم کا موضوع اپنی مجسمہ سازی میں شامل کرتے تھے ان کے اہم موضوعات مندرجہ ذیل ہیں ۔

1 – مذہبی زندگی کی عکاسی

ان کی مجسمہ سازی میں ہمیں مذہب کی خاص جھلک ملتی ہے ان کا عقیدہ زندگی بعد از موت کا تھا پس اسی لحاظ سے وہ مجسمہ سازی بھی کرتے ۔

2 – عام زندگی واقعات کی عکاسی

ان کی مجسمہ سازی میں ہمیں عام زندگی کے واقعات کا رنگ بھی ملتا ہے یعنی عام روز مرہ معمولات بھی مجسمہ سازی میں دکھائے جاتے تھے ۔

3 – عام آدمی کی زندگی کی عکاسی

ان کی مجسمہ سازی ایک خاص طبقے تک محدود نہ تھی یعنی وہ صرف بادشاہوں اور دیوی دیوتاؤں کی مجسمہ سازی نہ کرتے بلکہ انہوں نے اپنی مجسمہ سازی میں ایک عام انسان کو بھی دکھایا ہے ہاں البتہ اس عام انسان کا قد اپنی سنگ تراشی میں چھوٹا دکھاتے تھے ۔

TECHNIQUE

مصری دو طرح سے مجسمہ سازی کرتے تھے ۔

1 – SCULPTURE IN ROUND — گولائی کے رُخ

2 – SCULPTURE IN RELIEF WORK — دیوار کی سطح پر

مصری مجسمہ سازی کی ایک بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ ان کی سنگ تراشی میں انفرادیت کا عنصر پایا جاتا تھا ۔ کیونکہ نہ تو وہ کسی تہذیب سے متاثر تھے اور نہ ہی انہوں نے کسی تہذیب کو اپنانے کی کوشش کی۔ مصری تمام مجسمے ایک ٹیم کی صورت میں تراشتے کیونکہ ان کے مجسمے بہت بڑے بڑے ہوتے تھے اس لئے کوئی ایک اکیلا فنکار اسے نہیں تراش سکتا تھا اس لئے وہ بہت سے آدمی مل کر ایک ٹیم کی صورت میں کام کرتے تھے یہ مجسمے بنانے کے لئے بڑی بڑی چٹانوں پر سے سلیب نکالتے یہ سلیب بہت بڑی بڑی ہوتی اور اس سلیب کو رسوں کی مدد سے کھینچا جاتا اور مطلوبہ جگہ پر لے جاتے تھے اور اس پر سنگ تراشی کرتے ۔

مجسمہ سازی کی خصوصیات

1- وہ بڑی بڑی چٹانوں میں پتھر کاٹ کر سلیب کی شکل میں نکالتے اور چٹانوں کے فالتو حصے کو کاٹ کر نکال دیتے پھر اس سلیب پر سنگ تراشی کرتے ۔

2- مصری OVER LIFE SIZE مجسمے بناتے یہ 30 فٹ سے 60 فٹ اونچے ہوتے تھے ان کی اس بلندی کا بڑا مقصد اس شخص کی بلندی ، رتبہ ، عظمت اور برتری دولت کا اظہار مقصود تھا ۔

3- انسانی شکل میں نقوش واضح اور جسم کا تناسب بہت واضح تھا یعنی یہ جسم کو بناتے وقت متوازن اور متناسب بناتے اس کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ جس شخص کا چہرہ بناتے وہ ہو بہو اس کا ہوتا تھا جس سے شناخت باآسانی ہو جاتی ۔

4- کیونکہ مصری تہذیب بالکل خالص تہذیب تھی اس لئے ان کی مجسمہ سازی میں ان کا اپنے مخصوص پہنا ، رہن سہن اور رکھ رکھاؤ کی عکاسی ہوتی تھی ۔

5- مجسمے کافی حد تک STYLIZED تھے مصری مجسمہ ساز کے لئے قوانین کی پابندی کرنا لازم تھا مثلاً مصری سنگ تراش ہمیشہ چہرے کو یک طرف ، کندھوں کو سامنے کے رُخ پر ، پانچوں انگلیاں یکساں اور پاؤں کو یک طرفہ رُخ پر بناتے تھے ان کا خیال تھا کہ کان آنکھ وغیرہ سب کچھ دکھانا چاہیئے بنانے کا طریقہ ایسا تھا کہ چہرہ یک طرفہ تھا تاکہ ناک بنا سکیں آنکھ پوری بناتے ۔ ہر چیز (اعضاء) کو واضع کر کے دکھاتے اس طریقے کو LAW OF FRONTALITY کہتے ہیں ۔ ہیں ۔

- ان کے مجسمے کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ وہ جس شخص کا بھی مجسمہ بناتے ایک تو اس کے تمام نقوش کو واضح کرتے دوسرا ان کے چہرے سے ان کے جذبات و تاثرات کی عکاسی ہوتی نظر آتی تھی ۔
- اگر وہ RELIEF WORK میں مجسمہ سازی کرتے تو اس میں خاندان بھر کے مجسمے بناتے جس میں نوکر تک تراشے جاتے تھے ۔
- خاندان کے پورے مجسموں میں درجہ بندی سے کام لیتے یعنی خاندان کا سربراہ قد میں بڑا بناتے بیوی کو اس سے چھوٹا بچوں کو اس سے چھوٹا اور نوکروں کے قد سب سے چھوٹے ہوتے تھے شاہی افراد کو خوبصورت چوغے اور زیورات سے مزین دکھاتے اور نوکر طبقے کو ننگے پاؤں اور گنجے سر دکھاتے تھے ۔

9 - ان کی مجسمہ سازی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ آرائشی مجسمہ سازی کرتے یعنی ان کا آرٹ DECORATIVE تھا ۔

10 - مصریوں نے رنگوں کا استعمال شروع کیا اور انہیں رنگوں کے ذریعے درجہ بندی کر کے بناتے یعنی وہ مردوں کے نقوش کو براؤن اور سرخ رنگ سے دکھاتے عورتوں کو سفید اور گلابی رنگ میں دکھاتے اور نوکروں کے رنگ اکثر BLACK ظاہر کرتے ۔

11 - مصر میں OLD KINGDOM میں OVER LIFE SIZE مجسمے بنانے کا رواج تھا MIDDLE KINGDOM میں ان کا قد کچھ چھوٹا ہوا اور NEW KINGDOM میں انہوں نے LIFE SIZE مجسمے تراشنے شروع کیئے ۔

SCULPTURE IN ROUND

مصری مجسمہ سازی میں استعمال ہونے والی میٹریل اشیاء مندرجہ ذیل ہیں ۔

1. DIORITE STONE
2. ALABASTER
3. LIME STONE
4. SCHIST
5. WOOD
6. STEATITE IVORY.

اور اس کے علاوہ دھاتوں میں پیتل شامل ہے ۔

SEATED STATUE OF KING (CHEPHRAL) FROM GIZAH

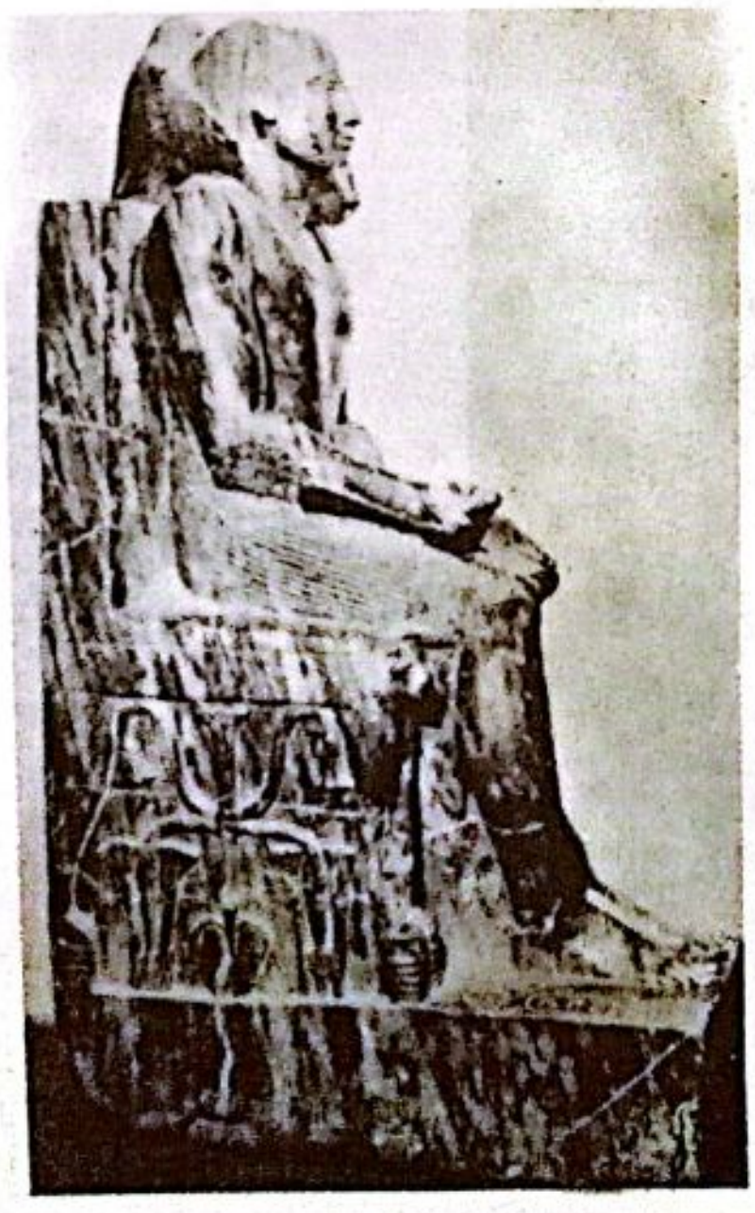

یہ مسجمہ مصری بادشاہ CHEPHREL کا ہے جو کہ GIZAH کے مقام سے ملا ہے اس مجسمے کی کُل اونچائی 66 فٹ ہے یہ DIORITE پتھر میں تراشا گیا ہے یہ پتھر بڑی بڑی چٹانوں سے کیوبک شیپ میں نکالا گیا تھا اس مجسمے کا تعلق OLD KINGDOM (IV DYNASTY) سے ہے۔ اب یہ مصر کے مشہور CAIRO عجائب گھر میں موجود ہے یہ بادشاہ مصریوں کی طرز کا HEAD DRESS پہنے ہوئے ہے اور ایک کُرسی پر بیٹھا ہے اس نے لنگوٹی نما چوغہ پہن رکھا ہے اس کی دونوں ٹانگیں سامنے کی طرف کُرسی کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں اور دونوں پاؤں سامنے کی طرف ہیں اس کے جسم کا تناسب لاجواب ہے جسم کے تمام پٹھے واضح اور مضبوط ہیں اس کے چہرے کے نقوش واضح ہیں HEAD DRESS کے نیچے سے اس کا آدھا کان نظر آ رہا ہے اس کا ایک ہاتھ گھٹنے پر ہے اور دوسرا ہاتھ گھٹنے کے اوپر مٹھی کی صورت میں بند ہے اس کے ہاتھ کی تمام انگلیاں برابر ہیں اس مجسمے کی سب سے بڑی خوبی اس پر بنا ہوا KA BIRD کا مجسمہ ہے جو کہ سر کے پیچھے ہے ۔ اس کی کُرسی ڈیزائن دار ہے اس پر خوبصورت لوٹس اور پیپرس کے پھولوں کا ڈیزائن ہے کُرسی کا سائز جسم کے مطابق ہے۔ KA BIRD اسی کُرسی پر بیٹھا ہے بادشاہ کے پاؤں کے نیچے والے چبوترے پر HEIRO GLYPHS سے لکھائی لکھی گئی ہے ایسے مجسمے مصری PYRAMIDS میں رکھتے تھے یہ مجسمہ بھی ہمیں ایک PYRAMIDS میں سے ملا ہے ۔

THE COUPLE STATUE OF KING AND HIS WIFE IN SCHIST

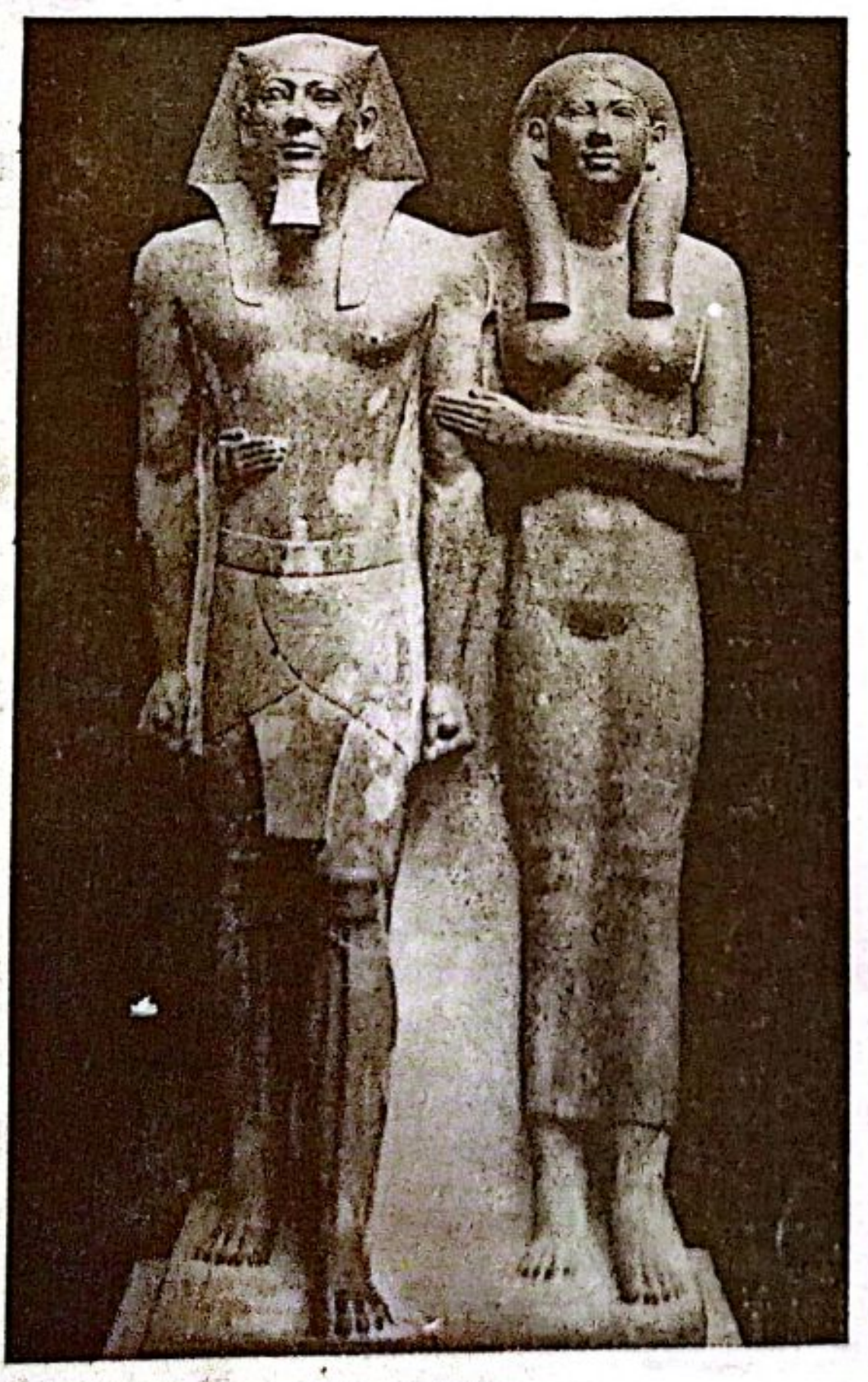

یہ خوبصورت اور منفرد مجسمہ SCHIST میں تراشا گیا ہے اس کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ ایک مرد اور عورت کے جوڑے کی شکل میں ہے یہ SCULPTURE IN ROUND کی تکنیک میں پہلی بار جوڑے میں تراشا گیا ہے اور یہی اس کی سب سے بڑی خوبی ہے یہ مجسمہ بادشاہ اور اس کی ملکہ کا ہے بادشاہ نے لنگوٹی نما چوغہ اور عورت نے گھٹنوں سے نیچے تک چوغہ زیب تن کیا ہوا ہے بادشاہ نے دونوں ہاتھ نیچے کئے ہوئے ہیں جن سے اس نے کسی چیز کے ڈنڈوں کو پکڑ رکھا ہے بادشاہ کے پنجے مضبوط اور ابھرے ہوئی ہیں ملکہ کا ایک ہاتھ نیچے پہلو کی طرف اور دوسرا بازو بادشاہ کی کمر کے گرد حائل ہے دونوں کے بالوں کے بنانے میں کافی حد تک مماثلت موجود ہے بادشاہ کی داڑھی غیر فطری انداز میں بنائی گئی ہے ایک قابل غور اور قابل تعریف بات یہ ہے کہ اس میں بڑی خوبصورتی سے مرد اور عورت کے بنیادی فرق کو واضح کیا گیا ہے یعنی مرد کا جسم مضبوط اور عورت کے بنیادی فرق کو واضح کیا گیا ہے یعنی مرد کا جسم مضبوط اور عورت کا جسم نازک دکھایا گیا ہے اس کے علاوہ مرد کے کندھے چوڑے اور عورت کے کندھے چھوٹے دکھائے گئے ہیں دونوں ساتھ ساتھ چلی رہے ہیں ان کے انداز میں وقار اور دبدبہ ہے۔ شاید یہ کسی تقریب میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں دونوں ساتھ ساتھ بھی چل رہے ہیں لیکن ان کی الگ الگ حیثیت اور جسمانی تناسب بھی واضح ہے ان کے ہاتھوں کی تمام انگلیاں یکساں ہیں یہ بھی ایک چٹان میں کاٹ کر تراشا گیا ہے اس مجسمے کو دیکھ کر پتا چلتا ہے کہ اس وقت اس تہذیب میں جوڑے تراشنے کا رواج ہو چکا تھا اور بادشاہ اور ملکہ کی عزت یکساں تھی یہ مجسمہ بھی OLD KINGDOM سے تعلق رکھتا ہے اس کے چہرے کے تمام نقوش واضح ہیں اور خوبصورتی کو اجاگر کرتے ہیں۔

THE SCRIBE WITH PAINTING (A)

یہ مجسمہ 4TH صدی کا ہے اس میں ایک ایسے شخص کو دکھایا گیا ہے جو پڑھنے میں مشغول ہے اس نے صرف لنگوٹی پہن رکھی ہے اس مجسمے کی خصوصیت یہ تھی کہ اس پر پینٹ بھی کیا گیا ہے اس میں مختلف رنگوں کا استعمال ہے

اس کی آنکھوں کو پوری طرح کُھلا دکھایا گیا ہے یعنی اس کی آنکھوں کو علم کی چمک سے آشنا دکھایا گیا ہے یعنی یہ علم کا دلدادہ معلوم دیتا ہے اس نے ایک ہاتھ میں قلم بھی پکڑا ہوا ہے اور تختی پر کچھ لکھ رہا ہے ہلکا سبز رنگ بالوں پر تختی پر اور چبوترے پر کیا گیا ہے جبکہ اس کے جسم کا رنگ براؤن ہے یہ ایک منظم اور پڑھا لکھا آدمی معلوم دیتا ہے اس نے سر پر HEAD DRESS نہیں پہن رکھا کیونکہ غالباً یہ شاہی خاندان کا فرد نہیں یہ چبوترے پہ. آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہوا ہے ۔

THE SCRIBE (B)

یہ مجسمہ گیزا کے مقام سے ملا ہے یہ کئی سال پرانا مجسمہ ہے اور اسے عجائب گھر میں رکھا گیا ہے یہ مجسمہ 5TH صدی سے تعلق رکھتا ہے اس مجسمے کے بال لمبے اور گھنگھریالے دکھائے گئے ہیں اس کے علاوہ اس کی مونچھیں دکھائی گئیں آنکھوں کو بڑا بڑا اور روشن دکھایا گیا یہ چبوترے پر بیٹھا ہے اور اس نے بھی تختی پر کچھ لکھا ہوا ہے اس کی تختی اور لنگوٹی سفید دکھائی گئی ہے جبکہ اس کا جسم اور چبوترا کالا ہے ۔

HEAD OF PRINCE FROM GIZAH

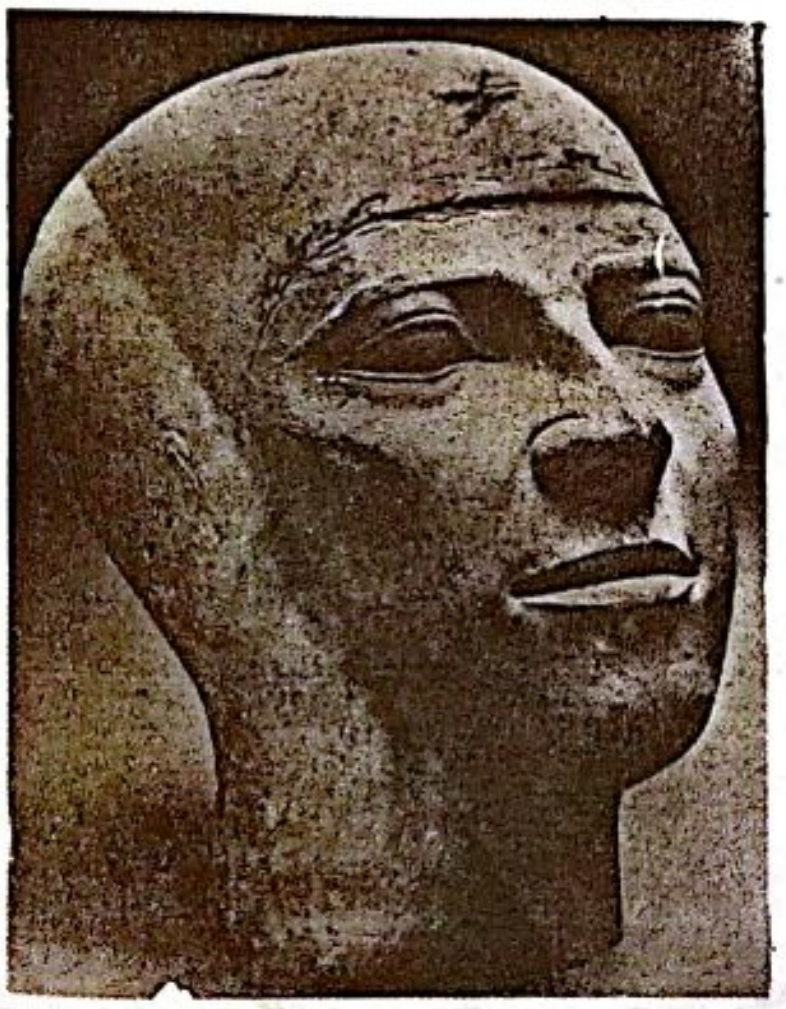

اہلِ مصر نہ صرف پورا جسم LIFE SIZE بناتے بلکہ انہوں نے انسانی سر کو بھی LIFE SIZE میں تراشا ہے اور وہ اس قدر خوبصورت اور واضح بناتے یہ مجسمہ GIZAH کے مقام سے ملا ہے یہ .2500 B.C کا شاہکار ہے چہرے کے نقوش بہت خوبصورت ہیں اور ہر چیز یعنی ناک آنکھ اور منہ بہت خوبصورت بنایا گیا ہے اس کے سر کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ شاید اس کے سر پر پہلے کوئی نقلی بال لگائے گئے تھے جو کہ زمانہ گزرنے سے اتر چکے ہیں اور اس کے ماتھے پر شاید پیتل وغیرہ کی نال لگائی گئی تھی اس کی گردن خوبصورتی سے تراشی گئی ہے اس کو ایک نظر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی مسکراتے ہوئے شخص کا سر ہے اس طرح ہم اسے SMILING FACE بھی کہتے ہیں اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس پر کان نہیں تراشے گئے ۔

STATUE OF SHAIKH-UL BELAD IN WOOD

یہ مجسمہ سکارا (SHAKRA) کے مقام سے ملا ہے اس کا قد 43 انچ ہے اور یہ 2400 B.C. کا ہے اس کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ لکڑی میں تراشا گیا ہے یہ مجسمہ شیخ البلاد کا ہے اس کا لباس دوسروں سے بہت مختلف ہے اس نے گھٹنوں تک لمبا چوغہ پہن رکھا ہے اس کے سر پر بال نہیں بنائے گئے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ سے صاف طور پر علیحدہ دکھائی دیتی ہے اس کا ایک ہاتھ اور بازو بھی سیدھا اور دوسرا بازو کسی چیز کو پکڑنے کے انداز میں اٹھا ہوا اور اسی انداز میں اس کی ہاتھ کی مٹھی بھی بند ہے اس کے چہرے کے نقوش پر بزرگی اور عقیدت کے تاثرات ہیں اس کے علاوہ روحانیت کا عنصر بھی نمایاں ہے اس کی آنکھوں میں پتلیاں بھی تراشی گئی ہیں لکڑی نے اس مجسمے میں منفرد انداز پیدا کر دیا ہے یہ مجسمہ 5TH DYNASTY کا ہے ۔

STATUE OF A PRIEST THE PRIESTLY CASTE WAS THE EDUCATED AND WISE PART OF THE NATION.

یہ مجسمہ اس قدر خوبصورت ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس کو پیتل میں تراشا گیا ہے یہ ایک پادری کا مجسمہ ہے یہ پادری (مذہبی رہنما) ابھی نو عمر ہی ہے اسے اپنی قوم کو واعظ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اس کے دونوں بازو واعظ کرنے کے انداز میں پھیلائے ہوئے ہیں اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اوپر کی طرف ہیں اس نے گھٹنوں سے نیچے تک ایک لمبا چوغہ پہن رکھا ہے جو کہ بہت خوبصورتی سے جسمانی موڑ اور ٹانگوں کی بناوٹ کے مطابق لائن دے کر تراشا گیا ہے یہ مذہبی رہنما پنجوں کے بَل بیٹھا ہوا ہے اس کے گھٹنے زمین سے لگے ہوئے ہیں اور اس کے سر کے بال نہیں بنائے گئے ۔

OFFICIAL

یہ مجسمہ ہاتھی دانت میں تراشا گیا ہے یہ ایک نو عمر پادری کا مجسمہ ہے جس کا چہرہ مصری نقوش کا حامل ہے یہ مجسمہ 12 DYNASTY کا ہے اس پادری کا ایک ہاتھ سینے پر ہے اور دوسرا بازو دیکھنے میں سیدھا نظر آتا ہے اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا لباس دوسروں سے مختلف ہے یعنی اس نے لمبا چوغہ پہن رکھا ہے جو کہ کُھلا ہے اور آگے کی طرف چوغہ میں بہت زیادہ سلوٹیں ہیں ۔

HEAD OF NEFERTITE-STEATITE

یہ ایک ملکہ کے سر کا مجسمہ ہے جو کہ نہایت خوبصورتی سے تراشا گیا ہے ملکہ کی گردن لمبی ہے اس کی آنکھیں اور ناک خوبصورت تراشے گئے ہیں اس کے سر کی ٹوپی کو کئی خوبصورت چیزوں سے ملا کر بنایا گیا ہے اور اس میں مختلف ڈیزائن بھی بنائے گئے ہیں اس کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں اس کا ناک پتلا ہے مختصر یہ کہ اس ملکہ کے نقوش تیکھے ہیں اور یہ مصری تہذیب کا عظیم اور خوبصورت فن پارہ ہے یہ ایک ملکہ کا خوبصورت سر ہے ۔

SCULPTURE IN RELIEF

مصری مجسمہ سازی میں RELIEF WORK کا ایک منفرد مقام ہے یہ مندروں کی دیواروں پر اور اہراموں کی دیواروں پر کی جاتی تھی RELIEF WORK میں مرنے والے کی کہانی لکھی جاتی جس کو اس میں دفن کیا ہوتا تھا ۔

موضوعات :

SCULPTURE IN RELIEF WORK کے دو بڑے موضوعات تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

مذہبی زندگی کے موضوع پر

روز مرّہ زندگی کے موضوع پر

مذہبی زندگی کے موضوع پر

اس میں دیوی دیوتاؤں کی مجسمہ سازی کی جاتی اور بادشاہ کو دیوی کی پوجا کرتے ہوئے اور نذرانے پیش کرتے ہوئے دکھایا جاتا اس کے علاوہ دیوی دیوتا کی عظمت اور بڑائی کو دکھاتے ۔

روز مرّہ زندگی کے حالات پر

اس میں انسانی زندگی کے روز مرّہ کے حالات کی مجسمہ سازی کی جاتی ان میں رہن سہن کی عکاسی ، سُنار ، لوہار غرض زندگی کے ہر موضوع پر مجسمہ سازی کی جاتی

طرز کار (TECHNIQUE)

مصری SUCLPTURE IN RELIEF WORK میں تین طرح کی تکنیک استعمال کرتے تھے ۔

ALTO RELIEF – 1
SUNKEN RELIEF – 2
BAS RELIEF WORK – 3

TECHNIQUE OF ALTO RELIEF

ایسی تکنیک میں مجسمہ سازی پتھر کی سطح پر گولائی میں نظر آتی یعنی جسم کی ابھری ہوئی چیزیں گولائی میں سطح پر نظر آتی ہیں ۔

TECHNIQUE OF SUNKEN RELIEF

اس تکنیک کو ہم INTEGLEO کی تکنیک بھی کہتے ہیں اس میں سطح کے اندر سے کھود کر سنگ تراشی کی جاتی اس کو بنانے سے پہلے تمام دیوار کو ہموار کر دیا جاتا ہے ۔

TECHNIQUE OF BAS RELIEF

یہ سطح سے تھوڑی ابھری ہوئی ہوتی ہے ۔

دیوار کو ہموار کرنا اور مجسمہ سازی کرنا

اس میں تمام دیوار کو ہموار کرتے یعنی پہلے اس بات کا خیال رکھتے کہ دیوار کی سطح اکھڑی ہوئی تو نہیں اگر اکھڑی ہوئی ہوتی تو اس میں چونے کو لے کر دیوار کے اندر بھر دیتے اور پھر پوری دیوار پر چونے کی لئی کر دیتے پھر اس کے سوکھنے پر اس کے اوپر حاشیہ لگا کر پینل بناتے تھے پھر ان (PANEL) پینلوں پر لائنیں لگاتے تاکہ تصویر متوازن بنے تصویر پہلے بنائی جاتی یعنی اس میں پہلے ایک شخص موضوع کا خاکہ بناتا یعنی ڈرائنگ کرتا اور سکیچ بناتا یہ سکیچ سرخ یا زرد رنگ کے چاک سے بنایا جاتا تھا ۔

پھر استاد سیاہ رنگ کے پتھر سے خدوخال بناتے ۔ تیسرا کام یہ ہوتا کہ مجسمہ بناتے وقت جسم کے گہرے حصے سب سے پہلے کھود لئے جاتے پھر اس سے کم گہرا اور آخر میں سب سے کم گہرا حصہ کھودتے تھے کہانی کے مرکزی کردار کا قد سب سے بڑا ہوتا جس یہ کام مکمل ہو جاتا تو اس میں موضوع کی مناسبت سے رنگ کرتے ۔ یہاں پہلی بار RELIEF WORK میں رنگ کرنے کا رواج ہوا ۔

WOODEN PANELS FROM TOMB OF HESYRA AT SAQQARA BAS RELIEF (تصویر صفحہ 224 پر)

یہ BAS-RELIEF WORK کی مثال ہے اور OLD KINGDOM کی ہے اس میں دیواروں پر لکڑی کے پینل لگا کر کہانی تراشی گئی تھی اس میں ایک ہی شخص کو کئی انداز میں کھڑے اور بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ہے اور اس طرح اس کی پوری زندگی کی کہانی تراشی گئی ہے اور اس شخص کی ذات کو اہمیت دی گئی ہے اس شخص کے جسم کی شکل مصری روایات کی پابند تھی اس شخص کو ہیرو دکھایا گیا تھا اس کے ہاتھ میں جنگ اور شکار کے اوزار اور ہتھیار بھی ہیں اور اس کے سامنے لوٹس کا پودہ ہے جو کافی STYLIZE ہے اور اس پر HEIRO GLYPHS میں کہانی لکھی گئی ہے اس کے تین پینل ہیں ۔

پینل نمبر ۱ : میں وہ شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے لوٹس کا پودا ہے جو غیر فطری انداز میں ہے اس کے کندھے پر اوزار ہیں جو کہ شکار یا جنگ کے لئے ہیں اس شخص کے بال گھنگھریالے ہیں اور پٹھے مضبوط ہیں اور اس نے

چوغہ پہن رکھا ہے ۔
باقی دو پینل میں وہ کھڑا ہے اور دوسرے پینل میں اس کے بال پھر گھنگھریالے بنائے گئے ہیں جبکہ تیسرے پینل میں بال سیدھی لائنوں میں ہیں اس میں ہتھیار بھی ہیں اور HEIRO GLYPHS میں لکھائی کی گئی ہے ۔

TEMPLE OF RAMMESSES

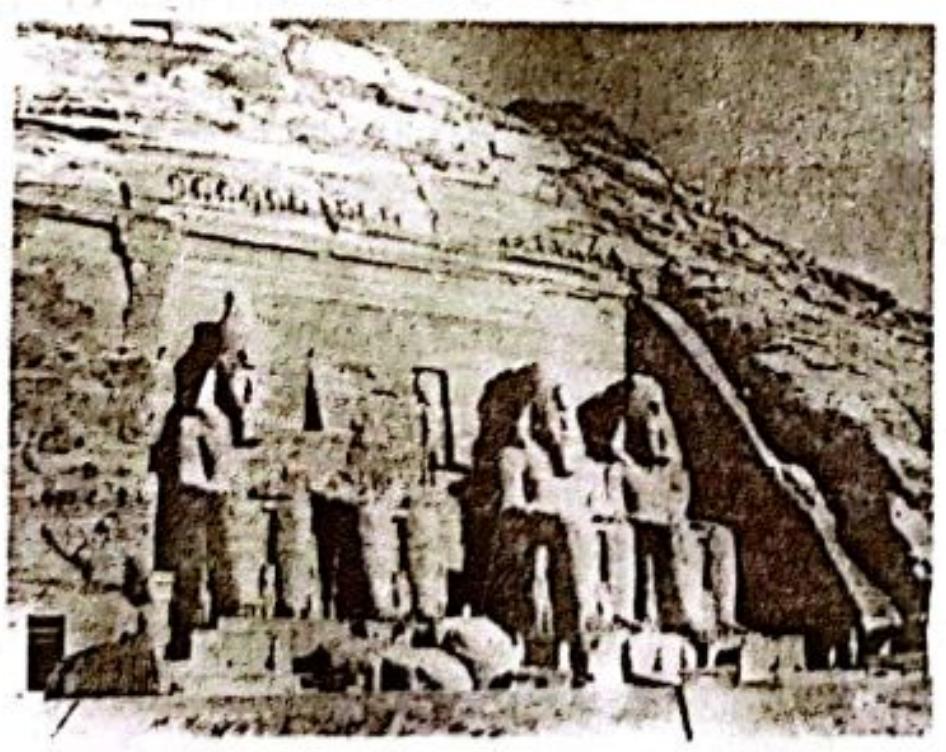

یہ OLD KINGDOM کی ہے یہ ABU SIMBLE, RELIEF WORK کے مقام سے RAMMESSES کے TEMPLE کے باہر سے ملا ہے یہ RELIEF شاہی خاندان کے افراد کا لائف سائز سے بڑا ہے اس کے دو مجسمے ٹوٹ چکے ہیں یہ 60 فٹ

اونچے ہیں ان سب کی ٹانگوں کو یک طرفہ دکھایا گیا ہے اس کے پٹھے مضبوط ہیں اور سروں پر جنگی ٹوپیاں ہیں یہ ٹوپیاں بہت بڑی بڑی ہیں ان کے پیروں کے پاس KA BIRD ہیں یہ تعداد میں 4 ہیں دو تھوڑے ٹوٹ چکے ہیں ۔

CRANES FROM THE TOMB OF RANOFER

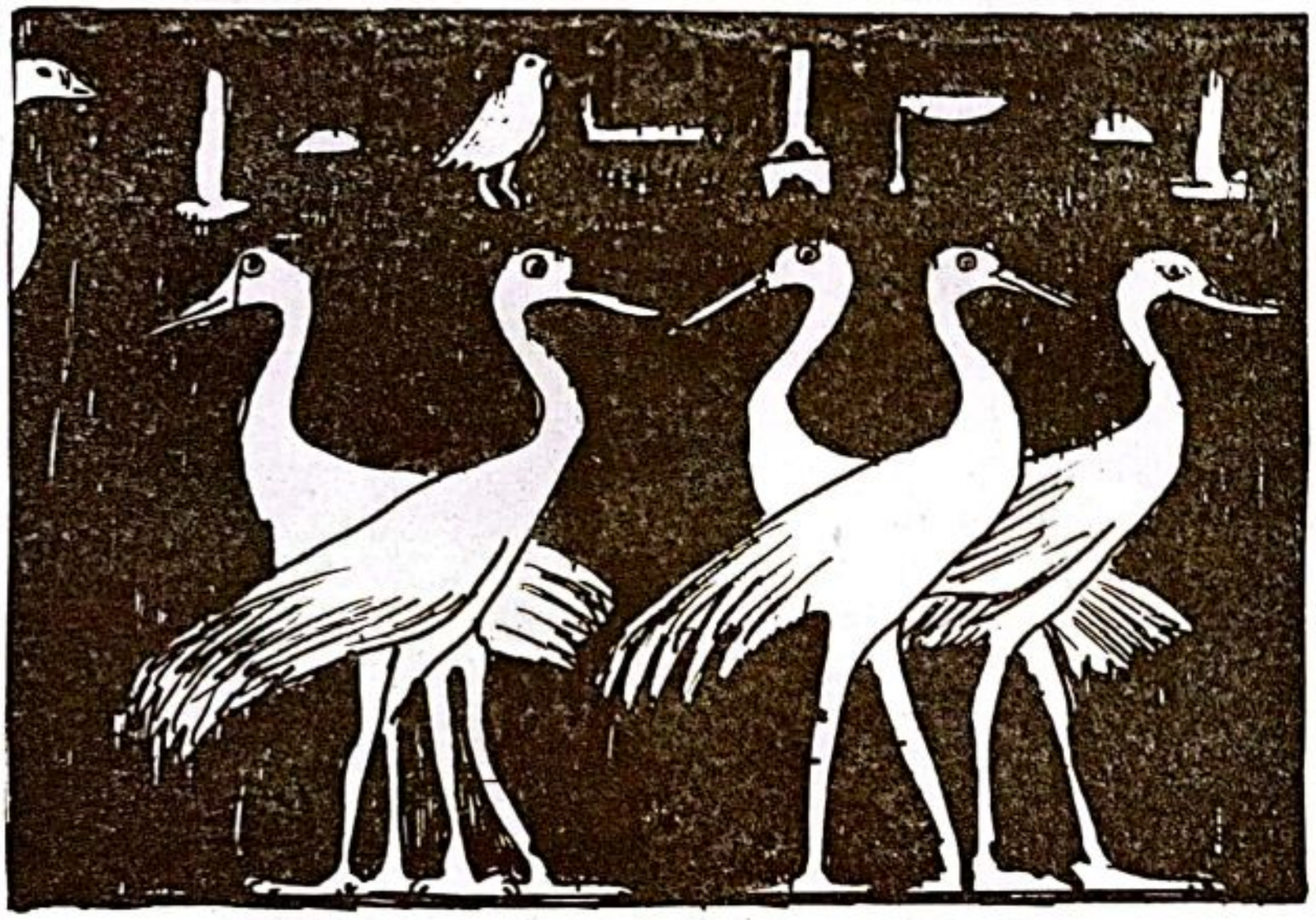

یہ 5 صدی کا ہے اس میں سارس دکھائے گئے ہیں جو کہ توازن کی خوبصورت مثال ہیں یہ سارس تعداد میں 6 ہیں تین ایک طرف اور تین دوسری طرف ہیں اس میں تین سارسوں کو اکٹھے بنایا گیا ہے وہ اس طرح کے دو کی ٹانگیں نظر آ رہی ہیں جبکہ تیسرے کی نظر نہیں آ رہی شاید وہ تیسرا پس منظر کو دکھانے کے لئے بنایا ہے لیکن اس خوبصورتی سے تراشے گئے ہیں کہ گمان نہیں ہوتا کہ تیسرے کی ٹانگیں نہیں ہیں ان کی چونچیں لمبی ہیں اور ان کے پروں کو لائنوں سے ظاہر کیا گیا ہے پیچھے کی طرف HEIRO GLYPHS میں لکھائی کی گئی ہے ۔

''TI HUNTING, FROM THE TOMB OF SAQQARA'' (تصویر صفحہ 226 پر)

اس خوبصورت ریلیف میں امیر آدمی ''TI'' کو شکار کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ شکار کے موضوع کی مناسبت سے بہت سے پرندے اور آبی جانور بنائے گئے ہیں ۔ ''TI'' کشتی میں سوار ہے ۔ جس کے نیچے پانی کی لہریں بنائی گئی ہیں ۔ اس کشتی میں جنگی سامان موجود ہے ۔ اس کے علاوہ ''TI'' کی حفاظت کے لئے گارڈ موجود ہے گارڈ کے افراد تیر اور ہتھیار اُٹھائے ہوئے ہیں ۔ پس منظر میں جنگل کا منظر ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

"HAIR DRESSING SCENE FROM DER-EL-BEHARI"

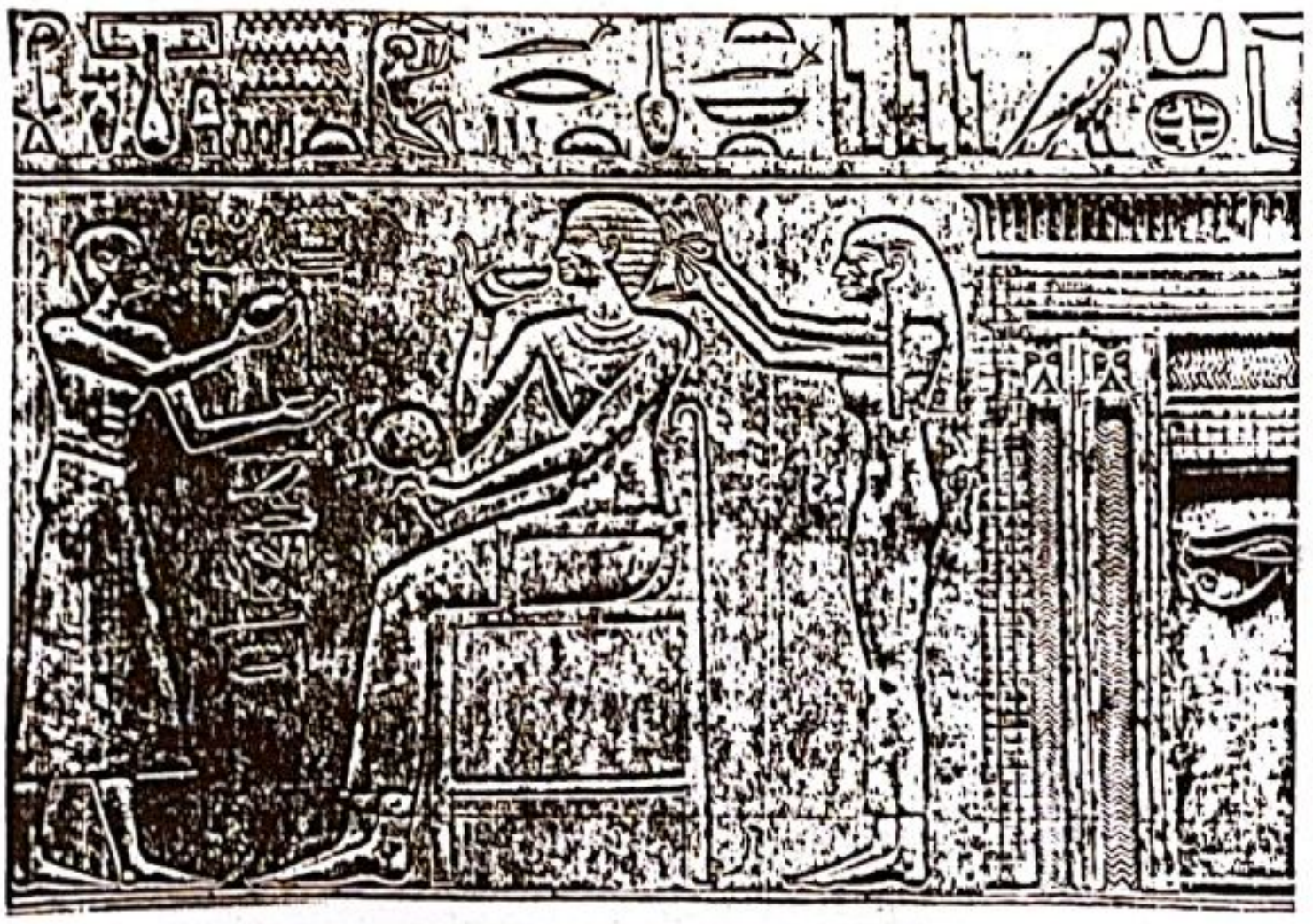

دہر البہاری کے مقبرے کی دیوار پر یہ ریلیف بنائی گئی ہے ۔ ملکہ ایک چبوترہ نما کرسی پر بیٹھی ہے ۔ خادمہ اس کے بال سنوار رہی ہے ۔ ملکہ کے ایک ہاتھ میں آئینہ اور دوسرے میں مشروب کا پیالہ ہے ۔ ملکہ کے سامنے خدمتگار مشروب کا برتن لئے کھڑا ہے ۔ یہ ریلیف "STEATITE" پتھر میں تراشی گی ہے ۔ مصری روایات کی مکمل طور پر نشاندہی کرتی ہے ۔ ملکہ خوبصورت لباس پہنے ہوئے ہے اس کے سر کے قریب "HEIRO GLYPHS" میں کہانی بیان کی گئی ہے ۔

OFFERING FOR ATON (SUN GOD)

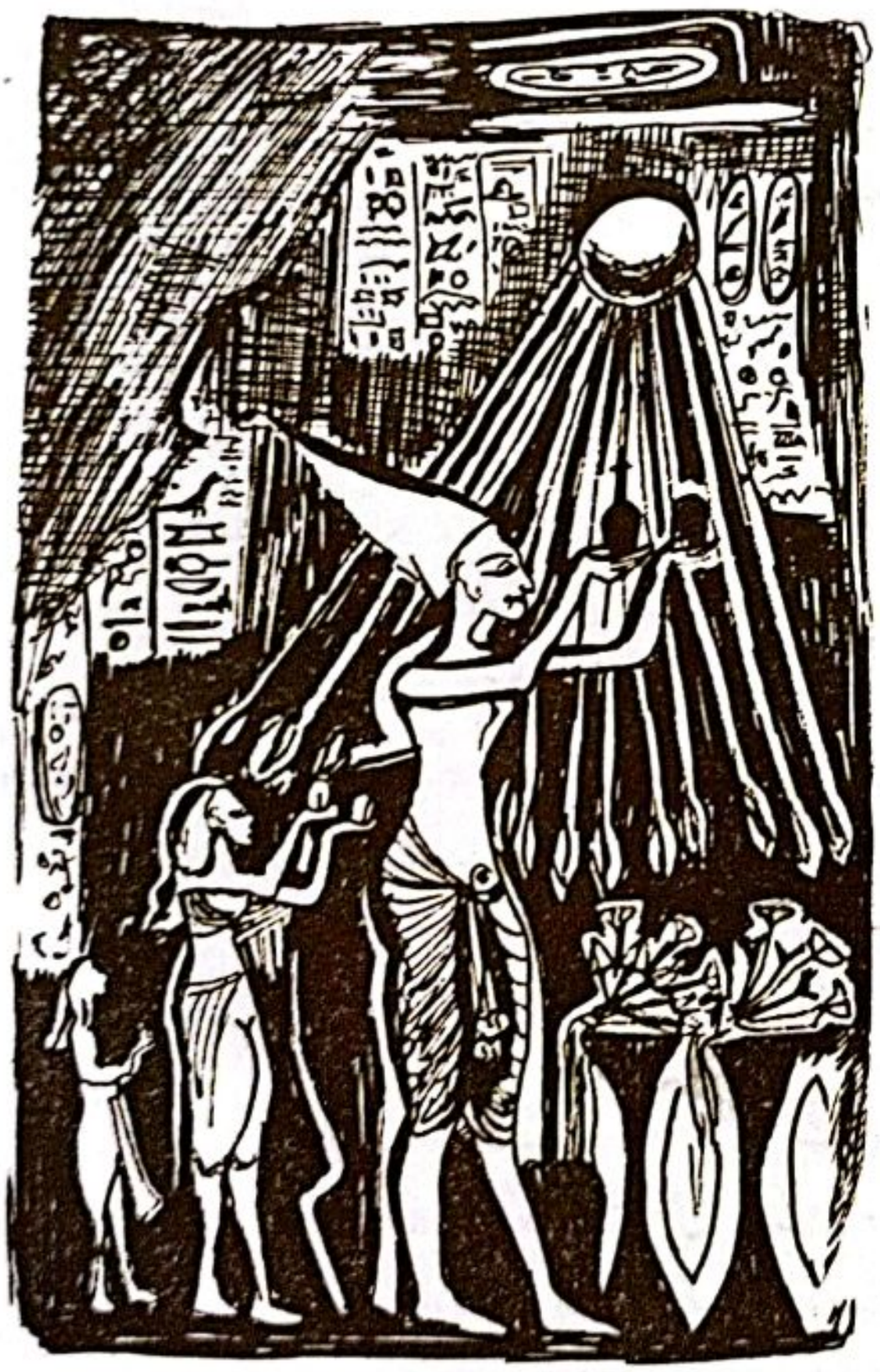

اس ریلیف میں جو "LIME STONE" میں مہارت سے تراشی گئی ہے ملکہ اپنی خادماؤں کے ساتھ سورج دیوتا کے حضور میں نذرانے پیش کر رہی ہے ۔ ملکہ نے ساڑھی نما لباس زیب تن کیا ہوا ہے ۔ قد اور بناوٹ میں سب سے بڑی بنائی گئی ہے ۔ سورج کی کرنیں بہت خوبصورتی سے دکھائی گئی ہیں HEIRO GLYPHS ریلیف کی خوبصورتی میں اضافے کا باعث ہیں ۔

مصری تصویر کشی

1 - مصری تصویر کشی اور مجسمہ سازی کی کئی ایک خصوصیات ملتی جلتی ہیں مصری تصویر کشی مصری مقبروں کی دیواروں پر کی جاتی تھی اس کے لئے پہلے جس دیوار پر تصویر کشی کرنی ہوتی پہلے اس دیوار کو ہموار کیا جاتا اور اس کے بدنما ابھاروں اور بھدے پن کو ختم کیا جاتا جب دیوار ہموار ہو جاتی تو تصویر کشی کے قابل بنانے کے لئے اس پر پلاسٹر اور مٹی کے آمیزے میں بھوسہ یا باریک گھاس ملا کر لیپ کیا جاتا ۔

2 - اس لیپ کے خشک ہونے پر پسے ہوئے چونے کے لیپ کو دیوار پر لگا دیا جاتا تھا باریک پلاسٹر کی تہہ پر لائنیں کھینچی جاتیں اور اس پر حاشیے بنائے جاتے پہلے پوری دیوار پر ایک خاکہ بناتے پھر چھت پر بناتے ۔ اس طرح پورے کمرے میں متوازی لائنیں کھینچ کر حاشیہ بناتے تھے ۔

3 - تصویر کشی اس طرح کرتے تھے کہ جو تصویر بنانی ہوتی اسے دیوار کے نچلے حصے سے شروع کرتے اور خاکہ بتدریج اوپر لے جاتے ۔

4 - تصویر کشی TEAM WORK کی صورت میں کی جاتی ۔

5 - تصویر بنانے کے لئے دیوار کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور الگ الگ فنکار ، مخصوص دیوار اور حاشیوں میں FREE HAND سکیچ بناتے تھے ۔

6 - فن کار FREE HAND میں سکیچ بناتے یہ زردی مائل سرخ رنگ سے بنتا ان کا استاد کالے رنگ سے تفصیل نکالتا ۔ پس منظر میں سفید سنہری نیلا اور پیلا رنگ استعمال کیا جاتا تا کہ گہرے رنگوں والی تصویر اجاگر ہو سکے ۔

7 - تصویر کی تفصیل کو باریک برش کی مدد سے گہرے رنگوں میں اجاگر کیا جاتا انہیں ہم آؤٹ لائینز بھی کہہ سکتے ہیں ۔

8 - انسانی اشکال میں شیڈنگ کا بھی استعمال کیا جاتا تھا ۔

TECHNIQUE

مصری تصویر کشی کے لئے جو رنگ استعمال کئے جاتے تھے وہ زیادہ تر آبی تھے ان آبی رنگوں کو دیر پا اور چمکدار بنانے کے لئے ان میں جانوروں کی چربی کو پگھلا کر ملایا جاتا تھا یا گوند کی آمیزش کر کے ان کو مضبوط اور چمکدار بنایا جاتا تھا ۔

مصری تصویر کشی میں زیادہ تر سرخ ، سبز ، پیلا ، سفید اور زرد رنگ استعمال کئے جاتے ان تمام رنگوں کی ٹونز لی جاتی تھیں یعنی ایک رنگ کو کبھی کم یا زیادہ سفید رنگ ملا کر ہلکا کر لیا جاتا یا اس طرح کالا رنگ ملا کر گہرا کر لیا جاتا اور انہیں استعمال کیا جاتا ۔ یہ تمام رنگ زمین ، پتھر ، دھات اور مٹی سے حاصل کئے جاتے یعنی زمرد ، فیروزہ ، روبی ، یاقوت اور صحرائی مٹی سے زرد اور سرخ رنگ ۔ سفید اور زرد رنگ چونے کے پتھر سے ۔ کالا رنگ جانوروں کی ہڈیوں کو جلا کر حاصل کیا جاتا ان تمام رنگوں کو جانوروں کی چربی میں ملا کر استعمال کیا جاتا تھا ۔

بعض اوقات سونے اور چاندی کی دھاتوں سے حاصل کردہ رنگ بھی ملے ہیں یہ رنگ لباس کے نقش و نگار بنانے کے لئے استعمال ہوتے بُرش بنانے کے لئے جانوروں کے سینے پر سے بال حاصل کر کے ریشے بناتے اور جانوروں کی ہڈیاں پیلٹ کا کام کرتیں ۔

مقاصد یا وجوہات

مصری تصویر کشی کے دو بڑے موضوعات ملتے ہیں ۔

1 - مذہبی زندگی

2 - عام زندگی

مذہبی زندگی

مذہبی زندگی کی تصویر کشی اس طرح کی جاتی کہ اس میں دیوی دیوتاؤں کی تصویریں بنائی جاتیں اس کے علاوہ شاہی خاندان اور بادشاہ اور ملکہ کو عبادت کرتے ہوئے دکھایا جاتا تھا اور انہیں دیوی کے حضور میں نذرانے پیش کرتے ہوئے دکھایا جاتا اس کے علاوہ ایک عام آدمی کو بادشاہ کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دکھایا جاتا تھا ۔

عام زندگی

مصریوں نے زندگی کے ہر موضوع پر تصویر کشی کی ہے ہر پیشے کی عکاسی کی ہے عام انسان کو بادشاہ کے سامنے جھکتے ہوئے ، شکار کے مناظر ، نوکروں کو مارتے ہوئے دکھایا جاتا ۔ انہوں نے ہر موسم یعنی بہار خزاں ، سردی ، گرمی تمام موضوعات اپنائے مصری تصویر کشی میں سماجی اور معاشی پہلوؤں کی عکاسی بھی کی گئی ۔ اس سے ان کی تاریخ کا تھوڑا بہت اندازہ ہوتا ہے لوگوں کو لوٹس اور پیپرس کی عبادت کرتے ہوئے بھی دکھایا گیا ۔ اور اس کے ہر منظر میں پھولوں کی تصویر کشی نظر آتی ہے ان کے سماج میں جادو ٹونے بھی نمایاں ہیں غیر ملکی نمائیندوں کو شاہی خاندان سے بات چیت کرتے ہوئے اور تجارت کرتے ہوئے دکھایا گیا ان تصویری منظروں کو ہم تاریخی دستاویز بھی کہہ سکتے ہیں اس کے علاوہ HEIRO GLYPHS ہمیں ہر تصویر میں نظر آتی ہیں ۔

خصوصیات

1 - فاصلے کا تاثر : دور کی چیزوں اور پس منظر کی چیزوں کو ہلکے رنگوں سے اور قریب کی چیزوں کو گہرے رنگوں میں اجاگر کیا جاتا تھا ۔

2 - توازن و تناسب

3 - عورتوں کو بنانے کے لئے گلابی کریم اور زردی مائل سفید رنگ استعمال کرتے ۔

4 - مردوں اور غلاموں وغیرہ کے لئے سرخ براؤن اور کالا رنگ استعمال کرتے ۔

5 - مصری تصویر کشی میں تمام اشکال مصری روایتی لباس ، آرائش اور پہناوا نظر آتا ۔ اس لئے مصری فن کی شناخت آج بھی قائم ہے ۔

6 - مصری تصویر کشی میں بہت زیادہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور ان کے موضوعات میں روایت پسندی نظر آتی ہے ۔

7 - مصری تصویر کشی میں درجہ بندی نمایاں ہے ۔

8 - ہم ایک لفظ میں مصری آرٹ کو آرائشی فن بھی کہہ سکتے ہیں یعنی تصویر کو سجانے کے لئے آرائشی طور پر اور جانوروں اور پرندوں کی اشکال بنائی جاتی تھیں ۔

9 - مصری آرٹ کو ہم روایتی آرٹ کا نام بھی دے سکتے ہیں ۔

مذہبی تصویر کشی کی مثالیں

مصری تصویر کشی کی قدیم ترین مثال ہمیں ایک مندر کی عبادت گاہ کی دیوار پر ملتی ہے۔

مثال ''تصویر'' اس عبادت گاہ کا نام ''SHRINE AT HIERAKONPOLIS'' ہے۔

اس تصویر میں انسان ۔ جانور اور کشتیاں ایک عجیب توازن اور تناسب سے بنائی گئی تھیں۔ دریائے نیل کو نیم دائرے کی مدد سے لائنوں میں ظاہر کیا گیا تھا - کشتیاں دریائے نیل میں سامان تجارت لے کر جاتی نظر آتی ہیں۔ جانوروں کو آدمیوں کی جسامت کے لحاظ سے بنایا گیا تھا - اس تصویر کی ''STYLIZATION'' قدیم سمیرین فن سے مشابہہ ہے۔ عام زندگی کی مصروفیات کو ماہرانہ انداز میں دکھایا گیا تھا ۔ تمام انسانوں اور جانوروں کی ڈرائنگ صرف ایک پتلی لکیر کی مدد سے بنائی گئی تھی ۔ یہ تصویر فریسکو تکنیک میں بنائی گئی تھی۔ جو کافی حد تک خراب ہو چکی ہے۔ اس تصویر میں ہمیں خالص مصری رنگ دکھائی دیتا ہے۔

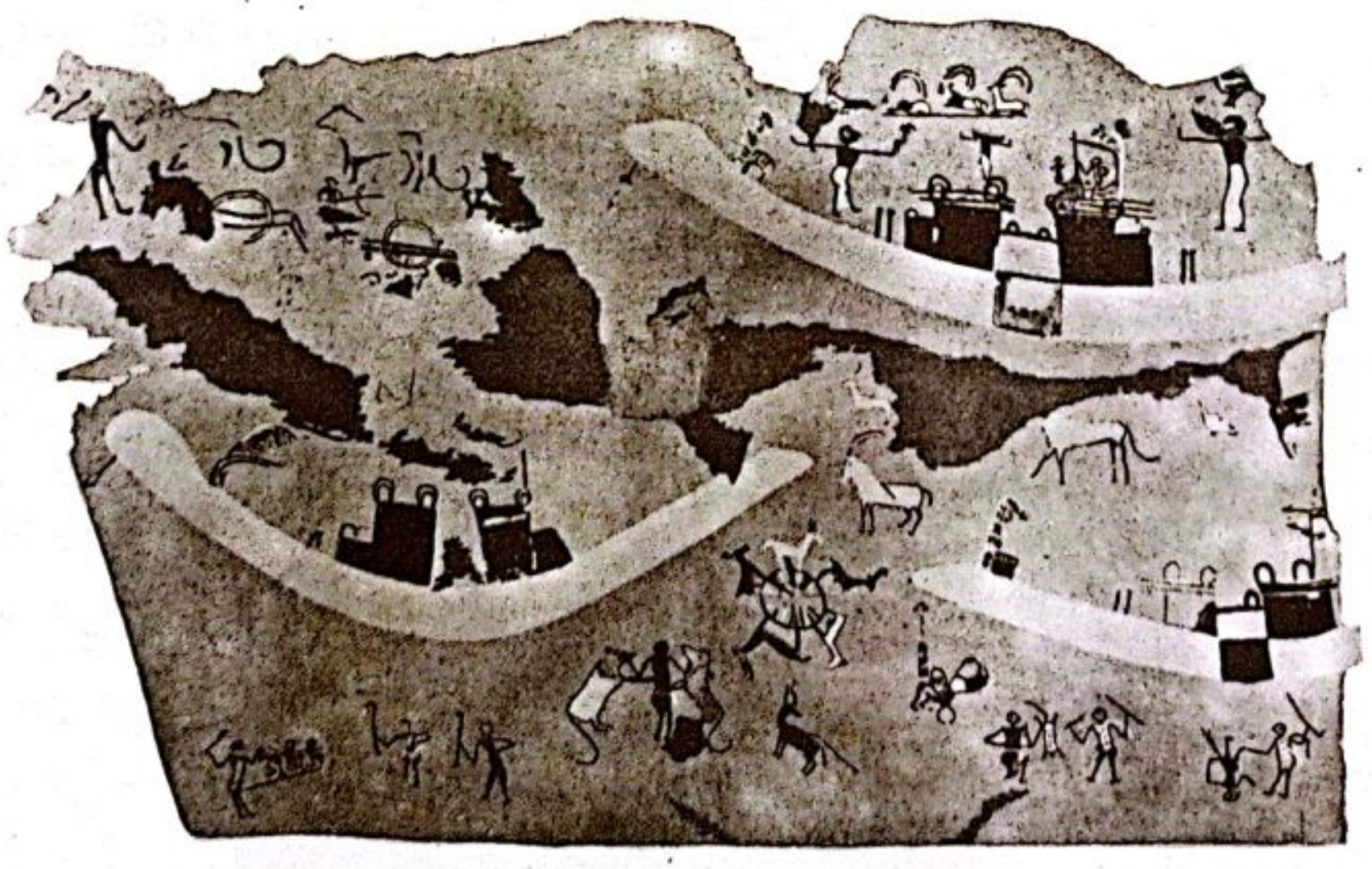

FRIEZE OF GEESE FROM THE MASTABA OF MEIDUN

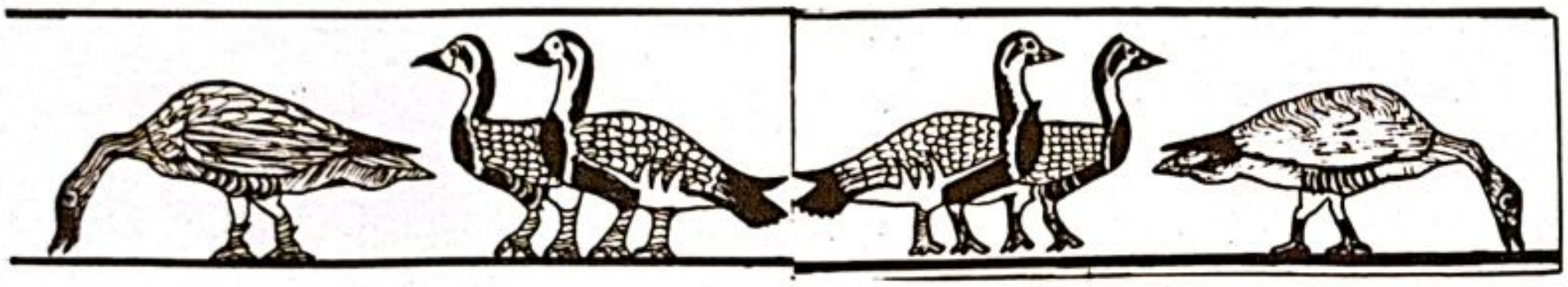

اس تصویر کا حاشیہ کالے رنگ سے بنایا گیا تھا اس میں چھ مرغابیاں بنائی گئی تھیں تین ایک طرف اور تین دوسری طرف ہیں ان مرغابیوں کے پروں کو رنگوں سے واضح کیا گیا تھا۔

اس میں فاصلے کا تناسب بہت واضح ہے یعنی آگے کی اکیلی مرغابی سائز میں بڑی ہے اور اس میں گہرا سبز رنگ کیا گیا تھا اور اس کی چونچ کو مالٹے رنگ میں بنایا گیا تھا اور اس کے پروں کے حاشیوں کو پیلے رنگ میں بنایا گیا تھا درمیانی چار مرغابیوں کو پیلے سبز اور سفید براؤن اور پروں کی لائنیں کالے رنگ سے اجاگر کی گئی تھیں ۔

تصویر کے پس منظر کو ہلکے رنگوں میں بنایا گیا تھا زمین اور خلا کو گھاس اور پودوں سے علیحدہ کیا گیا زمین پر لوٹس اور پیپرس کے پھول تھے یہ تصویر توازن و تناسب کی بہترین مثال ہے ۔

VIEW OF THE SOUTH WALLS FROM THE TOMB OF NAKHT

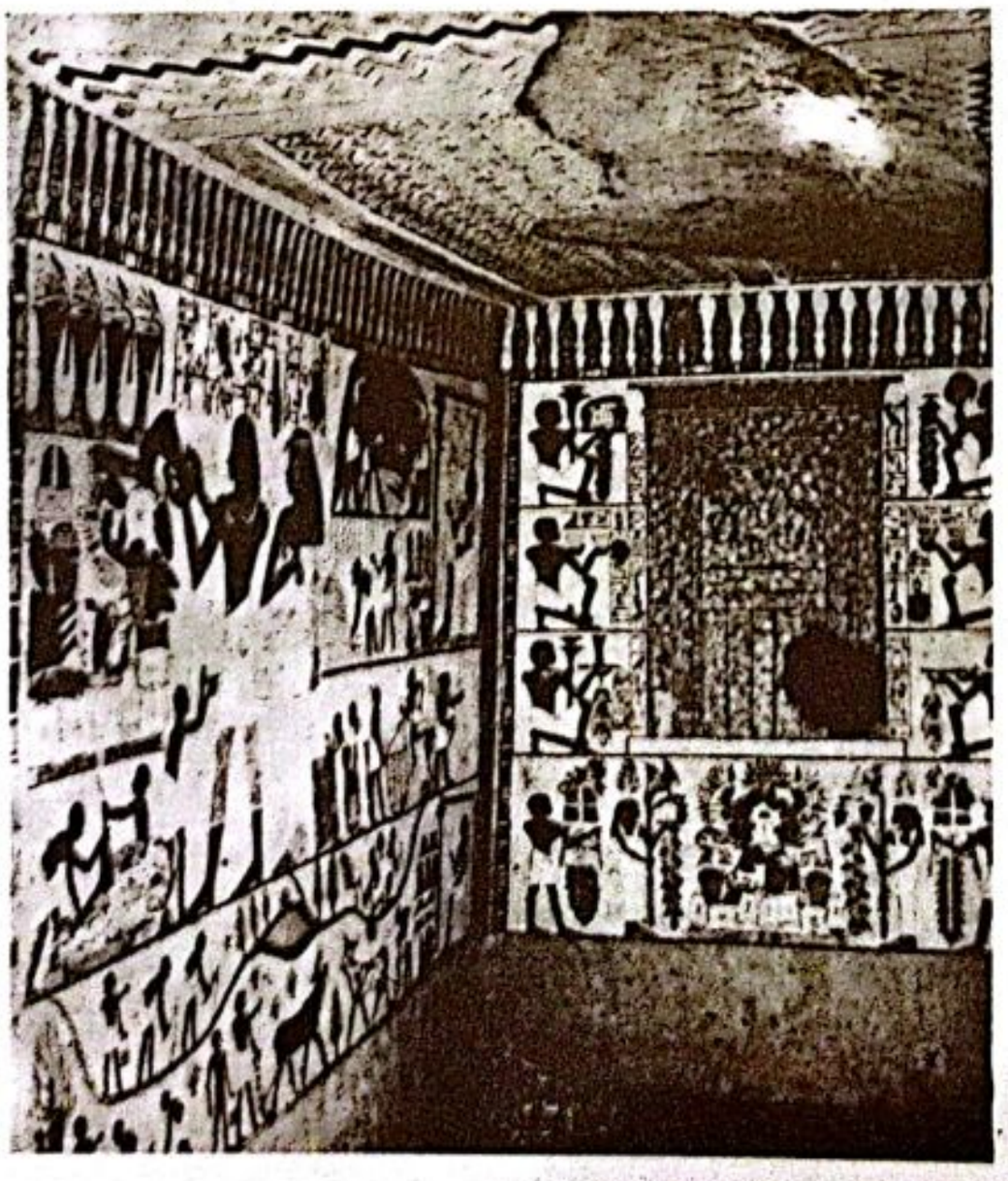

اس تصویر کو دو دیواروں پر کیا گیا تھا پہلی دیوار پر بادشاہ اور ملکہ کو ایک طرف دکھایا گیا اور اردگرد لوگوں اور جانوروں کو دکھایا گیا تھا لوگ مختلف کاموں میں مصروف ہیں بادشاہ اور ملکہ کو شاہی رعب و دبدبے سے دکھایا گیا تھا اور ان کی سجاوٹ قابل دید ہے اس میں جیومیٹریکل ڈیزائن بھی بنائے گئے تھے دوسری دیوار پر ایک باغ کو سجاتے ہوئے دکھایا گیا تھا ملازم باغ کے لئے مختلف چیزیں اٹھائے بیٹھے ہیں سب ایک دوسرے کے آمنے سامنے اس طرح بیٹھے ہیں کہ درمیان میں ایک خانے میں ان کی دیوار سی بنا دی تھی اس خانے میں HEIRO GLYPHS کی گئی تھیں۔

THE BOOK OF DEAD

اس تصویر میں یوم حساب کی عکاسی کی گئی ہے اس میں دیوی دیوتا اوپر کی لائن میں بنائے گئے تھے جو ترتیب وار کرسیوں پر براجمان تھا ان تمام کے ہاتھوں میں چھڑیاں ہیں جن پر KA BIRD کا مجسمہ بنا ہوا تھا نیچے کے پینل میں ایک DOG GOD دکھایا گیا تھا۔ جس نے اپنے ہاتھ میں ایک ترازو اٹھا رکھا تھا یعنی اسی ترازو سے ناپ تول کر لوگوں کے اعمال کا جائزہ لیا جا رہا تھا سگ دیوتا کا جسم انسانی تھا لیکن منہ کُتے کی شکل کا تھا بائیں طرف ایک KA پرندہ بنایا گیا تھا جس کا سر انسانی تھا ساتھ کے پینل میں دو شاہی خاندان کی عورتیں دکھائی گئی تھیں جن کا لباس سفید رنگ کا ہے یہ تمام تصاویر ہلکے رنگ کی سطح پر گہرے رنگوں میں بنائی گئی تھیں ارد گرد ہیرو گلفس میں لکھائی کی گئی تھی

THE HUNTING FRESCO FROM THE TOMB OF NEBAMON

اس تصویر میں ایک شہزادے کو شکار کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا اس کے ساتھ ہی شہزادی اور اس کی بیٹی بھی تھیں شہزادے کے ایک ہاتھ میں بہت سے شکار کئے ہوئے پرندوں کی ٹانگیں اور دوسرے ہاتھ میں سانپ تھا ۔ شہزادی دائیں طرف کھڑی تھی اس کا زیور اور لباس خوبصورت ہے اس کی بیٹی شہزادے کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھی تھی شہزادے کو قد میں بہت لمبا اور مضبوطی میں بے مثال دکھایا گیا ہے شہزادے کو ایک کشتی میں سوار دکھایا گیا ہے اور لوٹس اور پیپرس کے پھول کشتی میں شہزادی کے ایک ہاتھ میں ہیں اور دوسرے ہاتھ میں اس نے شہزادے کی ٹانگ

پکڑ رکھی ہے پانی کی سطح پر کنول کے پھول تیر رہے ہیں اس میں بھی مصری لکھائی لکھی گئی ہے یہ تصویر ایک شاہی خاندان کے گھرانے اور شہزادے کی جوانمردی بہادری اور جواں ہمتی کو ظاہر کرتی ہے ۔

FRESCO FROM TOMB OF CHA, AT DEIR-E-MEDINA

یہ تصویر بادشاہ اور ملکہ کو بڑی بڑی کُرسیوں پر بیٹھے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ وہ دونوں زیورات سے مزین ہیں ۔ کُرسیوں پر مصریوں کا پسندیدہ لوٹس (LOTUS) پھول کا ڈیزائن بنا ہوا ہے ۔ اس تصویر میں گہرا نیلا رنگ نمایاں ہے اور اسے STYLIZED انداز میں پینٹ کیا گیا تھا۔ یہ تصویر مکمل طور پہ مصری روایات کی آئینہ دار ہے ۔

عام زندگی کی تصویر کشی کی مثالیں

WOMEN MOURNING, FRESCO IN THE TOMB OF RAMESES AT THEBES

یہ تصویر سوگوار ماحول کی عکاسی کرتی ہے اس میں 5 عورتوں کو ماتمی حالت میں روتے پیٹتے دکھایا گیا تھا تمام عورتوں کا لباس نیلا ہے اور بال شانوں پر بکھرے ہوئے ہیں چار عورتوں کو ایک ایک ہاتھ بلند کر کے پیٹتے ہوئے دکھایا ہے جبکہ ایک عورت کا ہاتھ نیچے ہے لیکن وہ بھی یکساں غمزدہ لگ رہی ہے خیال ہے کہ یہ شاہی خاندان کی عورتیں تھیں اس تصویر کے پس منظر کا رنگ ہلکا سبز ہے اور نیچے حاشیہ کالے رنگ کا ہے ۔

WOMEN MUSICIAN
TOMB OF NAKHT,
THEBES

اس تصویر میں تین موسیقار عورتوں کو دکھایا تھا جو کہ مختلف ساز بجا رہی تھیں ان میں سے دو عورتوں نے لباس زیب تن کیا ہوا تھا جبکہ درمیان والی عورت کو برہنہ دکھایا گیا ہے لیکن زیورات تینوں عورتوں نے پہن رکھے ہیں جو بہت خوبصورت اور دیکھنے کے قابل ہیں پہلی اور آخری عورت اس انداز میں کھڑی ہے کہ گمان ہوتا ہے کہ شاید کچھ گن گنا رہی ہیں یا آپس میں باتیں کر رہی ہیں دونوں عورتوں کا لباس آف وائٹ ہے تیسری عورت کے ہاتھ میں بانسری ہے تینوں ننگے پاؤں ہیں ۔

اس تصویر میں سب سے نمایاں چیز پہلی والی عورت کا ساز ہے جو کہ کمان کی طرح ہے اور اس کے اپنے قد سے بھی بڑا ہے اس پر خوبصورت رنگوں کا استعمال کیا گیا ہے ان رنگوں میں نیلا کالا سبز اور براؤن رنگ شامل ہیں یہ تصویر THEBES کے مقام سے ملی ہے ۔

HARE FLEEING THE HUNTER, TOMB OF USERHET, THEBES

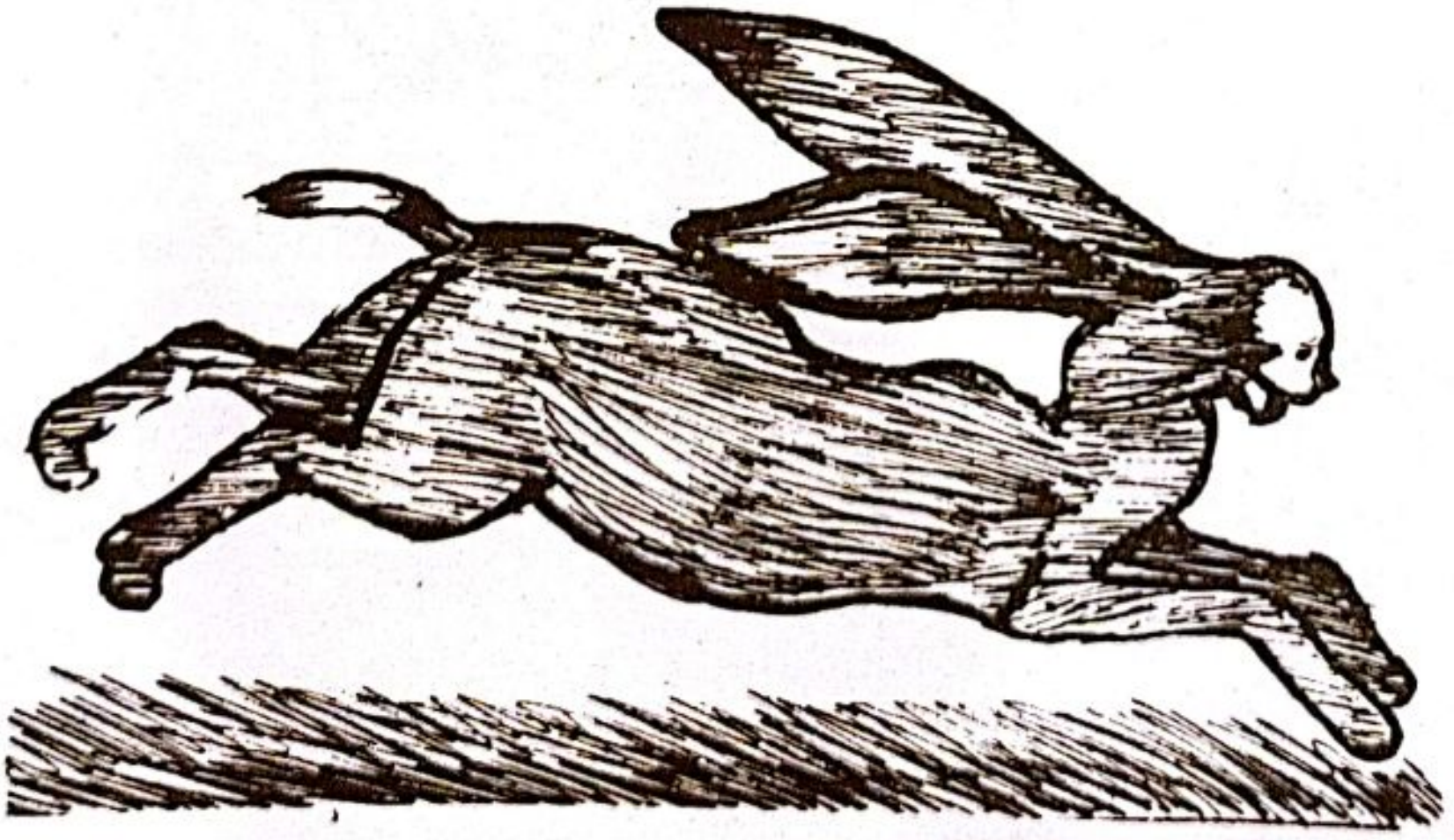

یہ ایک بھاگتے ہوئے خرگوش کی بہت ہی خوبصورت تصویر ہے اس خرگوش کو سبزی مائل براؤن رنگ میں دکھایا گیا تھا اور آؤٹ لائن براؤن رنگ میں تھا پس منظر کو بھی براؤن رنگ کی ٹونز میں دکھایا گیا تھا اس خرگوش کو یا تو شکار کے پیچھے بھاگتے ہوئے دکھایا یا خود کو بچاتے ہوئے اس لئے یہ اپنی پوری قوت سے بھاگتے ہوئے دکھایا گیا تھا

YOUTHS CARRYING ARROWS, TOMB OF KENAMUN THEBES

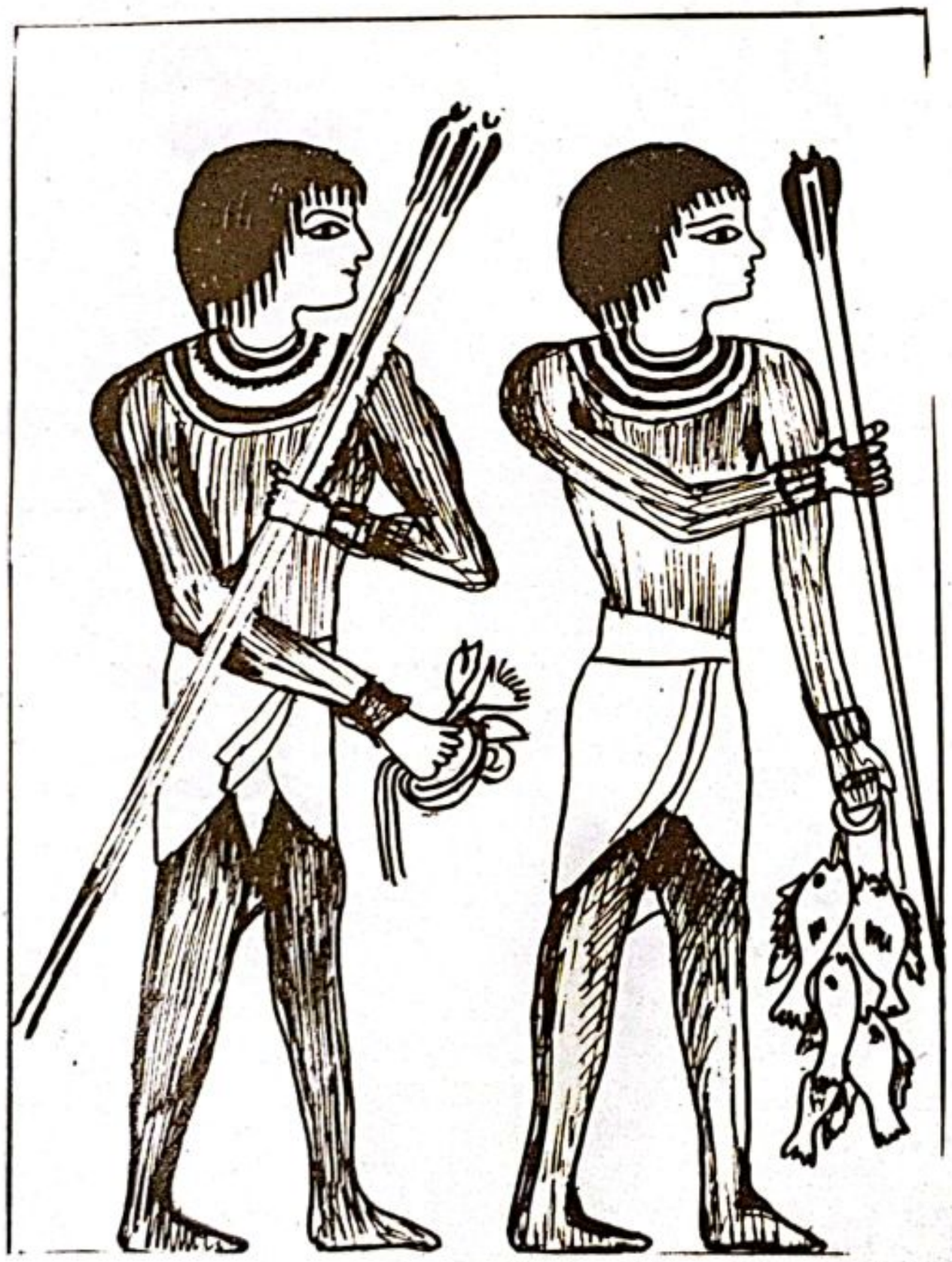

یہ دو نوجوان کی تصویر ہے جو کہ تیر اٹھائے ہوئے ہیں یہ تصویر بھی THEBES کے مقام سے ملی ہے ایک جوان کے ہاتھ میں مچھلیاں ہیں شاید وہ مچھلی کا شکار کر کے آ رہا ہے دوسرے نوجوان کے ہاتھ میں پیپرس کے پھول ہیں ایک نوجوان نے زیور بھی پہن رکھا ہے وہ شاہی خاندان کا فرد تھا یہ دونوں کسی مقام کی طرف چلتے ہوئے جا رہے ہیں انہوں نے زیورات پہن رکھے ہیں بیک گراؤنڈ ہلکے رنگ میں ہے تاکہ یہ نوجوان گہرے رنگوں میں ابھر کر سامنے آئیں ۔

DYING FOX OF USERHET, THEBES

اس لومڑی کو جھاڑی میں پھنسے ہوئے دکھایا گیا ہے یہ لومڑی موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے شکل سے بلا کی معصومیت اور کرب ٹپکتا ہے لومڑی کو ہلکے مہندی رنگ میں دکھایا گیا تھا اور آؤٹ لائن گہرے رنگ میں تھی درخت گہرے براؤن رنگ میں تھے اور پتے نیلے رنگ کے ہیں لومڑی کی دو ٹانگیں آگے اور دو پیچھے کی طرف ہیں پس منظر میں ہلکا گلابی رنگ ہے ۔

WOMEN AT HER TOILET, TOMB OF DESERKARASONB

اس تصویر میں دو نوکرانیوں (کنیزوں) کو ایک شہزادی کو نہلاتے ہوئے دکھایا گیا تھا پہلی نوکرانی شہزادی کے بال بنا رہی ہے جبکہ دوسری کنیز پھولوں کو لے کھڑی ہے پاس ہی بنچ پر لوٹس کے پھولوں کا گلدان پڑا ہے شہزادی کو قد میں سب سے بڑا دکھایا گیا ہے شہزادی ایک بنچ نما کرسی پر بیٹھی ہے شہزادی کے لئے پیچھے شراب پڑی ہے کنیزوں کو برہنہ دکھایا گیا تھا صرف ایک بیلٹ نما پیٹی پہن رکھی تھی ان کے جسم کا رنگ گہرا براؤن ہے ۔

BLIND HARPIST OF NAKAT, THEBES

اس تصویر میں ایک اندھا آدمی ساز بجا رہا ہے یہ سر سے گنجا ہے اور اس کے گلے میں زیور ہے اس کے جسم پر براؤن رنگ کیا گیا تھا سر پر تھوڑا پیلا نما براؤن ہے اس کی انگلیاں بڑی خوبصورتی سے ساز پر حرکت کرتے ہوئے دکھائی گئی تھیں اس شخص نے چوغہ پہن رکھا ہے اس کا رنگ سفیدی مائل ہلکا پیلا ہے اس کا صرف ایک ہاتھ نمایاں ہے پس منظر کو ہلکے رنگوں میں اجاگر کیا گیا تھا ساز کو رنگوں کے ذریعے خوبصورت بنانے کی کوشش کی گئی تھی ساز کے نیچے لوٹس کے پھولوں کا ڈیزائن ہے اس کے ہاتھ تاروں پر تیزی سے چل رہے ہیں اور آنکھیں سختی سے بند ہیں اس کے پیٹ پر تہہ دکھائی گئی ہے ۔

METAL WORK AND POTTERY OF EGYPT

برتن سازی کا فن مصریوں کے قدیم ترین دور میں بھی شروع ہو چکا تھا مصری تہذیب کا فن قدیم زمانے کے برتن سادہ ساخت اور بے ہنگم شکل میں تھے لیکن پھر اس میں خوبصورتی آتی گئی مصریوں کے برتن ، NEOLITHIC کے برتنوں سے کافی حد تک مشابہت رکھتے ہیں شروع شروع میں مصریوں کے برتنوں کی جسامت بہت بڑی تھی لیکن رفتہ رفتہ برتنوں کی جسامت میں فرق آتا گیا مصریوں نے برتن سازی میں ٹرے کا اضافہ کیا وہ ہر طرح کے پتھر اور دھات کو برتن سازی کے لئے استعمال کرتے تھے جس میں پتھر دھات شیشہ ہاتھی دانت اور مٹی کے کچے اور پکے برتن شامل ہیں اس کے علاوہ مصریوں نے عام استعمال کی چیزیں بھی بنائیں جس میں میک اَپ بکس ، جوہرات کا بکس اور اسی قسم کی چیزیں شامل تھیں ان تمام برتنوں پر مصریوں نے روایتی انداز میں RELIEF WORK اور تصویر کشی میں نقش و نگار کو ابھارا ۔ ان برتنوں پر مصریوں کے ہر طرح کے موضوعات ملتے ہیں جو کہ مصریوں کے فن اور ان کی روایات کی عکاسی کرتے ہیں مثلاً ان موضوعات میں دیوی دیوتاؤں کی کہانیاں بادشاہوں کی شان و شوکت کا اظہار اور HEIRO GLYPHS بکثرت ملتے ہیں انسانی اشکال بناتے وقت انہوں نے مصری روایات کا خاص طور پر بڑا خیال رکھا اس کے علاوہ انہوں نے برتنوں پر آرائش و زیبائش کے لیے جو میٹریکل ڈیزان بنائے پھولوں کے ڈیزائن اور پرندوں اور جانوروں کی اشکال بھی بنائیں ان اشکال کو مصر کی بنیادی اشکال کے ساتھ ساتھ واضح کیا یہی وجہ ہے کہ مصری برتن سازی یا ان کے گھر کے اندر استعمال ہونے والی چیزیں تاریخ میں منفرد مقام رکھتی ہیں ۔

مصری برتن سازی کی مثالیں

"COSMETICS TRAY"

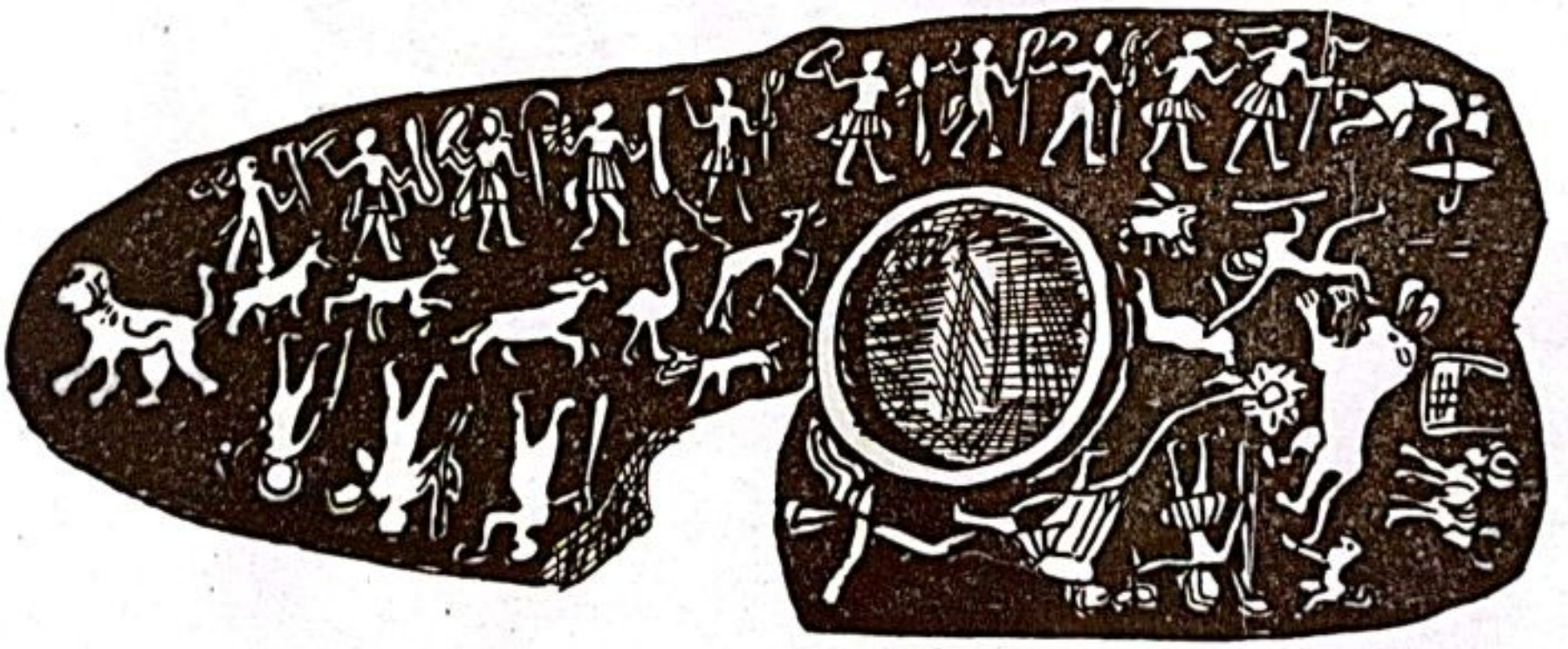

یہ ایک باکس نما ٹرے ہے جسے کھولنے پر یہ دو حصوں میں منقسم ہو جاتا ہے اور بند کرنے پر ایک باکس کی شکل اختیار کر لیتا ہے یہ ٹرے اس وقت یعنی قدیم دور میں میک اَپ کی چیزیں رکھنے کے لئے استعمال ہوتا تھا اور یقیناً شہزادیاں اسے استعمال کرتی تھیں اس ٹرے پر RELIEF WORK میں نقش و نگار بنائے جاتے اس ٹرے پر جانوروں

کی اشکال بھی بنائی گئی تھیں ایک حصے میں گول ڈیزائن ہیں اور دوسرے میں لائینوں والا کھجور کا درخت ہے جانوروں کو دونوں سائیڈ پر ایک دوسرے کی طرف منہ کئے ہوئے دکھایا گیا جانوروں کی آنکھوں میں سوراخ رکھے گئے تاکہ ٹرے آسانی سے بند ہو سکے۔ اس ٹرے پر ایک ہینڈل ہے جس سے اسے پکڑا جا سکے۔ اس ٹرے کو عرفِ عام میں PALETTE OF A DOG کہا جاتا ہے جس طرف میک اَپ بکس مڑتا ہے اسی طرح ڈیزائن بھی مڑ جاتا ہے۔

یہ بھی میک اَپ باکس کی طرح ہے اس کے بھی دو حصے ہیں اس میں ایک حصے میں بادشاہ کو جنگ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اس کے ایک حصے میں اپر مصر اور لوئر مصر ہے اپر مصر ، لوئر مصر پر حاوی ہے اس کے علاوہ اس میں لوٹس اور پیپرس کے پھول بھی دکھائی دے رہے ہیں اس پر KA BIRD بھی دکھایا گیا ہے دوسرے حصے میں بادشاہ فتح یاب ہو کر واپس آ رہا ہے اور اس کے غلاموں نے مختلف چیزیں اٹھا رکھی ہیں اس کے علاوہ دو غلاموں نے دو بلاؤں کو قابو کر رکھا ہے اور ایک طرف ایک بیل آدمی کو مار رہا ہے اس کے علاوہ تصویری لکھائی بھی اس کا نمایاں حصہ ہے اس بادشاہ کا نام NAOMER ہے ۔

SMALL ALABASTER VASES FROM OLD KINGDOM

یہ تمام برتن ALABASTER میں تراشے گئے ہیں ہر برتن کی شکل ایک دوسرے سے مختلف ہے پہلا برتن مٹکے نما ہے دوسرا لمبا ہے تیسرا برتن گلاس کی مانند ہے اور چوتھا مرتبان نما ہے یہ گھریلو استعمال کے عام برتن ہیں ان برتنوں میں ALABASTER کی خاص لائنیں نظر آتی ہیں جو کہ ہلکے براؤن رنگ کی ہیں یہ تعداد میں پانچ ہیں یہ تمام VASE چوتھی صدی سے تعلق رکھتے ہیں ۔

TERRA COTTA VASE FROM ARENTU

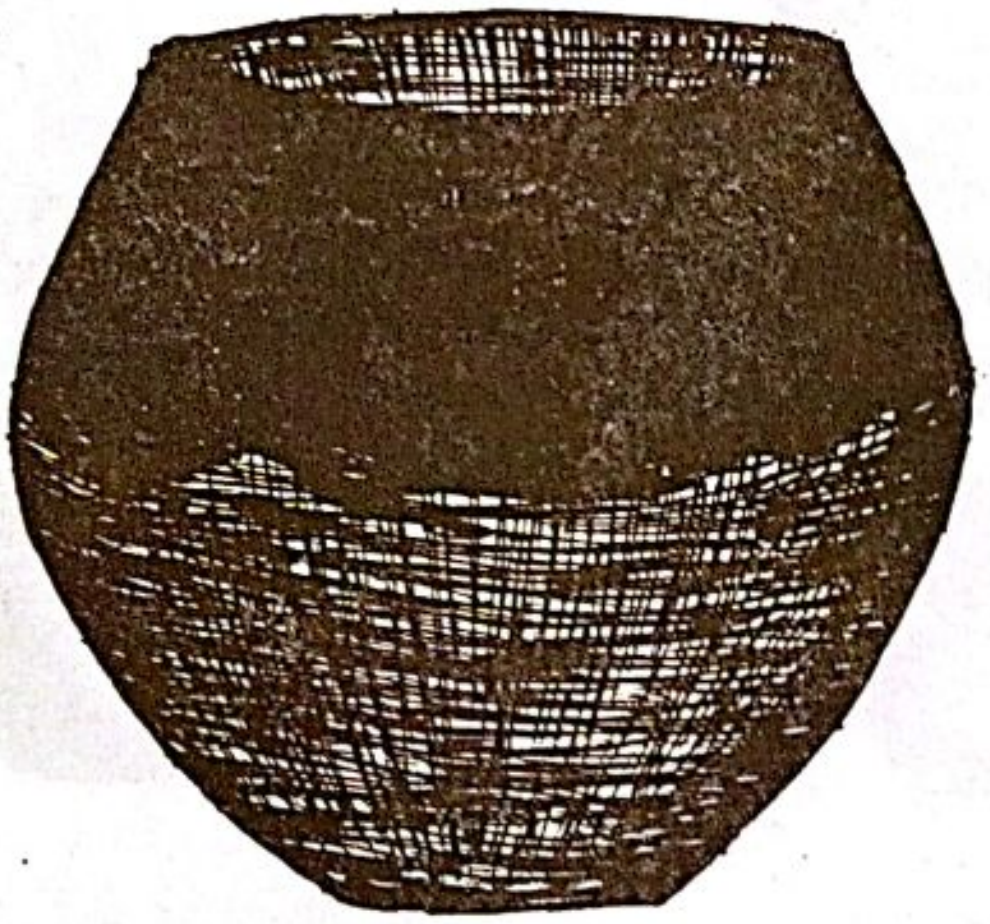

یہ ایک کُھلے منہ کا برتن ہے اور اس کی شکل ہنڈیا نما ہے اس میں دو رنگوں کا استعمال کیا گیا ہے اوپر کالا اور نیچے کی طرف براؤن رنگ استعمال کیا گیا ہے یہ آگ پر پکا ہوا برتن ہے اسی وجہ سے اس پر دو رنگ آ گئے ہیں یہ برتن کافی پرانا ہونے کے باوجود اپنی صحیح شکل میں ہے ۔

TERRA COTTA POT

یہ ایک ہنڈیا ہے اس کے دونوں طرف ہینڈل موجود ہیں دیگچی کے اوپر ڈیزائن ہے جو تصویری ہے اس پر جانور قطار میں بنائے گئے ہیں جن کے سینگ لمبے لمبے ہیں جانوروں کے نیچے زگ زیگ قسم کے ڈیزائن ہیں اور عمودی لائینوں کا ڈیزائن بنایا گیا ہے ۔

TERRA COTTA JAR

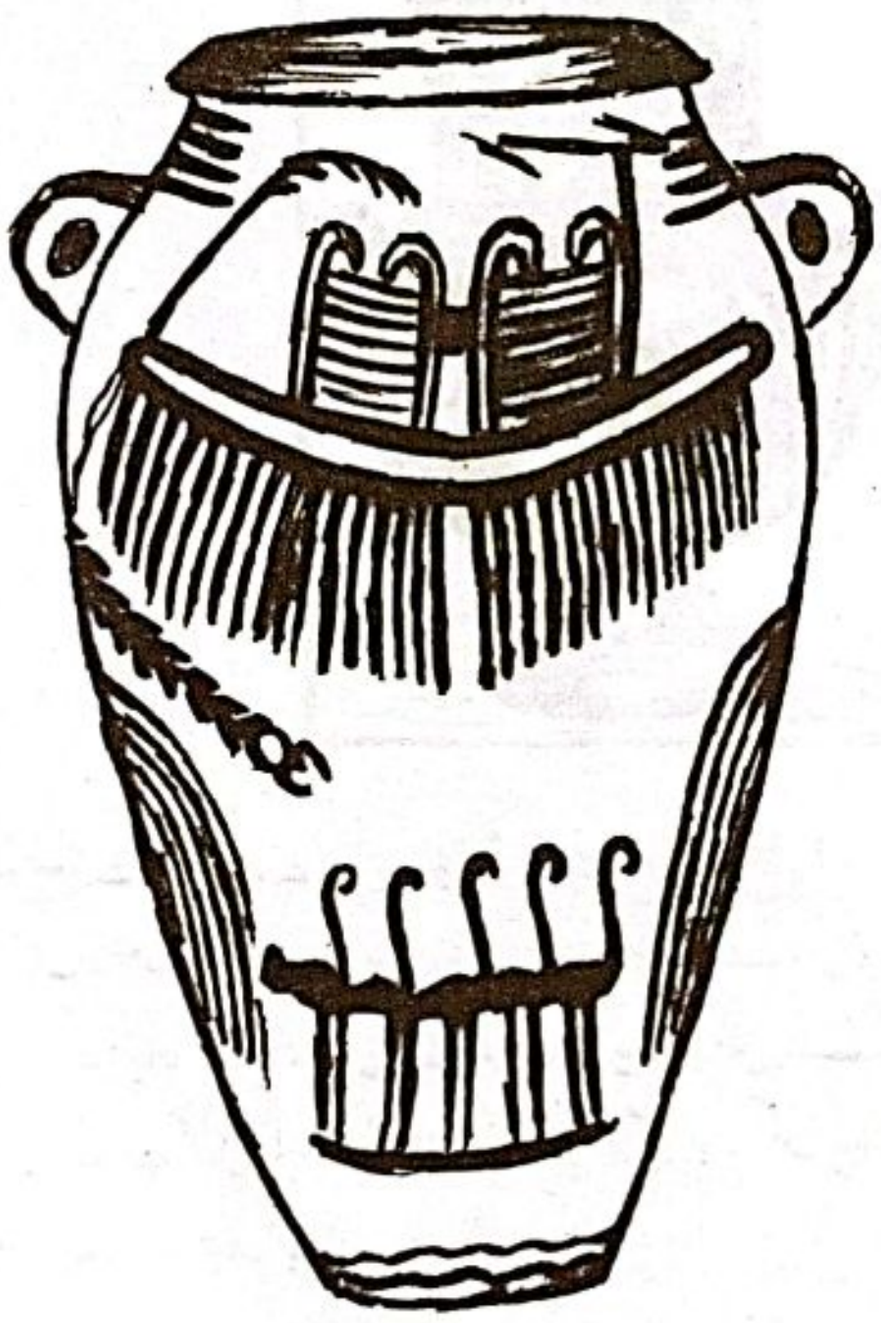

یہ ایک مرتبان ہے اسے عموماً مذہبی رسوم کی ادائیگی کے وقت استعمال کیا جاتا تھا اس پر دو ہینڈل لگے ہوئے ہیں اور شیپ کے ساتھ ساتھ ڈیزائن بنایا گیا ہے اس پر درخت اور بگلے نما جانور ہیں یہ بھی آگ پر پکایا گیا ہے یہ برتن قدیم زمانہ NEOLITHIC کے برتنوں سے مشابہ ہیں ۔

GLASS VASE, DARK BLUE GLASS WITH DRAGGED PATTERN IN LIGHT BLUE, YELLOW AND WHITE

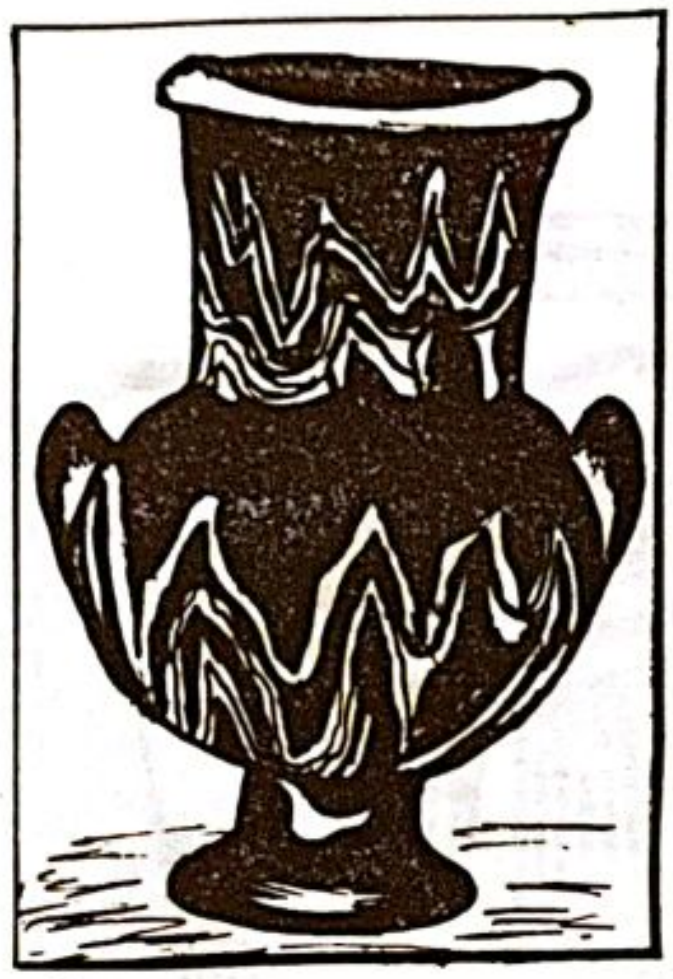

یہ شیشے کا ایک خوبصورت Vase ہے اور یہ 3 ½ کا ہے اس پر پیلی اور سفید لائنیں ہیں اس کے علاوہ اس میں سفید ہلکا نیلا اور براؤن رنگ استعمال کیا گیا ہے اور یہ ایک سجاوٹی برتن ہے اس برتن کو دیکھتے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں نہایت مقدس چیز ڈال کر سجایا جاتا تھا کیونکہ اس کے اطراف پر ہینڈل بھی بنائے گئے ہیں اس کو بنانے کا طریقہ اس طرح ہے کہ دھات کے برتن کے اوپر کوئی مادہ لگایا گیا اس پر کور رکھ کر اوپر پگھلا ہوا شیشہ ڈالا گیا سوکھنے پر شیشہ نما برتن نکلا۔ اور اس طرح ایک خوبصورت برتن تیار تھا۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب

وادیٔ سندھ کی تہذیب

ہزاروں برس قبل وادی سندھ میں جو ترقی یافتہ تہذیب پائی جاتی تھی اسے تاریخی لحاظ سے انتہائی اہم مقام حاصل ہے ۔ بین الاقوامی سطح پر یہ تہذیب عراق اور مصر کی قدیم تہذیبوں کے شانہ بشانہ سر اٹھائے کھڑی ہے ۔ اس تہذیب کے انکشافات سے چالیس یا پنتالیس برس تک آثارِ قدیمہ کے ماہرین یہ نظریہ پیش کرتے رہے کہ پاکستان کی یہ شاندار تہذیب مغرب یعنی ایران خصوصاً عراق سے آئی تھی مگر ہمارے ملک کے ماہرِ آثار قدیمہ ڈاکٹر مغل نے گذشتہ دس بارہ برسوں میں مختلف مقامات کی کھدائی اور سروے کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ وادی سندھ کی عروج یافتہ تہذیب کا آغاز اور ارتقاء اسی خطّے میں ہوا تھا ۔ کیونکہ کسی تہذیب کا ، مخصوص لوگوں کی ترکِ سکونت کے باعث دوسری جگہ پہنچنا اور بات ہے اور کسی خطے کا دوسرے ہم عصر ملکوں کے لوگوں سے طویل روابط کی بنا پر ان کے بعض تہذیبی اثرات قبول کرنا بالکل دوسری بات ہے ۔

اس تہذیب کے منظرِ عام پر آنے سے پہلے ان مقامات پر اونچے نیچے ٹیلوں کو پرانی قبریں سمجھا جاتا تھا ۔ پھر 1870 ء میں ملتان اور لاہور کے درمیان ایک جگہ ریلوے لائن بچھانے کے کام کے دوران مزدوروں کو کچھ پرانی اشیاء ملی تھیں مثلاً مٹی کے بُت ، مجسمے ، برتنوں کے ٹکڑے ، مہریں اور جانوروں کی ہڈیوں کے ٹکڑے وغیرہ ۔ یہ جگہ ہڑپہ تھی چونکہ سب سے پہلے اس تہذیب کے آثار اس مقام سے ملے لہٰذا جدید تحقیق میں اس تہذیب کو ہڑپائی تہذیب کا نام بھی دیا گیا ہے ۔ یہاں باقاعدہ کھدائی کا کام 1922 ء میں شروع ہوا ۔ اُس وقت یہاں سے اینٹیں چوری ہو جانے کے باعث ان قدیم آثار کے بارے میں بہتر طور پر اندازہ نہیں لگایا جا سکا ۔

اس تہذیب کے دو اہم مرکز موہنجو ڈارو اور ہڑپہ ہیں یہ شہر اس تہذیب کے ترقی یافتہ دور سے تعلق رکھتے ہیں ۔ موہنجو ڈارو ہڑپہ شہر سے تقریباً 400 میل دور سندھ میں لاڑکانہ کے قریب ہے یہاں ایک پرانے ٹیلے کی موجودگی اس کی دریافت کا سبب بنی یہ ایک بدھ طرز کا ٹیلہ ہے جو بعد میں یہیں کی عمارت کی اینٹوں سے بنایا گیا جس کی وجہ سے ایک اہم عمارت ختم ہو گئی ۔

وادی سندھ کی تہذیب سے عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ صرف صوبہ سندھ تک محدود تھی حالانکہ یہ مخصوص تہذیب پنجاب ، سندھ ، صوبہ سرحد اور جنوبی بلوچستان کے کچھ علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی اور اس کے کچھ آثار بھارت میں صوبہ پنجاب ہریانہ اور راجھستان سے بھی ملے ہیں یہ قدیم تہذیب موجودہ پاکستان کے خطے پر آج سے 5 ہزار سال پہلے بسنے

والے دو عظیم الشان شہروں ہڑپہ اور موہنجو ڈارو کے علاوہ ان کے ہم عصر اور بھی متعدد پاکستانی شہروں ، قصبوں اور بستیوں کی صورت میں عروج کو پہنچی اور پھر زوال آشنا ہوتی چلی گئی ۔ وادی سندھ کی تہذیب ایشیا کی تمام قدیم تہذیبوں میں رقبہ اور جغرافیائی لحاظ سے سب سے بڑی ہے یہ تقریباً پانچ لاکھ مربع میل کے رقبہ کا احاطہ کیئے ہوئے تھی ۔

اس تہذیب کو بہتر طور پر جاننے کے لئے ہم اس کو مختلف ادوار میں تقسیم کرتے ہیں نئی تحقیق سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس تہذیب نے دراصل چولستان کی وادی ہاکڑہ میں جنم لیا یہاں یہ تہذیب شروع ہوئی عروج کو پہنچی اور پھر زوال آشنا ہو گئی اسے الگ سے ہاکڑہ تمدن کا نام بھی دیا گیا ہے اور ابتدائی ہڑپائی دور کے آثار چولستان میں کوٹ ڈیجی کے علاقے سے ملے ہیں ۔ اس ابتدائی دور کے آثار جلیل پور سرائے کھولا سے بھی ملے ہیں ۔ یہ تقریباً 41 مقامات ہیں یہاں کوٹ ڈیجی سے جو اشیاء ملی ہیں وہ عروج یافتہ ہڑپائی طرز کی چیزوں سے مشابہ ہیں ۔ اگرچہ ہڑپائی دور سے قبل کی چیزوں میں بعد کے دور کی چیزوں کے ساتھ مشابہت نہیں لیکن یہ ایسے سلسلے کی کڑی نہیں۔ سر مار ٹیمر وھیلر (SIR MORTIMER WHEELER) نے ایسی اشیاء کو اجنبی تمدن کا نام دیا جبکہ پاکستانی محققین اسے قبل از ہڑپائی دور کا نام دیتے ہیں۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب کے لئے پاکستانی ماہر علم آلاثار ڈاکٹر مغل ایک اور علمی اصطلاح استعمال کرتے ہیں اور وہ "عظیم تر وادی سندھ" کی اصطلاح ہے کیونکہ اس تہذیب کے دائرہ اثر میں پاکستان کے صوبہ پنجاب ، سندھ ، سرحد اور بلوچستان کے علاقوں کے ساتھ ساتھ بھارت کے صوبہ پنجاب ، ہریانہ ، راجھستان اور گجرات کے کچھ علاقے بھی آتے ہیں ۔

مختلف قدیم مقامات سے عروج یافتہ ہڑپائی تہذیب سے پہلے کے جو آثار دستیاب ہوئے ہیں وہ درحقیقت وادی سندھ کی تہذیب کے ابتدائی مراحل کے علمبردار ہیں جبکہ ہڑپہ اور موہنجو ڈارو جیسے بڑے شہروں کے آثار عروج یافتہ ہڑپائی تہذیب سے تعلق رکھتے ہیں یہاں تہذیب کے تمام ادوار میں یکسانیت اور ہم آہنگی ہے لہذا یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ وادی سندھ کی عروج یافتہ تہذیب کی بنیاد دراصل تین ہزار قبل مسیح کے آغاز تک رکھی جا چکی تھی اپنے عروج یافتہ دور میں وادی سندھ کی تہذیب اپنے ہی ابتدائی تہذیبی عناصر سے پھوٹی تھی ۔ وادی سندھ کی عروج یافتہ تہذیب اور ابتدائی تمدن کے درمیان کوئی خلاء نہیں ۔

یہ تہذیب اسی طرح چھوٹی بستیوں سے قصبوں اور پھر بڑے شہروں میں تبدیل ہوتی چلی گئی ۔ آج بھی نا معلوم کتنے ایسے شہر زیر زمین دفن ہیں جو ہڑپہ اور موہنجو ڈارو کے ہم عصر عروج یافتہ دور سے تعلق رکھتے ہیں ایسے ہی ایک شہر کی دریافت 1980ء میں ڈاکٹر مغل نے کی ہے یہ شہر "گنویری والا" ہے جو موہنجو ڈارو اور ہڑپہ کے عین درمیان واقع ہے اور دو سو ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا ہے گویا یہ ہڑپہ سے کہیں بڑا اور موہنجو ڈارو سے کچھ چھوٹا ہے اس کا نقشہ بھی قدیم تہذیب کے دوسرے شہروں سے مشابہ ہے شہر کا ایک حصہ قلعہ نما بلندی اور دوسرا نشیبی شہری علاقہ پر مشتمل ہے ۔

اب ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ہماری اس تہذیب کا اس وقت کی ہم عصر تہذیبوں خصوصاً سمیر تہذیب کے ساتھ کیا تعلق تھا ۔ کیونکہ بعض دریافت شدہ اشیاء میں مماثلت پائی گئی ہے سمیر سے چند ایسی مہریں ملی ہیں جو وادی سندھ کی تہذیب کا حصہ ہیں اس کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہزاروں برس پیشتر پاکستان اور عراق کے لوگ تجارتی مال لے کر براہِ راست خود پاکستان پہنچے تھے یا دونوں ملکوں کے درمیان تجارت کا فریضہ کوئی اور قوم انجام دیتی تھی اگر ایسی کوئی قوم تھی تو وہ بحرین ہو سکتی ہے ۔

پاکستان اور عراق کے درمیان بحری راستے سے تجارت کا عملی ثبوت مہیا کرنے کے لئے تھیورا ہر ڈال (THEOR HERDAL) نے 1978ء میں سرکنڈوں سے ساٹھ فٹ لمبی اور بیس فٹ چوڑی بادبانی کشتی بنائی اور اس میں سوار ہو کر دجلہ کے کنارے سے روانہ ہوا یہ دجلہ سے گذر کر کھلے سمندر میں آ گئی اور پاکستان کی طرف چل پڑی اور دو ماہ تک پاکستان کے ساحل تک جا پہنچی راستہ میں بحرین قیام کیا ویسے بھی پاکستان کے قدیم کھنڈروں سے آبی جہازوں کے اب تک صرف ذو نمونے دریافت ہوئے ہیں ایک جہاز کی شبیہ مہر پر بنی ہے البتہ ٹھیکری پر بنا دوسرا جہاز دریا اور سمندر دونوں میں چل سکتا ہے ۔

ہزاروں برس پیشتر عراقی کتابوں میں جن تین مشہور خطّوں یعنی ملوہہ ، ماکان اور دلمون کا ذکر آیا ہے یہ تینوں شہر پاکستان کے علاقے ملوہہ یعنی پاکستان کا وسطی پنجاب کا علاقہ ملتان ، دلمون سندھ کا علاقہ اور ماکان بلوچستان کے علاقہ مکران پر مشتمل تھے عراق سے متعدد ایسی مہریں ملی ہیں جن پر وادیٔ سندھ کے ہزاروں سال پرانے رسم الخط موجود ہیں ۔ اگرچہ یہ ابھی تک پڑھا نہیں جا سکا لیکن وہاں ان کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہو سکتی ہیں کہ اس دور میں ہڑپائی تاجر ایسی مہریں لے کر عراق میں آباد ہو گئے ہوں گے ۔

یہ تمام باتیں وادی سندھ کی تہذیب کی جدید تحقیق کے بعد کہی گئی ہیں چونکہ یہ ہماری اپنی تہذیب ہے اور ابھی یہ پوری طرح نہ تو منظر عام پر آئی ہے اور نہ ہی سمجھی جا سکی ہے چنانچہ اس بات کے قوی امکانات ہیں کہ اس کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے اور اس کا دائرہ اثر جاننے کے لئے ہمارے ملک کے ماہر علم آلاثار جن کوششوں میں مصروف ہیں وہ آخر کار بار آور ثابت ہوں گی ۔ ہر تہذیب میں پروان چڑھنے والے فنون اور ان کے طریقہ زندگی پر اس وقت کے مختلف عناصر اثر انداز ہوتے ہیں یا ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ مخصوص حالات کی وجہ سے مخصوص طریقہ رہائش یا فن اختیار کیا جاتا ہے یعنی آب و ہوا کے مطابق مکانات کی تعمیر ہو گی اور لباس بھی ویسا موسم اور ماحول کے مطابق پہنا جائے گا ۔ اس کے علاوہ جس قسم کا میٹیریل دستیاب ہو گا اسی میں فن کا اظہار ہو گا لہذا وادی سندھ کی تہذیب کو بہتر طور پر جاننے کے لئے ہم ان عناصر کا جائزہ لیں گے جنہوں نے اس تہذیب کو اثر انداز کیا ۔

جغرافیائی عناصر

وادیٔ سندھ کی تہذیب کے نشانات کوہ ہمالیہ سے لے کر بحیرہ عرب تک پھیلے ہوئے ہیں ۔ دریافت شدہ مقامات میں دو اہم مقامات موہنجو ڈارو اور ہڑپہ ہیں اس کے علاوہ چھوٹی بستیاں اور قصبے بھی ہیں جو اس تہذیب کے سلسلہ کی کڑی ہیں ۔

تاریخی عناصر

اس تہذیب کا شمار دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں ہوتا ہے جو ہزاروں برس قبل اپنے عروج پر رہنے کے بعد صفحہ ہستی سے مٹ گئی پرانے خیال کے مطابق باہر سے لوگوں نے آکر اس تہذیب کو شروع کیا لیکن جدید تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ ہماری اپنی تہذیب ہے اور اس کا ارتقاء اسی زمین پر ہوا ہے ۔

موسمی عناصر

وادیٔ سندھ کی آب و ہوا نہایت گرم تھی بارشیں زیادہ مقدار میں ہوتی تھیں دریا کے کنارے بستیاں ہونے کی صورت میں سیلاب کا پانی اثر انداز ہوتا تھا ۔ زمین زرخیز تھی ۔ آب و ہوا گرم ہونے کے باعث کھڑکیاں کم بنائی جاتی تھیں گرمیوں کے باعث لباس بھی مختصر استعمال کیئے جاتے تھے ۔

مذہبی عناصر

وادیٔ سندھ کی تہذیب میں ہمیں کسی خاص مذہب کی نشاندہی نہیں ملتی مہروں پر بنی دیوی دیوتاؤں کی شبیہوں کو دیکھ کر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ان کی پوجا کرتے تھے ان کے مجسموں میں ہمیں درویشوں اور دیوی ماتا کا مجسمہ ملا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ شاید کوئی مذہب تھا یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں کی ثقافت ہندوؤں کے رسم و رواج سے مشابہ تھی ۔ لیکن ان کے گھر اور رہن سہن ان کے ہندو ہونے کی ترجمانی نہیں کرتے بلکہ یہ اپنے مردوں کو مسلمانوں کے طریقے سے قبر میں دفن کرتے تھے ۔

ارضیاتی عناصر

موہنجو ڈارو اور ہڑپہ سے عموماً مٹی کی بنی ہوئی اشیاء ملی ہیں ۔ اس مٹی کی اینٹیں بنا کر گھر بنائے جاتے تھے ۔ ان میں دھوپ کی سُکھائی ہوئی اور آگ میں پکائی ہوئی اینٹیں شامل تھیں پتھر اور لکڑی کا استعمال کم تھا ۔ لکڑی جل کر تباہ ہو گئی یا شاید دستیاب نہ تھی یا جو لکڑی اس زمانے میں تھی وہ عمارتی مقصد کے استعمال کے قابل نہ تھی ۔ البتہ پتھر کے مجسمے ملے ہیں دھات کا استعمال بھی ملتا ہے جس میں پیتل اور تانبا شامل ہے ۔ جبکہ لوہا بالکل مفقود ہے ۔

معاشرتی عناصر

وادی سندھ سے برآمد ہونے والی اشیاء سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہزاروں برس پیشتر یہاں انتہائی ترقی یافتہ قوم آباد تھی یہ لوگ زراعت کے ماہر تھے ان کے تعمیراتی انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ منظم زندگی گزارتے تھے کیونکہ یہاں انفرادی رہائشی عمارات کے علاوہ بڑی اجتماعی عمارات بھی ملی ہیں جو کہ خاص مذہبی رسم یا رواج کے موقع پر استعمال کی جاتی ہوں گی ۔ بہر حال ان کے طرز رہائش سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سادہ اور آرام دہ زندگی بسر کرتے تھے ۔

معاشی عناصر

چونکہ اس تہذیب کے مقامات دریا کے کنارے پائے گئے اس لئے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہاں کی معیشت کا انحصار بھی دریاؤں پر تھا زراعت عام تھی آج کل کی طرح لوگوں کی اکثریت گاؤں میں رہتی تھی اور یہ لوگ کھیتی باڑی کرتے تھے یہ لوگ گیہوں ، رائی اور تل کاشت کرتے تھے ۔ دوسرے ممالک سے اُن کے تجارتی تعلقات کے ثبوت

بھی ملے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ آسودہ حال تھے ۔

غلہ کے بڑے بڑے اجتماعی گودام اس بات کا ثبوت بھی مہیا کرتے ہیں کہ معاشی لحاظ سے بھی یہ لوگ منظم تھے اس کے علاوہ مختلف فنون میں بھی ماہر تھے مثلاً سنگ تراشی ، برتن سازی وغیرہ ۔

اس تہذیب کو جدید تحقیق کی روشنی میں جان لینے کے بعد اور اس کے مختلف عناصر سمجھ لینے کے بعد ہم دریافت شدہ مقامات کا تفصیلی جائزہ لیں گے اس کے تعمیراتی انداز کو جان لینے کے بعد ان کے فنون لطیفہ کے متعلق بات ہو گی جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ تہذیب بہت بڑے علاقے پر پھیلی ہوئی ہے اور اس میں مزید تحقیق کے بہت امکانات موجود ہیں اور یہ بھی کہا جا چکا ہے کہ پاکستان سے ملنے والے بیشتر مقامات اس تہذیب کے مختلف ادوار کی نشاندہی کرتے ہیں اس لئے ان ابتدائی ادوار سے تعلق رکھنے والے مقامات کی کھدائی کے کام کو مکمل نہیں سمجھا جا سکتا ۔

جدید محققین نے ایسے لاتعداد مقامات کی نشاندہی کی ہے جن کا تعلق عروج یافتہ دور سے پہلے کا ہے لیکن وہاں کے رہن سہن اور دریافت شدہ اشیاء سے یہی بات ثابت کی جا سکتی ہے کہ ان بستیوں اور شہروں کا تعلق عروج یافتہ شہروں سے ہے لہذا ہم اس تہذیب کو جاننے کے لئے اہم دریافت شدہ مقامات ہڑپہ اور موہنجو ڈارو کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں یہ دو شہر اس تہذیب کے عروج یافتہ دور سے تعلق رکھتے ہیں یہ تہذیب ایک ہزار برس تک رہی اور پھر زوال آشنا ہو گئی ۔

تباہی کی وجوہات

موہنجو ڈارو اور ہڑپہ کی دریافتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب میں آریہ یلغار سے پیشتر انحطاط شروع ہو چکا تھا اور اس تہذیب میں ترقی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قدیم یادگاریں زیرِ زمین کیسے دفن ہو گئیں یہ دفن نہیں ہوئیں بلکہ مٹی کی سطح اونچی ہو کر ان کو ڈھانپ لیتی ہیں ۔ اس طرح جو بستیاں انسانی رہائش سے بربادی کے باعث خالی ہو جاتی ہیں ان کی دیواریں چھتیں ٹوٹ کر ڈھیر لگا دیتی ہیں بستیاں اجڑنے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں چھتوں اور دیواروں کے یہ انبار بارش اور موسمی حالات کی وجہ سے دَب کر سخت ہو جاتے ہیں پھر ان پر ہزاروں سال تک مٹی کی تہہ ڈھیر لگاتی رہتی ہے اس طرح یہ تہذیبی آثار ، ٹیلوں کی صورت میں زمین پر موجود رہتے ہیں ۔

وادیٔ سندھ کی تہذیب کے زوال کے متعدد اسباب بیان کئے جاتے ہیں ۔

بارش کی اوسط شرح میں کمی دریائے سندھ
کے رُخ میں تبدیلی اور دریاؤں میں سیلاب

تاریخ دان یہ قیاس کرتے ہیں کہ دریائے سندھ میں سیلاب آنے کی وجہ سے یہ تہذیب تباہ ہو گئی یعنی دریا میں پانی کی زیادتی نے قریبی علاقوں کو متاثر کیا ۔

وبائی امراض

شاید کسی وبا کے پھیلاؤ کی وجہ سے پورا شہر اس کی لپیٹ میں آگیا ۔

مشرق قریب سے تجارتی رشتوں کا ٹوٹ جانا

زلزلے

یہ قیاس بھی کیا جا سکتا ہے کہ زلزلے کے جھٹکوں سے شہر تباہ ہو گیا اور لوگ عمارات کے نیچے دَب کر مر گئے ہوں ۔

بیرونی یا آریوں کے حملے

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید کسی دوسرے علاقے کے حکمران نے یہاں پر حملہ کر دیا ہو ان اسباب کی تائید ، وادی سندھ کے طبعی اور تاریخی واقعات سے ہوتی ہے لہذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں کی تہذیب کی بربادی میں ان اسباب کو دخل نہیں ہے البتہ اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ اگر وادی سندھ کے باشندوں میں زندہ رہنے کی صلاحیت باقی ہوتی تو ان اسباب پر قابو پانا ان کے لئے چنداں محال نہ تھا ۔ آخر بعد میں آریوں نے اسی جگہ پر اپنی تہذیب کی عمارت کِس طرح کھڑی کر لی اور اُن طبعی حالات پر کس طرح قابو پایا جو مقامی باشندوں کے لئے جان لیوا ثابت ہو گئے تھے ۔ ان کی ایران اور عراق کے سابقہ بحری راستے سے تجارت ہوتی تھی اس کے شواہد عراق سے ملے ہیں ۔ شاید تجارت کے بند ہونے کے اثرات بھی ہوئے ہوں ۔

بات یہ بھی تھی کہ آریاؤں کی ذہنی اور مادی ترقی اور ان کے آلاتِ پیداوار اور اسلحے کا سامان مقامی باشندوں سے بہتر تھا ۔ وہ لوہے کے استعمال سے واقف تھے جبکہ مقامی باشندوں کے آلات لکڑی یا خام مال کانسے سے بنے ہوئے تھے وادی سندھ پر آریوں کی آمد نے فقط ایک نئے تہذیبی انقلاب کے لئے راہ ہموار ہی نہیں کی بلکہ پورے برصغیر کی تقدیر ہی بدل دی ۔

موہنجو ڈارو ، ہڑپہ اور دوسرے مقامات کی کھدائی سے اب تک صرف چالیس ڈھانچے برآمد ہوئے ہیں ان ڈھانچوں کے معائنے سے محقق اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وادی سندھ کے باشندوں کے قد چھوٹے مگر سر بڑے تھے رنگ کالا تھا بال گھنگھریالے تھے ناک چوڑی اور چپٹی تھی ہونٹ بھرے بھرے مگر آگے کو لٹکے ہوئے تھے اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ ان کا تعلق دراوڑنسل سے تھا ایک ڈھانچہ منگول کا بھی برآمد ہوا ہے ۔

پیشے کھیتی باڑی

آجکل کی طرح اس زمانے میں بھی وادیٔ سندھ کے باشندوں کی اکثریت کھیتی باڑی کرتی تھی یہ لوگ گیہوں رائی اور تل کی کاشت کرتے تھے ۔ گائے بھینس ، بیل ، بھیڑ ، بکری ، اونٹ ، گھوڑے ، گدھے اور کُتے پالتے تھے ۔ کپاس اُگاتے اور سوتی کپڑے پہنتے تھے کپاس پر ان کی اجارہ داری تھی چنانچہ یہ لوگ کپاس اور سوتی کپڑے کی برآمدات سے

زرمبادلہ کماتے تھے ۔ کپاس اس زمانے میں صرف سندھ میں ہوتی تھی یونانی مورخ ہیرو ڈوٹس کو تو بڑی حیرت تھی کہ وادی سندھ میں ایک بہت عجیب و غریب پودا ہوتا تھا جس میں چاندی کے سفید سفید پھول کھلتے تھے ۔

ان لوگوں کو ہل کا استعمال نہیں آتا تھا بلکہ وہ کھیتوں میں سہاگہ پھیرتے تھے ۔ لکڑی کے اس دندانے دار اوزار کے پھل زمین مین گہرے پیوست نہیں ہو سکتے تھے لہذا اناج اتنی مقدار میں پیدا نہین ہوتا تھا کہ شہریوں کو خوراک فراہم کرے ۔ وادی سندھ میں شہریوں کی کمی کا بنیادی سبب بھی یہی تھا زمین کسی فرد کی ملکیت نہ تھی بلکہ پوری بستی مالک ہوتی تھی بارش کی سالانہ اوسط آج کل سے زیادہ ہونے کے باوجود بھی آبپاشی کی ضرورت کو دریاؤں اور ندیوں پر بند باندھ کر پورا کیا جاتا تھا ۔

تجارت

اس بات کا کوئی پختہ ثبوت تو نہیں ملا کہ سندھ کے ایران سے کوئی تجارتی تعلقات تھے لیکن سندھ کا بنا ہوا مال عراق کے علاقوں سے ملا ہے ۔ ایک جہاز کی تصویر تو ایک مہر پر بنی ہوئی ملی ہے اور دوسری ایک ٹھیکری پر ۔ یہ خام مال سمندری راستوں سے دوسرے ملکوں میں پہنچایا جاتا تھا ۔ عراق سے حاصل ہونے والی چیزیں سندھ کی ہیں ۔ اس کے علاوہ موہنجو ڈارو سے ایک گول منکوں والے عقیق کا ہار ملا ہے ۔ یہ مُنقّش منکے دوسری تہذیبوں سے آتے تھے ۔

مختلف کتبوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وادی سندھ کے لوگ سونا ، چاندی ، تانبا ، اور قیمتی پتھروں کے موتی ، منکے ، ہاتھی دانت کے کنگھے ، کنگھیاں زیور جڑاؤ اشیاء (خصوصاً ہاتھی دانت کے زیور اور ہاتھی دانت ہی کی مرصع اشیاء) سرمہ ، کاجل ، لکڑی اور موتی دوسرے علاقوں سے منگواتے تھے ۔

وادیٔ سندھ والے عراق کو مختلف قسم کے ظروف جڑاؤ چیزیں ، زیور ، کپاس یا سوتی کپڑا ۔ مختلف دھاتیں ۔ نیم قیمتی پتھر اور دوسری چیزیں ۔ پودے درخت ، لکڑی اور مہریں دوسری ترقی یافتہ تہذیبوں کو برآمد کرتے تھے کیونکہ ہر ترقی یافتہ تہذیب کو درآمد کی ضرورت ہوتی ہے ۔

ہڑپہ

صوبہ پنجاب میں ساہیوال کے نزدیک اس جگہ سے سب سے پہلے اس تہذیب کے آثار دریافت ہوئے ہیں عین ممکن ہے کہ اس جگہ کا پرانا نام HARI-YUPUPA ہو ۔ اس زمانے میں شہر دریا کے کنارے آباد تھا جبکہ آجکل دریائے راوی اس جگہ سے 6 میل دور بہتا ہے ۔ یہاں کھدائی کے بعد بہت کم آثار ملے ہیں جو کہ ایک سیاح کی توجہ اپنی جانب مبذّل کرا سکیں ۔ کُل دریافت شدہ علاقہ 3 مربع میل میں ہے ان آثار کو دیکھ کر ایک عام تاثر یہ ملتا ہے کہ یہ لوگ پُر آسائش اور بڑی بڑی عمارات کی جگہ سادہ اور آرام دہ زندگی کو ترجیح دیتے تھے ۔

جن کی بناء پر یہ قوم بجا طور پر فخر کر سکتی ہے کہ اس کی تخلیقات و تعمیرات میں کسی دوسری قوم کا خون پسینہ شامل نہیں ہے ۔ یہ درست ہے کہ موہنجو ڈارو اور ہڑپہ والوں نے یادگار عمارات نہیں چھوڑیں نہ قصرِ ایوان ، نہ عالی شان عبادت گاہیں اور نہ مقبرے جیسا کہ سمیر تہذیب میں عبادت گاہیں اور محل اور مصر کی تہذیب میں اہرام ملے

ہیں ۔ مگر ان پر یہ الزام تو نہیں لگایا جا سکتا کہ انہوں نے اپنی عظمتوں کے مینار انسانوں کی کھوپڑیوں پر کھڑے کیئے ہیں یا غلاموں سے کوڑے مار مار کر بنوائے ہیں ۔ اس طرح وہ لوگ آج کے معیار کی رو سے بھی نہایت مہذب اور شائستہ اور انسانیت کے حامل لوگ تھے۔ ہڑپہ کا رہائشی علاقہ نسبتاً اونچے چبوترے پر بنا ہے۔ پورے شہر کا نقشہ دریا اور 50 فٹ اونچے چبوترے کے درمیان دیکھا جا سکتا ہے۔ نقشہ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آثار تقریباً 460 گز شمال جنوب اور 215 گز مشرق مغرب کے جانب پھیلے ہیں۔ شہر سے دریا کی جانب شمال کی طرف محنت کشوں کے کوارٹرز آتے ہیں۔ اس سے ذرا آگے دائرہ نما چبوترے ہیں۔ جہاں غلہ کوٹنے کا کام ہوتا تھا۔ پھر مزید شمال کی طرف دہلیز کے نزدیک غلہ کے گودام ہیں۔ اب اِن عمارات کا فرداً فرداً جائزہ لیں گے۔

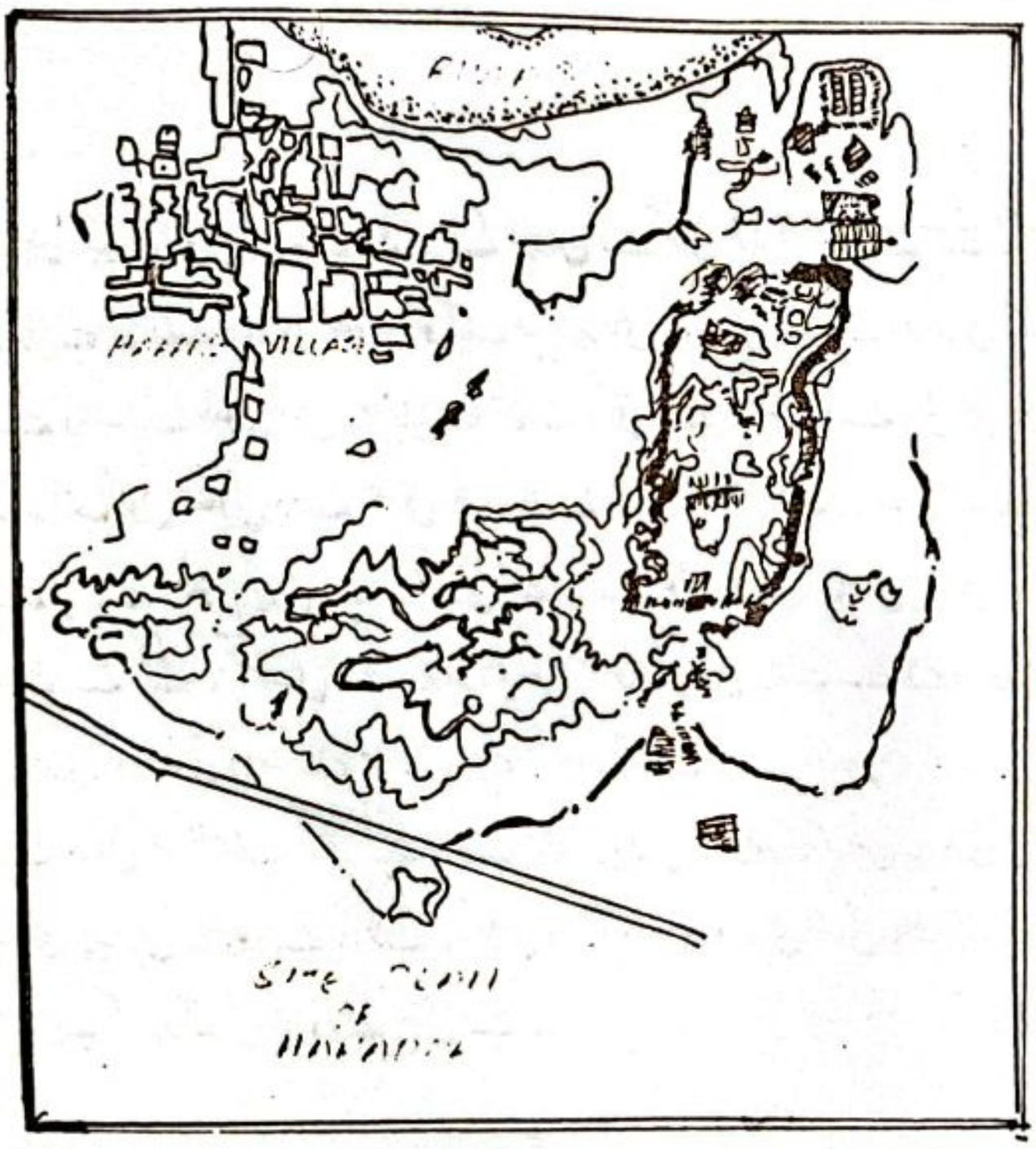

. SITE PLAN OF HARAPPA

محنت کشوں کے کوارٹرز یا رہائشی گھر

یہ گھر دو قطاروں میں بنے ہیں ایک لائن میں سات اور ایک لائن میں آٹھ گھر ہیں درمیان میں 3 سے 4 فٹ چوڑی گلی انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی ہے ہر کوارٹر تقریباً ۲۴×۵۶ فٹ کے علاقے میں ہے ان گھروں کی تعمیر میں پردے کا خاص خیال رکھا گیا ہے گھر کا نقشہ یا تو دو کمروں پر مشتمل تھا یا پھر ایک محنت کش کے لئے ایک کمرہ تھا ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں کا طرزِ تعمیر کس قدر سادہ تھا ۔

ان شہروں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے عہد کے واحد شہر ہیں جو باقاعدہ منصوبے کے تحت بنائے گئے تھے ان کی سب عمارتیں پکی اینٹوں کی تھیں ۔ ہڑپہ کا رہائشی علاقہ نسبتاً چبوترے پر بنا ہے پورے شہر کا نقشہ دریا اور

50 فٹ اونچے چبوترے کے درمیان دیکھا جا سکتا ہے ۔ نقشہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آثار تقریباً 460 گز شمالً جنوباً اور 215 گز شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں شہر سے دریا کے جانب شمالاً محنت کشوں کے کوارٹرز آتے ہیں جو قطاروں میں بنے ہوئے ایک جیسے سادہ مکان ہیں ان سے ذرا آگے دائرے نما چبوترے ہیں جہاں غلّہ کوٹنے کا کام ہوتا تھا ۔ پھر مزید شمال کی جانب دریا کے نزدیک غلہ کے گودام ہیں ۔ اب ہم ان عمارتوں کا الگ الگ جائزہ لیں گے ۔

'WORKERS' PLATFORM

کام کرنے کے چبوترے

ان کوارٹرز سے آگے مغرب کی جانب کچھ علاقہ ناقابل فہم ہے کسی عمارت کے کوئی آثار نہیں ملتے پھر آگے چل کر کام کرنے والے چبوترے آتے ہیں جیسا اوپر دی گئی تصویر میں نظر آ رہا ہے یہ پلیٹ فارم یا چبوترے گولائی کی شکل میں ہیں ۔ جو تعداد میں کل 18 ہیں 19 فٹ سے لے کر 11 فٹ تک کے فطر DIAMETER کے دائرے ہیں ۔ اینٹ کی چار دیواروں کو گولائی کی شکل میں بنایا گیا تھا ۔ اس جگہ غلہ کوٹنے کا کام لکڑی کے ڈنڈے کی مدد سے کیا جاتا ہو گا کیونکہ گندم کے چھلکے ان دائروں سے ملے تھے ۔

غلہ کے گودام

ان چبوتروں سے تقریباً 100 گز آگے شمال کی جانب غلہ کے گودام ہیں یہ تعداد میں بارہ ہیں جو کہ چھ چھ کی قطاروں میں بنائے گئے ہیں ہر غلہ کا ایک گودام ۲۰×۵۰ فٹ کے رقبہ میں ہیں ۔ دونوں قطاروں کے درمیان 23 فٹ چوڑا رستہ ہے ۔ یہ گودام زمین کی سطح سے 4 فٹ اونچی سطح پر بنائے گئے ہیں ۔ ان گوداموں کا فرش تین ستون نما دیواروں کے اوپر اٹھایا گیا ہے ان دیواروں کے درمیان خالی جگہ ہوا کی آمدورفت کا کام دیتی ہے ۔ جس کی وجہ سے گودام کا فرش نمی سے محفوظ ہو کر غلہ کو نم ہونے سے بچاتا تھا دونوں اطراف میں کناروں پر سوراخ تھے لیکن بیرونی سطح اونچی ہونے کی وجہ سے یہ سوراخ بند ہو جاتے تو اس اونچی سطح سے سوراخ بنا کر دوبارہ ہوا کی آمدورفت کو جاری رکھا جاتا ۔ ان بارہ گوداموں کے فرش کا رقبہ نو ہزار مربع فٹ تھا اور ان میں داخل ہونے کے لئے سیڑھیوں کا راستہ استعمال کیا جاتا تھا ۔ ہڑپہ کا

تعمیراتی انداز نقشہ اور تصویریں دیکھنے سے واضح ہو جاتا ہے اور ان تمام باتوں کو جان لینے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ان تینوں عمارتوں کا آپس میں تعلق تھا دریا کے نزدیک غلہ کے گودام اس بات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں کہ ذرائع آمدورفت کے لئے دریائی راستہ استعمال کیا جاتا تھا ۔

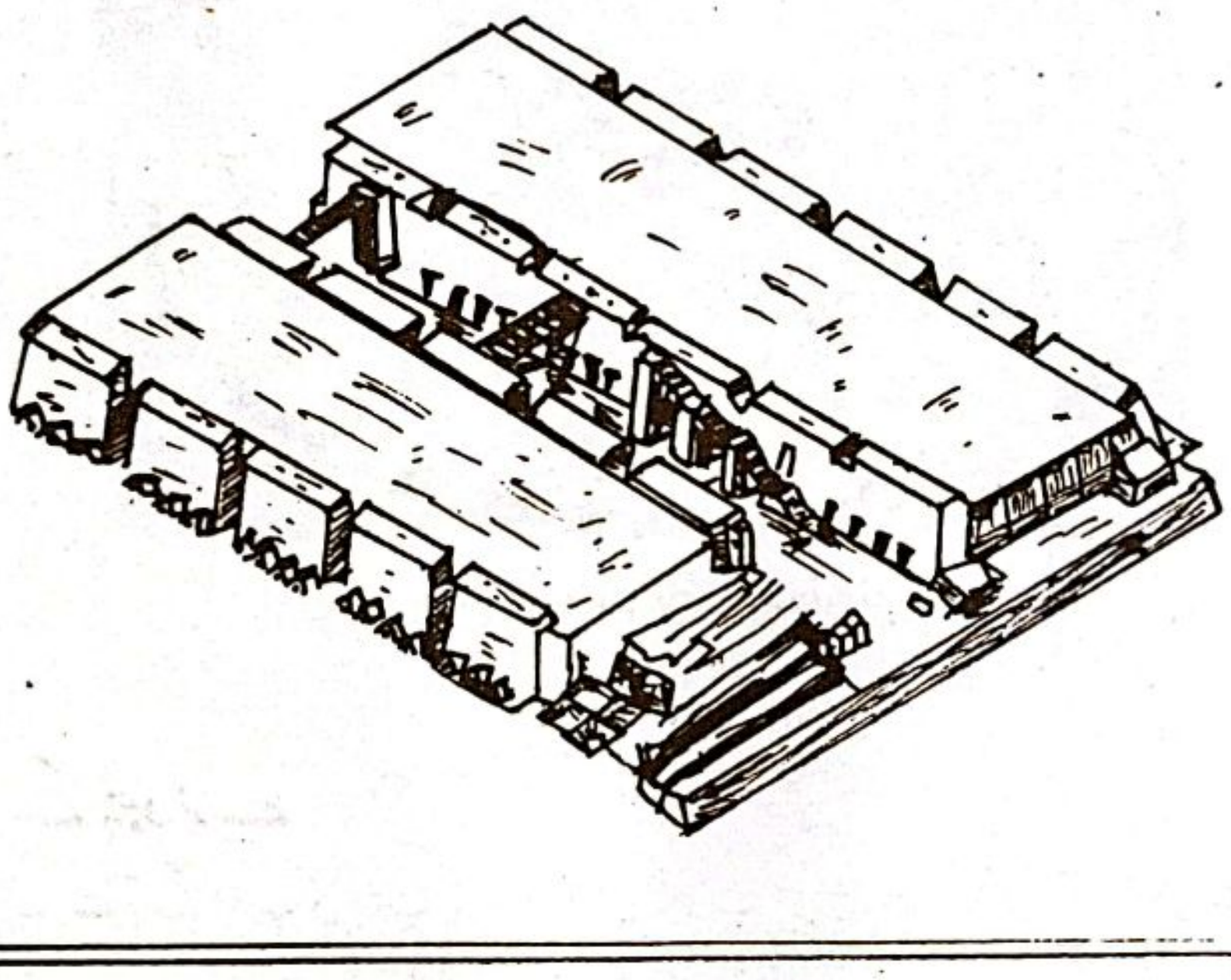

HARAPPA GRAINARIES

غلہ کے گودام :

گوداموں کے قریب غلہ کوٹنے کے چبوترے ہیں اور ساتھ ہی محنت کشوں کے گھر ہیں لہذا یہ عمارات باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے بنائی گئی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام انتظام حکومت کا ہی تھا اور حکومت ہی کے ذریعے لوگوں میں اناج تقسیم کیا جاتا تھا ۔

ہڑپہ کے تعمیراتی انداز کو سمجھ لینے کے بعد ہم اس تہذیب کے دوسرے اہم شہر یعنی موہنجو ڈارو کا جائزہ لیں گے اس شہر کی دریافت اس ٹیلے کی وجہ سے ہوئی ہے جو آج بھی نمایاں ہے ۔ اس بدھ طرز کے سٹوپا کو دیکھ کر ایک ماہر علم آلاثار کو خیال آیا کہ یہاں پر پرانی تہذیب دفن ہو سکتی ہے لہذا کھودائی کے بعد یہاں سے وادئ سندھ کی تہذیب کے آثار ملے ۔

یہاں کھودائی ہڑپہ کے منظرِ عام پر آنے کے ایک سال بعد ہوئی یہ جگہ ہڑپہ سے چار سو میل دور اور سمندر سے دو سو دس میل کے فاصلے پر ہے ۔ یہ جگہ صوبہ سندھ میں لاڑکانہ کے قریب ہے ۔ یہاں کا تعمیراتی انداز ہڑپہ کی طرح سادہ ہے اور باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے گلیاں اور مکان بنائے گئے ہیں ۔

موہنجو ڈارو

موہنجو ڈارو کی کھودائی کے دوران زمین کی تہہ اتری تو اندر سے پورا دفن شدہ شہر ملا اسے دیکھنے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ شہر خاص اصول اور ضابطے کے تحت بنایا گیا ہے جس سے اس کے تہذیب یافتہ ہونے کا پتہ چلتا ہے یہ شہر دو حصوں میں تقسیم تھا ۔

بالائی حصہ

موہنجو ڈارو کے نقشے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر کے گرد پکی اینٹوں کی حفاظتی دیوار تھی اہم عمارات شہر کے بالائی حصہ میں ہیں سٹوپا کے ساتھ غسل گاہ ہے اور ایک اہم عمارت جسے ہم درس گاہ یا مذہبی پیشوا کی رہائش گاہ کا نام دے سکتے ہیں واقع ہے ان دو اہم عمارات کے مغرب کی جانب موہنجو ڈارو کے غلہ کے گودام ہیں اہم فرق ہڑپہ اور موہنجو ڈارو کے گوداموں میں یہ ہے کہ ہڑپہ کے گودام شہر سے باہر دریا کے قریب تھے جبکہ موہنجو ڈارو کے گودام شہر کے اندر ہیں ۔

زیریں حصہ

شہر کے زیریں حصہ میں ایک بڑی عمارت ہے جسے اسمبلی ہال کا نام دیا گیا ہے اور رہائشی مکان بھی یہیں واقع ہیں ۔

اب ہم فرداً فرداً ان عمارات کا جائزہ لیں گے ۔

غسل خانہ

وادیٔ سندھ کے لوگ غسل خانوں کو بہت اہمیت دیتے تھے کھنڈرات میں ایک بہت بڑی حوض نما غسل گاہ ملی ہے ۔ غسل گاہ کا حوض لمبائی میں 39 فٹ چوڑائی میں 23 فٹ اور گہرائی 8 فٹ ہے اس حوض میں داخل ہونے کے لئے شمالاً اور جنوباً سیڑھیوں کا راستہ ہے جبکہ چاروں اطراف میں برآمدہ ہے شمال کی جانب سے جو سیڑھیاں حوض میں داخل ہوتی ہیں ان کے ختم ہونے پر نیچے ایک چھوٹا پلیٹ فارم اور پھر ایک دو سیڑھیاں ہیں حوض کی زمین کی سطح کو تار کول کے استعمال سے واٹر پروف کیا گیا تھا اور پانی کے اخراج کے لئے جنوب مغرب کی جانب نالی بنائی گئی ہے ۔ برآمدے کے پیچھے تینوں طرف کمرے تھے جن میں سے ایک میں کنواں ہے جو پانی کی سپلائی کے کام آتا ہو گا غسل گاہ کے ساتھ کمرے اس لحاظ سے بنائے گئے تھے کہ پردہ داری PRIVACY کا پورا خیال رکھا گیا یعنی ان کے دروازے آمنے سامنے نہیں تھے ہر کمرہ میں سیڑھیاں اوپر کی طرف جاتی تھیں ۔

اس عمارت کو دیکھ کر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مذہبی استعمال کے لئے تھی اس کے ساتھ بنائے گئے کمرے مذہبی پیشواؤں کے استعمال کے لئے تھے یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ حوض شدید گرمی میں عام نہانے کے لئے استعمال ہوتا ہو ۔

MOHENJO-DARO

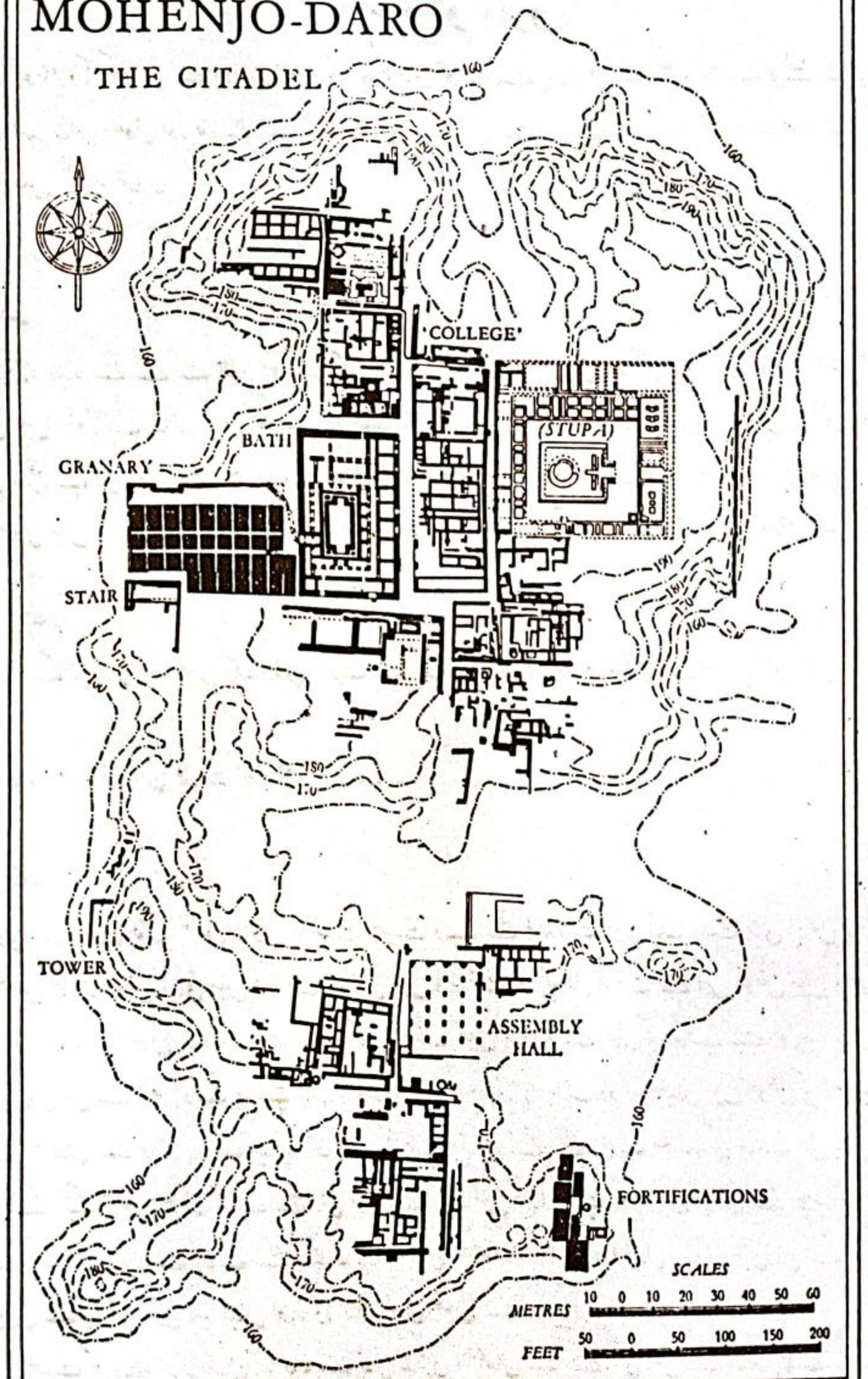

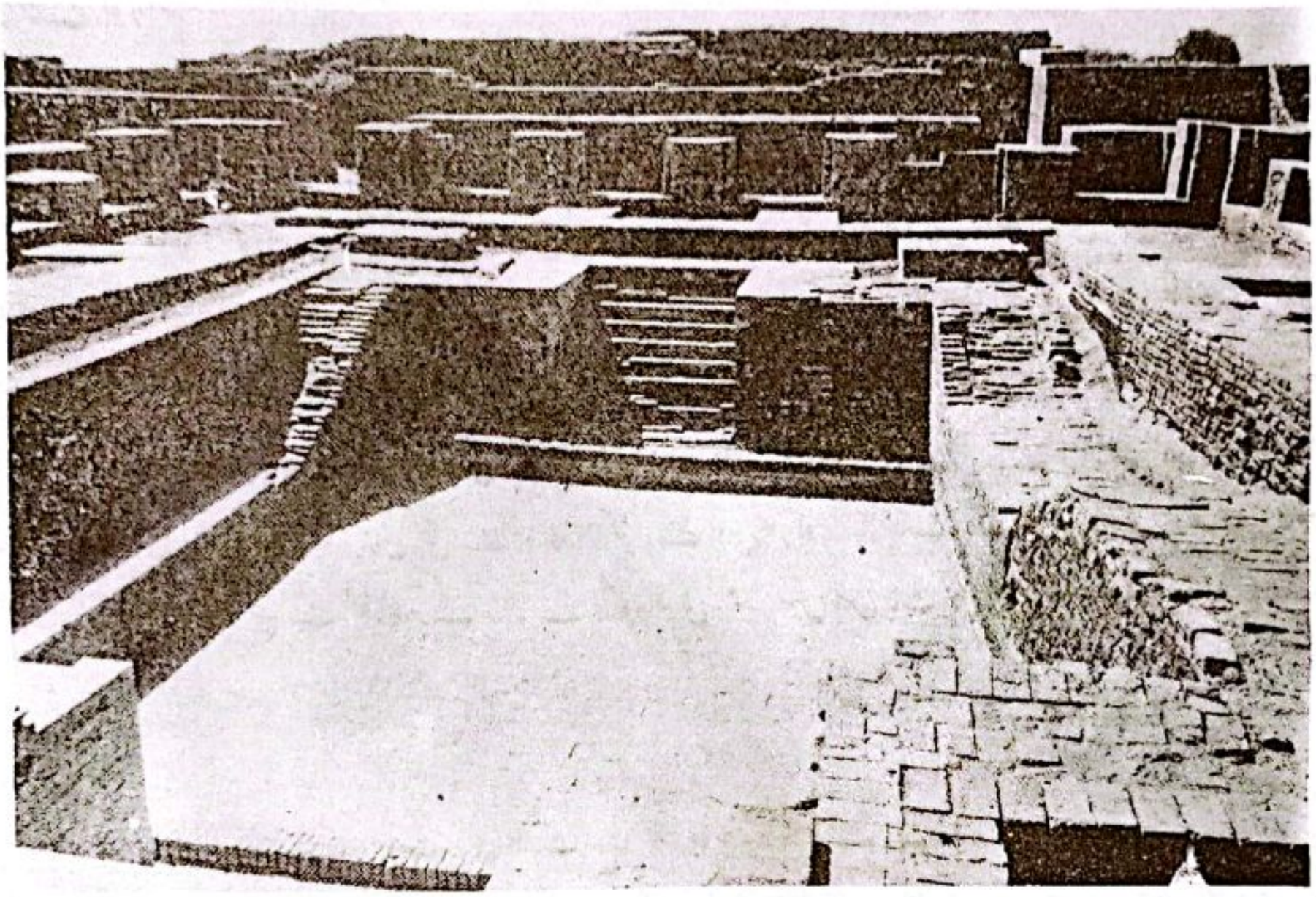

GREAT BATH.

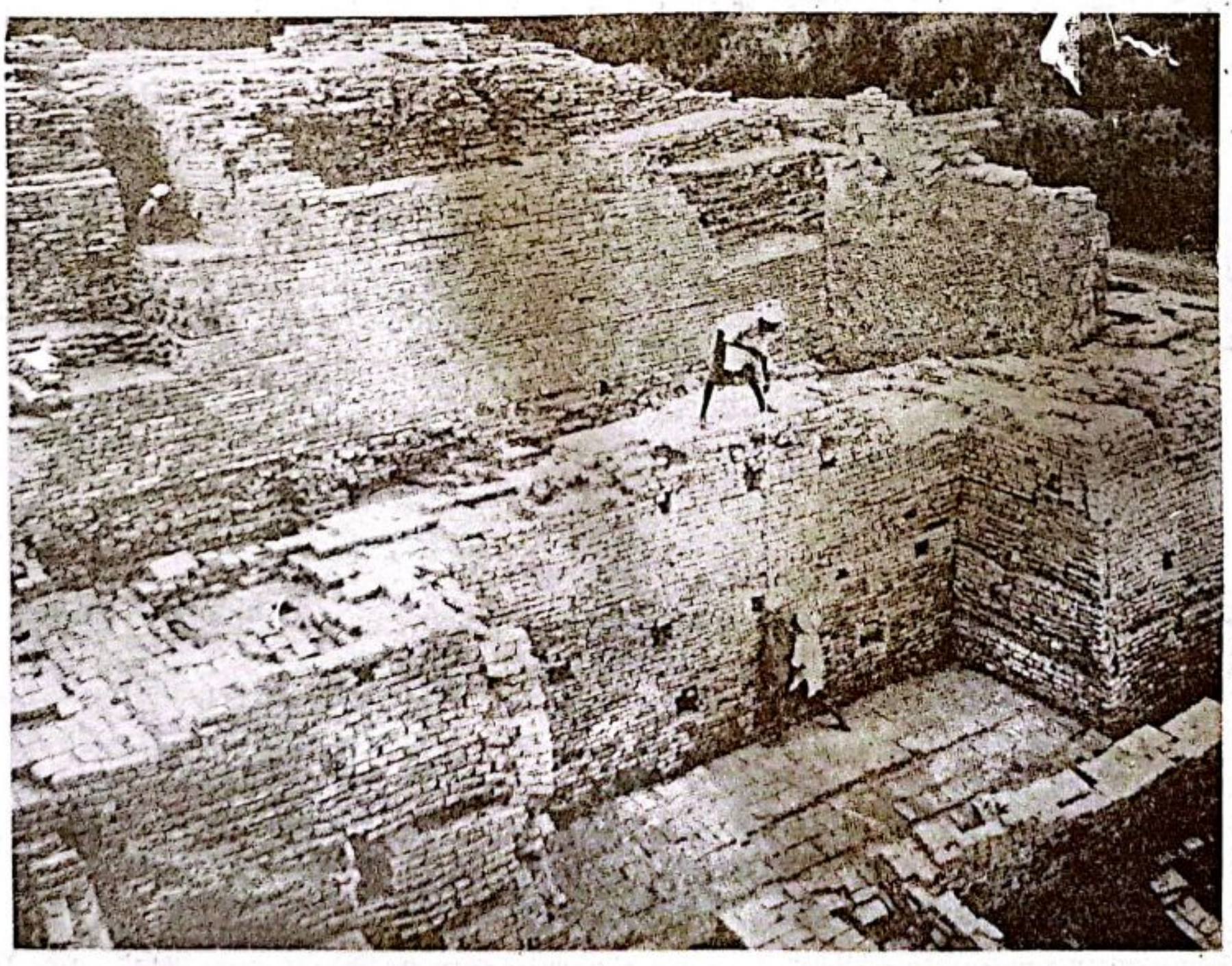

MOHENJO DARO GRAINARIES

غلہ کے گودام

غسل گاہ کے ساتھ مغرب کی جانب غلہ کے گودام ہیں اس عمارت کا رقبہ ۱۵۰×۷۵ فٹ ہے یہ عمارت مختلف بلاک کی صورت میں بنی ہوئی ہے بنیادی طور پر اس کے کل 37 بلاک ہیں ان کے درمیان راستہ ہے تاکہ ہوا کی آمدورفت جاری رہ سکے جیساکہ گودام کی تصویر دیکھ کر واضح ہوتا ہے کہ اس کی بیرونی دیواریں ڈھلوان کی شکل کی تھیں تاکہ غلہ کی گانٹھیں اوپر اُٹھانے میں آسانی ہو اس طرح تصویر میں جو سوراخ دیوار میں نظر آ رہے ہیں یہاں لکڑی استعمال کی گئی تھی ۔ غلہ کے گودام نسبتاً شروع کی عمارات میں سے ہیں جبکہ پکی اینٹ کے ساتھ لکڑی کا استعمال بھی عمارت بنانے میں کیا جاتا تھا لیکن لکڑی پائیدار ثابت نہ ہوتی لہذا بعد کی عمارت میں اس کا استعمال نظر نہیں آتا اس طرح بیرونی دیوار کے ساتھ ہی اندر کی جانب ایک جگہ بنائی گئی ہے جو غلہ لاکر رکھنے اور پھر اوپر پہنچانے کے کام آتی تھی چونکہ اناج سٹور کرنا مقصود تھا چنانچہ اسے نمی سے محفوظ رکھنے کے لئے ، گودام کی تعمیر میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا ۔

درس گاہ

شمال مشرق کی جانب ایک بہت بڑی عمارت ہے تقریباً ۲۳۰×۷۸ فٹ کے رقبہ میں اس عمارت کو دیکھ کر خیال کیا جاتا ہے کہ یا تو یہ کسی بڑے مذہبی رہنما کی رہائش گاہ تھی یا پھر یہ کوئی درس گاہ تھی اس کا صحن 33 مربع فٹ ہے جس کے تین اطراف برآمدہ ہے جن کے ساتھ رہائشی کمرے ہیں یہ درس گاہ بدھ طرز کے سٹوپا کے ساتھ ہے اور جیساکہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ یہ سٹوپا خیال کیا جاتا ہے کہ بعد میں تعمیر کیا گیا ہے جس کی وجہ سے موہنجو ڈارو کے پرانے عہد کی ایک عمارت ضائع ہو گئی اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ یہاں کوئی ایسی عمارت ہو گی جو درس گاہ سے اپنا تعلق ظاکر کر کے اس کی مزید وضاحت کر سکتی یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں کوئی مذہبی عمارت ہو کیونکہ ایسی کوئی عمارت نہیں ملی لیکن ان کی مہروں اور مجسموں کو دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اس دور میں کوئی مذہب ضرور تھا ۔ تاہم یہ بھی فرض کر سکتے ہیں کہ اس درس گاہ کے ساتھ سربراہِ شہر کی رہائش گاہ ہو ۔ بہر حال اتنا اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں ایک اہم عمارت تھی جس کا درس گاہ سے تعلق تھا ۔

اسمبلی حال

شہر کے جنوب کی جانب ایک بہت بڑی عمارت ہے یہ ایک ہال نما عمارت ہے جس کا رقبہ 90 فٹ ہے اسے پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور داخلی راستہ شمال کی جانب ہے ۔

شہر کا زیریں علاقہ

رہائشی مکانات

شہر کے زیریں علاقہ میں رہائشی مکانات ہیں یہاں سڑکیں اور گلیاں ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ میں کاٹتی ہوئی

بلاک بناتی ہیں ایسے تقریباً سات بلاک بنتے ہیں چھوٹی گلیوں میں گھروں کے دروازے کھلتے ہیں گھروں میں کھڑکیاں نہیں پائی گئیں درمیان میں صحن کی موجودگی کمروں میں ہوا اور روشنی پہنچانے کا سبب تھی ایک عام گھر کا نقشہ یوں ہے 5 فٹ چوڑی گلی سے گھر کے اندر داخل ہونے کا دروازہ ہے ساتھ ڈیوڑھی ہے ڈیوڑھی کے ساتھ راستہ اندر کو جاتا ہے جس کے ایک طرف کنواں ہے اندر داخل ہونے پر تقریباً 33 مربع فٹ رقبہ کا صحن ہے جس کے اطراف میں کمرے بنے ہوئے ہیں صحن کے ایک کونے میں باورچی خانہ ہے کنویں کے ساتھ غسل خانہ ہے جس کا فرش پکی اینٹوں کا بنا ہے گندے پانی کے نکاس کے لئے نالی ہے جو کہ دوسری نالیوں کے ساتھ مل کر باہر بڑی نالی میں جا ملتی ہے اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں ہیں دیواروں کی موٹائی اور مضبوطی ظاہر کرتی ہے کہ اوپر بھی کمرے بنائے جاتے تھے عام طور پر بیت الخلاء اوپر چھت پر بنایا جاتا تھا جس کے گندے پانی کے نکاس کی نالی باہر سے بڑی نالی سے جا ملتی تھی دیواروں پر مٹی اور بھوسے کا پلستر کیا جاتا تھا موہنجو ڈارو کا تعمیراتی انداز سادہ ہے یہاں دوسری تہذیبوں کی طرح بڑی بڑی عمارات مقبرے اور مندر نہیں پائے گئے تھے ۔ لیکن ہمیں یہ اندازہ اس لحاظ سے بہت متاثر کرتا ہے کہ تمام جگہ پلان کے ساتھ بنائی گئی ہے اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایک خاص نظم و ضبط کے تحت زندگی گزارتے تھے جو بڑی عمارت ملی ہے وہ بھی ان کے مذہب کے تعلق یا اجتماعی استعمال کو ظاہر کرتی ہیں عام گھروں کے ڈیزائن میں متاثر کرنے والی بات اُن کا نکاسی آب کا انتظام ہے بڑی شاہراہیں اور چھوٹی گلیاں بھی ترتیب سے بنائی گئی ہیں گھروں میں کنوئیں کی موجودگی ان کے اچھے رہن سہن اور تہذیب یافتہ ہونے کی دلیل ہے اب ہم ان کے تعمیراتی انداز کی خاص اور متاثر کن باتوں کا جائزہ لیں گے ۔

شاہراہیں گلیاں اور نالیاں

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ شاہراہیں ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ سے کاٹتی ہیں گلیوں کی سمتوں میں اس بات کا دھیان رکھا گیا ہے کہ ہوا کی آمدورفت جاری رہے بڑی شاہراہ شمالاً جنوباً ہے جبکہ چھوٹی گلیاں مشرق سے مغرب کی جانب ہیں بڑی شاہراہ بعض جگہوں پر 35 فٹ چوڑی ہے جہاں سے دو بیل گاڑیاں باآسانی گذر سکتی ہیں اس تصویر سے اس دور کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بڑی شاہراہ پر آمدورفت کیسی ہے سڑکوں اور گلیوں کے کنارے پر گھروں کی دیواریں گولائی کی شکل میں تھیں تاکہ دونوں اطراف پر نظر پڑ سکے یہاں کے باشندے صفائی کا خاص خیال رکھتے تھے ہر گلی میں پختہ اینٹوں کی نالیاں اور گلی کے دونوں جانب سے گھروں کا گندا پانی لانے والی نالیاں ہیں یہ نالیاں بڑی نالیوں سے جا ملی ہیں جن کی چوڑائی 19 انچ اور گہرائی 12 انچ تک ہے نالیوں کو اینٹوں سے اس طرح ڈھک دیا جاتا تھا جو بعد میں آسانی سے اٹھا کر ان کی صفائی کی جا سکے گھروں کا گندا پانی جب بڑی نالی سے ملتا تھا تو اس سے پہلے ایک حوض بنایا جاتا تھا ۔

یعنی گھر سے گندا پانی نالی کے ذریعے نکلا تو اس میں کوڑا کرکٹ مٹی اور دیگر اشیاء جو پانی کی روانی میں رکاوٹ کا سبب بن سکتی تھیں وہ حوض کی تہہ میں بیٹھ گئیں اور پانی بڑی نالی میں چلا گیا اس حوض کی وقتاً فوقتاً صفائی کی جاتی تھی اگر کسی جگہ حوض نہ بنایا جا سکتا تھا تو وہاں نالی کے منہ پر ایسا گھڑا رکھ دیتے تھے جس کے پیندے میں سوراخ کئے گئے ہوں تاکہ پانی چھن کر بڑی نالی میں جائے اور رکاوٹ نہ ہو ۔

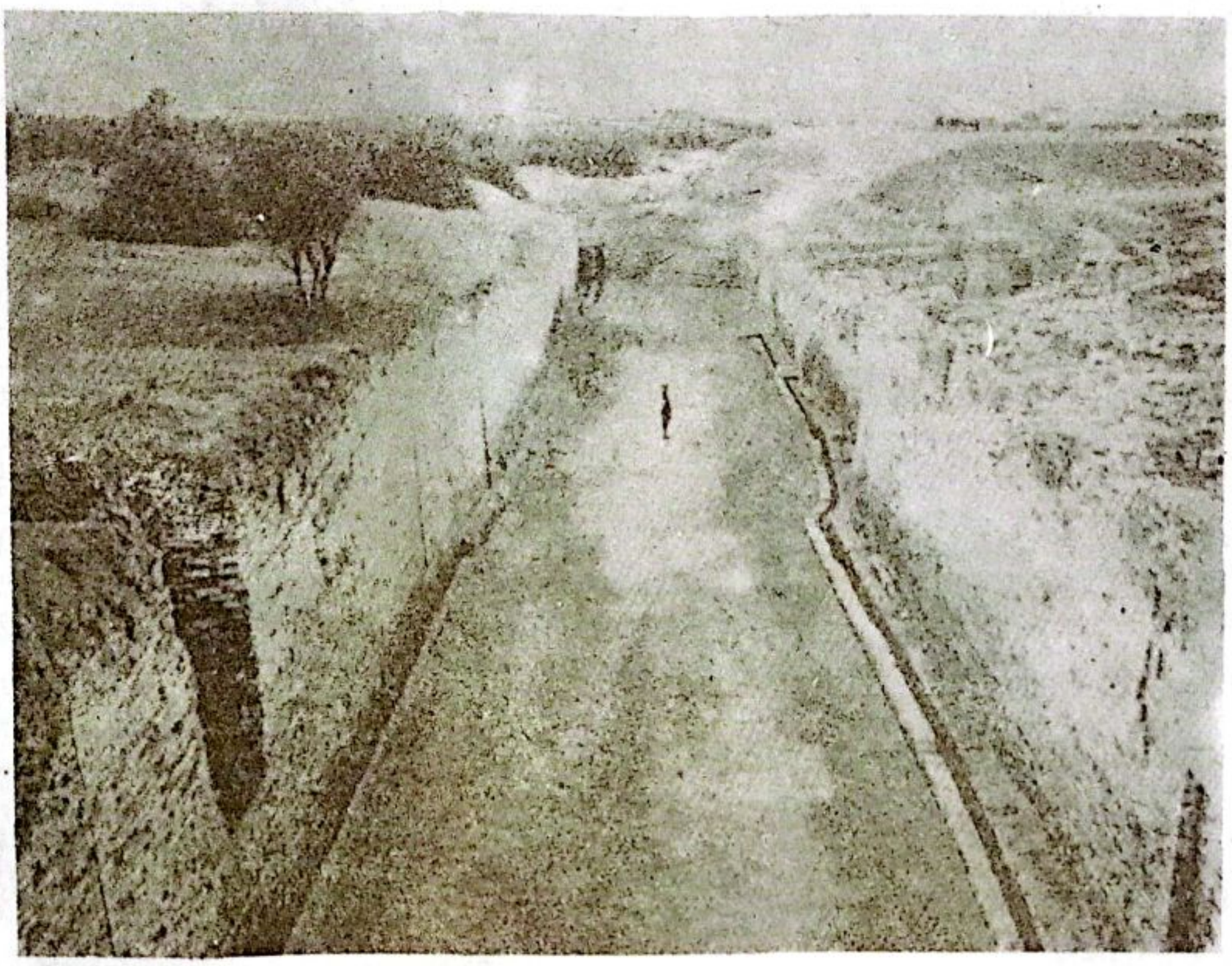

MAIN STREET OF MOHENJO DARO

کنوئیں

کھودائی کے بعد بہت سے کنوئیں ملے ہیں یہ تقریباً ہر بڑے گھر میں پائے جاتے تھے ان کی تعمیر کے لئے پکی اینٹوں کا استعمال کیا گیا ہے بعض گھروں میں کنوئیں اس انداز سے بنے ہیں جس سے گھر کے لوگ بھی پانی لے سکیں اور باہر گلی میں بھی استعمال کیا جا سکے اس قسم کا کنواں بیرونی دیوار کے ساتھ بنا کر اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا درمیان میں دیوار بنا دیتے تھے تاکہ پردہ رہے اور گھر کے لوگ پانی بھر سکیں تمام کنویں گول شکل کے ہیں جبکہ ایک دو مقامات سے بیضوی کنویں بھی ملے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ ان کنوؤں کو ڈھانپ کر رکھا جاتا تھا ان کے گرد پکی اینٹوں کا فرش تھا تاکہ پھسلن نہ ہو ۔

ان تمام باتوں کو جان لینے کے بعد مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کا طرز تعمیر یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ سادہ زندگی گزارتے تھے صفائی پسند تھے اور صحت کے اصولوں کے مطابق رہائش گاہیں بناتے تھے وادی سندھ کی تہذیب کے دو اہم مقامات موہنجو ڈارو اور ہڑپہ سے ایسی بے شمار چیزیں ملی ہیں جن کا تعلق فنون لطیفہ سے ہے ان میں مہریں مجسمے اور برتن ملے ہیں جن کی آرائش کی گئی ہے سب سے اہم چیز مہریں ہیں ۔

مہریں

کسی بھی تہذیب یا دور کا فن اس بات کا ترجمان ہے کہ وہاں کے معاشرتی جغرافیائی ، مذہبی اور سیاسی حالات کیسے ہیں وادی سندھ کی تہذیب کا جائزہ ہم ان حالات کی روشنی میں لے چکے ہیں لہذا یہاں کے فن کا اہم حصہ جو مہروں کی صورت میں ملا ہے اس سے اس تہذیب کے حالات آسانی سے جانے جا سکتے ہیں یہ مہریں ہزاروں کی تعداد میں ملی ہیں اور سائز میں تقریباً 3/4 انچ سے 1/1/4 انچ چوکور یا مستطیل شکل کی ہیں بعض مہریں گول شکل کی بھی ملی ہیں ایسی مہریں اِسی تہذیب کی ہمعصر سمیرین تہذیب سے بھی ملی ہیں ۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں ممالک میں تعلق تھا ۔

چونکہ اِن پر لکھی عبارت ابھی پڑھی نہیں جا سکی لہذا خیال کیا جاتا ہے کہ یا تو یہ لین دین کے کام آتی تھیں یا مذہبی مقصد کے لئے استعمال ہوتی تھیں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ لکھائی کا تعلق مہر رکھنے والے مالک کے ساتھ تھا ۔ بعض مہروں کے پیچھے سوراخ ہے جس میں کہ دھاگا پرو کر پہنا جا سکتا تھا ۔ مہریں نرم پتھر سے بنائی جاتی تھیں جو کہ مختلف رنگوں میں مقامی طور دستیاب تھا ۔ مہر بنانے کا طریقہ کچھ یوں تھا کہ پہلے پتھر کو کاٹ لیا جاتا اور چاقو کی مدد سے اُس کی شکل مزید واضح کی جاتی کہ آیا مہر چوکور ہے یا مستطیل یا پھر گول پھر اس پر کھدائی کا کام چھوٹے اوزاروں کی مدد سے کیا جاتا اور آخر میں اس پر الکلی (ALKALI) کا کوٹ کر کے بھٹی میں پکایا جاتا ۔ ایسا کرنے سے مہر کی سطح چمکدار ہو جاتی ۔

ڈیزائن کو کھود کر بنانے کے دو طریقے تھے ۔

INTAGLIO : اس طریقہ میں ڈیزائن کو پتھر کے اندر کھود کر بناتے یعنی اصل ڈیزائن سطح سے نیچے تھا ۔

CAMEO : اس طریقہ میں ڈیزائن سطح پر ابھرا ہوتا تھا ان مہروں کے مختلف مقاصد ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً آرائش ، پیغام رسانی ، تجارتی مقصد یا کسی خاص شخص یا قبیلے کی نشاندہی ۔

بہر حال ان پر بنے ہوئے ڈیزائن ان کی فنی مہارت کا ثبوت ہیں اب ہم مختلف مہروں کا تفصیلی جائزہ لیں گے ۔

مہروں پر پایا جانے والا ایک جانور UNICORN ہے ۔ یہ ایک خیالی جانور ہے جس کا جسم بیل کا ہے اور سر پر ایک سینگ ہے اس جانور کے سامنے ایک برتن نما چیز رکھی ہے خیال کیا جاتا ہے کہ اس جانور کا ان کی مذہبی رسومات کے ساتھ کچھ تعلق ہو گا کیونکہ ایک اور مہر میں کچھ لوگ اس جانور کو اٹھا کر جلوس کی شکل میں لے جا رہے ہیں اور پیچھے ایک آدمی نے وہی برتن نما چیز اٹھا رکھی ہے دوسرا اہم جانور جو مہر پر نظر آتا ہے وہ عام کوہان والا بیل ہے اس کے دو سینگ ہیں جس کی ماڈلنگ نہایت قدرتی (REALISTIC) انداز میں کی گئی ہے ۔ خصوصاً گردن پر پڑنے والے بل بہت اچھے طریقے سے بنائے گئے ہیں ایک مہر پر ٹائیگر بھی دکھایا گیا ہے بلکہ ایسی چار مہریں ملی ہیں جن پر یہ جانور بنا ہے ایک مہر میں چیتا دکھایا گیا ہے اور ساتھ ایک آدمی درخت پر بیٹھا ہوا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کوئی شکار کا منظر ہے مختلف جانوروں کو ملا کر ایک جانور بنایا گیا ہے ایسی کئی مہروں پر اس قسم کے جانور بنے ملے ہیں مثلاً ایک تین سروں والا جانور ملا ہے، جس کے سر تو ہرن کے ہیں لیکن جسم بیل کا ان تمام جانوروں کے علاوہ ہرن ، مگرمچھ ، ہاتھی اور گینڈا بھی کئی مہروں پر ملے ہیں ان پر ساتھ لکھائی بھی ہے ۔ ایک اہم مہر جو موہنجو ڈارو سے ملی ہے اس پر ایک ہندو طرز کے دیوتا کی تصویر کھدائی میں بنی ہے یہ دیوتا ایک تخت نما چبوترے پر آلتی پالتی مارے یوگا طریقے سے بیٹھا ہے ۔ اس کے سر کے

SEALS

تین رُخ بنائے گئے ہیں یعنی سامنے سے ایک چہرہ اور دونوں اطراف سے بھی چہرہ نظر آتا ہے سر پر ایک تاج نما چیز رکھی ہے جس میں دو سینگ ہیں ۔ اس کے بازو چوڑیوں سے بھرے ہوئے ہیں اس کے ارد گرد مختلف جانور بنے ہوئے ہیں جن میں ہاتھی چیتا اور بھینس ہیں اس کے علاوہ تخت کے نیچے دو ہرن بیٹھے ہیں اس مہر میں بنے ہوئے دیوتا کا انداز ہندووانہ طرز کے دیوتا شوا سے ملتا ہے اوپر لکھائی ہے ۔ کچھ مہریں ایسی ہیں جن پر صرف لکھائی ہے ۔

چند مہروں پر صرف آرائشی نمونے ہیں جن میں SWASTIKA کا نشان بنا ہوا ہے ۔ اس کے علاوہ دائرے چوکور اور مختلف نشانات بھی ملتے ہیں انسانی اجسام مہروں پر بہت کم بنے ہوئے ملتے ہیں جہاں کہیں وہ بنائے گئے ہیں وہاں ان کا کسی مذہبی رسم سے تعلق دکھایا گیا ہے ایک آدمی کی عام زندگی کو مہر پر بہت کم موضوع بنایا گیا ہے چند مہروں پر شکار کے مناظر میں آدمی بنائے گئے ہیں ۔

مجسمہ سازی

وادیٔ سندھ کے دو اہم مقامات موہنجو ڈارو اور ہڑپہ سے ملنے والے مجسمے زیادہ تعداد میں نہیں ہیں ۔ خصوصاً ہڑپہ سے بہت کم مجسمے ملے ہیں یہ مجسمے مقامی طور پر دستیاب پتھر کے بنے ہیں اس کے علاوہ پکی ہوئی مٹی اور دھات کے مجسمے بھی ملے ہیں سب سے پہلے ہم پتھر کے بنے ہوئے مجسموں کا جائزہ لیں گے ایسے تقریباً گیارہ مجسمے موہنجو ڈارو سے ملے ہیں اور دو ہڑپہ سے یہ مختلف قسم کے پتھر سے بنے ہیں درویش کا مجسمہ موہنجو ڈارو سے ملا ہے یہ نرم پتھر کا بنا ہوا ہے اس میں ایک آدمی کو سر اور کندھے تک بنایا گیا ہے اور تقریباً سات انچ لمبا ہے اس مجسمہ کی چند خصوصیات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اس کا تعلق مذہب سے خیال کیا جاتا ہے ۔ اس کے چہرے کے نقوش موٹے اور بھدے ہیں ۔ ماتھا تنگ ہے اور اس پر ایک بینڈ نما چیز بندھی ہے جس کے درمیان میں گول دائرہ ہے جس میں شاید تب کوئی پتھر جڑا ہو یہ بینڈ ماتھے سے ہوتا ہوا پیچھے سر تک جاتا ہے بھنویں اور آنکھیں بھی ہیں ۔ آنکھیں جھکی ہوئی ہیں کان بڑے اور ڈیزائن کے طریقہ سے بنے ہیں ہونٹ موٹے اور بالائی ہونٹ کا اوپر کا حصہ کلین شیو ہے جبکہ ڈاڑھی بھی سیدھی لائنوں میں ڈیزائن کے طریقے سے بنی ہے گردن چھوٹی ہے اور اس کے دونوں جانب سوراخ ہیں شاید یہ گلے میں کوئی ہار یا تعویز لٹکانے کے کام آتے ہوں اس مجسمہ نے جو لباس پہن رکھا ہے وہ اس انداز سے ہے کہ ایک کندھا برہنہ ہے جبکہ دوسرے کندھے پر لباس ہے اس پر تین پتی والا ڈیزائن بنا ہے ۔

جب یہ مجسمہ ملا تو اس ڈیزائن کے اندر سرخ رنگ بھرا تھا اس قسم کا ڈیزائن ہندو مذہب میں استعمال کیا جاتا ہے لہذا اس بات سے بھی خیال کیا جاتا ہے کہ اس مجسمہ کا تعلق مذہب سے ہَے ایک کندھا جو برہنہ ہے اس کے ساتھ بازو پر بھی تعویذ نما چیز بندھی ہے ایک بیٹھے آدمی کا سنگ مرمر میں بنا مجسمہ ملا ہے جو تقریباً 11 1/2 انچ لمبا ہے اس کا لباس کچھ واضح نہیں بایاں گھٹنا اوپر اٹھایا ہوا ہے جس پر بایاں ہاتھ رکھا ہے سر ٹوٹ چکا ہے پشت پر بالوں کی چُٹیا ہے ۔

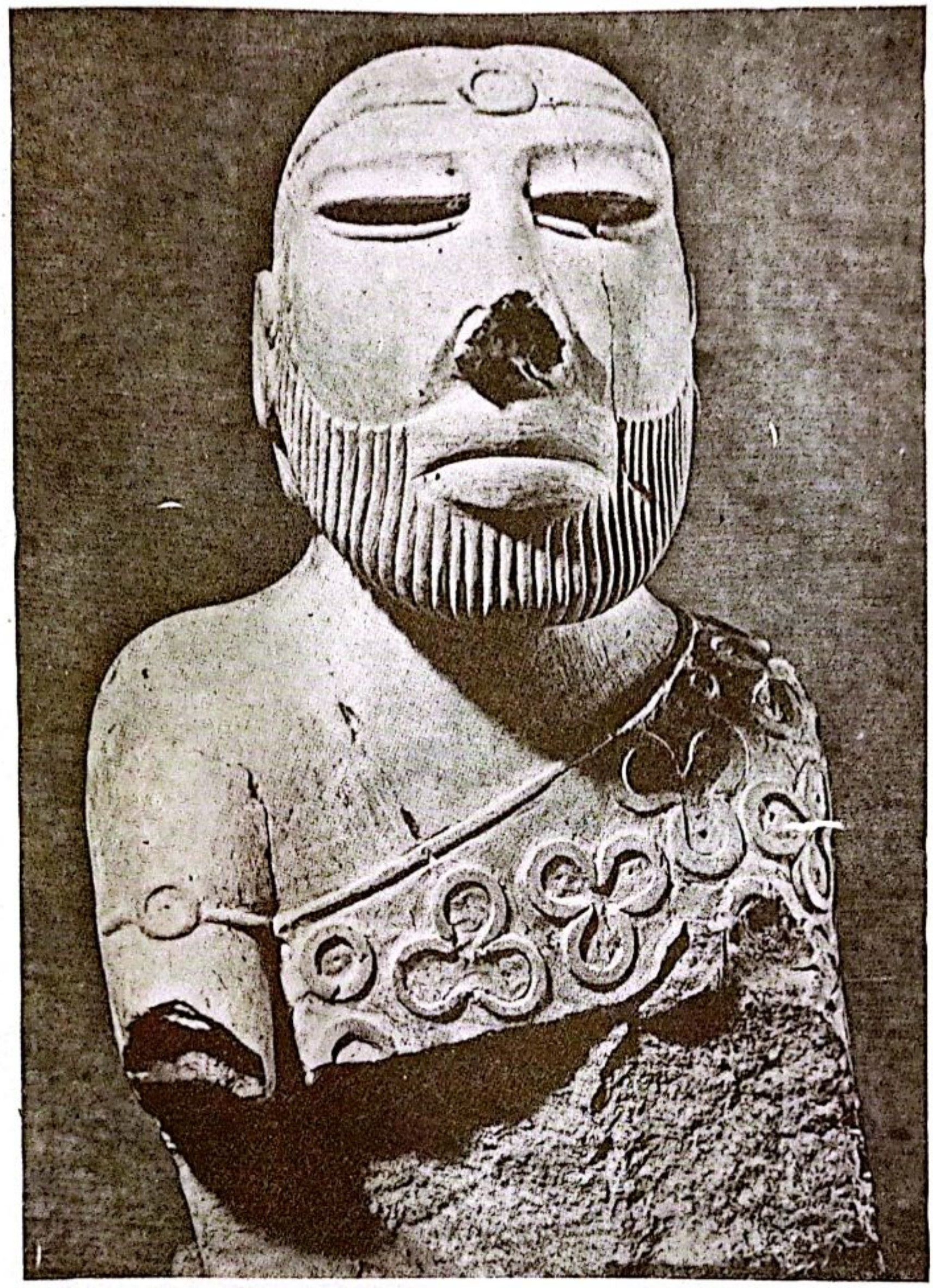

HEAD IN LIME STONE

چونے کے پتھر کا بنا ہوا مجسمہ ملا ہے جو بیٹھا ہوا تقریباً 8/1/2 انچ لمبا ہے ایک ہاتھ گھٹنے پر دھرا ہے ٹخنوں سے ذرا اوپر سوراخ بنے ہیں اسی پتھر میں ایک مجسمہ ملا ہے جس کی ماڈلنگ اچھے انداز میں نہیں کی گئی ایک اور مجسمہ جو اسی پتھر کا بنا ہے وہ بیٹھا ہوا ہے تقریباً 8/1/2 انچ ہے ہاتھ گھٹنوں پر دھرے ہیں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان لباس نظر آتا ہے سر کے گرد پٹی بندھی ہے ۔

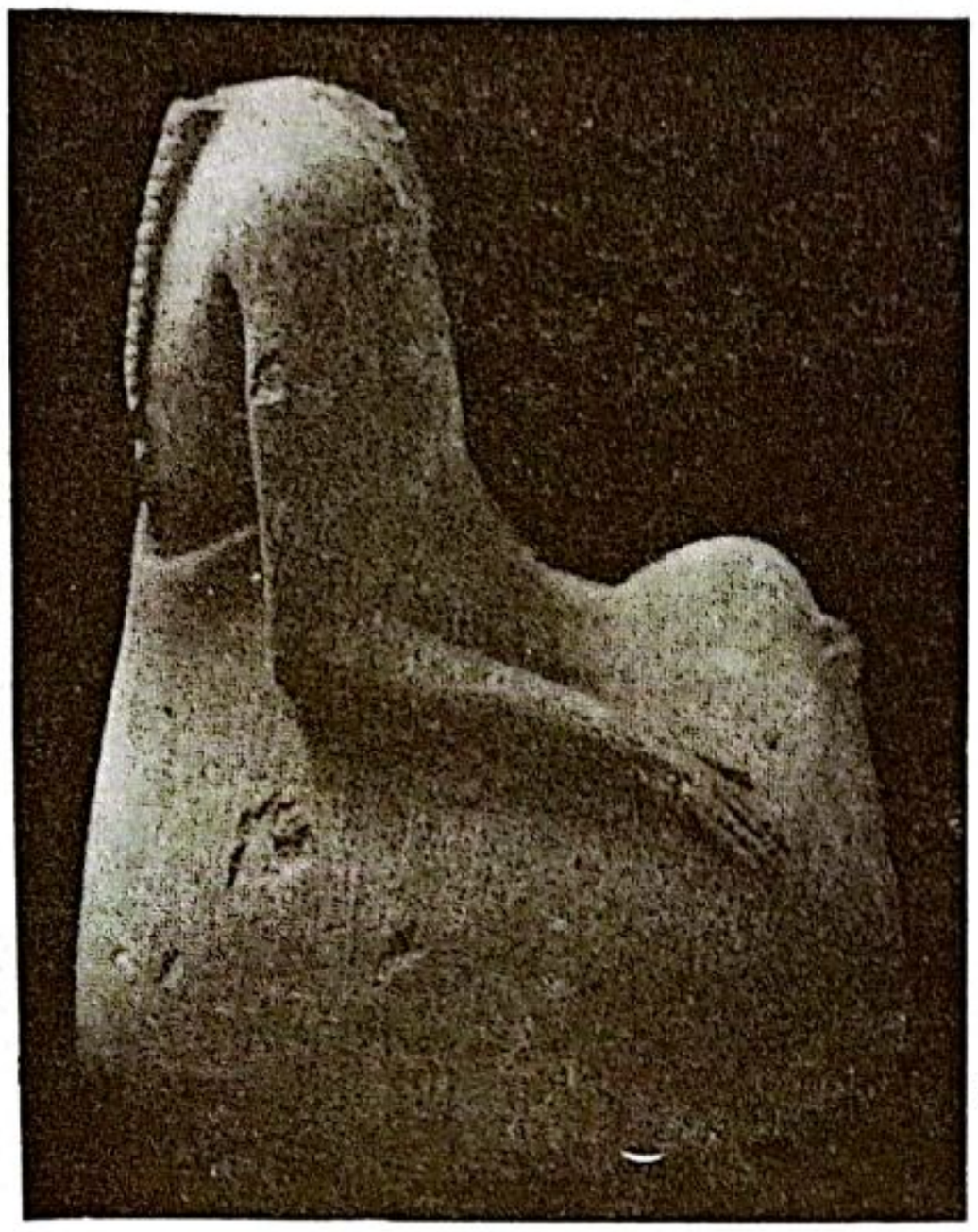

SEATED FIGURE

انسانی مجسموں کے علاوہ پتھر میں جانوروں کے بنے ہوئے مجسمے بھی ملے ہیں ان میں چونے کے پتھر کا بنا ایک بیل کا مجسمہ ہے جو 4/1/2 انچ ہے اور ایک دس انچ کا مجسمہ ملا ہے جو کہ مختلف جانوروں کا مجموعہ ہے سر بہت خراب حالت میں ملا ہے لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ بیل کا سر ہے بیل کے سینگ ہیں مگر ہاتھی کی سونڈ ہے اور جسم بھی بیل کا ہے ۔

پتھر کے بنے دو مجسمے ہڑپہ سے ملے ہیں وہ اس لحاظ سے بے حد اہم ہیں کہ یہ موہنجو ڈارو سے ملنے والے مجسموں کے بنانے کے انداز سے بالکل مختلف ہیں ۔ موہنجو ڈارو سے ملنے والے مجسمے بہت STYLIZED ہیں جبکہ ہڑپہ سے پائے جانے والے مجسمے REALISTIC ہیں ۔

پہلا مجسمہ ایک آدمی کا دھڑ ہے جو تقریباً چار انچ لمبا ہے جو سرمئی رنگ کے پتھر میں بنا ہے اس مجسمہ کی ٹانگیں ٹوٹ چکی ہیں اور اس کا سر بھی غائب ہے لیکن اس کے جسم میں خم اور ایک ٹانگ کے اوپر اٹھانے کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ڈانس کا انداز ہے اس کی گردن اور کندھوں میں سوراخ ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ علیحدہ سے ان پر سر اور بازو لگائے جاتے ہوں گے یہ مجسمہ فنکار کی اعلیٰ مہارت کا ثبوت ہے ۔

دوسرا مجسمہ بھی ایک فرد کے جسم کا دھڑ ہے جو سرخ رنگ کے پتھر سے بنا ہے یہ مجسمہ بھی تقریباً پہلے مجسمے کے سائز کا ہے اس کی بھی بازو ٹانگیں اور سر ٹوٹ چکے ہیں جبکہ گردن اور کندھوں میں ایسے سوراخ ہیں جہاں بازو اور سر علیحدہ لگائے جا سکتے ہیں اس کی ماڈلنگ بہت قدرتی انداز میں کی گئی ہے جس سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید یہ کسی اور جگہ سے لایا گیا ہو پتھر کے بنائے ہوئے مجسموں کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دھات میں ان لوگوں نے کیسے مجسمے بنائے

ان میں اہم مجسمہ رقاصہ کا ہے ۔ جو موہنجو ڈارو سے ملا ہے ۔

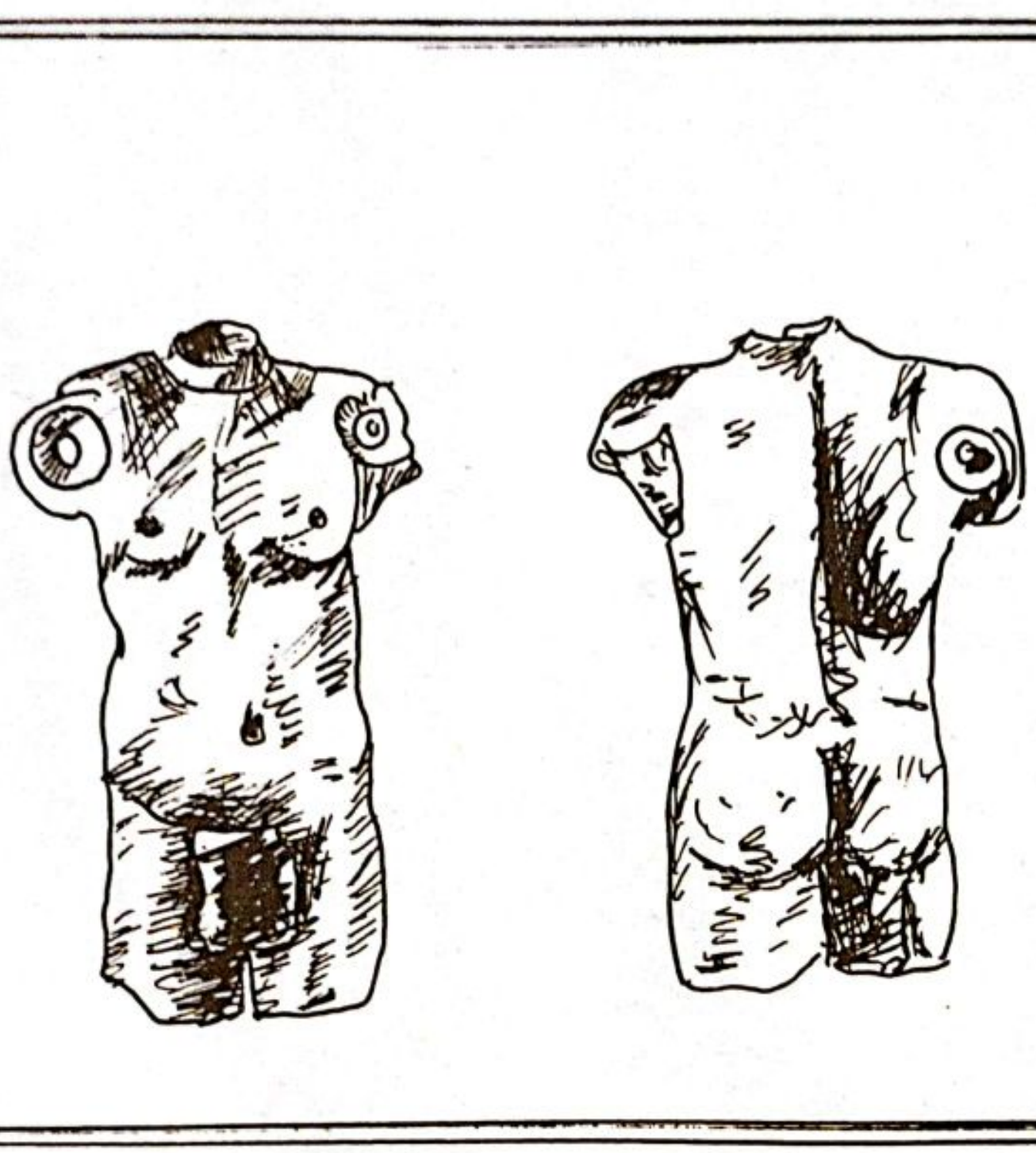

TORSO FROM HARAPPA

رقاصہ کا مجسمہ

یہ مجسمہ کانسی میں بنایا گیا ہے تقریباً 4/1/2 انچ لمبا ہے اس کے پاؤں ٹخنے سے ٹوٹ چکے ہیں دایاں ہاتھ کولہے پر رکھا ہے جبکہ بایاں بازو بائیں ٹانگ پر جو کہ آگے کی طرف کی ہوئی ہے اس پر رکھا ہے ۔ بایاں بازو پورا چوڑیوں سے بھرا ہے گلے میں ہار ہے اور سر کے بال جوڑے کی شکل میں پیچھے کو باندھے ہوئے ہیں چہرے کے نقوش موٹے اور بھدے ہیں جبکہ جسم پتلا ہے اس کی ماڈلنگ اچھے طریقے سے کی گئی ہے اس مجسمہ کے علاوہ دھات کا کوئی اور قابلِ ذکر مجسمہ ان دو شہروں کے کھنڈرات سے نہیں ملا جو کچھ ملا ہے ان میں جانوروں کے مجسمے ہیں جن کو بنانے میں وادی سندھ کے فنکار ماہر تھے ایک پاؤں ملا ہے جس نے ایک جھانجر پہن رکھی ہے ۔ اس کے علاوہ تانبے کی بنی ایک بیل گاڑی ہڑپہ سے ملی ہے جو صرف دو انچ لمبی ہے لیکن اس کے پہیے غائب ہیں ۔ دھات کے بنے مجسموں کے بعد ہم پکی مٹی کے مجسموں کا جائزہ لیتے ہیں یہ کافی تعداد میں ملے ہیں یہ سرخ رنگ کی مٹی سے بنائے گئے ہیں جس کو بعد میں پکا کر پالش کر لیا جاتا تھا مٹی کے بنے مجسموں کو بھی ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک تو انسانی مجسمے اور دوسرے جانوروں کے مجسمے ۔

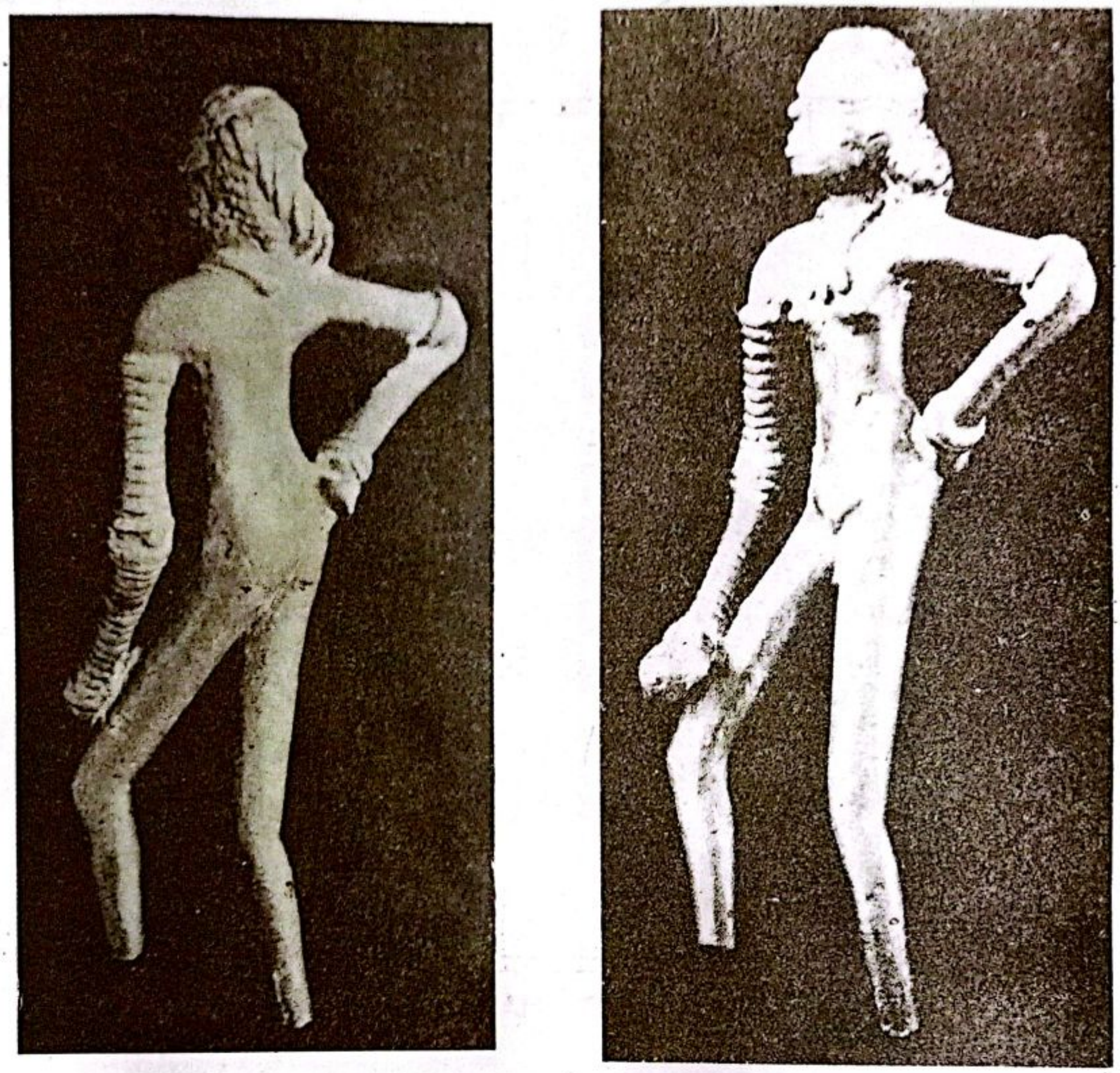

DANCING GIRL FROM MOHENJO DARO

انسانی جسموں کے مجسموں میں عورتوں کے مجسمے نمایاں ہیں یہ عام طور پر دیوی کے روپ میں بنائے گئے ہیں مثال کے طور پر ایک دیوی کا مجسمہ ملا ہے جس کے سر پر پنکھے نما تاج ہے اس پورے مجسمے کی ماڈلنگ میں کوئی خاص محنت یا فن کی مہارت نظر نہیں آتی عام مٹی کو بل دے کر گلے کے زیورات بنائے گئے ہیں مٹی کے چھوٹے ٹکڑے موتیوں کی شکل میں چسپاں کر دیئے گئے ہیں اس دیوی کے کندھے کشادہ کمر پتلی بنائی گئی ہے چہرے کے نقوش بھی معمولی ہیں غرضیکہ اس کو بنانے کے لئے کسی خاص اوزار کی ضرورت نہیں پڑی ہو گی ۔

دیوی ماتا کا مجسمہ

یہ مجسمہ پہلے مجسمے سے اس طرح فرق ہے کہ اس کی ٹانگیں ہیں اور سر پر جو تاج نما چیز بنی ہے اس کے دونوں طرف چراغ ہیں جن میں شاید تیل ڈال کر جلانے کا کام لیا جاتا ہو ۔ اس مجسمے کی ماڈلنگ میں بھی کوئی خاص مہارت یا

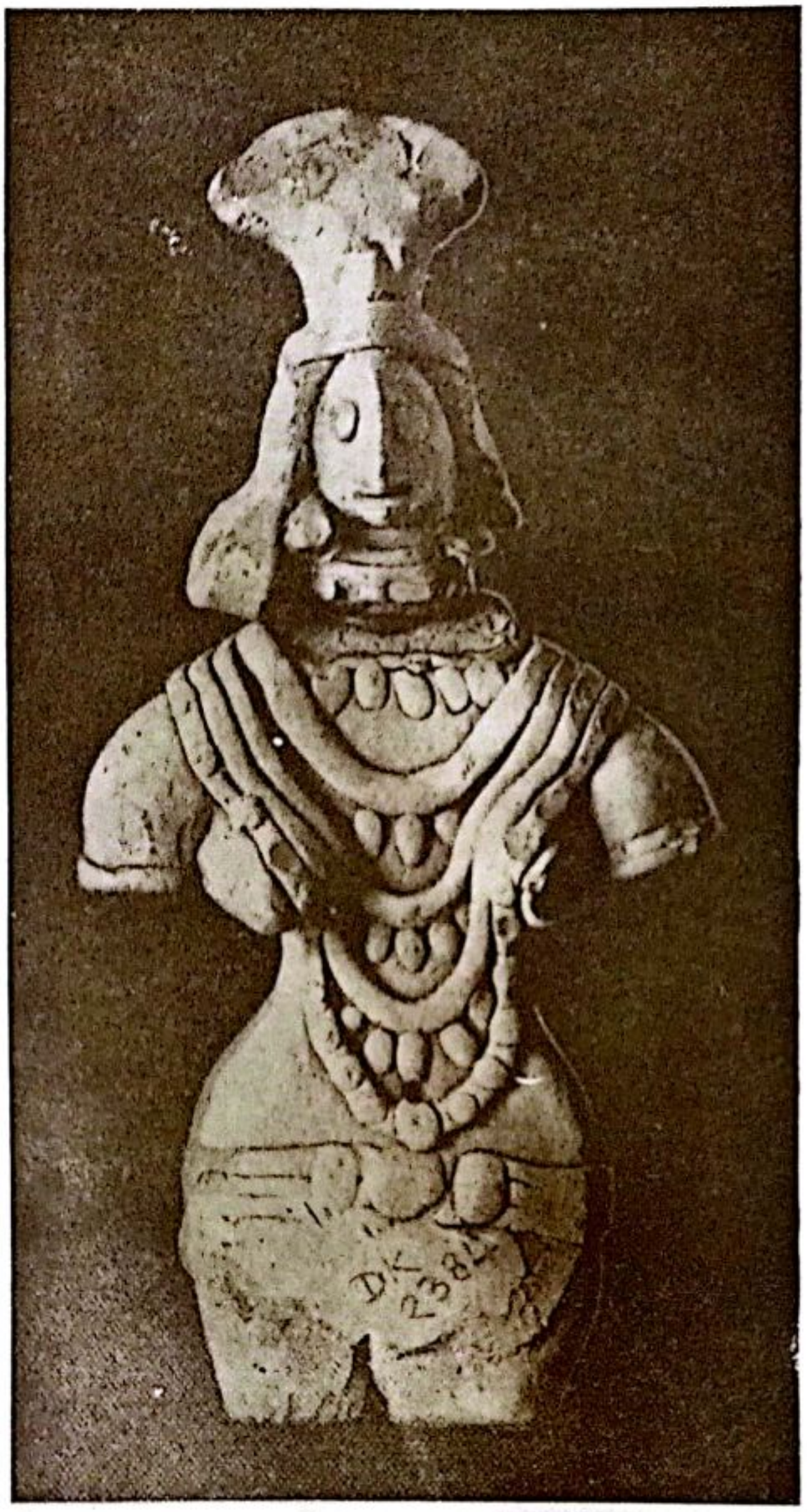

TERRACOTTA MOTHER GODDESS

فنکاری نہیں ملتی ۔ مٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکرے مختلف جگہوں پر چسپاں کر کے زیورات بنائے گئے ہیں بلکہ آنکھوں کی جگہ پر بھی دو گول چھوٹے ٹکڑے ہیں اس طرز پر ہونٹ بھی بنائے گئے ہیں کمر کے گرد کپڑا باندھ رکھا ہے اس مجسمے کا بازو ٹوٹ چکا ہے ۔

عورتوں کے مجسموں کے علاوہ پکی مٹی میں جانوروں کے بھی بے شمار مجسمے ملے ہیں ان میں بیل ، بھینس نمایاں ہیں جبکہ گائے کا مجسمہ نہیں ملا اس کے علاوہ گینڈے ، ہاتھی ، بندر ، کُتے اور کچھوے کے مجسمے بھی ملے ہیں ایک

گھوڑے کا مجسمہ بھی ملا ہے اس کے علاوہ بیل گاڑیوں کے نمونے بھی ملے ہیں جن کے ساتھ پہیے بھی لگے ہیں اس کے علاوہ پرندوں کے مجسمے بھی ہیں لیکن ان مجسموں کی اکثریت ایسی ہے جن کے بنانے میں کسی خاص اوزار یا بنانے والے کی مہارت نظر نہیں آتی ۔ کچھ مجسمے تو ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے محض وقت گزاری تفریح یا بچوں کے کھیل کے لئے بنائے گئے ہیں ۔

برتن سازی

وادئ سندھ کی تہذیب کے دو اہم مقامات ہڑپہ اور موہنجو ڈارو سے کافی تعداد میں ٹوٹے ہوئے برتنوں کے ٹکڑے ملے ہیں یہ اس زمانے کی برتن سازی کے خوبصورت نمونے ہیں دونوں مقامات سے ملنے والے برتنوں کی بناوٹ اور آرائش میں کوئی خاص فرق نہیں زیادہ تر برتن مٹی کے بنائے گئے ہیں ۔ ابتدائی دور میں برتن ہاتھ سے بنائے گئے تھے اور ان پر ڈیزائن زیادہ بنایا جاتا تھا جبکہ ترقی یافتہ دور میں یہ برتن چاک پر بنائے گئے ہیں جبکہ سادہ ڈیزائن سے نقاشی کی گئی ہے زیادہ تر برتن ہلکے گلابی رنگ کے ہیں جن پر سرخ شوخ رنگ کیا جاتا تھا اور بعد میں سیاہ رنگ سے ڈیزائن بنا کر برتن کو پالش کر لیا جاتا تھا مٹی میں بنانے کے بعد بھی یہ برتن بھٹیوں میں پکائے جاتے تھے زیادہ تر برتن چاک پر بنے ہیں لیکن کچھ ہاتھ کے بنے برتن بھی ملے ہیں دس ایسے برتن ہڑپہ سے ملے ہیں جن پر بنانے والے کا نام مہر کی شکل میں لکھا گیا ہے زیادہ ڈیزائن والے برتن ابتدائی دور کے ہیں جبکہ ترقی یافتہ دور کے برتن پر بہت سادہ ڈیزائن بنے ہیں ڈیزائنوں میں عام طور پر سیدھی لائنیں ، دائرے جانوروں کی اشکال ہیں جبکہ انسانی اجسام بہت کم بنائے گئے ہیں ان میں "مچھلی مہر" نمایاں ہے جبکہ مہروں پر عام طور پر بنے ہوئے جانور برتنوں پر بنے نظر آتے ہیں ۔

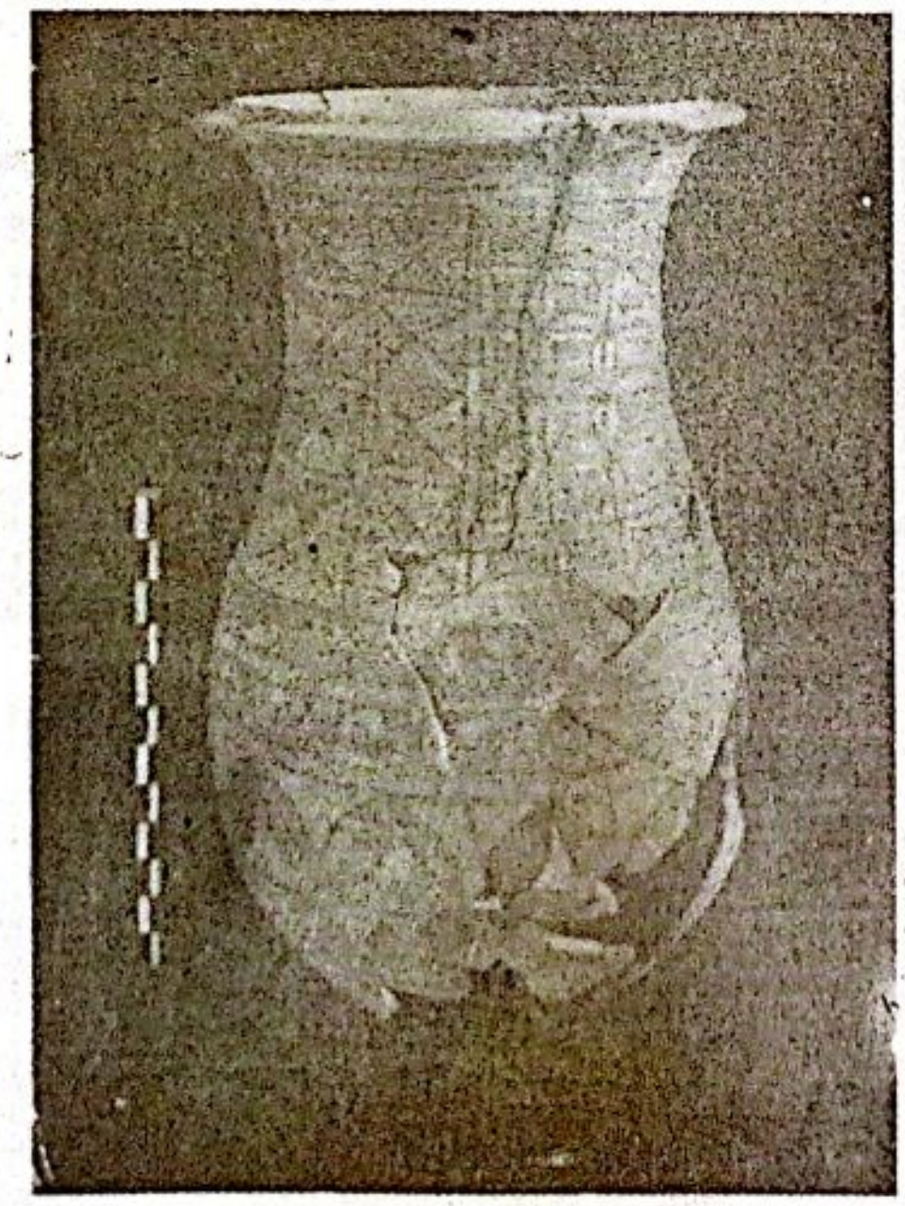

VASE FROM INDUS VALLEY

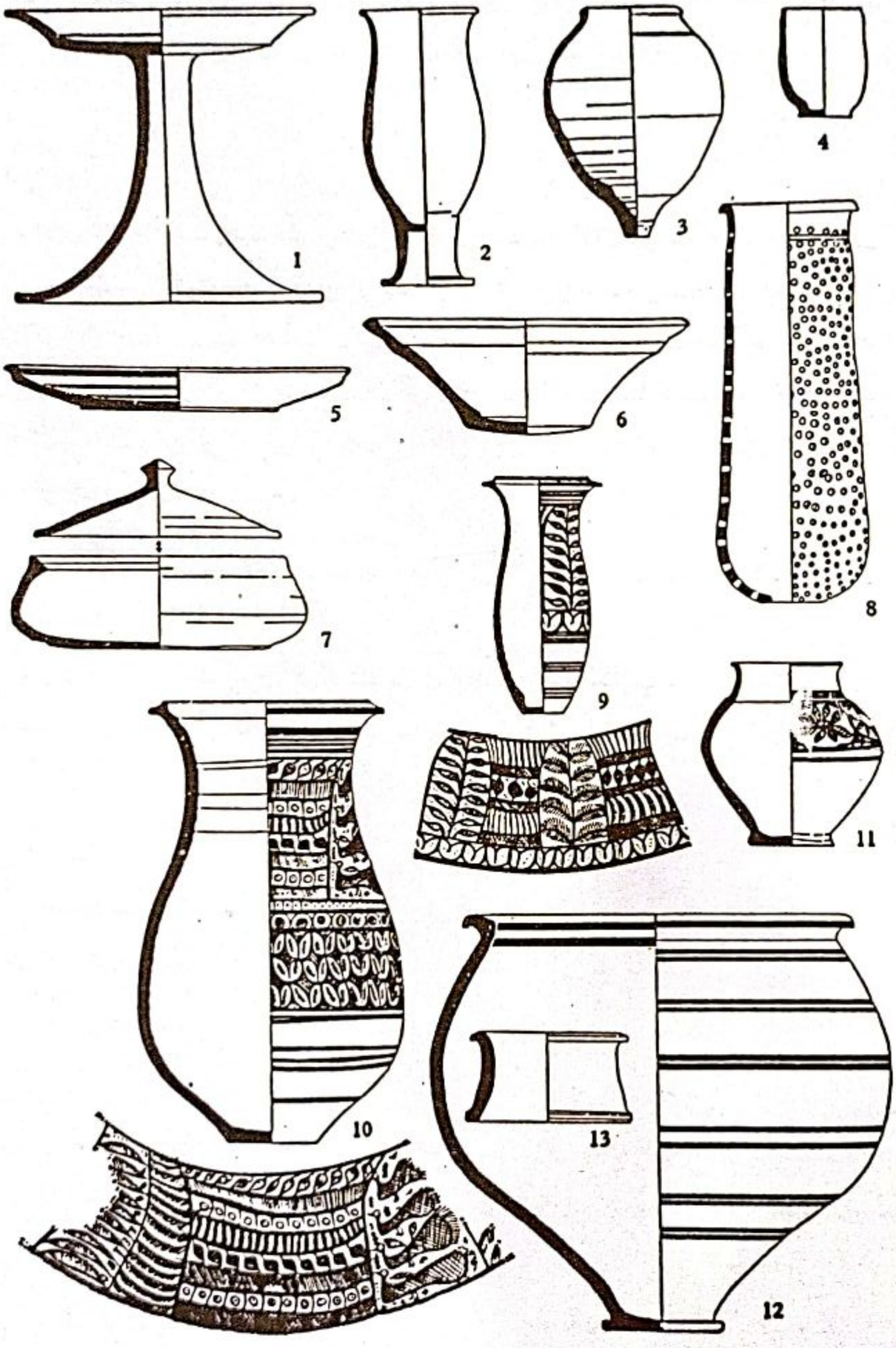

POTTERY SHAPES

ہڑپہ سے ایک ہی برتن کے تین ٹکڑے ملے ہیں جن پر ڈیزائنوں کو چیک ڈیزائن کے ذریعے مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایک حصے میں درخت بنا ہے جبکہ دوسرے میں ایک پرندہ ہے اور تیسرے حصے میں ایک آدمی اور بچہ بنا ہے جنہوں نے ہاتھ اوپر اٹھا رکھے ہیں ساتھ پرندے اور مچھلیاں بنائے گئے ہیں ۔

برتنوں کی اقسام

یہ برتن کئی اقسام کے ہوتے تھے ان میں چھوٹے ، بڑے ، گھریلو استعمال اور مختلف تقریبات میں استعمال کے لئے بنائے جاتے ۔ چند ایسے چھوٹے برتن بھی ملے ہیں جو عطر دانی یا سرمہ دانی کے طور پر استعمال ہوتے ۔ اور بعض بڑے برتن اناج سٹور کرنے کے کام آتے ۔ ایسے بڑے بڑے برتنوں کے پیندے نوکیلے بنائے جاتے اور ان کو زمین میں دبا دیا جاتا ان میں پانی بھی جمع کیا جاتا اور غلہ بھی ۔ اس کے علاوہ عام کھانا پکانے کے برتن بھی ملے ہیں اس کے علاوہ سوراخوں والے برتن بھی ملے ہیں ۔ ایسے برتن چھلنی کا کام دیتے ۔ وادئ سندھ سے ملنے والے خوبصورت برتنوں کا جائزہ ان مثالوں کی مدد سے لیتے ہیں ۔

مثال نمبر 1 :

یہ برتن ایک خوبصورت جار کی شکل کا ہے ۔ اس کا منہ اوپر سے تنگ ہے ۔ اور نیچے سے چوڑا ہے ۔ اور پیندہ تنگ ہے ۔ اس پر خوبصورتی سے رنگ کیا گیا ہے ۔ اس برتن کی گولائی کے ساتھ ایک بارہ سنگھے کی تصویر بنائی گئی ہے ۔

مثال نمبر 2 :

یہ ایک پلیٹ نما برتن ہے ۔ اس پر ایک ہرن کی تصویر بنی ہے اور اس کے گرد تین پھول بنے ہیں ۔ یہ پلیٹ ہڑپہ سے ملی ہے ۔ یہ ایک عام پلیٹ ہے جو کہ کھانا کھانے کے کام آتی ہے ۔

مثال نمبر 3 :

یہ ایک مرتبان نما برتن ہے ۔ جس کا اوپر کا منہ کھلا ہے اس کی بناوٹ بہت خوبصورت ہے ۔ اور اس پر بنا ہوا ڈیزائن بھی بہت خوبصورت ہے ۔ اس پر پتوں کے ڈیزائن بنے ہیں ۔ اور یہ سرخ و سیاہ رنگ میں بنے ہیں ۔

مثال نمبر 4 :

یہ برتن بھی ہڑپہ سے ملا ہے اس کی شکل گھڑے سے ملتی ہے ۔ اس پر ڈیزائن کی شکل میں مور بنا ہے ۔ یہ برتن وادئ سندھ کی کوزہ سازی کی ایک بہترین مثال ہے ۔

مثال نمبر 5 :

یہ برتن سائز میں بہت بڑا ہے ۔ اس کا پیندہ نوکیلا ہے ۔ یہ برتن بھی ہڑپہ سے دریافت ہوا ۔ غالباً اسی قسم کے برتن زمین میں دبا کر غلہ ذخیرہ کرنے کے کام آتے تھے ۔

مثال نمبر 6 :

گُلدان کی شکل کے ایسے دو برتن ملے ہیں ۔ جن پر جانوروں کی تصویریں بنی ہیں ۔ اس کے علاوہ سیدھی اور متوازی لائنیں بھی لگائی گئی ہیں ۔

مثال نمبر 7 :

ایسے تین برتن ملے ہیں ۔ جن میں دو دیگچی نما اور ایک ہنڈیا ہے ۔ ان برتنوں پر بہت خوبصورت ڈیزائن بنے ہیں ۔ ان برتنوں کی سطح کریم کلر کی ہے ۔ اور ان پر براؤن اور سرخ رنگ سے ڈیزائن بنے ہیں ۔ ایک برتن پر پتے کا ڈیزائن ہے ۔ ایک ہنڈیا پر جانور کا سر بنا ہے ۔ تیسرے برتن پر بھی خوبصورت ڈیزائن بنایا گیا ہے ۔ یہ گھریلو استعمال کے برتن پکانے کے برتن تھے ۔

زیورات

وادیٔ سندھ سے دستیاب ہونے والے زیورات سے پتہ چلتا ہے کہ یہاں کی خواتین زیورات کثرت سے استعمال کرتی تھیں ۔ کھودائی کے بعد ایسے ڈھانچے ملے ہیں جنہوں نے زیورات پہنے ہوئے ہیں یہ زیورات پتھر کے خوبصورت ٹکڑوں ، ہڈیوں ، گھونگوں ، سیپ ، کانچ کے ٹکڑوں تانبے کانسی کے علاوہ سونے چاندی اور ہاتھی دانت ، مچھلی کے مہروں سے بنائے جاتے تھے ۔ زیورات دیواروں کے اندر یا فرش کے نیچے دفن کئے جاتے تھے ۔ ہڑپہ میں چاندی کے ایک ڈبے سے بیش قیمت ہار ملا ہے ۔ اس ہار میں ہیرے اور نیلے رنگ کے منکے لڑی میں بڑی نفاست اور خوبصورتی سے پروئے ہوئے ہیں ۔ اس ہار کے ہمراہ بہت سی انگوٹھیاں اور کانوں کے بُندے ملے ہیں ۔ ایک مکان کے فرش کے نیچے سے ایک ڈھکنے دار صندوقچی برآمد ہوئی ہے جس میں سونے کے کیل ، چاندی کے بندے اور عقیق کے منکوں کی لڑیاں ملی ہیں جن پر نہایت صفائی سے پالش کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ یہاں سے انوکھی وضع کا ہار ملا ہے ۔ اس ہار میں صرف ایک لڑی تھی جس میں سبز ، (نیم قیمتی پتھر) کے ڈھول کی شکل کے منکے پروئے ہوئے ہیں ان منکوں کے دونوں طرف ایک ایک گول دانہ پڑا ہے ان دانوں کے بعد سونے کی گول پتیاں ہیں جن کو اس طرح جوڑا گیا ہے کہ ان کے درمیان میں دھاگہ گزارنے کے لئے خالی جگہ رکھی گئی ہے یہ ہار بہت خوبصورت ہے جھومر اور بالیاں پہننے کا رواج بھی تھا عورتیں ہاتھوں میں کنگھن بھی پہنتی تھیں سونے ، چاندی اور کانسی کے علاوہ مٹی کی چوڑیاں بھی بنائی جاتی تھیں شیشے کی چوڑیاں دریافت نہیں ہوئی تھیں ۔

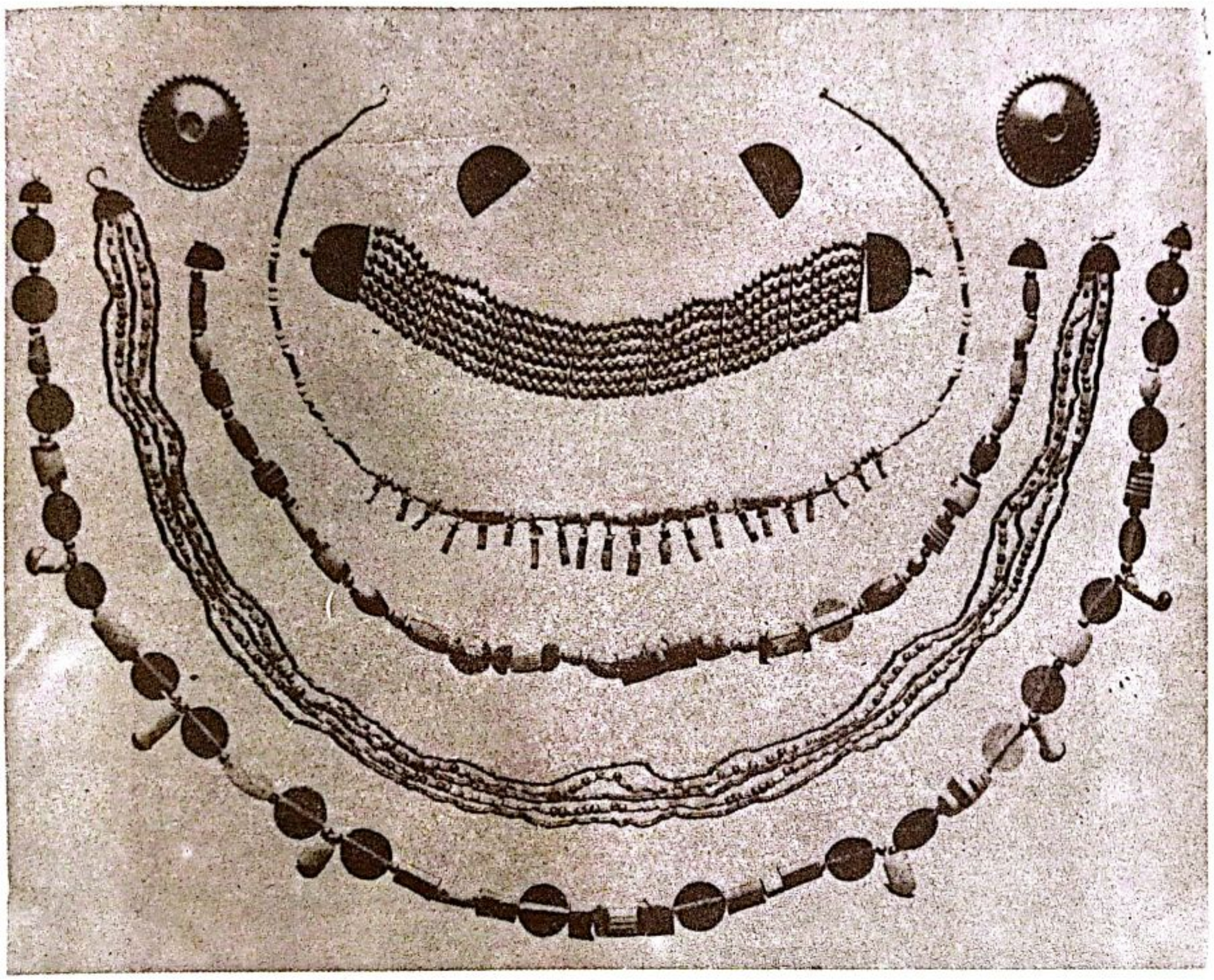

JEWELLERY

وادیٔ سندھ کا اسلحہ اور اوزار ، پتھر ، تانبے اور کانسی سے بنائے گئے ہیں جن میں گھر کے استعمال کی چھوٹی کلہاڑیاں ، درانتیاں اور برچھیاں شامل ہیں ان اوزاروں پر لکڑی اور پتھر کے ہینڈل لگتے تھے زیادہ مفید اور مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے ان سے کوئی جنگ نہیں لڑی جا سکتی تھی صرف دفاع کیا جا سکتا تھا مدافعت کا خاص اسلحہ ڈھال اور زرہ ابھی دریافت نہیں ہوئے تھے جو اسلحہ ملا ہے ان میں ایک کلہاڑی کا پھل 11 انچ اور وزن تین پونڈ تین اونس ہے اس میں دستہ لگانے کا سوراخ نہیں صرف ایک کدال میں دستے کا سوراخ ہے دو برچھے دریافت ہوئے ہیں وادیٔ سندھ سے عجیب ساخت کے نیزے ملے ہیں جو اس قدر پتلے ہیں کہ ذرا سے زور سے مڑ جاتے ہیں ایک کانسی کی آری ہے جو ساڑھے سولہ انچ لمبی ہے اور اس میں لکڑی کا دستہ بھی لگا ہے ۔

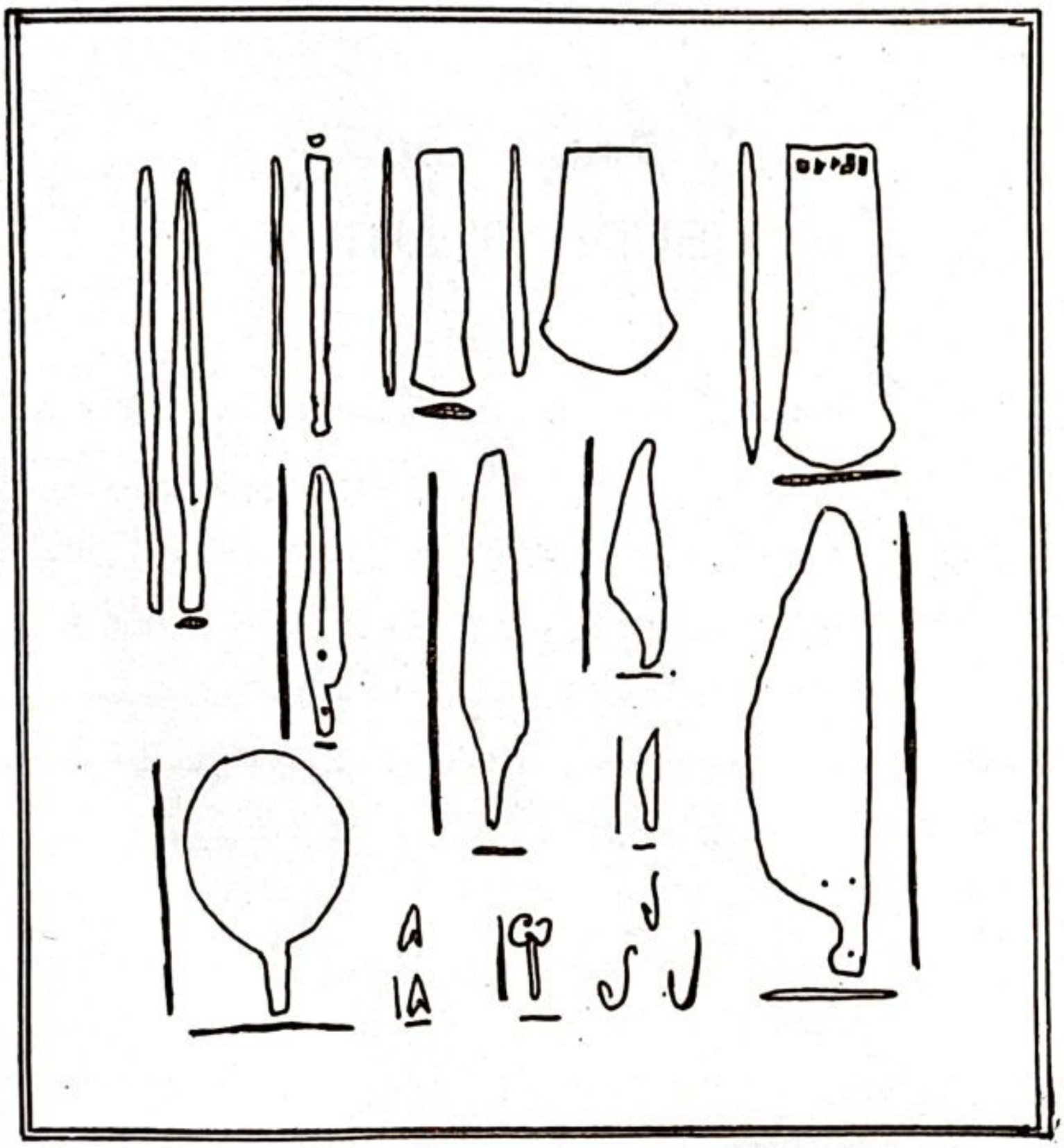

STONE AND METAL IMPLEMENTS

تدفین

وادیٔ سندھ کی کھدائی کے بعد پتہ چلا ہے کہ یہاں مردوں کو مختلف طریقوں سے دفن کرتے تھے بہت سی قبریں ملی ہیں کہ جن میں ڈھانچوں کے سابقہ گھریلوں استعمال کی چیزیں مثلاً زیورات اور برتن وغیرہ بھی ملے ہیں اس کے علاوہ یہ لوگ مردے کو کھلی ہوا میں رکھتے جب اس کا گوشت گل سڑ جاتا تو اس کی ہڈیاں اس کے استعمال کے برتنوں کے ساتھ رکھ دیتے ۔ اس کے علاوہ یہ مردے کو جلا کر راکھ برتن میں ڈال کر دفنا دیتے ۔ مردے کے ساتھ طشتریاں ، پیالیاں اور نوکیلے برتن بھی رکھتے تھے ۔

بدھ مذہب کا فن
(BUDHIST ART)

بدھ آرٹ کا تعلق بدھ مذہب سے بہت گہرا ہے ۔ 600 قبل از مسیح میں برصغیر کے لوگ ہندو مت سے تنگ تھے کیونکہ ہندو مذہب میں حد درجہ فرقہ بندی کی گئی تھی ۔ نہایت پیچیدہ اور بالاتر تہذیب رسومات تھیں ۔ اس کے علاوہ اس مذہب میں مختلف ذاتیں تھیں جن میں بڑھیا ذات کے لوگ نیچی ذات کے لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے تھے اور ایسے لوگوں کی اپنی کوئی زندگی نہ تھی ۔ ان حالات میں جب گوتم بدھ نے اپنا مذہب پیش کیا جو کہ بہت سادہ اور عام فہم تھا تو ہندو مذہب سے تنگ آئے ہوئے لوگوں نے اس مذہب کو اپنایا اس مذہب کی بنیاد بدھا نے رکھی ۔ چونکہ یہ تمام تر ایک ذات کی وجہ سے ہوا اسی لئے بدھ آرٹ میں بھی زیادہ تر بدھا اور اس کی زندگی کی کہانیاں وغیرہ کو پیش کیا گیا لہذا بدھ آرٹ کو جاننے کے لئے ہم پہلے بدھ کی ذات کے متعلق جان لیں تو زیادہ بہتر ہو گا ۔ اور اس آرٹ کو سمجھنے میں آسانی رہے گی ۔

گوتم بدھ کے حالات زندگی

نیپال کی ایک ریاست کپل وستو میں ایک راجہ تھا جس کا نام شودادھ تھا اس کی ایک رانی تھی جس کا نام ماہامایا تھا ۔ جن دنوں میں رانی کے ہاں ایک بچے کی ولادت متوقع تھی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید ہاتھی آسمان سے اترا ہے جس نے اپنی سونڈ میں کنول کا پھول اٹھا رکھا ہے ۔ یہ ہاتھی رانی کے تخت کے گرد چکر لگانے کے بعد اس کے جسم میں داخل ہو گیا ہے ۔ صبح ہونے پر رانی نے اپنے خواب کا ذکر راجہ سے کیا ۔ جوتشیوں سے تعبیر یہ پتہ چلی کہ رانی کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا جو کہ روحانیت کا پیکر ہو گا ۔ ولادت سے پہلے رانی جب اپنی ماں کے ہاں جا رہی تھی تو راستہ میں وہ آرام کی غرض سے رُکی ۔ اسی دوران یعنی راستہ میں ہی ایک درخت کے نیچے اس نے بدھا کو جنم دیا ۔ ولی عہد شہزادے کا نام سدھارتھا رکھا گیا ۔ اس کی پیدائش پر بہت خوشیاں منائی گئیں ۔ پیدائش کے بعد جوتشیوں ، نجومیوں نے یہ بتایا کہ اس شہزادے کو دنیاوی خوشیوں میں الجھایا جائے ورنہ یہ دنیا چھوڑ جائے گا ۔ لہذا شروع ہی سے شہزادے کو حتی الامکان دنیاوی رنج و غم سے دور رکھا گیا ۔ اس کے لئے جوان خدمتگار مقرر کئے گئے ۔ اس کو حسین دو شیزاؤں کے جھرمٹ میں رکھا جاتا ۔ مگر شہزادے کا اپنی طبیعیت کی وجہ سے ان باتوں میں دل نہ لگتا ۔ ایک مرتبہ اس نے خواہش ظاہر کی کہ وہ محل کے باہر کی دنیا دیکھنا چاہتا ہے ۔ لہذا اسے باہر لے جایا گیا وہاں اس نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو کہ اس کے لئے ایک نئی چیز تھی ۔ جب اس کو بڑھاپے کی معذوری کا پتہ چلا تو وہ افسردہ ہو گیا ۔ اس کے بعد راستہ میں اس نے ایک جنازہ دیکھا ۔ اس کو یہ جان کر سخت غم ، حیرانی اور افسوس ہوا کہ انسان کا انجام یہ ہے ۔

غرضیکہ ایسے واقعات دیکھنے کے بعد جب وہ محل میں واپس آیا تو وہ پہلے سے بھی زیادہ نڈھال اور غمگین تھا ۔ اس کی افسردگی کو دیکھتے ہوئے راجہ نے اس کی شادی کا سوچا لہذا ایک نہایت خوبصورت راجکماری یوشودھرا سے اس کی شادی کر دی گئی ۔ شادی کے بعد بھی اس کی سوچوں میں کوئی فرق نہ آیا حتیٰ کہ وہ ایک بچے کا باپ بھی بن گیا ۔ کوئی چیز بھی اسے دنیاوی آسائشوں پہ آمادہ نہ کر سکی لہذا ایک دن اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ سچائی اور آزادی کے حصول کے لئے اپنے پاؤں میں پڑی تمام زنجیریں توڑ دے گا ۔ جتنی خاموشی سے اس نے یہ فیصلہ کیا اتنی ہی خاموشی سے اس پر عمل بھی کیا یعنی ایک رات جب کہ سب لوگ سوئے ہوئے تھے وہ نہایت خاموشی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر محل کو چھوڑ کر باہر آگیا ۔ شہر سے باہر آکر اس نے اپنا شاہی لبادہ اتار پھینکا ۔ اپنے لمبے گھنگھریالے بال کاٹ ڈالے اور گھوڑے کو واپس بھیج دیا اور خود جنگل میں داخل ہو گیا ۔

جنگل میں داخل ہونے کے بعد اس نے ایک پیپل کے درخت کا انتخاب کیا اور اس کے نیچے بیٹھ گیا ۔ اس کا خیال تھا کہ روح کی سچائی کو پانے کے لئے نفسانی خواہشات پر قابو پایا جائے ۔ وہ سچائی کی تلاش میں تھا اور یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس دنیا کا چکر کون چلاتا ہے ۔ اس سچائی کی تلاش میں اس نے کئی برس جدوجہد کی ۔ کسی سے بات چیت نہ کی اپنے دھیان میں مصروف رہا لمبے عرصے کی فاقہ کشی سے اس کا جسم سوکھ کر ڈھانچہ بن گیا ۔ اسی دوران اس کو راہ سے بھٹکانے کے لئے مختلف قسم کی برائی کی دیویاں اور دوسرے پیکر آئے مگر وہ اپنی راہ سے نہ ہٹا آخر ایک دن اسی درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے اسے وہ روشنی مل گئی جس کی تلاش میں وہ تھا ۔ لہذا کئی برسوں کی خاموشی کے بعد اس نے اپنا پہلا وعظ دیا ۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ نیکی کی راہ پہ چلو اس کی کوئی حد نہیں ۔ اس کے علاوہ اس نے نہایت سادہ اصولوں پر مبنی ایک مذہب پیش کیا جس کو کہ بدھ مت کا نام دیا گیا کیونکہ یہ بدھا کے نام پر رکھا گیا ۔ یہ لفظ بدھ سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے عقل اور بدھا کا مطلب ہے ، نور ، روحانیت ، عقل اور ذہانت سے ڈھالا ہوا پیکر ۔ آہستہ آہستہ گوتم بدھ کے وعظ اور اس کے مذہب کے چرچے دور دور تک پھیل گئے ۔ اسی دوران اس کے والد یعنی راجہ نے اسے مل کر واپس جانے پر بھی آمادہ کیا مگر بدھا اب ان سب چیزوں سے بے نیاز تھا ۔

جب بدھ مذہب نے وسعت حاصل کرنی شروع کی تو ہندؤں کو اپنا مذہب خطرے میں نظر آنے لگا انہوں نے ہر ممکن طریقے سے اس کو ختم کرنے کی کوشش کی ۔ لہذا بدھا کے آخری سال اسی جدوجہد میں گزرے جب اس کی عمر 80 سال کی ہو گئی تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس کی موت کا وقت قریب ہے لہذا اس نے اپنے پیرو کاروں سے درخت کے نیچے کپڑا بچھانے کو کہا وہاں اس نے لیٹ کر اپنا آخری خطبہ دیا اور وفات پا گیا ۔

بدھا تو مر گیا لیکن اس کی تعلیمات آج بھی زندہ ہیں ۔ اس کے چاہنے والوں اور پیرو کاروں نے اس مذہب کو پوری دنیا میں پھیلایا اور اس کو زندہ جاوید کرنے اور اس کی شان بڑھانے کے لئے انہوں نے عالی شان عمارتیں یادگار کے طور پر بنائیں ۔ بدھا کی زندگی کی کہانیوں کو مجسمہ سازی میں بیان کیا ۔ بدھا کے لاتعداد مجسمے بنائے گئے یوں اِس مذہب کی وجہ سے ایک آرٹ وجود میں آیا جس کو کہ بدھ آرٹ کہا جاتا ہے ۔

اس آرٹ کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔

1- گندھارا آرٹ :

جس میں کہ زیادہ تر مجسمہ سازی کی گئی ۔

2 – اجنتا آرٹ :

جس میں کہ غاروں کی دیواروں پر تصویر کشی کی گئی ۔

گندھارا آرٹ

گندھارا کی تہذیب اپنے لازوال آرٹ کی وجہ سے تاریخ میں اہم حیثیت رکھتی ہے ۔ اس دوران میں کیا گیا آرٹ مجسمہ سازی پر مشتمل ہے ۔ اس تہذیب کے آثار ہندوستان اور پاکستان کے مختلف مقامات سے دستیاب ہوئے ہیں ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس تہذیب کو جنم دینے والے لوگ آریا نسل سے تعلق رکھتے تھے ۔ یہ لوگ فطرتاً جنگجو تھے ۔ لہذا انہوں نے برصغیر کے علاقے میں آکر مقامی لوگوں پر قبضہ کر لیا اور نئے مذہب کی بنیاد رکھی ۔ انہی لوگوں نے بعد میں چل کر بدھ مذہب کو اپنایا ۔ گندھارا آرٹ کو بہتر طور پر جاننے کے لئے ہم اس کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں ۔

(i) موریں MAURYAN DYNESTY

(ii) کُشن عہد KUSHAN DYNASTY

(iii) گُپتا عہد GUPTA DYNASTY

(iv) پوسٹ گُپتا عہد POST GUPTA DYNASTY

i – موریں عہد

یہ دور 300 B.C. سے لے کر 100 A.D. تک کا دور ہے ۔ یہ قدیم دور تھا اس دور میں بادشاہ "اشوکا" کی حکومت تھی ۔ اور اس عرصہ میں جو بدھ آرٹ پر کام ہوا اس میں بدھا کو علامت کے طور پر بنایا گیا ۔ یعنی جو اشیاء بدھا کی ذات کے طور پر جانی جاتی تھیں یا جو بدھا کی علامت سمجھتی جاتی تھیں مثلاً ، سفید ہاتھی ، کنول کا پھول ، پیپل کا درخت ، پگڑی ، سٹوپا (STUPA) خالی تخت وغیرہ اس دور میں آرٹ کے اہم مراکز سانچی ، بدھ گیا آمِ بھاجا وغیرہ انڈیا کے علاقے تھے ۔ اس دور میں کام کرنے والا گروپ HINAYANA ہنایانا گروپ کہلاتا تھا ۔

ii – KUSHAN DYNASTY کُشن عہد

اس دور میں KANISHKA کنِشکا بادشاہ کی حکومت تھی اور اس بادشاہ نے بدھ مذہب کو پھیلانے میں بہت کام کیا ۔ ان لوگوں نے بدھ مذہب کا پرچار کرنے کے لئے بدھا کے بت تراشے اس کو مختلف حالتوں اور صورتوں میں بنایا ۔ اس دور میں کام کرنے والے MAHAYANA یعنی ماہایانہ گروپ سے تعلق رکھتے تھے ۔

کشان عہد کے اہم مراکز امراوتی ، متھرا اور گندھارا ہیں ۔

iii – گُپتا عہد

اس دور کا تعلق مصوری سے ہے ۔ یہ تصاویر غاروں کی دیواروں پر بنائی گئیں اس کے علاوہ ریلیف کی صورت میں مجسمہ سازی بھی کی گئی ۔ اس دود میں کی گئی مصوری کے اہم مراکز اجنتا اور ایلورا ہیں ۔ دراصل اس دور میں ہندوؤں کی سازشوں کی وجہ سے بدھ مت کا زوال شروع ہو گیا تھا اور ہندو مت کو پھر سے فروغ حاصل ہونا شروع ہو گیا ۔

iv – پوسٹ گُپتا عہد

اس دور میں بدھ آرٹ پر کام تقریباً ختم ہو گیا ۔ اور ہندو آرٹ نمایاں ہو گیا ۔ گندھارا آرٹ کی انفرادیت ختم ہو گئی ۔

گندھارا فن تعمیر

گندھارا آرٹ کو جانتے کے لئے ہم پہلے اس کی فن تعمیرات کا جائزہ لیں گے ۔

گندھارا دور میں مختلف بادشاہوں نے بدھ مذہب کو دور دور تک پھیلایا ۔ اشوکا بادشاہوں نے اس مذہب کو ایران ، ہندوستان ، یونان اور میسوپوٹیمیا تک پھیلا دیا ۔ ان بادشاہوں نے بدھا کی یاد گار کے طور پر بڑی عالیشان عمارات تعمیر کروائیں ۔ جن میں (STUPA) سٹوپا ریلنگ ، ستون اور عبادت گاہیں شامل ہیں ۔

سب سے پہلے ہم عمارات کی مختلف اقسام کا جائزہ لیں گے جو کہ اس سلسلہ میں تعمیر کی گئیں ۔

i – سٹوپا STUPA

گندھارا دور کی اہم تعمیرات میں STUPA ہیں ۔ یہ گول گنبد نما عمارتیں ہیں ۔ ان گنبدوں پر گوتم بدھ کے حالاتِ زندگی ریلیف کی صورت میں بنے ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ آرائشی نمونے بنے ہیں ۔ ابتدائی دور میں یہ کچی مٹی سے بنائے گئے ۔ اور اینٹیں استعمال کی گئیں ۔ ان STUPA کے اندر گوتم بدھ کی راکھ یا ان کے جسم کا کوئی حصہ رکھا جاتا ۔ اشوک بادشاہ نے گوتم بدھ کی راکھ کو ہزاروں من راکھ سے ملا کر پیتل کے برتنوں میں ڈال کر دنیا کے کونے کونے میں بھجوایا ۔ اور اکثر اوقات ان راکھ کے برتنوں کے اوپر STUPA تعمیر کیا گیا ۔ یہ STUPA مٹی کے ڈھیر کی طرح اندر سے بالکل بھرا ہوا ہوتا اور اس گنبد کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہ ہوتا ساری سجاوٹ اور RELIEF اس کے باہر کی طرف بنائی جاتیں اسٹوپا کی کئی اقسام ہیں ۔ ماہر تعمیرات نے ان کو مختلف اقسام میں تقسیم کیا ہے ۔

RELIC STUPA – i

یہ سٹوپا ، اشوکا بادشاہوں نے گوتم بدھ کی کہانیوں کو پتھر میں کھدوانے کے لئے بنائے ۔ یہ مقدس مقامات کی

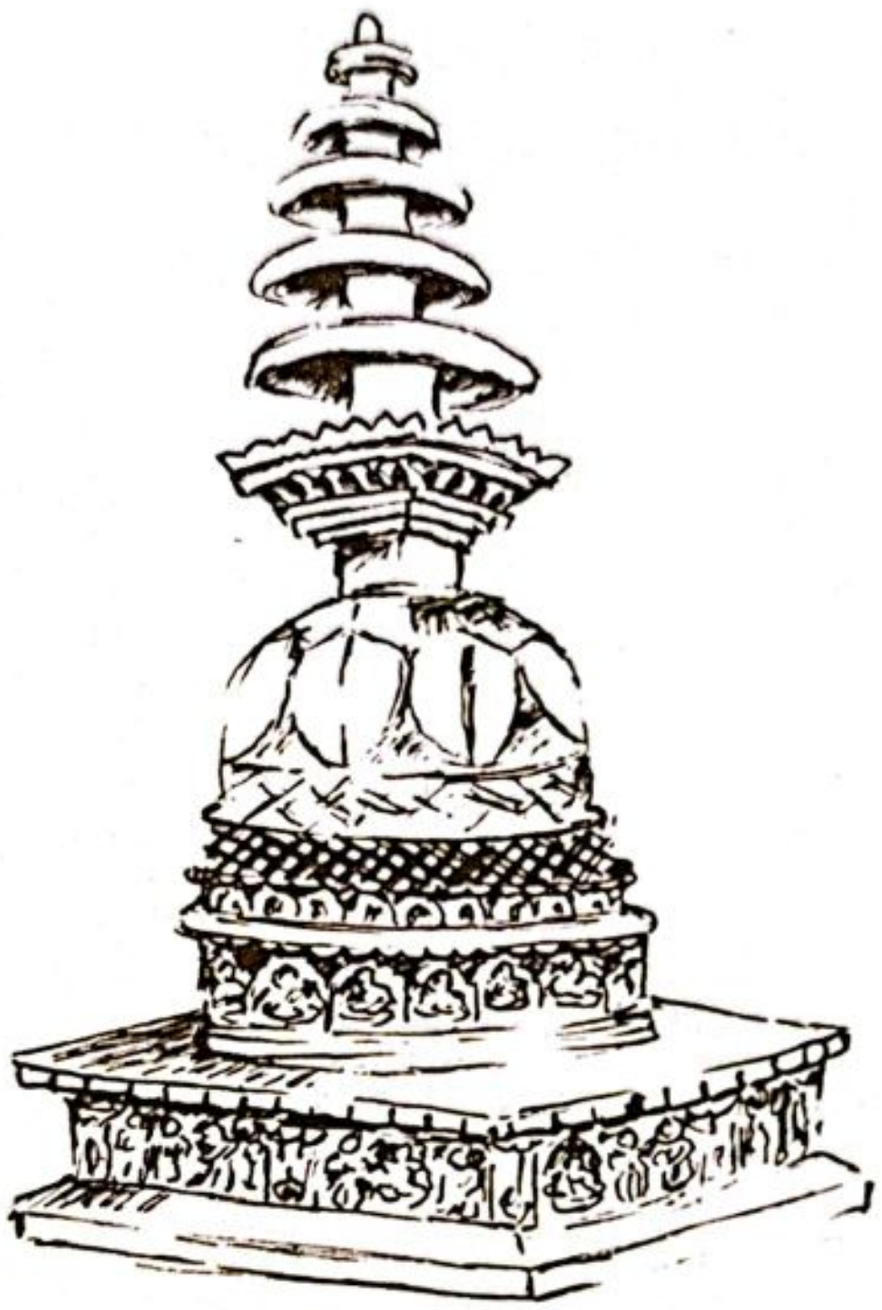

حیثیت رکھتے ہیں ۔ اور بدھ مذہب کے پرچار کے لئے بنائے جاتے تھے ۔ اس سٹوپا کے باہر بدھ کی زندگی کی کہانیاں جن کو جاتکا بھی کہا جاتا ہے بنائی جاتیں ۔ اور بدھا کو نمایاں طور پر بنایا جاتا ۔

VOTIVE STUPA – ii

یہ سٹوپا جسامت میں چھوٹے ہوتے تھے ۔ اور یہ گوتم بدھ کی ذات کو ظاہر کرتے یعنی علامات ہوتے اس کی عبادت کی جاتی ۔

COMMEMORATIVE STUPA – iii

یہ سٹوپا گوتم بدھ کے خاص فرمان کو ظاہر کرتے یعنی گوتم بدھ کی ذات کی یاد منانے کے لئے انہیں تعمیر کیا جاتا یہ سٹوپا کسی بادشاہ کے کارنامے کی یاد بھی دلاتے ۔

MODEL STUPA – iv

جو مذہبی گروپ ، گوتم بدھ کو ظاہری شکل بنانے کا مخالف تھا انہوں نے علامات کے طور پر یہ سٹوپا بنائے ۔

سٹوپا کی تعمیر اور مختلف حصّے

Base – i

سٹوپا کا سب سے پہلا حصہ Base کہلاتا ہے یہ ایک پلیٹ فارم کی صورت میں ہوتا تھا اس کا مقصد سٹوپا کو زمین سے بلند کرنا تھا یہ چبوترہ یا پلیٹ فارم گول یا چوکور شکل میں بنایا جاتا ۔

Dome – ii

چبوترہ کے اوپر گنبد بنایا جاتا ۔ اور عمارت کا اہم حصہ گولائی کی صورت میں بنایا جاتا ۔ یہ چبوترے اندر سے بھرے ہوئے اور ٹھوس تھے اور ان کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہ تھا ۔

اب ہم مختلف ادوار میں بنائے گئے سٹوپا کی مثالیں سمجھیں گے ۔

موریں عہد کے سٹوپا STUPAS FROM MAURYAN DYNASTY

اس دور میں ملنے والے سٹوپا موریں ، بہارت اور بدھ گیا سے ملے ہیں ۔

سانچی سٹوپا

گندھارا آرٹ کا یہ نادر نمونہ سانچی کے مقام سے ملا ہے ۔ یہ سٹوپا باقاعدہ پلان کر کے بنایا گیا یہ ایک بڑے پلیٹ فارم پر بنایا گیا ۔ اس کے گنبد کا قطر 121/1/2 انچ ہے اور اونچائی 77/1/2 انچ ہے ۔ گنبد کے گرد ایک جنگلہ ہے ۔ یہ جنگلہ یا ریلنگ بھی گولائی کی صورت میں بنی ہے ۔ اس سٹوپا کی اصل وجۂ شہرت اس کے گیٹ ہیں ۔ جو کہ بڑے بڑے دروازوں کی شکل میں ہیں ۔ جو کہ تعداد میں چار ہیں ۔ ہر گیٹ دو بڑے ستونوں پر مشتمل ہے ۔ جس میں تین Beam بنے ہیں ۔ ان Beams پر نہایت نفیس اور خوبصورت ریلیف کی صورت میں مجسمہ سازی کی گئی ہے اس کے علاوہ دیویاں بنی ہیں ۔ ستونوں پر بھی ریلیف کی صورت میں بدھا کی زندگی کی کہانیاں تراشی گئی ہیں ۔ یہ ستون 25 فٹ اونچے ہیں ۔ پتھر میں مجسمہ سازی اِس نفاست سے کئ گی ہے کہ لکڑی کے کام کا گمان ہوتا ہے ۔

بھارت سٹوپا

یہ سٹوپا بہارت سے ملا ہے ۔ یہ سٹوپا بھی سانچی کی طرز پر بنایا گیا ہے ۔ اس سٹوپا پر ریلیف کی صورت میں جو جاتکا کہانیاں تراشی گئی ہے ان میں بدھا کو علامتی طور پر دکھایا گیا ہے ۔

بدھ گیا سٹوپا

یہ سٹوپا بدھ گیا سے ملا ہے ۔ یہ علاقہ مدراس کے قریب ہے ۔ اس پر بھی روائتی انداز میں جاتکا کہانیاں ریلینگ پر تراشی گئی ہیں ۔

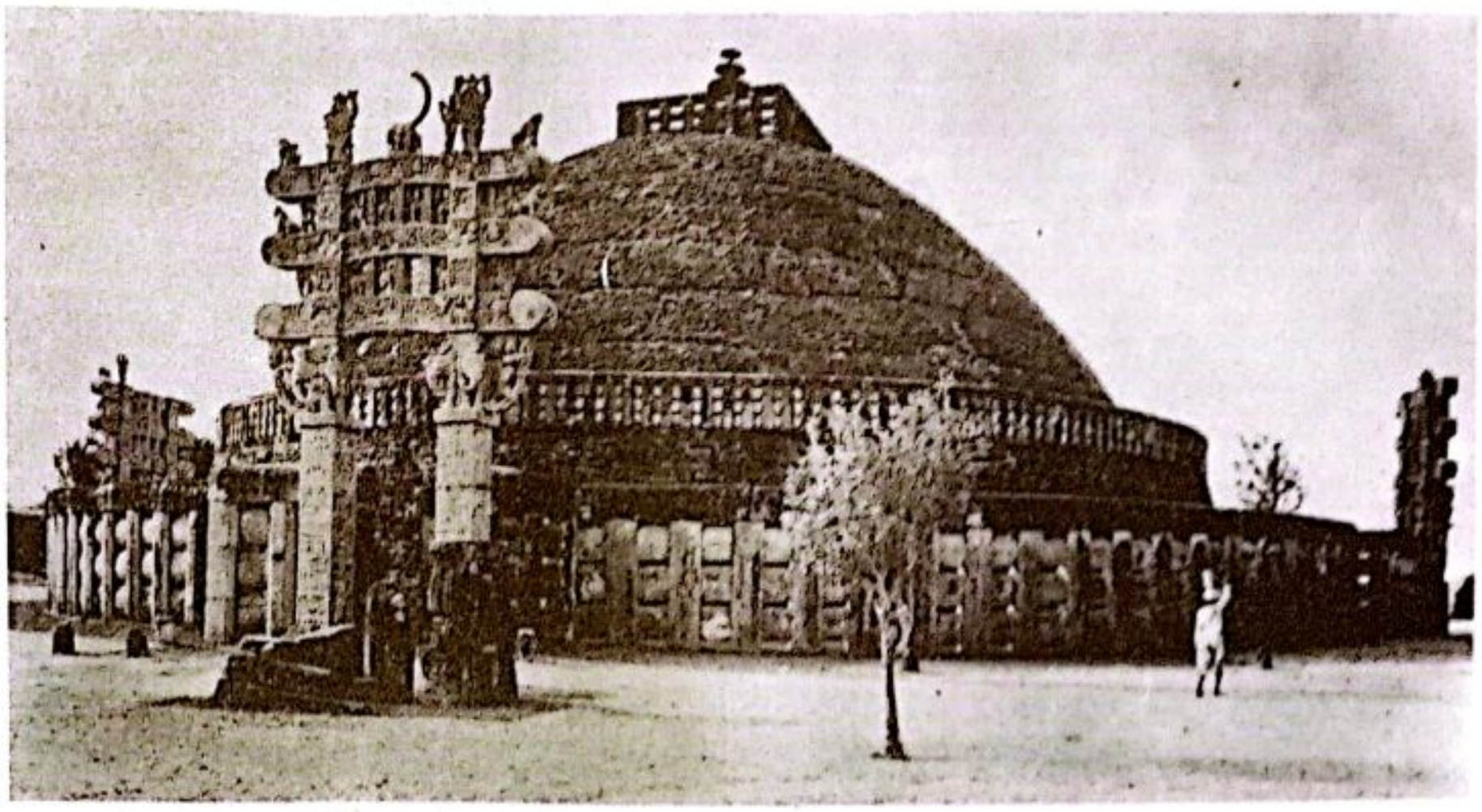

SANCHI GATE WAYS

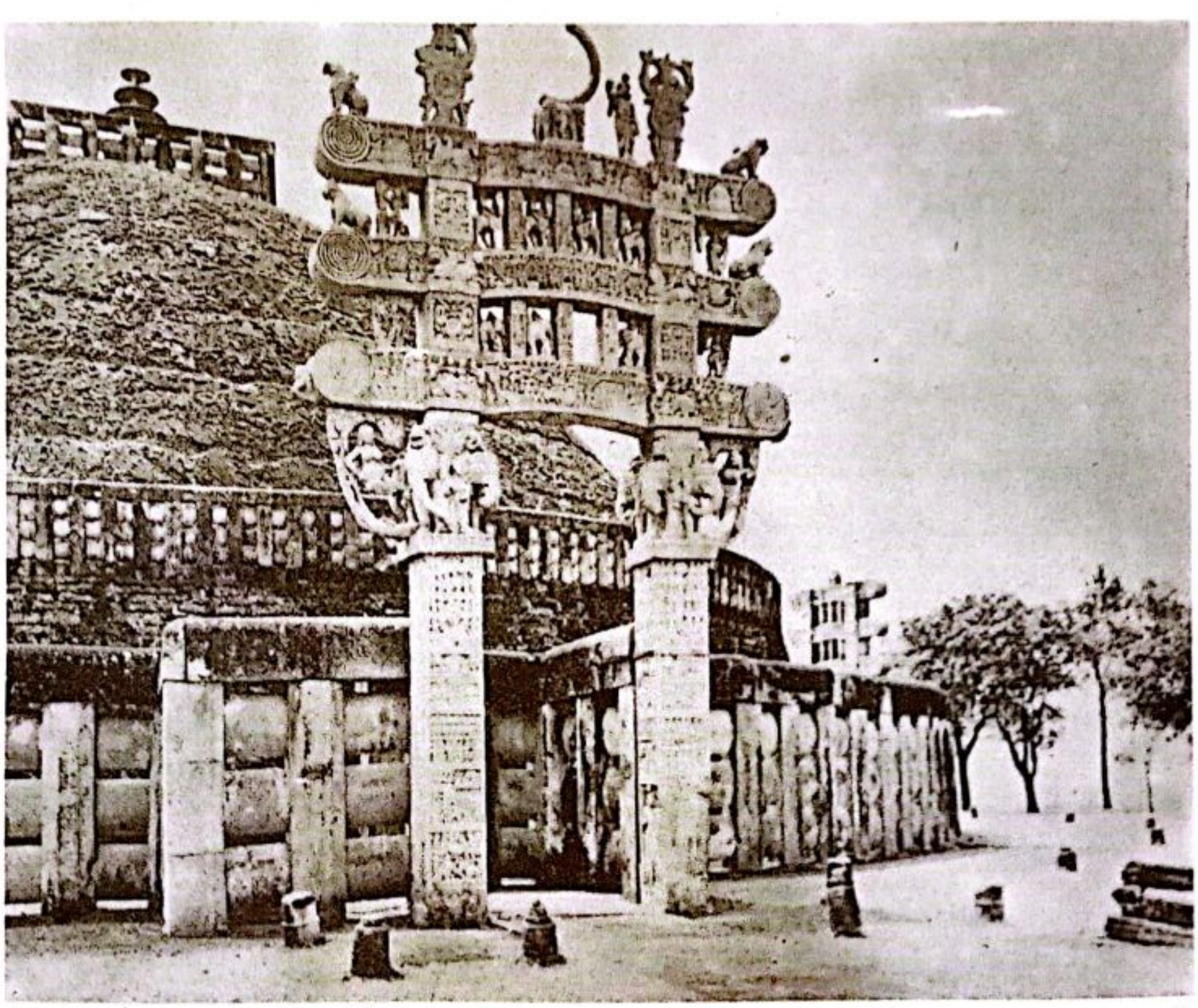

SANCHI GATE WAYS

STUPAS FROM KUSHAN DYNASTY

کشان دور کے بادشاہوں نے موریں عہد کے بادشاہوں کی طرح خوبصورت سٹوپا تعمیر کروائے ۔ اس دور کے دو عالیشان سٹوپا متھرا اور امراوتی سے ملے ہیں ۔

متھرا سٹوپا

متھرا کی تعمیرات کی اہم خصوصیت RED STONE ہے ۔ اسی لال پتھر سے سٹوپا تعمیر کیا گیا اس میں بدھا کو علامت کی بجائے اصل شکل میں بنایا گیا اور اسی لال پتھر میں شبیہات بنائی گئیں ۔

امراوتی سٹوپا

امراوتی سٹوپا کی خاصیت یہ ہے کہ یہ سنگِ مرمر سے تعمیر کئے گئے ۔ سٹوپا کا قطر 192 میٹر ہے اس کے گرد ریلنگ ہے ۔ ریلنگ میں انسانی مجسموں کے ساتھ ساتھ پرندوں اور جانوروں کے مجسمے بھی بنائے گئے ہیں یہاں بدھا کو یوگا کے انداز میں دکھایا گیا ہے ۔

ستون PILLARS

سٹوپا کے بعد ستون بھی تعمیر کئے گئے یہ ستون اشوک بادشاہوں نے بنائے ۔ یہ بادشاہ بدھ مت کے بہت حامی تھے اور اس کو ہر جگہ پھیلانا چاہتے تھے ۔ یہ مختلف جگہوں پر تبلیغی پارٹیاں روانہ کرتے ۔ ان کے ستون بنانے کے تین مقاصد تھے ۔ پہلا مقصد تو گوتم بدھ کی ذات کی نشاندہی ، دوسرا اس کے فرمان کی تبلیغ اور تیسرا بادشاہوں کی شان و شوکت کا اظہار ان ستونوں پر بدھ کے علامتی نشان یعنی مختلف قسم کے جانور اور دھرم چکر بنائے جاتے ۔ ایسے ملنے والے کچھ ستونوں کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

PILLAR FROM NAND GARH – i

یہ نند گڑھ کے مقام سے ملا ہے ۔ اس ستون کی لمبائی 32 فٹ ہے ۔ یہ SAND STONE میں بنایا گیا ہے ۔ اس ستون کا درمیان کا حصہ گولائی کی شکل میں ہے اور CAPITAL (ستون کا اوپر کا حصہ) پر کنول کا پھول بنا ہے ۔ اور اوپر شیر بنا ہے ۔

PILLAR FROM SARNATH – ii

یہ سار ناتھ کے مقام پر واقع ہے ۔ اس ستون کی خوبصورتی اس کا CAPITAL ہے ۔ جس پر کنول کا پھول بنا ہے ۔ اس کے اوپر دھرم چکر بنا ہے ۔ اس دھرم چکر کے ساتھ جانور ریلیف کی صورت میں بنے ہیں ۔ جن میں بیل

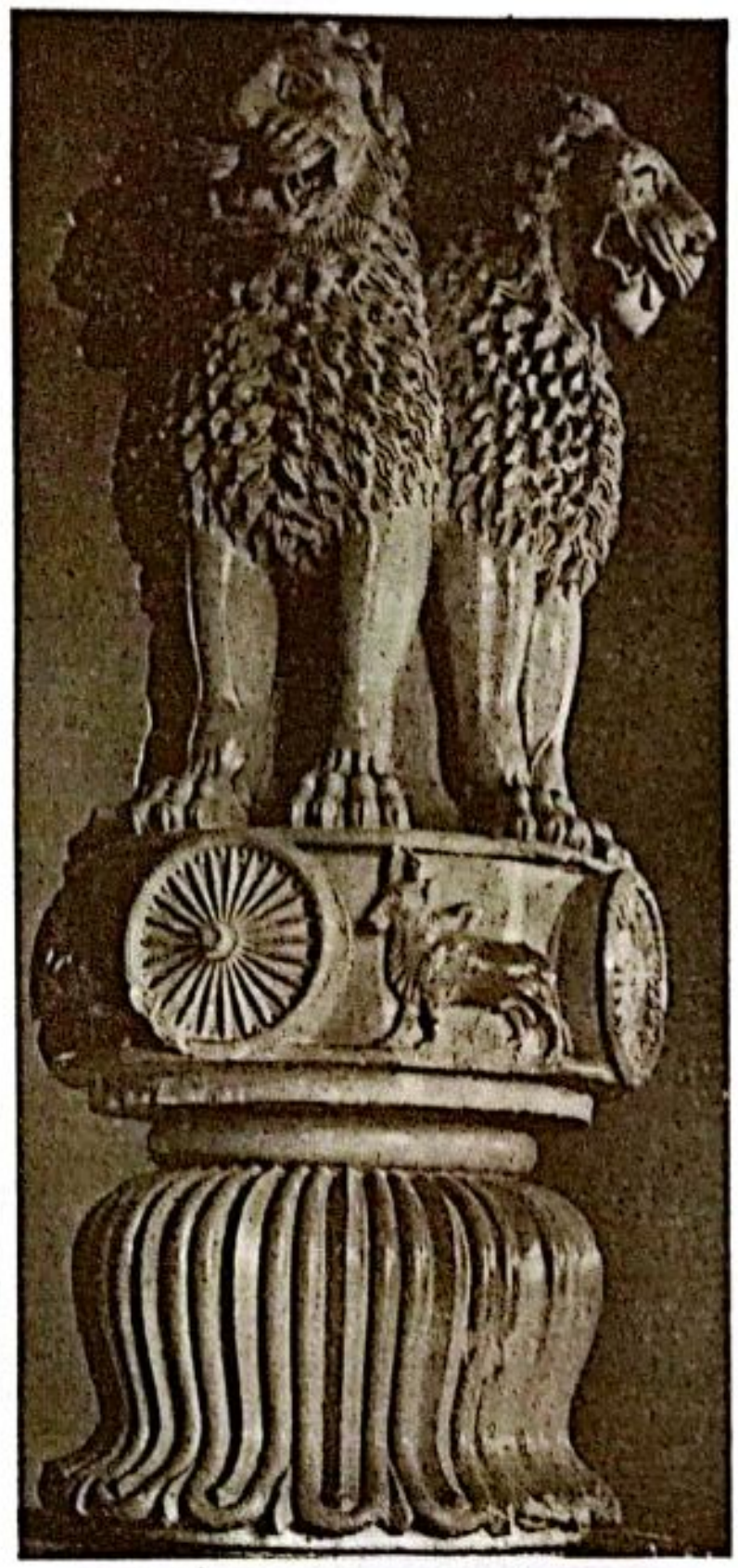

PILLAR FROM SARNATH

اور گھوڑا شامل ہیں اوپر چار شیر بنے ہیں ۔ ان چاروں کی پُشت جڑی ہے جبکہ سامنے کے رُخ ان کے چہرے چاروں اطراف ہیں ۔ ان کے منہ کھلے ہیں ۔ ہر شیر کی سامنے کے رُخ کی دو ٹانگیں نظر آ رہی ہیں ۔

مندر TEMPLES

بدھ فن تعمیرات میں مندروں کو خاص اہمیت حاصل تھی کیونکہ ان کی عمارات کا تعلق براہِ راست ان کے مذہب سے تھا ۔ یہ مندر غاروں کی شکل میں بھی بنائے گئے اور الگ سے عمارات کی شکل میں بھی ۔

ان مندروں کی ابتدائی شکل صرف ایک مستطیل نما ہال پر مشتمل تھی ۔ بعد میں غاروں کے اندر یعنی چٹانوں کو کاٹ کر جو مندر بنائے گئے ان کی شکل بہتر ہو گئی ۔ ان میں ستون بھی بنائے جاتے ایسا ہی ایک مندر (BHAJA) بھاجا کے مقام سے ملا ہے ۔ اس میں دیوار کے ساتھ ستون بنے ہیں ۔

مندروں میں ایک بڑے ہال کے علاوہ اطراف میں چھوٹے کمرے بدھ بکھشؤں کی رہائش گاہ کے طور پر بنائے

جاتے ۔ اور چٹانوں میں ہی بہت بڑے بڑے مندر بھی بنائے گئے اس کی ایک مثال KARLI کے مقام کا مندر ہے ۔ اس کے ستونوں پر سجاوٹی کام کیا گیا ہے ۔ اور اس کی لمبائی 124 فٹ ہے ۔ چٹانوں کو کاٹ کر بنائے گئے مندروں میں برآمدہ بھی بنایا جاتا ۔ اور جب ایسے مندر بنائے جاتے تو بعض اوقات ان کی تعداد بڑھانے کے لئے اس کے ساتھ ہی دوسرے مندر بنائے جاتے اور اس طرح مندروں کی ایک قطار بن جاتی جس کی مثال اجنتا اور ایلورا کے مندر ہیں ۔ ان مندروں کی دیواروں پر تصویری شکل میں بدھا کی زندگی کی کہانیاں بنی ہیں ۔

ICONO GRAPHY OF BUDDHA

آئیکانو گرافی آف بدھا کے معنی ہیں ، بدھا کے حالات زندگی اور ان کو پتھر میں ڈھالنا ۔ گندھارا آرٹ اپنی اسی ICONOGRAPHY کی وجہ سے تاریخ میں زندہ ہے ۔ کشان دور میں ہمیں بہترین سنگتراشی نظر آتی ہے ۔ اس دور میں یونان سے آرٹسٹ منگوا کر مجسمہ سازی کی گئی اس کے ساتھ مقامی مجسمہ سازوں نے بھی کام کیا جس کی وجہ سے ایک نیا انداز اس دور میں سامنے آیا جو یورپی اور ایشیائی انداز کو اکٹھا کرتا ہے ۔ بدھا کی آئیکانو گرافی میں اس کی دو طرح کی زندگی پیش کی گئی ۔

i - شہزادے کی حیثیت سے

ii - گوتم بدھ کی حیثیت سے

فنکاروں نے بدھا کو عموماً ایک مخصوص اسٹائل اور شکل میں بنایا ۔ اس کی روایتی شکل کچھ یوں بنائی گئی کہ اچھا بھرا چہرہ ، ستواں ناک ، آدھ کھلی آنکھیں جیسے وہ کسی گیان دھیان میں مصروف ہو ۔ ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ، باریک نزاشیدہ ہونٹ چوڑا ماتھا اور ماتھے پر بھنوؤں کے درمیان بندیا جس کو URNA کہا جاتا ہے سر پر بالوں کا جوڑا جس کو USHNISHA کہا جاتا ہے اور اکثر سر کے پیچھے ہالہ یا گول چکر بنایا جاتا جو کہ اس کی پاکیزگی کی علامت تصور کیا جاتا اس کے علاوہ لباس بھی سادہ بنایا جاتا ۔ شہزادے کی شکل میں بناتے وقت اس کو زیور پہنے دکھایا گیا ہے ۔ مجسمہ سازی کے دو طریقے گندھارا میں نظر آتے ہیں ۔

SCULPTURE IN ROUND – i
SCULPTURE IN RELIEF – ii
EXAMPLES OF SCULPTURE IN ROUND

FASTING BUDDHA – i

بدھ آرٹ کا یہ ایک نادر نمونہ ہے ۔ اس میں بدھا کو فاقہ کشی کی حالت میں دکھایا گیا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ نروان یعنی روشنی ، سچائی کی تلاش میں بدھا نے ایک لمبے عرصہ تک فاقہ کیا جس کی وجہ سے اس کا جسم سوکھ کر کانٹا بن گیا ۔ اس کی اسی حالت کو فنکار نے مجسمہ میں ڈھالا ہے ۔ تمام جسم پر گوشت کے برائے نام ہونے کا احساس بہت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے ۔ بدھا یوگا سٹائل میں ایک چبوترے پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے ۔ ہاتھ گود میں دھرے ہیں ۔

چہرے کی تمام ہڈیاں بہت نمایاں ہیں ۔ آنکھوں کی جگہ گڑھے بنے ہوئے ہیں ۔ بازؤں پر باریک نسیں بہت مہارت سے بنائی گئی ہیں ۔ سینے کی ایک ایک پسلی نظر آ رہی ہے ۔ پیٹ بالکل اندر کی جانب ہے ۔ ہاتھوں اور پاؤں کی ہڈیاں نمایاں ہیں ۔ غرضیکہ یہ انسانی جسم کی ایک خوبصورت STUDY ہے ۔ کپڑے برائے نام پہنے ہوئے ہیں ۔ جن میں ایک چادر سے ٹانگوں کو ڈھانپ رکھا ہے ۔ حسب معمول سر کے پیچھے چکر ہے ۔ کان لمبے ہیں ۔ یہ مجسمہ جس چبوترے پر رکھا ہے اس پر بھی ریلیف کی صورت میں انسانی اشکال بنی ہیں جو کہ ایک برتن میں جلتی آگ کی پوجا کر رہی ہیں ۔ یہ مجسمہ لاہور کے عجائب گھر میں دیکھا جا سکتا ہے ۔

BUDDHA PREACHING – ii

اس مجسمہ میں بدھا کو یوگا کے انداز میں بیٹھے دکھایا گیا ہے ۔ ہاتھ ایسے انداز میں ہیں جیسے وہ کسی بات کی تبلیغ کر رہا ہے ۔ چہرے کا وہی مخصوص انداز ہے سر کے پیچھے ہالہ بنا ہوا ہے ۔ ایک چادر سے پورے جسم کو ڈھانپ رکھا ہے ۔ جبکہ ایک کندھا برہنہ ہے ۔ چادر کی سلوٹیں جسم کی گولائی کے ساتھ بنائی گئی ہیں ۔

SEATED BUDDHA – iii

اس مجسمہ کا تعلق بھی گندھارا سے ہے ۔ یہ مجسمہ SCHIST پتھر میں بنایا گیا ہے ۔ اس میں بھی بدھا کو مخصوص انداز میں بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ بدھا جس چبوترے پر بیٹھا ہے ۔ اس پر بھی ریلیف کی صورت میں لوگ بنے ہیں ۔

HEAD OF BUDDHA – iv

یہ صرف بدھا کے سر کا مجسمہ ہے جس میں اس کے مخصوص انداز کو نمایاں کیا گیا ہے ۔ یعنی خوبصورت چہرہ ، نیم وا آنکھیں ، بالوں کا جوڑا ، ماتھے کی بندیا ، ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ۔ ان تمام چیزوں کو بہت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے ۔ بدھا کے کان لمبے اور لویں لٹکی ہوئی بنائی جاتی تھیں اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ شہزادے کی حیثیت سے اس کو بھاری زیورات پہننے پڑتے تھے جس کی وجہ سے اس کے کان کی لو میں سوراخ بھی ہیں ۔ اور وہ ان بھاری زیورات کی وجہ سے لمبے بھی ہو گئے ۔

CULT STATUE OF BUDDHA – v

اس مجسمہ میں بدھا کو کھڑے دکھایا گیا ہے ۔ اس کے دونوں بازو ٹوٹ چکے ہیں ۔ پوری چادر سے جسم کو بڑی خوبصورتی سے ڈھانپ رکھا ہے ۔ اس مجسمہ میں بدھا کا جسم تندرست ، توانا نظر آتا ہے ۔ چہرہ بھی خوب بھرا بھرا سا ہے ۔ اس کے علاوہ جو نئی چیز ہے وہ چہرے پر مونچھوں کی موجودگی ہے ۔ آنکھیں بھی پوری کھلی ہوئی ہیں یعنی مخصوص روایت سے ہٹ کر مجسمہ سازی کی گئی ہے ۔

BUST OF BODHISATVA – vi

یہ مجسمہ بودھی ستوا کا ہے یعنی بدھا کا اس حالت میں جب کہ ابھی اسے نروان حاصل نہیں ہوا تھا اور ابھی وہ مکمل بدھا نہیں بنا تھا ۔ بودھی ستوا کی حالت میں کبھی کبھی اسے شہزادے کی روپ میں بھی بنایا جاتا تھا یہ بھی ایک ایسا ہی مجسمہ ہے ۔ اس نے سر پر ایک پگڑی نما تاج سا پہن رکھا ہے ۔ کانوں اور گلے میں بھاری زیورات پہن رکھے ہیں ۔ چہرہ خوبصورت بنایا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ چہرے پر مونچھیں بھی ہیں ۔

BODHISATVA MEDITATING – vii

یہ بھی ایک بودھی ستوا کا مسجمہ ہے جو کہ آج کل پشاور میوزیم میں ہے ۔ یہ مجسمہ 28 انچ اونچا ہے اور ایک چبوترے پر بیٹھا ہے ۔ ہاتھ گود میں رکھے ہیں ۔ چادر سے پورے جسم کو بڑی خوبصورتی سے ڈھانپ رکھا ہے ۔ اس

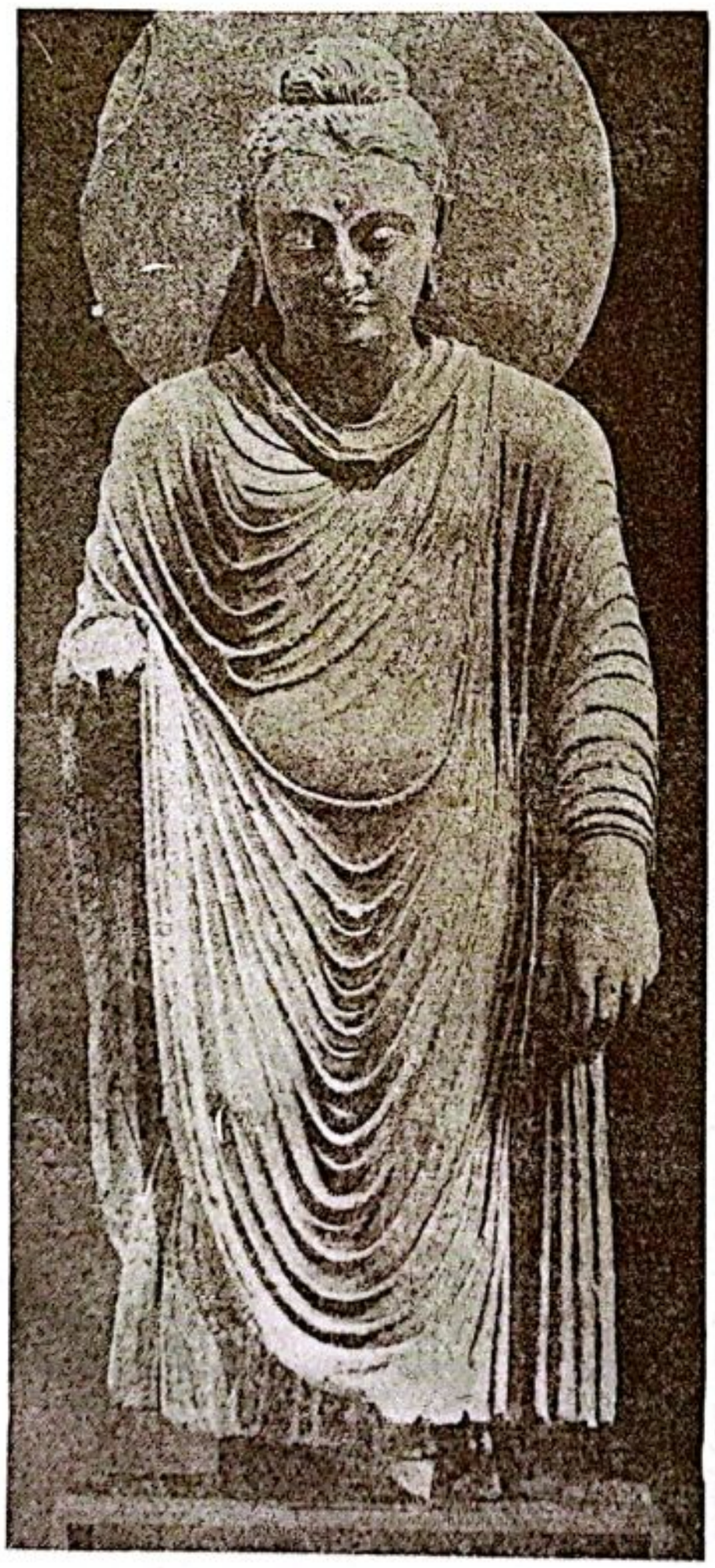

STATUE OF BUDDHA

کی سلوٹیں جسم کے ساتھ بنائی گئی ہیں سر کے پیچھے دھرم چکر یا ہالہ بنایا گیا ہے بودھی ستوا ہونے کی وجہ سے اس نے زیورات پہن رکھے ہیں ۔ چبوترے پر ریلیف کی شکل میں کسانوں کو دکھایا گیا ہے جو کہ فصل کی بوائی میں مشغول ہیں ۔

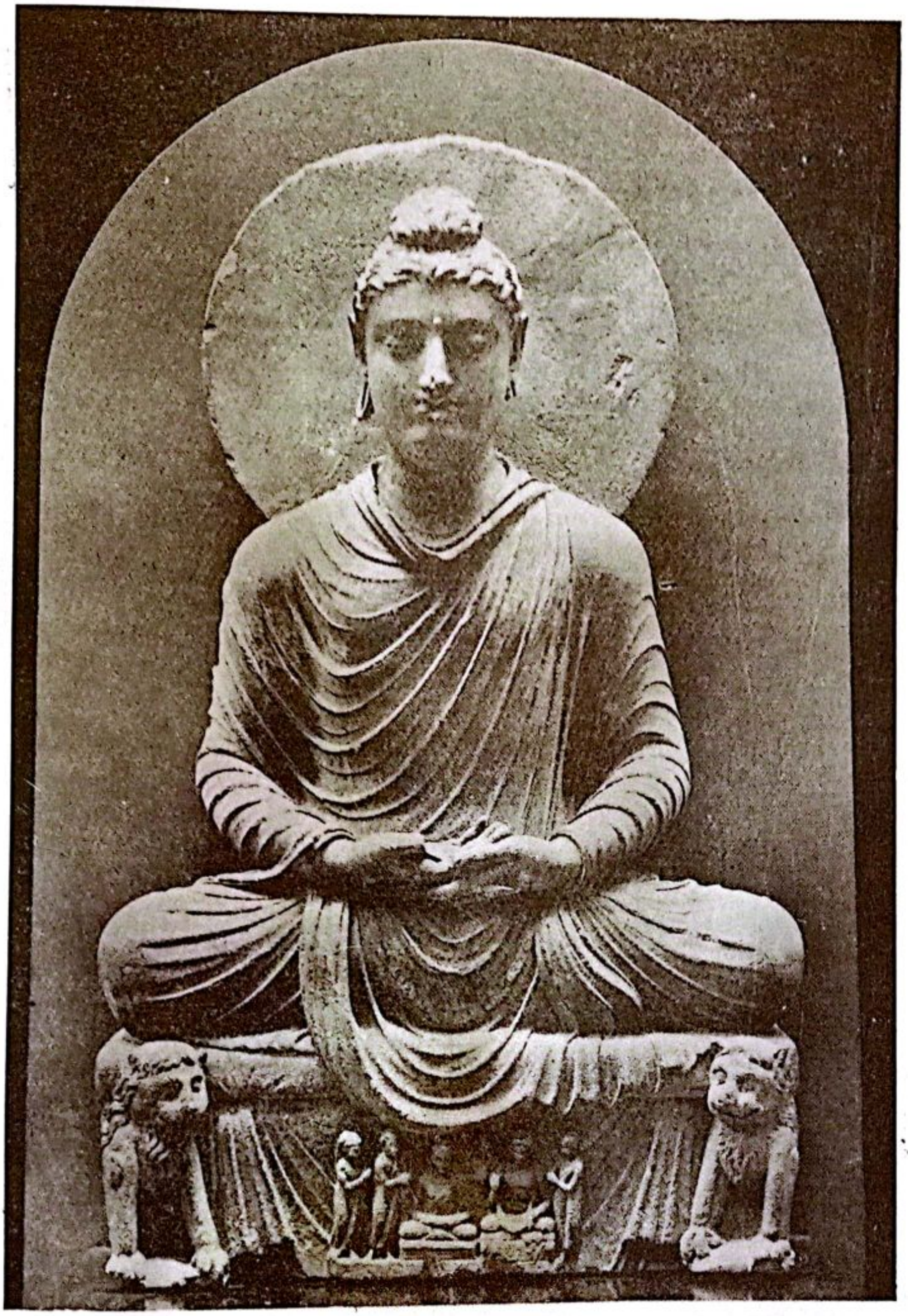

SEATED BUDDHA

SCULPTURE IN RELIEF

گندھارا مجسمہ سازی میں ROUND SCULPTURE کے علاوہ RELIEF کی صورت میں بھی مجسمہ سازی کی بہت سی مثالیں ملی ہیں ۔ یہ ریلیف ورک بھی دو طرح سے کیا جاتا تھا ۔

ALTO RELIEF – i

BAS RELIEF – ii

آلٹو ریلیف میں اجسام تقریباً گولائی میں ہی ہوتے تھے لیکن ان کی ایک سطح سیدھی ہوتی تھی ۔ یعنی وہ سطح سے چپکے تو ہوتے تھے مگر کافی زیادہ ابھار کر بنائے جاتے ۔

BAS RELIEF میں سطح پر ہلکے ابھار سے انسانی اجسام کو نمایاں کیا جاتا اور کم گولائی دکھائی جاتی ہے ۔

ریلیف میں بھی دو طرح کے موضوع نظر آتے ہیں ۔

i – بدھا کی مذہبی زندگی

ii – بدھا کی غیر مذہبی زندگی

ریلیف کی صورت میں عموماً بدھا کی زندگی کی کہانیاں "فگر کمپوزیشن" کی صورت میں بنائی گئی ہیں ان میں اس کی پیدائش سے ۔!ٔ بدھا بننے تک کی کہانیاں ہیں ۔ اور دونوں گروہوں نے اس پر کام کیا ۔ یعنی وہ گروہ جو بدھا کو اس کی اصلی حالت میں بنانا پسند کرتے تھے ۔ اور دوسرا گروہ جو کہ بدھا کی علامات کو بنانا پسند کرتے تھے ۔

اس کی مذہبی زن ں سے تعلق رکھنے والی کچھ ریلیف کی مثالیں یوں ہیں ۔

ADORATION OF STUPA – i

اس ریلیف کو ایسے گروہ کے فنکار نے بنایا جو بدھا کو اس کی علامت بنا کر پیش کرتے تھے ۔ اس ریلیف میں بدھا کی بجائے ایک STUPA جو کہ اس کی علامت ہے اسے بنایا گیا ہے ۔ یہ ایک چھوٹا سا خوبصورت STUPA ہے ۔ اس کے دونوں اطراف میں لوگ کھڑے ہیں اور عبادت میں مصروف ہیں کچھ لوگ نذرانے پیش کر رہے ہیں ۔ بائیں جانب کھڑے دو آدمیوں کے جسم کا انداز بہت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے ۔ جسم پر چادر کو بڑی مہارت سے ریلیف کی صورت میں بنایا گیا ہے ۔

FIRST SERMON – ii

یہ ریلیف ایک خوبصورت بارڈر کی شکل میں بنی ہے ۔ درمیان میں بدھا کو اس انداز میں بیٹھے دکھایا گیا جیسے وہ کسی بات کی تلقین کر رہا ہو ۔ اس نے ایک ہاتھ گود میں دھرا ہے جبکہ دوسرا اوپر اٹھایا ہوا ہے ۔ چہرے کا وہی مخصوص انداز ہے ۔ سر پر بالوں کا جوڑا ہے ۔ بدھا ایک چبوترے پر بیٹھا ہے ۔ جبکہ اس کے دونوں طرف پیرو کار بھی چھوٹے چھوٹے چبوتروں پر بیٹھے ہیں ۔ ان سب کا دھیان بدھا کی جانب ہے ۔ عظمت کے طور پر بدھا کا جسم پیرو کاروں کے مقابلہ میں بڑا بنایا گیا ہے ۔

BIRTH OF BUDDHA

MIRACLE OF SRAVASTI – iii

یہ ایک خوبصورت ریلیف ہے ۔ اس میں چھوٹی چھوٹی محرابیں اور طاق بنے ہیں ۔ سامنے ایک بڑی محراب میں
بدھا ایک چبوترے پر بیٹھا دکھایا گیا ہے ۔ اس کے ہاتھ تبلیغی انداز میں ہیں ۔ جبکہ دونوں اطراف میں چھوٹی محرابوں

میں بودھی ستوا اور اس کے پیرو کار بیٹھے ہیں ۔ اوپر چھوٹے طاقچوں میں بھی پیرو کار عبادت کر رہے ہیں ۔ اس ریلیف میں عمارت کا منظر بہت خوبصورت ہے چھوٹی سی بالکونی بھی بنائی گئی ہے ۔ چھوٹے چھوٹے ستون بڑی خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں ۔

BUDDHA RECEIVING BUNDLE OF GRASS

اس ریلیف میں بدھا کو ایک کسان سے گھاس کا تحفہ لیتے دکھایا گیا ہے ۔ درمیان میں بدھا اپنے مخصوص انداز میں کھڑے ہیں ۔ جسم پر ایک چادر کا لباس ہے ۔ سر کے گرد ہالہ بنا ہے ۔ اس کی بائیں جانب کسان ہے جس نے ایک لنگوٹی باندھ رکھی ہے ۔ اس کے سامنے گھاس کا بنڈل پڑا ہے ۔ کسان کا جسم بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا ۔ بدھا کے دائیں جانب ایک شخص کھڑا ہے یہ شخص بدھا کے ساتھ اور بھی کئی ریلیف میں نظر آتا ہے ۔ یہ غالباً بدھا کا کوئی دوست ہے اس کا نام VAJRAPANI خیال کیا جاتا ہے ۔ اس نے سکرٹ نما یونانی انداز کا لباس پہن رکھا ہے ۔ بال بھی لمبے ہیں ۔ سکرٹ کی وجہ سے اس کی ٹانگیں گھٹنے تک برہنہ ہیں جنہیں بڑی اچھی طرح بنایا گیا ہے ۔

ADORATION OF BODHISATVAS HEAD DRESS – v

اس ریلیف میں بدھا کی علامت کے طور پر اس کے تاج کی پوجا کی جا رہی ہے درمیان میں ایک کرسی کے اوپر یہ پگڑی نما تاج رکھا ہے ۔ اس کے اوپر ایک چھڑی ہے ۔ تاج کے پاس ہی ایک مور چھل پڑا ہے ۔ دونوں اطراف میں پیرو کار عبادت کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں ۔ یہ پیرو کار ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ۔ ان کے جسم پر ایک چادر نما لباس ہے ۔ جبکہ جسم کا اوپر کا حصہ کافی برہنہ حالت میں بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا ہے ۔ دونوں اطراف میں کھڑے دو پیرو کاروں کے پیچھے بھی لوگ نظر آ رہے ہیں ۔

DEATH OF BUDDHA – vi

اس ریلیف میں بدھا کی وفات کا منظر دکھایا گیا ہے ۔ درمیان میں بدھا بڑی پُرسکون حالت میں ایک تخت پر دراز ہیں ۔ جسم پر وہی چادر نما لباس ہے ۔ بالوں کا مخصوص جوڑا ہے لیکن آنکھیں بند ہیں ۔ اس تخت کے چاروں جانب لوگ بین کرتے نظر آ رہے ہیں ۔ بائیں جانب اس کا دوست "وجرا پانی" اپنے مخصوص لباس میں کھڑا رو رہا ہے تخت کے سامنے تین شخص مختلف انداز میں بیٹھے رو رہے ہیں ۔ تخت کے پیچھے بھی لوگ بین کرتے ہوئے ہاتھ سروں پر رکھے ہوئے ہیں ۔ وفات کا منظر بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے ۔ لوگوں کے بیٹھنے کے مختلف انداز اور ان کے لباس ، فنکار کے ماہر ہونے کا ثبوت ہیں ۔

اب چند مثالیں بدھا کی غیر مذہبی زندگی کی یوں ہیں ۔

BATH OF INFANT BODDHA – i

اس ریلیف میں جبکہ بدھا ایک بچہ تھا اس کو غسل دیا جا رہا ہے ۔ درمیان میں ایک چبوترے پر چھوٹا بچہ یعنی بدھا کھڑا ہے ۔ اس کو دو کنیزوں نے سہارا دے رکھا ہے جو کہ اس کے دائیں اور بائیں جانب بیٹھی ہیں ۔ اس کے پیچھے کھڑی خادمائیں ایک برتن سے بدھا پر پانی ڈال رہی ہیں ۔ جبکہ اطراف میں دو خادمائیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں ۔ غسل کا یہ منظر بہت خوبصورتی اور مہارت سے بنایا گیا ہے ۔

THE CHILD BODHISATVA GOING TO SCHOOL IN A RAM-CART – ii

اس تصویر میں بدھا کو مینڈھوں کی بنی ہوئی گاڑی میں بیٹھے دکھایا گیا ہے ۔ وہ ایک جلوس کی شکل میں سکول لے جایا جا رہا ہے ۔ اس کے آگے پیچھے خادم ہیں ۔ جنہوں نے ہاتھوں میں کچھ اٹھا رکھا ہے ۔ دو مینڈھے جو کہ گاڑی کے ساتھ بندھے ہیں ۔ اور گاڑی کو کھینچ رہے ہیں ۔ ان کو بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے ۔ گاڑی کا پہیہ اور اوپر بیٹھا بدھا جبکہ ایک کوچوان گاڑی چلا رہا ہے ۔ جلوس جیسا یہ منظر بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے ۔

BIRTH OF BUDDHA – iii

اس ریلیف میں بدھا کی پیدائش کا منظر دکھایا گیا ہے ۔ روایت کے مطابق رانی نے جب بدھا کو جنم دینا تھا تو وہ اپنی ماں کے ہاں جا رہی تھی مگر راستہ میں ہی بدھا کی ولادت ہو گئی ۔ اسی منظر کو اس ریلیف میں بیان کیا گیا ہے ۔ درمیان میں رانی کھڑی ہے اس کے اوپر درخت کا سایہ ہے ۔ ارد گرد خادمائیں کھڑی ہیں ۔ ایک اور روایت کے مطابق بدھا نے اپنی ماں کی پسلی سے جنم لیا ۔ لہذا اسی حالت کو ریلیف میں بھی دکھایا گیا ہے ۔ بدھا اپنی ماں کے بائیں پہلو سے باہر آ رہا ہے جبکہ ایک خادمہ اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ رہی ہے ۔ اِرد گرد خادمائیں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں ۔

THE SEVEN STEPS OF INFANT BUDDHA – iv

اس ریلیف میں بھی بدھا دکھایا گیا ہے جب کہ وہ ایک شہزادہ تھا ۔ درمیان میں بچہ بدھا برہنہ حالت میں کھڑا ہے لیکن اس کے سر کے گرد ہالہ ہے ۔ اس کے دونوں جانب شاہی محل کے لوگ کھڑے ہیں ۔ جو کہ اس کو ہدایات دے رہے ہیں ۔ ریلیف میں عمارت کا احساس ستونوں کی موجودگی سے ہوتا ہے ۔ لوگوں کے کپڑے اور ان کے جسم بڑی مہارت اور خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں ۔

اجنتا

AJANTA ART

اجنتا آرٹ بھی گندھارا آرٹ ہی کی ایک کڑی ہے ۔ فرق یہ ہے کہ اجنتا آرٹ میں بدھا کے موضوع پر مصوری کی گئی جبکہ گندھارا میں مجسمہ سازی کی گئی ۔ گندھارا آرٹ موریں اور کشن عہد میں ہوا جبکہ اجنتا آرٹ گُپتا عہد میں ہوا گُپتا عہد میں چونکہ ہندو مذہب پھر غالب آ رہا تھا لہذا اجنتا مصوری میں ہندو طرز بھی نمایاں نظر آتا ہے ۔

اجنتا آرٹ کو غاروں کا فن یا CAVE ART بھی کہتے ہیں ۔ وہ اس لئے کہ اس دور کی تمام مصوری غاروں کی دیواروں پر پائی گئی ۔ ان غاروں میں اجنتا ، ایلورا اور باغ کی غاریں شامل ہیں ۔ سب سے زیادہ فن پارے اجنتا سے ملے ہیں ۔ اسی لئے اس کو اجنتا آرٹ ہی کہا جاتا ہے ۔

اجنتا ہندوستان میں دکن کے شہر اورنگ آباد کے نزدیک واقع ہے ۔ یہ وگھوراندی کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کا سلسلہ ہے ۔ ان پہاڑوں کے درمیان میں وادی ہے ۔ ان غاروں کی دریافت بھی ایک اتفاقی حادثہ ہے ۔ 1822 ء میں چند سپاہی شکار کی غرض سے ان پہاڑوں پر گئے ۔ اتفاق سے ایک سپاہی ان غاروں کے قریب جا گِرا باقی جب اس کی مدد کو پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ غاروں کے اندر تصاویر بنی ہیں ۔ یوں لوگوں کو اس کا علم ہوا اور سیاح اس کو آکر دیکھنے لگے ۔ شروع میں احتیاطی تدابیر اختیار نہ کرنے کی وجہ سے بہت کام ضائع ہو گیا ۔ جب حکومت نے اس جانب توجہ دی تو انہوں نے 1844 ء میں برطانیہ سے ایک ماہر رابرٹ گِل کو بلوایا ۔ رابرٹ گِل نے 26 سال تک ان غاروں کے لئے کام کیا بہت سی ڈرائنگ بنائیں اور تباہ ہو جانے والی تصاویر کو اپنی ان تصویروں میں محفوظ کیا مگر بد قسمتی سے اس کی تمام محنت رائیگاں گئی اور اس کا تمام کام 1866 ء میں لندن کے قریب آگ لگ جانے کی وجہ سے تباہ ہو گیا ۔ سخت مایوسی کے باوجود رابرٹ گِل نے کام نہ چھوڑا اور اس نے اجنتا آرٹسٹوں کے سٹائل میں ہی تصویر کشی کی حتیٰ کہ وہیں وہ بیمار ہوا اور وفات پا گیا ۔ اس کا مقبرہ آج بھی بھشوال اجنتا کے نزدیک واقع ہے ۔

رابرٹ گِل کے بعد جان گرفتھ نے اس کام بیڑا اٹھایا اس نے بمبئی سے مقامی آرٹسٹوں کو ساتھ لیا اور پرانے کام کی کاپیاں بنائیں مگر بد قسمتی یہ کہ ان کا کام بھی لندن کے میوزیم میں آگ لگ جانے کی وجہ سے تباہ ہو گیا ۔ لیکن پھر بھی گرفتھ اور اس کے طالب علموں نے اتنی کاپیاں کر لیں کہ انہوں نے اس موضوع پر دو کتابیں چھاپیں جن میں کہ اجنتا کے شروع کے دور کا کام محفوظ کر لیا گیا ۔

غاروں میں تصویر کشی کی وجوہات تاریخ دانوں کے اندازے کے مطابق یہ ہو سکتی ہے کہ چونکہ بدھ مذہب کے پیرو کار تبلیغ کے سلسلہ میں جگہ جگہ جاتے تھے ۔ اور عموماً یہ لوگ رہائش شہروں سے دور رکھتے تھے ۔ اس لئے ہو سکتا ہے اس وادی میں سفر کے دوران ان کو یہ جگہ پسند آ گئی ہو اور انہوں نے یہاں چٹانوں کو کاٹ کر غار بنائے ۔

اُن غاروں میں بھی دو طرح کی عمارات بنائی جاتی تھیں ۔

AJANTA CAVES

i – CHATIYAS یعنی عبادت گاہیں

ii – VIHARAS یعنی رہائش گاہیں

دونوں قسم کی غاریں ملا کر بنائی گئی ہیں اور نہایت سادہ ہیں ۔ یہ غاریں تعداد میں 30 ہیں ۔ اور تقریباً 600 میٹر کے رقبہ میں نعل یعنی HORSE SHOE کی شکل میں بنی ہیں ۔

غاروں کی دیواروں پر جگہ جگہ تصاویر بنی ہوئی ہیں ۔ اس کے علاوہ آرائشی نمونے اور ریلیف ورک بھی ہے جو کہ ستونوں پر کیا گیا ہے ۔ پتھر میں کیا گیا RELIEF کا کام اس قدر خوبصورت اور نازک ہے کہ اس پر لکڑی کا گمان ہوتا ہے ۔ بنیادی طور پر یہ کام سجاوٹ کی غرض سے کیا گیا لہذا ہم اجنتا آرٹ کو آرائشی آرٹ یا DECORATIVE ART بھی کہتے ہیں ۔

موضوعات :

اجنتا کے غاروں میں پائی گئی تصاویر کا موضوع بنیادی طور پر گوتم بدھ کی ذات ہے ۔ لیکن یہاں اس کی زندگی کے واقعات کو متفرق انداز سے تصویری شکل میں ڈھالا گیا ہے ۔ بدھا کو ایک عام انسان کے روپ میں بھی دکھلایا گیا ہے ۔ جس کو دنیا کی رنگینیوں سے بھی دلچسپی ہے ۔ اس کے علاوہ ان تصاویر میں عورتوں کی تصاویر کو بھی خاص طور پر بنایا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ ، جانوروں ، پرندوں کی تصاویر بھی قدرتی انداز میں بنائی گئی ہیں ۔ یعنی ان دیواری

تصاویر کے تین موضوع ہیں ۔

i ۔ گوتم بدھ کے حالات زندگی

ii ۔ عورتوں کی عکاسی

iii ۔ جانوروں کی عکاسی

اس کے علاوہ آرائشی نمونے بھی بنائے گئے ۔

تکنیک اور میٹریل (TECHNIQUE AND MATERIAL)

اجنتا آرٹ کی تکنیک FRESCO TECHNIQUE کہلاتی ہے ۔ جیسا کہ قدیم مصری بھی دیواروں پر اسی تکنیک سے تصویر بناتے تھے ۔

i ۔ سب سے پہلے دیوار کی سطح کو کسی پتھر سے رگڑ کر ہموار کیا جاتا تھا ۔

ii ۔ اس کے بعد مٹی میں بھوسہ ملا کر لیپ کیا جاتا تاکہ دیوار موٹی اور نرم ہو جائے ۔

iii ۔ اس کے بعد پلاسٹر لگایا جاتا ۔ اسی پلاسٹر پر پہلے خاکہ بنایا جاتا ۔ یعنی کسی گہرے رنگ سے جو کہ عموماً کالا یا گہرا سرخ رنگ ہوتا اس سے OUT LINE بنائی جاتی ہے ۔

iv ۔ گیلے پلاسٹر پر ہی رنگ بھرے جاتے جو کہ خشک ہونے پر مضبوط ہو جاتے ۔

v ۔ تصویر خشک ہونے کے بعد اس کو پالش کیا جاتا تاکہ چمک آ جائے ۔

اجنتا مصوری کی خصوصیات

اجنتا کی دیواری تصاویر کی ایک منفرد حیثیت ہے اس کی چیدہ چیدہ خصوصیات کچھ یوں ہیں ۔

i ۔ DECORATIVE ART

اجنتا آرٹ کی سب سے پہلی خوبی یا بنیادی خصوصیت اس کا آرائشی ہونا ہے ۔ ایسے موضوعات کا انتخاب کیا گیا ہے کہ آرائشی پہلو یا سجاوٹ نمایاں ہوں جیسے کہ عورتوں کی تصاویر جن کی کہ خوب سجاوٹ کی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ تصویروں کے خوبصورت فریم بنائے گئے ۔ چھتوں کو مختلف بلاکوں میں تقسیم کر کے پھولوں کے اور جیومیٹریکل ڈیزائن بنائے گئے ہیں ۔

ii ۔ گہرے حاشیہ کا استعمال DARK OUT LINE

ان تصاویر کو دیکھنے کے بعد جو فوری تاثر ابھرتا ہے ۔ وہ ان کی تصاویر میں OUT LINE کا استعمال ہے ۔ اس طرح اجسام کو نمایاں کیا گیا ہے ۔ اور یہ OUT LINE یا حاشیہ عموماً گہرے رنگ میں بنا ہوا ہے اس OUT LINE کو بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے یعنی کسی جگہ سے باریک اور کسی جگہ اس کو موٹا کر کے FIGURE میں گولائی لائی گئی ہے ۔

iii – فاصلے کا تناسب USE OF PERSPECTIVE

تصاویر میں فاصلے کا احساس موجود ہے ۔ یعنی اجسام کو آگے اور پیچھے بنایا گیا جہاں کہیں عمارات کی تصویر میں موجودگی دکھائی گئی وہاں بھی PERSPECTIVE دکھایا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ رنگوں کا استعمال بھی اس خیال کو رکھ کر کیا گیا ہے ۔

iv ۔ سکون اور اطمینان کا احساس

اجنتا کی غاروں کی تصاویر دیکھ کر سکون ، طمانیت کا احساس ہوتا ہے جو کہ ان کی تصویروں میں موجود ہے ۔ موضوع کے لحاظ سے ایسی تصاویر بنائی گئی ہیں ۔ جن میں لوگ اطمینان سے دنیاوی کاموں میں مصروف ہیں ۔ کوئی لڑائی جھگڑا یا ناخوشگوار موضوع کی تصویر نہیں پائی گئی ۔

v – LIGHT اور DARK کا استعمال

اجنتا تصاویر میں LIGHT اور DARK کا استعمال بڑی مہارت سے کیا گیا ہے ۔ اگر جسم ہلکے رنگ میں ہے تو پس منظر گہرے رنگ میں بنایا گیا ہے اور اسی طرح اگر اجسام گہرے رنگ میں ہیں ۔ تو ان کو ابھارنے یا نمایاں کرنے کے لئے پس منظر ہلکے رنگ کا بنایا گیا ہے ۔

vi – تناسب اور توازن کا احساس

ان دیواری تصاویر میں اجسام کو ایک خاص تناسب سے بنایا گیا ہے ۔ یعنی سائز میں بالکل مناسب ہیں ۔ یعنی کوئی چیز غیر فطری نہیں ۔ ویسے FIGURES کو اچھی طرح COMPOSE نہیں کیا گیا ہے گو خالی جگہ نہیں چھوڑی گئی ۔ کمپوزیشن کے تمام بنیادی اصول اپنائے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تصاویر مختلف وقتوں میں بنائی گئیں ۔ جہاں خالی جگہ ملی وہاں بنا لی گئیں ۔

vii – رنگوں کا مناسب استعمال

تصاویر میں خوبصورت رنگوں کا استعمال کیا گیا ہے ۔ رنگ اگر کم ہیں تو ایک رنگ کی مختلف TONES کو بڑی خوبصورتی سے استعمال کیا گیا ہے ۔ ان تصویروں میں زیادہ تر مٹی سے بنائے ہوئے رنگ یعنی EARTH COLOURS استعمال کئے گئے ہیں ۔

ix – زندگی کی عکاسی

اجنتا کی تصاویر میں زندگی کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے ۔ تصاویر جو کہ انسانوں یا جانوروں کے اجسام پر مشتمل ہیں ۔ بے جان نظر نہیں آتے ۔ بلکہ یہ لوگ چلتے پھرتے جیتے جاگتے لوگ لگتے ہیں ۔ بنیادی بات موضوع کا انتخاب ہے ۔ اور

جس پر تیز پیلے رنگ میں کھلتے ہوئے پھول نمایاں نظر آ رہے ہیں ۔ پھولوں کو نارنجی رنگ کی آؤٹ لائن کی گئی ہے ۔

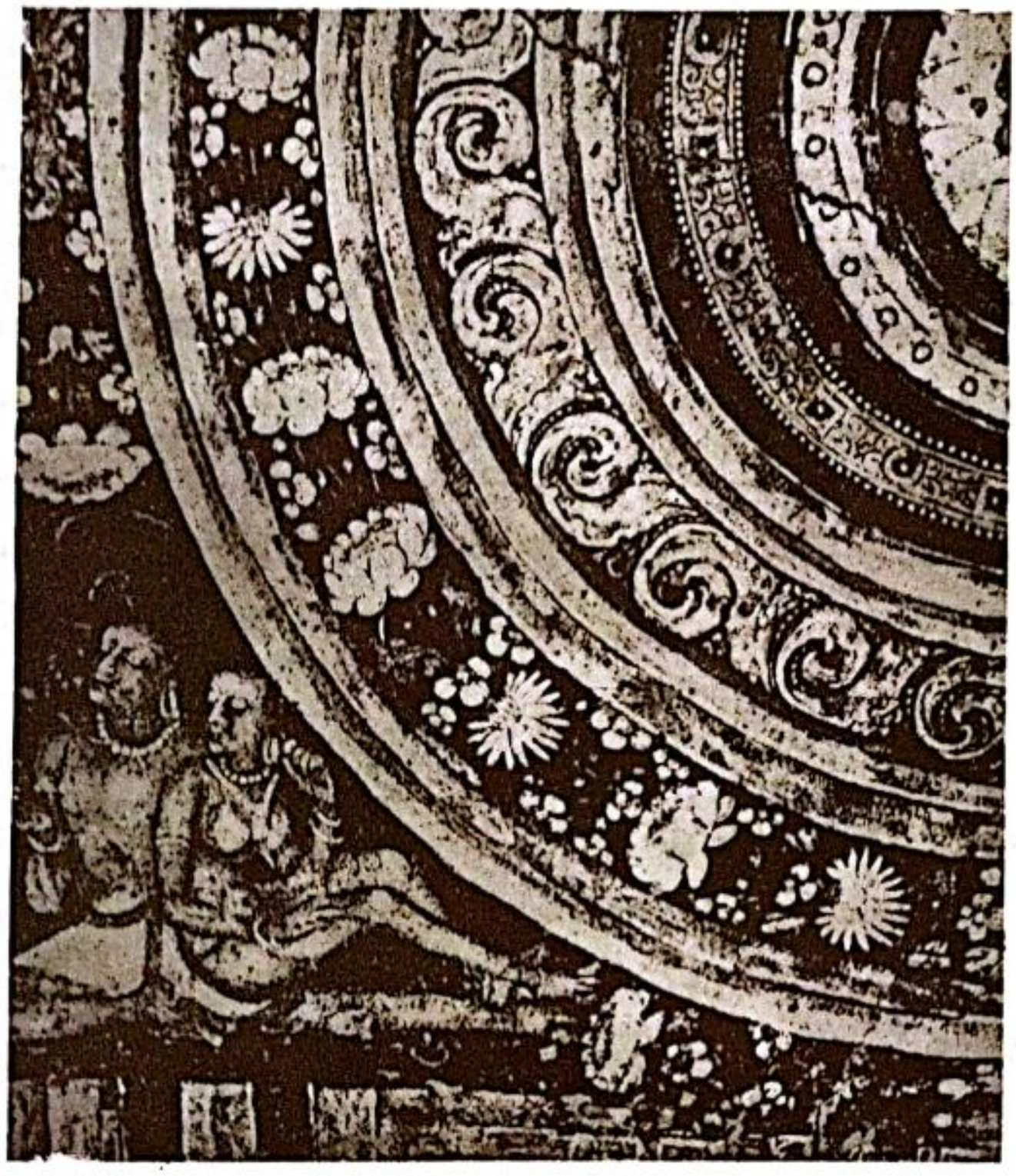

DECORATIVE MOTIFS

LOTUS IN THE WONDERFUL LAKE ÒF BRAHMA DATTA

اس موضوع کی بھر پور عکاسی ہے ۔ چہرے کے تاثرات کو بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا ہے ۔ رنگوں کا استعمال بھی بہت مناسبت سے کیا گیا ہے ۔ ان تمام باتوں کو ملا کر یہ تصاویر زندگی کی بھر پور عکاسی کرتی ہیں ۔

TREATMENT OF WOMEN IN AJANTA CAVES

اجنتا مصوری میں موضوع کے اعتبار سے عورتوں کو خاص اہمیت دی گئی ۔ انہوں نے عورتوں کو ایک خاص انداز سے بنایا ۔ اچھے ماحول میں ، زیورات سے مزین یہ عورتیں پرکشش جسمانی خوبصورتی کے ساتھ دنیا کی رنگینیوں میں مصروف دکھائی دیتی ہیں ۔ عورتوں کے چہرے کے نقوش بھی ایک خاص انداز سے بنائے گئے ۔ یعنی لمبی آنکھیں ستواں ناک ، بھرے بھرے ہونٹ اس کے ساتھ جسم نہایت مناسب بنایا جاتا ۔ عورت کے جسم کی فطری لچک اور نرمی بخوبی نظر آتی ہے ۔ عورتوں کو عموماً ایک دھوتی نما لباس پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ لیکن اوپر کا حصہ اکثر برہنہ دکھایا گیا ہے جس کو زیورات سے مزین کیا گیا ہے ۔ عورتوں کو ان تصاویر میں مختلف انداز سے باتیں کرتے ، کام کرتے اور زندگی کے فرائض انجام دیتے دکھایا گیا ہے ۔ ایسی چند تصاویر کی مثالیں یہاں پیش کی جاتی ہیں ۔

THE WOMEN WITH LOTUS – i

یہ تصویر غار نمبر ۱ کی دیوار سے ملی ہے ۔ چھٹی صدی کے آخر میں بنائی گئی ۔ اس تصویر میں ایک عورت کو کنول کا پھول ہاتھ میں تھامے دکھایا گیا ہے ۔ جو کہ پاکیزگی کی علامت ہے ۔ عورت کے چہرے کے نقوش مخصوص انداز سے بنے ہیں ۔ یعنی بڑی آنکھیں ، ستواں ناک اور بھرے بھرے ہونٹ ، بالوں کا انداز نہایت دلکش ہے ، بھنویں آپس میں جُڑی ہوئی اور ایک ہی رواں لائن لگا کر بنائی گئی ہیں ماتھے پر تھوڑے گھونگھر پڑے ہیں ۔ سر پر بھی زیورات پہن رکھے ہیں ۔ کانوں میں بھاری بالیاں اور گلے میں ہار نظر آ رہے ہیں ۔ پس منظر گہرے براؤن رنگ کا ہے جبکہ عورت کے جسم کا رنگ ہلکے براؤن رنگ میں بنایا گیا ہے ۔ ہاتھوں کی انگلیاں پتلی اور نازک ہیں ۔ عورت کے چہرے کے نقوش بھرپور جذبات کی عکاسی کر رہے ہیں ۔

A QUEEN IN A PALACE SCENE – ii

یہ تصویر بھی غار نمبر ۱ سے ملی ہے ۔ اور غالباً کسی ملکہ یا شہزادی کی ہے ۔ اس تصویر میں ملکہ نہایت دلکش انداز میں بیٹھی ہے ۔ لباس کے طور پر ایک باریک کپڑے سے جسم کا نچلا حصہ ڈھانپ رکھا ہے ۔ لیکن وہ بھی کپڑے کے باریک پن کی وجہ سے نمایاں ہے ۔ معمولی سلوٹیں کپڑے کا احساس دلاتی ہیں ۔ ملکہ نے مختلف قسم کے زیورات پہن رکھے ہیں ۔ مثلاً گلے میں ہار ، بازو بند ، کمر کی زنجیر ، چوڑیاں وغیرہ تمام زیورات نہایت نفاست سے جسم کی گولائی کے ساتھ بنائے گئے ہیں ۔ چہرے کے نقوش تاثرات سے بھر پور ہیں ۔ بڑی بڑی آنکھیں ۔ گھونگھریالے بال اور اجنتا کی عورتوں کا مخصوص جسم ، اس تصویر کا انداز ہے ۔ رنگوں میں ہلکے اور گہرے شیڈ کے استعمال سے جسم کی گولائی لائی گئی ہے ۔

WOMAN ON THE BALCONY – iii

جیسا کہ موضوع سے ظاہر ہے ایک عورت بالکونی سے نیچے جھانک رہی ہے ۔ اجنتا کی غاروں میں عورتوں کو مختلف انداز میں بنایا گیا ہے ۔ اس تصویر میں عورت بڑے خوبصورت انداز سے بالکونی میں کھڑی ہے عورت کے جسم کا رنگ ہلکا ہے اور گہرے رنگ سے آؤٹ لائن کی گئی ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ نیچے جھک کر کسی سے کوئی بات کہہ رہی ہے ۔

THE RECLINING WOMEN – iv

اس تصویر میں عورت بہت خوبصورت انداز میں نیم دراز ہے ۔ عورت مکمل طور پر برہنہ ہے ۔ جسم کا رنگ ہلکا ہے ۔ جسم کے رخ کے برعکس سر پچھلی جانب موڑ کر کسی کو دیکھ رہی ہے ۔ چہرے پر بھولپن نمایاں ہے ۔ خوبصورت انداز میں بالوں کا جوڑا بنا ہے ۔ جسم کی آؤٹ لائن گہرے رنگ میں کی گئی ہے ۔ مخصوص انداز کا جسم بہت خوبصورتی سے بنایا گیا ہے ۔

THE DANCING GIRL WITH MUSICIANS – v

یہ ایک گروپ کی تصویر ہے جو کہ چند خوبصورت عورتوں پر مشتمل ہے ۔ درمیان میں کھڑی ایک عورت ناچ رہی ہے ۔ اس کے ناچنے کا انداز بہت خوبصورت ہے ۔ چہرہ دائیں جانب جھکا ہے جبکہ جسم میں خم ہے اور بازو خاص انداز سے بنائے گئے ہیں ۔ ہاتھوں کی انگلیاں رقص کے خاص انداز میں بنائی گئی ہیں ۔ عورت نے بہت خوبصورت لنگی نما

WOMAN ON THE BALCONY

THE RECLINING WOMAN

لباس زیب تن کر رکھا ہے ۔ جبکہ زیورات بھی کافی تعداد میں پہنے ہوئے ہیں ۔ گلے کے ڈھیروں ہار نفاست اور باریکی سے بنائے گئے ہیں ۔ بازوؤں میں کنگن اور چوڑیاں بازو کی گولائی کے ساتھ بنائی گئی ہے ۔ سر پر تاج پہن رکھا ہے جبکہ بالوں کے جوڑے میں بھی پھول سجے ہوئے ہیں ۔ ناچنے والی عورت کے بائیں جانب بڑے خوبصورت انداز میں دو عورتیں بانسری بجا رہی ہیں ۔ انہوں نے بھی دھاری دار لنگی نما لباس پہن رکھا ہے جبکہ جسم کا بالائی حصہ برہنہ ہے ۔ جبکہ دائیں جانب کافی تعداد میں عورتیں ناچ سے دل بہلا رہی ہیں ۔ اس تصویر میں خوبصورت رنگوں کا استعمال کیا گیا ہے ۔ اور موضوع کے اعتبار سے بھر پور تاثر اجاگر کرنے میں مصور کامیاب رہا ہے ۔

A LADY OF THE COURT – vi

اس تصویر میں ایک خاتون کو خوبصورت انداز میں بیٹھے دکھایا گیا ہے ۔ غالباً اس عورت کا تعلق دربار سے ہے ۔ عورت کا جسم بہت خوبصورت بنایا گیا ہے ۔ جس میں اجنتا مصوری کی خاص خصوصیات کا جو کہ وہ ایک عورت کا جسم بناتے وقت دھیان رکھتے تھے ، نمایاں ہیں ۔ یعنی بھاری سینہ ، پتلی کمر اور بھاری کولہے ، عورت کے جسم کا بالائی حصہ برہنہ ہے ۔ دائیاں بازو خوبصورت انداز میں دائیں پاؤں کی ایڑی کو چھو رہا ہے ۔ جبکہ بائیاں بازو ٹھوڑی کے نیچے رکھا ہے ۔ عورت کے چہرے کے نقوش خوبصورت تاثر لئے ہوئے ہیں ۔ کانوں میں بھاری بالیاں پہن رکھی ہیں ۔ گلے میں ہار اور بازو بند خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں ۔ عورت نے ایک لنگی نما لباس سے جسم کا نچلا حصہ ڈھانپ رکھا ہے ۔ جس پر خوبصورت دھاری دار ڈیزائن بنا ہے ۔ اس لباس میں خوبصورت نارنجی رنگ استعمال کیا گیا ہے جبکہ دھاریاں اور چیک کا ڈیزائن سیاہ رنگ سے بنایا گیا ہے ۔ عورت کا جسم ، ہلکے براؤن رنگ کا ہے جبکہ آؤٹ لائن بہت نفاست سے سیاہ رنگ میں کی گئی ہے ۔

THE WAILING WOMEN – vii

موضوع کے اعتبار سے اس میں ماتم کرتی ہوئی عورتیں دکھائی گئی ہیں ۔ اجنتا کی دیواری مصوری میں عورتوں کو ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والی اور ہر انداز میں بنایا گیا ہے ۔ یہ عام عورتوں کی تصویر ہے جو کسی بات کا ماتم کر رہی ہیں ۔ چہرے کے تاثرات سے غم کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے جبکہ ہاتھ سینہ کوبی کر رہے ہیں ۔ سامنے والی عورت کے جسم کا رنگ ہلکے گلابی رنگ کا ہے جبکہ پس منظر میں عورت کا جسم قدرے گہرے رنگ میں بنایا گیا ہے ۔ پچھلی عورت نے ماتم کے خاص انداز میں ہاتھ سر پر رکھا ہے ۔ ان عورتوں کے منہ کھلے ہیں ۔ جیسے کہ وہ سینہ کوبی کرتے ہوئے کچھ بول رہی ہیں ۔

TREATMENT OF ANIMALS IN AJANTA PAINTING

(اجنتا مصوری میں جانوروں کی نمائندگی)

اجنتا مصوری کی ایک نمایاں خصوصیات ان کی تصاویر میں جانوروں کا استعمال ہے ۔ یوں لگتا ہے کہ اس دور کے مصور نہ صرف انسانوں سے بلکہ قدرت کے بنائے ان خوبصورت پرندوں اور جانوروں سے بھی بڑے متاثر تھے اسی لئے

انہوں نے انہیں اپنی تصاویر میں اہمیت دی ۔ ایسی تصاویر کی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں ۔

THE DOVE – i

اس تصویر میں ایک آدمی نے ایک فاختہ کو ہاتھ پر بٹھایا ہوا ہے فاختہ کو خوبصورت اور حقیقت کے قریب بنانے کی کوشش کی گئی ہے ۔ فاختہ اور آدمی کے جسم کا رنگ زرد بنایا گیا ہے جبکہ سرخی مائل براؤن رنگ سے آؤٹ لائن بنائی گئی ہے ۔

THE BABY ELEPHANT – ii

اس تصویر میں ایک سفید ہاتھی دکھایا گیا ہے ۔ جو کہ بدھا کا علامتی نشان بھی ہے ۔ یہ ایک ہاتھی کا بچہ ہے ۔ اس کے جسم کے تمام اعضاء بہت خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں ۔ جسم کا رنگ ہلکا ہے جبکہ پس منظر سبز رنگ کا ہے ۔

THE FIGHTING BULLS – iii

اس تصویر میں دو بیلوں کو لڑتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اس تصویر میں مصور نے موضوع کے ساتھ پورا انصاف کیا ہے اور بیلوں کی لڑائی کا تاثر پیش کرنے میں کامیاب رہا ہے ۔ بیلوں کے جسم مضبوط بنائے گئے ہیں ۔ جبکہ دونوں کے جسم کا رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہے ۔ دائیں جانب کے بیل کے جسم کا رنگ ہلکا براؤن ہے جبکہ دوسرے کے جسم کا رنگ سرمئی مائل نیلے رنگ کا ہے ۔ دونوں نے سر ایک دوسرے سے ٹکرا رکھے ہیں اور پوری قوت سے ایک دوسرے کو دھکیل رہے ہیں ۔ دونوں کی دُمیں غصہ کی حالت میں خم کھا کر اوپر کی جانب آئی ہوئی ہیں ۔ ایک بیل کا پورا منہ نظر آ رہا ہے جبکہ دوسرے کا منہ اس کے جسم کے اندر چھپا ہوا ہے ۔ تصویر کو بھرپور قدرتی انداز میں بنایا گیا ہے ۔

THE MONKEY BENEATH A TREE – iv

اس تصویر میں ایک بندر درخت کے نیچے بیٹھا دکھایا گیا ہے ۔ بندر کا جسم ہلکے رنگ کا ہے جبکہ بڑی مہارت کے ساتھ ایک آؤٹ لائن جو کہ گہرے سیاہ رنگ میں ہے ، اس سے جسم نمایاں کیا گیا ہے ۔ آؤٹ لائن بڑی مہارت سے بنائی گئی ہے جو کہ جسم کے ساتھ کسی جگہ سے باریک اور کسی جگہ سے موٹی بنائی گئی ہے ۔ بندر کی دُم جو کہ تھوڑا خم کھا کر لٹک رہی ہے بہت قدرتی انداز میں بنائی گئی ہے ۔ بندر کا چہرہ اور ہاتھ دیوار کا پلاسٹر اکھڑ جانے کی وجہ سے واضح نہیں رہے لیکن یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بندر نے ہاتھ میں کوئی پھل پکڑ رکھا ہے جس کو وہ کھا رہا ہے ۔

MONKEY BENEATH A TREE

THE FREED ELEPHANT MEETS HIS BLIND MOTHER – v

جانوروں سے ملق رکھنے والے اس خوبصورت اور جذباتی منظر کو مصور نے بہت مہارت سے بنایا ہے ۔ اس تصویر میں ایک اندھی ہتھنی کے بچے آزاد ہونے کے بعد اس سے مل رہے ہیں ۔ ہتھنی کا جسم بہت خوبصورت انداز میں بنایا گیا ہے ۔ وہ خوشی کے مارے سونڈ اوپر اٹھائے چنگھاڑ رہی ہے جبکہ اس کے دونوں بچوں نے اپنی سونڈیں پیار بھرے انداز میں اپنی ماں کے جسم کے ساتھ لپیٹ رکھی ہیں ۔ تینوں کے جسم کا رنگ ہلکا براؤن ہے جبکہ سیاہ رنگ کے ساتھ بڑی مہارت سے آؤٹ لائن بنائی گئی ہے ۔ پس منظر گہرے براؤن اور سبز رنگ کا ہے ۔ غرضیکہ پوری تصویر بہت قدرتی انداز میں جذبات سے بھرپور بنائی گئی ہے ۔

THE DEAR HUNT – vi

یہ ہرنوں کے شکار کا ایک خوبصورت منظر ہے جس میں خوفزدہ بھاگتے ہوئے ہرن بڑی مہارت سے بنائے گئے ہیں ۔ یہ ایک جنگل کا منظر ہے جس میں ایک شکاری گھوڑے پر سوار ہرنوں کا شکار کر رہا ہے ۔ گھوڑا ہلکے پیلے مائل براؤن رنگ میں بنا ہے جبکہ گہرے رنگ میں آؤٹ لائن کی گئی ہے ۔ اس کے آگے چار خوفزدہ ہرن تیزی سے بھاگ رہے ہیں ۔ دو ہرن پچھلی جانب منہ موڑ کر دیکھ رہے ہیں ۔ ان کے چہروں پر خوف کے آثار ہیں ۔ تمام ہرنوں کا جسم گھوڑے کے جسم کے رنگ سے مشابہ ہے اور آؤٹ لائن سے جسم کی بناوٹ اور گولائی میں مدد لی گئی ہے ۔ پس منظر میں درخت نظر آ رہے ہیں جبکہ جانوروں کے جسموں کے ہلکے رنگ کے برعکس پس منظر گہرے رنگ میں بنا ہے ۔

THE FOWLER AND THE GOLDEN GEESE – vii

یہ مرغابیوں کے ایک گروہ کی بہت خوبصورت تصویر ہے ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اجنتا دور کے مصور نہ صرف انسانی حرکات و سکنات اور جذبات کا بھر پور مشاہدہ رکھتے تھے بلکہ جانوروں کو بھی اسی دلچسپی سے STUDY کرتے تھے ۔ ان کی جانوروں کی بنائی ہوئی خوبصورت تصاویر اس بات کا ثبوت ہیں ۔ انہی میں سے ایک خوبصورت تصویر ان مرغابیوں کی ہے ۔ یہ تعداد میں سات مرغابیاں ہیں جو کہ اوپر کی جانب اڑ رہی ہیں ۔ ان کے پَر کھلے ہیں ۔ مگر مختلف زاویوں سے بنا کر مصور نے تصویر میں حرکت کا تاثر دیا ہے ۔ اوپر کی دو مرغابیوں کے رنگ تقریباً سفید ہیں ۔ نچلی تین کے سرمئی مائل نیلے اور ایک مرغابی سنہرے رنگ میں بنی ہے ان مرغابیوں کی آؤٹ لائن بہت مہارت سے کی گئی ہے اسی لائن سے ان کے پَروں کا ڈیزائن ، پاؤں ، آنکھیں اور چونچ کو نمایاں کیا گیا ہے ۔ مرغابیوں کے ہلکے رنگ کے برعکس پس منظر گہرا سبز بنایا گیا ہے ۔

TREATMENT OF BUDDHA IN AJANTA

جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ اجنتا آرٹ اصل میں بدھ آرٹ کی ایک شاخ ہے اور اس کا بنیادی موضوع بدھا ہی ہے مگر یہ گندھارا آرٹ سے یکسر مختلف ہے ۔ گندھارا آرٹ میں بدھا کو ایک ماورائی مخلوق کے طور پر پیش کیا گیا ہے ۔ اس کو دنیا میں کوئی دلچسپی نہیں اور وہ صرف اپنی روحانیت میں مشغول نظر آتا ہے ۔ مگر اس کے برعکس اجنتا کی غاروں پر کی گئی دیواری تصاویر میں بدھا کو ایک عام انسان کے روپ میں پیش کیا گیا ہے ۔ جس نے شہزادے کے طور پر زیورات پہن رکھے ہیں ۔ اگرچہ اس صورت میں بھی اسے باوقار اور سنجیدہ دکھایا گیا ہے ۔ اس کے تاثرات بہر حال ایک منفرد شخصیت کے ہیں ۔ اس کی مثالیں ان تصاویر میں نظر آتی ہیں ۔

BODHİSATVA PADMAPANI – i

بدھا کی یہ تصویر غار نمبر ۱ سے ملی ہے ۔ اس تصویر میں بدھا ایک خاص انداز سے بیٹھا ہے چہرے پر سنجیدگی اور متانت کے تاثر نمایاں ہیں ۔ اور وہ بڑے باوقار انداز میں تھوڑا سا خم کھا کر بیٹھا ہے ۔ چہرے کے نقوش مخصوص بدھا کے ہیں ۔ نیم وا آنکھیں ستواں ناک ، بڑے کان مگر اس تصویر میں بدھا نے زیورات پہن رکھے ہیں ۔ دائیں ہاتھ میں کنول کا پھول پکڑ رکھا ہے ۔ جسم کا بالائی حصہ برہنہ ہے جبکہ نچلے حصہ پر دھوتی نما لباس ہے ۔

THE BUDDHA AND THE ONE EYED MONK – ii

یہ تصویر غار نمبر ۳ سے ملی ہے اس میں بدھا کے سامنے ایک درویش ہاتھ باندھے کھڑا ہے جبکہ اس درویش کی ایک آنکھ ہے ۔ بائیں جانب بدھا اپنے مخصوص انداز میں بیٹھا ہے ۔ پورے جسم پر ایک چادر نما لباس ہے جس کی باریک سلوٹوں کو خوبصورت انداز میں بنایا گیا ہے ۔ بدھا کے ہاتھ ایک خاص انداز میں بنے ہیں جیسے وہ اپنے ہاتھوں کے اشارے کے ذریعے کوئی تلقین کر رہا ہے ۔ چہرہ مخصوص انداز میں بنا ہے جبکہ سر کے پیچھے ہالہ بنا ہے ۔ بدھا کے سامنے کھڑا درویش قد میں بیٹھے بدھا کے برابر ہے ۔ درویش ہاتھ باندھے کھڑا ہے ۔ جسم پر ایک چادر نما لباس ہے اس تصویر میں

بھی آؤٹ لائن سے کافی مدد لی گئی ہے ۔

MOTHER AND CHILD BEFORE BUDDHA – iii

اس تصویر میں بدھا کے سامنے ایک ماں اور اس کا بچہ نظر آ رہے ہیں ۔ تعظیم کے طور پر اور مذہبی راہنما کی حیثیت سے بدھا کو بڑا بنایا گیا ہے ۔ بدھا کھڑا ہے مخصوص انداز میں چہرے کے گرد ہالہ ہے جو کہ پاکیزگی کی علامت ہے ۔ اس تصویر میں بدھا کے نقوش اور باقی تفصیلات اب کافی حد تک خراب ہو چکی ہیں ۔ بہر حال ایک شبیہ سی نظر آتی ہے ۔ اس کے سامنے بیٹھے عورت اور بچہ کافی چھوٹے بنائے گئے ہیں وہ اوپر سر اٹھا کر بدھا کو دیکھ رہے ہیں ۔ اور کسی مدد یا نیک خواہشات کے طلبگار نظر آتے ہیں ۔ عورت اور بچے کو بہت تفصیل اور بڑی مہارت سے بنایا گیا ہے ۔

BODHISATVA AVALOKITESVARA – iv

اس تصویر میں بدھا کو ایک شہزادے کے روپ میں دکھایا گیا ہے ۔ اگرچہ اس کے چہرے کے نقوش مخصوص تاثر لئے ہوئے ہیں ۔ لیکن سر پر بہت بھاری اور خوبصورت تاج پہن رکھا ہے جبکہ باقی جسم بھی بھاری زیورات سے بھرا ہے ۔ جسم کا بالائی حصہ برہنہ ہے ۔ جس کو لا تعداد ہاروں نے ڈھانپ رکھا ہے ۔ یہ ہار نہایت نفاست سے بنائے گئے ہیں ۔ بازوؤں پر خوبصورت کڑے اور بازو بند پہن رکھے ہیں جن میں باریک موتی اور خوبصورت پتھر جڑے ہیں ۔ زیورات کی تفصیل دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔ اور ان زیورات کو بدھا کے جسم کی گولائی کے ساتھ خوبصورتی سے اور مہارت سے بنایا گیا ہے ۔ جسم کا خم نمایاں ہے دایاں ہاتھ مخصوص انداز میں رکھا ہے ۔ جسم کے نچلے حصے پر دھوتی نما لباس ہے ۔ بدھا کے جسم کا رنگ ہلکا براؤن ہے ۔ جبکہ پس منظر گہرے براؤن اور سبز رنگ کا ہے ۔

BUDDHA GIVEN A BATH – v

یہ ایک "فگر کمپوزیشن" ہے ۔ جس میں کہ دائیں جانب بدھا ایک چوکی پر آلتی پالتی مارے بیٹھا ہے ۔ غسل کے پیش نظر اس نے ایک چادر سے جسم کے نچلے حصہ پر لنگوٹ سا باندھ رکھا ہے ۔ سر کے بال کھلے ہیں ۔ مگر اس کے ہاتھ کسی خاص بات کی نشاندہی کر رہے ہیں ۔ اس کے دائیں جانب خادمائیں کھڑی ہیں ۔ جبکہ اس کے عین پیچھے دو خادم گھڑوں سے اس کے اوپر پانی انڈیل رہے ہیں ۔ بائیں جانب بھی کچھ خادم اور خادمائیں نظر آ رہی ہیں جو کہ غسل میں مدد دے رہی ہیں ۔ ایک خادم گھڑا اٹھائے آ رہا ہے جبکہ ایک خادمہ نیچے جھک کر ایک ملازم بچے سے ٹرے میں کچھ لے رہی ہے ۔ خواتین مکمل طور پر برہنہ دکھائی گئی ہیں ۔ اس کمپوزیشن میں فاصلے کا تاثر بہت خوبصورتی سے دکھایا گیا ہے ۔ کمرے کے ستونوں کو فاصلے کے لحاظ سے آگے پیچھے ایک خاص زاویہ سے بنایا گیا ہے ۔ FIGURES بھی آگے اور پیچھے کے لحاظ سے صحیح بنائے گئے ہیں ۔

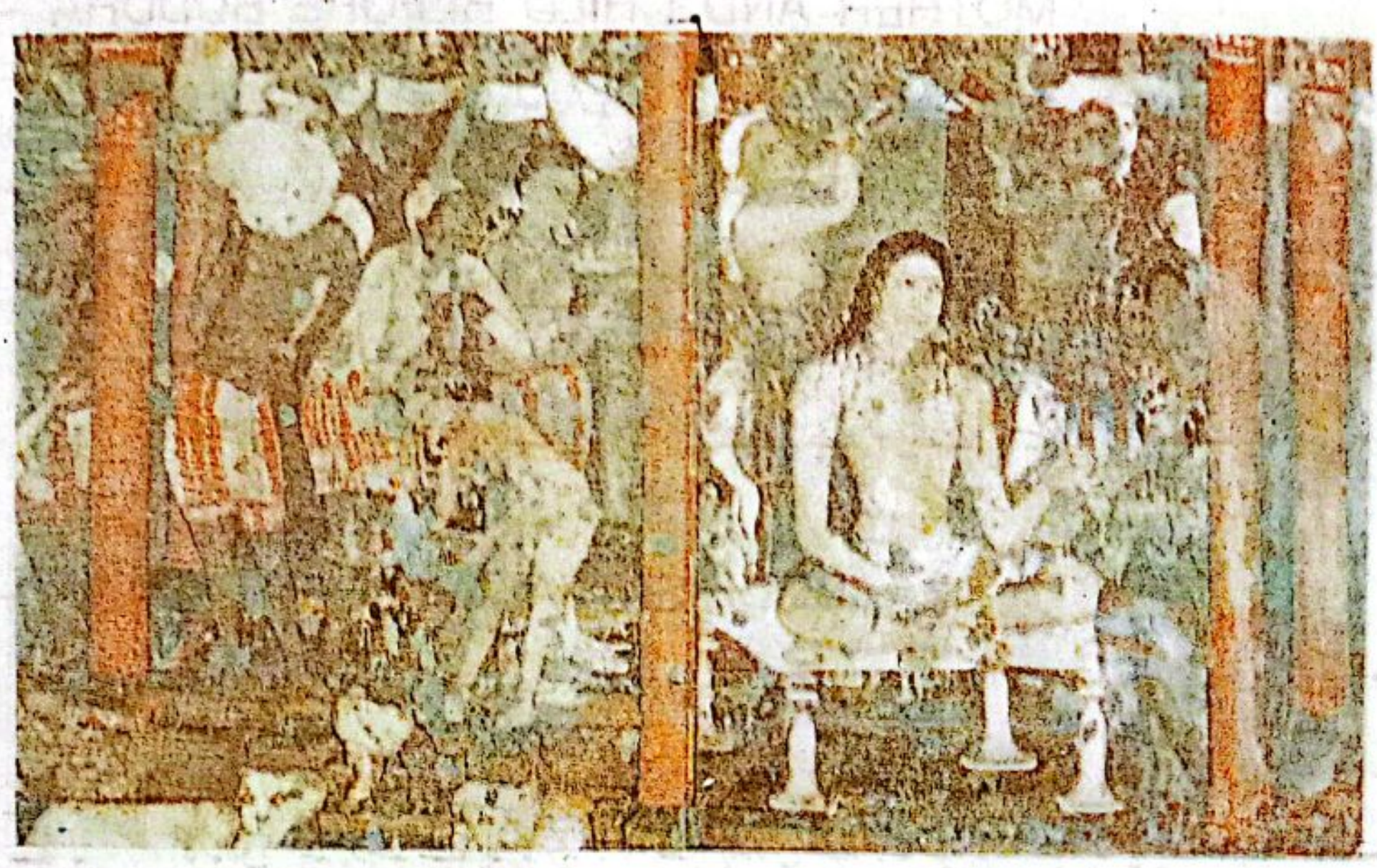

BUDDHA BEING GIVEN A BATH

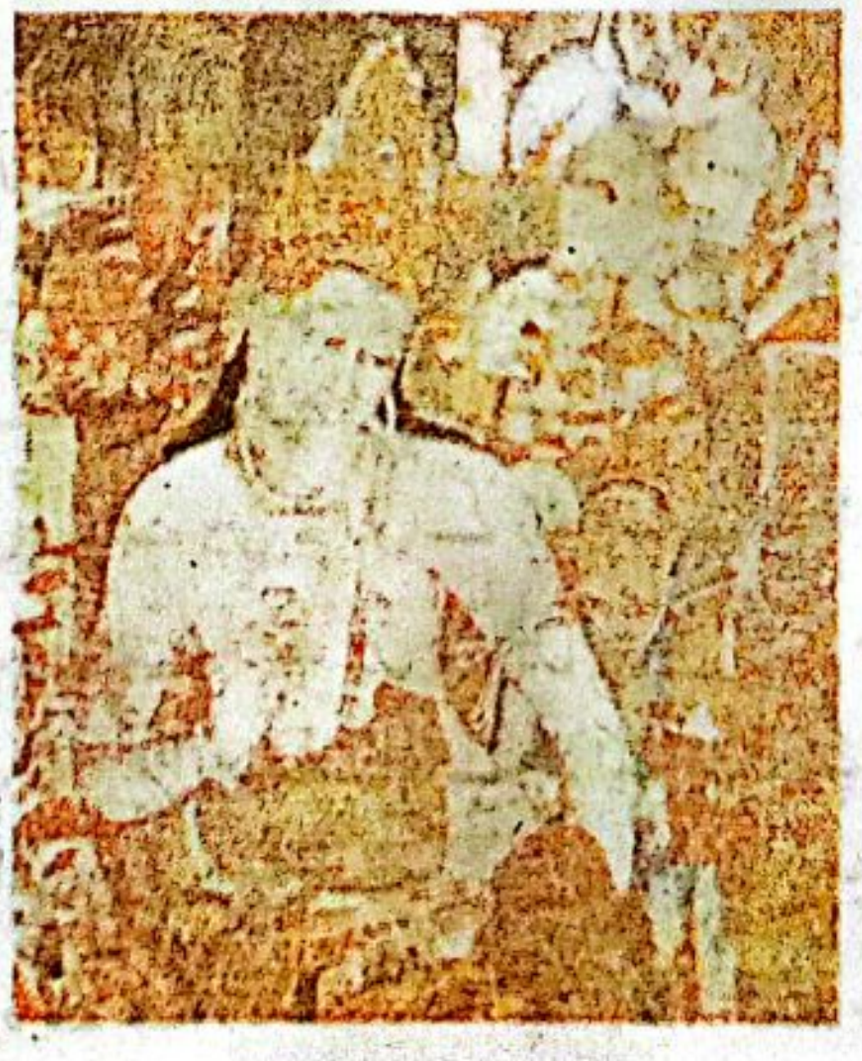

BODHI SATVA PADMAPANI

اجنتا کے آرائشی نمونے

اجنتا آرٹ کو ART OF DECORATION بھی کہا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ اس میں سجاوٹ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ۔ تصاویر کے علاوہ خوبصورت آرائشی نمونے بھی ان غاروں کی دیواروں پر دیکھنے کو ملتے ہیں ۔ یہ زیادہ تر تصویروں کو سجانے کے لئے بنائے جاتے تھے ۔ ان میں بارڈر کی شکل میں ڈیزائن کے علاوہ چھتوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان پر بنائے گئے نقوش شامل ہیں ۔

LEAVES AND FLOWERS – i

پھولوں کی یہ تصویر غار نمبر ۱ سے ملی ہے ۔ اس تصویر میں خوبصورت پنکھڑیوں والے پھول نظر آ رہے ہیں ۔ ان کی پتیاں پیلے رنگ کے مختلف شیڈز سے بنی ہیں ۔ جبکہ پتے سبز اور پھول کے درمیان کا حصہ براؤن ہے ۔ یہ پھول سورج مکھی کے پھول سے مشابہ ہیں اور بہت خوبصورتی سے بنائے گئے ہیں ۔

THE CHAURI BEARER – ii

اس تصویر میں ایک شخص کو بیٹھے دکھایا گیا ہے جس کی پُشت سامنے کی جانب ہے یعنی وہ منہ موڑ کر بیٹھا ہے ۔ اور غالباً کوئی ساز بجا رہا ہے پس منظر میں بنایا گیا ۔ ڈیزائن والا قالین نمایاں ہے ۔ اس قالین پر سرخی مائل براؤن رنگ کے پس منظر پر ہلکے پیلے رنگ میں بہت خوبصورت اور نفیس پھول بنے ہوئے ہیں ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ محض تصویر میں آرائش کی خاطر اس پھولدار ڈیزائن کو بنایا گیا ہے ۔

INTERIOR OF CAVE – iii

آرائش کا یہ حسین نمونہ غار نمبر ۲ کی چھت سے ملا ہے ۔ چھت کے عین درمیان میں ایک بڑا چوکور بنا کر اس میں دائرے بنائے گئے ہیں ۔ اور ان دائروں کو بہت خوبصورتی سے سنہرے رنگ میں PAINT کیا گیا ہے اس بڑے چوکور کے گرد باقی چھت کو مختلف بلاکوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ لیکن یہ تقسیم بڑے تناسب توازن سے کی گئی ہے ۔ ان میں چوکور ، مستطیل اور باریک پٹیاں بنی ہے ان سب میں باریک اور نفیس ڈیزائن بڑی مہارت سے بنائے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ غار میں ستونوں پر RELIEF کی صورت میں نہایت باریک ڈیزائن بنے ہیں جو غار کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں ۔

. INTERIOR OF A CAVE

THE LOTUS IN THE WONDERFUL LAKE OF BRAHMA DATTA – iv

اس تصویر میں ایک جھیل کے اندر خوبصورت کنول کے پھول بنائے گئے ہیں ۔ کنول کا پھول پاکیزگی کی علامت ہے ۔ اور اس کو بدھا کی علامت کے طور پر بھی بنایا جاتا ہے ۔ تصویر میں جھیل کے پانی کا رنگ گہرا براؤن بنایا ہے

DECORATIVE MOTIFS

PRINCESS IRANDATI – v

بعض ایسی تصاویر جن میں مکمل آرائشی نمونے بنائے گئے ہیں ، کے علاوہ ایسی بھی کئی تصاویر اجنتا سے ملی ہیں جن میں ڈیزائن کو محض تصویر کی سجاوٹ اُجاگر کرنے کے طور پر بنایا گیا ہے ۔ ایسی ہی ایک تصویر غار نمبر ۲ سے ملی ہے اس میں دو عورتیں دکھائی گئی ہیں جن میں سے ایک تو شہزادی ہے جو جھولا جھول رہی ہے اور دوسری ملازمہ پاس کھڑی ہے ۔ عورتوں کے موضوع کے تحت تصویر میں مزید سجاوٹ کا عنصر لانے کے لئے پس منظر کو پھولوں سے سجایا گیا ہے ۔ یہ پھول ڈیزائن کی طرح بہت نفاست سے بنے ہیں ۔ گہرے پس منظر پر بنے باریک باریک پنکھڑیوں والے یہ پھول تصویر کی سجاوٹ میں اضافے کا باعث ہیں ۔

THE FIGHTING BULL – vi

یہ تصویر بنیادی طور پر دو بیلوں کی لڑائی کے منظر کی ہے مگر اس کے گرد بارڈر آرائشی نمونے کے طور پر ہے ۔ اس بارڈر میں سبز رنگ کے پس منظر پر بنے ہوئے ہلکے پیلے رنگ کے پھول بہت بھلے نظر آ رہے ہیں ۔ ڈیزائن مسلسل بنایا گیا ہے ۔ اور یہ بارڈر تصویر کو ایک فریم کی شکل مہیا کر رہا ہے ۔

RIGHT HAND CORRIDOR LEADING TO THE HARITI SHRINE – vii

غار نمبر 2 کی اس راہداری میں ہمیں آرائشی نمونے دیکھنے کو ملتے ہیں ۔ اس راہداری کی داہنی طرف دیوار پر تو مسلسل تصاویر بنی ہیں ۔ جبکہ اس کی چھت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان پر گہرے پس منظر کے برعکس ہلکے رنگوں میں باریک اور نفیس ڈیزائن بنے ہیں ۔ ان نمونوں کا مقصد محض ان غاروں کی آرائش تھا ۔ جبکہ ستونوں پر بھی ریلیف کی شکل میں نمونے بنے ہیں ۔ پتھروں پر اس قدر نفیس کاریگری کی گئی ہے جیسے لکڑی کے اوپر کیا گیا نفیس کام ۔ غرضیکہ یہ تمام عوامل مل کر غار کی سجاوٹ میں نمایاں اور اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔

یونان

فن قدیم کے مختلف ماخذوں مثلاً میسو پوٹیما ، مصر اور سندھ وغیرہ کے بعد ہمیں یونان میں دنیا کا بہترین فن نظر آتا ہے ۔ یہ لوگ انتہائی سادہ اور حقیقت پسند تھے ۔ کسی بھی چیز میں تصنع اور بناوٹ کو شامل کرنے کی کوشش نہ کرتے تھے ۔ اسی وجہ سے یونانی فن تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے ۔ اور یہاں ان کے فن پاروں کو یونانی فن کاروں کے عظیم شہکار قرار دیا گیا ہے ۔ بہت سا یونانی فن ضائع ہو چکا ہے ۔ جو بچا اس سے یونانی فن کے معیار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ یونانی فن کی نقلیں رومیوں نے بنائیں ۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کا اصل کام کس قسم کا تھا ۔ (۹۰۰ قبل مسیح سے ۸۰۰ قبل مسیح کے عرصہ میں یونانی لوگ متحد ہوئے اور باقاعدہ یونانی تہذیب کا آغاز ہوا) ۔ یونان میں لوگ مختلف پیشے اپنائے ہوئے تھے ۔ مثلاً کچھ لوگ لوہار ، سنگ تراش ، اسلحہ بنانے والے ، سنار اور دوسرے ماہر تھے ۔

زراعت یونانی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا کام دیتی تھی ۔ گو یونان کی سرزمین زراعت کے لئے زیادہ موزوں نہ تھی ۔ زراعت کا طریق کار تھکا دینے والا تھا ۔ امیر سے امیر شخص کے پاس 30,20 HECTARES زمین سے زیادہ نہ تھی ۔ اس لئے یونانی سوسائٹی زیادہ امیر نہ تھی ۔ زیادہ تر یونانیوں کے لئے زندگی سادہ و دشوار گزار تھی ۔ عام آدمی چھوٹے چھوٹے گھروں میں رہتے تھے ۔ سادہ خوراک کھاتے تھے ۔ ان کے پاس نوکر خدمت گار اور غلام وغیرہ نہ تھے ۔

کسی ملک کے فنی کارہائے نمایاں جاننے سے پہلے اس کے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر نظر ثانی ضروری ہے ۔

1 - جغرافیائی صورت حال :

یونان ایک ایسا ملک ہے جس کے تین طرف سمندر اور قدرتی بندرگاہیں ہیں جو اس ملک کی تجارت اور بتدریج ترقی میں معاون ثابت ہوتی ہیں ۔

یونانی جزیرہ نما براعظم یورپ سے بحیرہ روم کی طرف بڑھا ہوا ہے ۔ اس جزیرہ نما میں ZOPAS پہاڑ شمال سے شروع ہو کر جنوب کی طرف GULF OF CORINTH تک بڑھے ہوئے ہیں ۔ بہت سے جزیروں کی قدرتی بندرگاہیں چھوٹے جہازوں کی آمدورفت کے لئے موزوں ہیں ۔ پہاڑوں کے سلسلے کی بنا پر اندرونی آمدورفت کافی دشوار ہے ۔ سڑکوں کی کمی کی وجہ سے ایک حکومت کے تحت کام کرنا مشکل تھا ۔ اس لئے یونانی باشندے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گئے تھے ۔ ان ریاستوں کے باہمی تعلقات ہمیشہ کشیدہ رہتے تھے ۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں میں سیاسی شعور پیدا

ہونا شروع ہو گیا اور یہ لوگ متحد ہونے کے فائدے کو جان گئے ۔ یونان میں شروع میں بہت سے حملے کئے گئے ۔ جب ان حملوں کا زور کم ہوا تو یونانی اکٹھے ہو گئے ۔ اور آٹھویں صدی قبل از مسیح میں یونان مستحکم ہو گیا ۔

2 – ارضیاتی پہلو (GEOLOGICAL)

یونان اور اس کے گرد و نواح میں عمارات بنانے کے لئے پتھر کثرت سے پایا جاتا تھا ۔ سب سے اہم پتھر سنگ مرمر (MARBLE) پہاڑوں سے بکثرت حاصل کیا جاتا تھا ۔ یونانی سنگ مرمر کو نہ صرف عظیم الشان مندروں اور عمارات میں استعمال کرتے تھے ۔ بلکہ بت تراشی میں بھی استعمال کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ یونان کی عمدہ قسم کی مٹی برتن سازی میں مددگار ثابت ہوئی ۔

موسمی پہلو

یونان کا موسم معتدل اور خوشگوار تھا ۔ درجہ حرارت کم مگر سردی نہ تھی اس لئے یونانیوں کو زیادہ بھاری لباس کی ضرورت نہ تھی ۔ وہ صرف ہلکا لباس مثلاً کرتا ، چوغا اور سینڈل استعمال کرتے تھے ۔ یونانی لوگ بے حد ذہین تھے ۔ وہ اپنا زیادہ تر وقت فلسفیانہ باتوں پر صرف کرتے تھے ، یونان چٹانوں کا ملک تھا ۔ اس میں جنگلات کم تھے جس وجہ سے ماحول صاف ستھرا اور روشن تھا ۔ اسی وجہ سے لوگ گھروں سے باہر کی زندگی پسند کرتے تھے ۔ اور یہی چیز ان کے اعلیٰ یا مکمل ترین فن تعمیر میں معاون ثابت ہوئی ۔ باہر کی مصروفیات مثلاً کھیلیں ، ڈرامہ اور اہم تقریبات سردیوں میں بھی باہر ہی انجام دی جاتیں ۔ عمارات کی ضرورت محدود ہی رہی ۔ گرمیوں میں سورج کی تپش سے بچاؤ کے لئے اور سردیوں میں اچانک بارش کی آمد اور یونانیوں کی باہمی گفتگو میں دلچسپی کی وجہ سے PORTICOES اور COLLONAIDS کی ضرورت پیش آئی ۔

مذہب :

یونانی مذہب بہت قدیم تھا ۔ یہ لوگ قدرت کی پوجا کرتے تھے ۔ مثلاً سورج ، چاند ، ستارے اور قدرتی مناظر وغیرہ ، چٹانوں سے لئے گئے پتھر کے ستون اور ہر قسم کے درخت اور جانوروں کو متبرک سمجھا جاتا تھا ۔ ترقی کے مختلف مدارج میں سے گزرتے ہوئے دیوتا کو انسانی روپ میں بڑے اور چھوٹے مجسموں کی صورت میں بنایا جاتا تھا ۔ مذہبی پیشوا مذہبی رسومات کی رہنمائی کرتے تھے ، پوجا کھلی غاروں میں ، گرجوں یا مقبروں میں کی جاتی تھی ۔ مذہبی رسومات میں متبرک کھیلیں ، مذہبی رسومات سے متعلق ڈرامہ اور جسمانی ورزش وغیرہ شامل تھے ۔

دیوتا کو خاص قدرتی ELEMENTS سے متجسم کیا جاتا تھا ۔ دیوتا یا رستم وقت کی پوجا عام تھی ۔ ہر شہر اور ضلع کا اپنا دیوی دیوتا ، تقریبات اور روایات تھیں ۔ باقاعدہ پادری نہ تھے ۔ پجاری اور پجارن عام زندگی گزارتے تھے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ZEUS دیوتا ، اس کی بیوی اور بارہ بچے برف پوش OLYMPUS پہاڑوں پر رہتے تھے ۔

یونان کے اہم دیوی دیوتا مندرجہ ذیل تھے :۔

ZEUS ۔ سب سے بڑا دیوتا JUPITAR بھی کہلاتا تھا ۔ اور آسمان کا حکمران تھا ۔

HERA – ZEUS کی بیوی تھی شادی اور پیدائش کی دیوی تھی ۔

APOLLO ۔ قانون ۔ فن موسیقی ۔ شاعری اور شہروں کی دریافت کا دیوتا تھا ۔ یہی دیوتا سزا دیتا اور مدد کرتا تھا ۔

ATHENA ۔ عقلمندی ۔ علم ۔ طاقت اور امن و ایمان کی دیوی تھی ۔

POSCIDON ۔ سمندر کا دیوتا تھا ۔

DIONYSON ۔ شراب اور دعوتوں کا دیوتا تھا ۔

DEMETER ۔ زمین اور زراعت کی دیوی تھی ۔

GODDESS OF CHASE-ARTEMIS

HERMES ۔ خدا کا پیغام رساں اور تجارت کا دیوتا تھا ۔

APHRODITE ۔ خوبصورتی اور محبت کی دیوی تھی ۔

HEPHAESTUS ۔ آگ شعلوں اور دستکاری کا دیوتا تھا ۔

ARES ۔ جنگ کا دیوتا ۔

ثقافتی زندگی میں دیوتا اہم کردار ادا کرتے تھے ۔ ان کے بارے میں یونان میں خاص طور پر وسیع علم الاصنام (MYTHOLOGY) ہے ۔ یہ علم نئے سنگ تراشوں ، فن کاروں شاعروں اور ادیبوں کے لئے صدا بہار تھا ۔

مذہب تمام شہروں کو متحد رکھتا تھا ۔ تہواروں کا انحصار موسیقی ، ڈرامہ ، دستکاری اور کھیلوں پر تھا ۔

معاشرتی پہلو

یونانیوں نے فن تعمیر ، سائنس ، حساب ، فلسفہ ، ڈرامہ ، ادب ، علم الاصنام اور جمہوریت میں جو کچھ بھی حاصل کیا ، یہ ہر دور اور آئیندہ انسانی نسلوں کو وراثت میں ملا ۔ اس کا گہرا اثر یورپی ذوق اور جمالیاتی حس پر ہوا ۔ اس شاندار مورثی کام پر یونانیوں کو AEGEAN تہذیب کا شکرگزار ہونا چاہئے ۔ یہ تہذیب قریب کے جزیروں میں یونانی تہذیب سے پہلے وجود میں آئی اور اس کے اثرات نے یونانی کلاسیکل تہذیب کی رہنمائی کی ۔

یونانیوں نے دو قسم کی حکومتوں کا تجربہ کیا ۔

(1) بادشاہی نظام (2) جمہوریت

یونانی عہد کا عظیم کارنامہ جمہوریت کا آغاز ہے ۔ 600 قبل مسیح میں اسے فروغ حاصل ہوا ۔ یونان میں مختلف ریاستیں تھیں ۔ ہر ریاست کی اسمبلی اور قانون تھا اور ہر شخص کو رائے دینے کا حق حاصل تھا ۔ شہروں کو اس طرح بنایا گیا کہ ان کے درمیان میں ایک بڑا چوراہا ہوتا ۔ جس میں کئی سڑکیں آکر ملتیں ۔ درمیان میں چکور جگہ چھوڑ دی جاتی ۔ جس کے چاروں طرف مارکیٹ بنائی جاتی ۔ دوکانوں کے سامنے برآمدے بنائے جاتے تاکہ لوگ آئیں تو برآمدوں میں بیٹھ کر بحث و مباحثہ کریں ۔ اور حکومت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔

تاریخی پہلو

یونانیوں کے پیش رو AEGEAN جو 3000 قبل مسیح میں جزیرہ CRETE میں آباد تھے ۔ 1100 قبل مسیح میں تباہ ہو گئے ۔ AEGEAN مہاجر ASIA MINOR کے ساحل پر آباد ہو گئے ۔ یونانی لوگ یونان کے مقامی لوگوں میں گھل مل گئے ۔ انہیں بحری جنگ اور جنگی جہازوں کے فن کے بارے میں پڑھایا لکھایا ۔ اور یہ لوگ پُرجوش آباد کار بن گئے ۔

یونانی تہذیب کے دو ادوار ہیں ۔

اصل یونانی تہذیب 630 قبل مسیح سے 323 قبل مسیح تک رہی اور HELLENIC تہذیب کہلائی ۔ یوناتی تہذیب کا کلاسیکل سنہری دور 480 قبل مسیح سے 323 قبل مسیح تک رہا ۔

یونانی تاریخ کے تمام عہد میں 546 قبل مسیح سے ایرانی سلطنت ہمیشہ یونانیوں کی دشمن رہی ۔ اور تقریباً بیشتر وقت یونانی ایران کے ساتھ بحری اور بری لڑائیوں میں مصروف رہے ۔ سکندر اعظم کی فتوحات سے یونانی تہذیب دور دراز علاقوں تک پھیل گئی ۔ مثلاً مصر ، لیبیا ، اور مغربی ایشیاء وغیرہ ۔ یونانی دور کے آخری حصے کے لئے HELLENISTIC کا لفظ استعمال کیا گیا ۔ سکندر اعظم نے اپنی فتوحات 334 قبل مسیح میں شروع کیں اور چھ سال میں ایران ، مغربی ایشیاء اور مصر فتح کر لیا ۔ سکندر کی وفات کے بعد حکومت جرنیلوں میں بکھر گئی اور کمزور ہو گئی ۔ رومیوں کے لئے ایک موقع فراہم ہوا ۔ پس 146 قبل مسیح میں یونان روم کا ایک صوبہ بن گیا ۔

فنِ تعمیر

یونانی فن تعمیر اپنی مثال آپ ہے ۔ اپنے اعلیٰ معیار کی وجہ سے کلاسیکل فن کے طور پر یاد کیا جاتا ہے ۔

باوجود زلزلوں کی تباہ کاریوں اور جنگوں کے جو یونانی عمارات پھر بھی محفوظ ہیں ، ان سے یونانیوں کی عمارات کے کردار ، سادگی اور خوبصورتی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے ۔ عوام کے لئے جو عمارات تعمیر کی گئیں ان میں مندروں کو اہمیت حاصل ہے ۔ کیونکہ وہاں پوجا کی جاتی تھی ۔

مندروں کو بعض اوقات کشادہ اور متبرک جگہ پر بنایا جاتا تھا ۔ جسمانی تربیت اور تفریح کے لئے GYMNASIUM ، سٹیڈیم ، تھیٹر اور CONCERT HALLS بھی بنائے جاتے تھے ۔ لوگوں کی مصروفیاتِ زندگی صرف ذاتی گھروں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ اس سے زیادہ مارکیٹ ، ستونوں والے ہال اور FOUNTAIN HOUSES تک تھی ۔ یونانیوں نے ہمیشہ مندر تھیٹر GYMNASIUM اور مارکیٹ بنائے ۔ یہ عمارات ان کی زندگی کا بنیادی حصہ تھیں ۔ یونانی مندروں کو گھروں ہی کے نمونے پر ڈیزائن کیا جاتا تھا ۔

عمارات بنانے کا سامان

عمارات بنانے کا سازوسامان دھوپ کی سکھائی گئی اینٹیں ، لکڑی ، ریت ، مٹی کا گارا اور پتھر تھے ۔ پہلے پہل عام طور پر دھوپ کی سکھائی گئی اینٹیں اور لکڑی استعمال کی گئی ۔ لیکن بعد میں پتھر اہم تعمیراتی MATERIAL بن گیا ۔ مثلاً سخت چونے کا پتھر (HARD LIME STONE) CONGLOMERATE اور سنگ مرمر وغیرہ پہلے دو قسم کے پتھر

کو استعمال کرنے کے بعد ان پر STUCCO (MARBLE DUST اور چونے کو ملا کر بنا ہوا مسالحہ) کی تہہ جما دی جاتی تا کہ سطح ہموار ہو جائے ۔ چھٹی صدی سے سنگ مرمر اُن علاقوں میں استعمال کیا گیا جہاں آسانی سے دستیاب تھا ۔

شروع کے دور میں عمارات کی چھتیں اور CORNICE ریت اور مٹی کے گارے سے بنائی جاتی تھیں، لیکن بعد میں سنگ مرمر استعمال کیا جانے لگا۔

پتھر میں یونانی عمارات بنانے کے طریقوں کے بارے میں نہ صرف کھنڈرات سے بلکہ عمارات سے ملنے والے کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان پتھر کے کتبوں پر عمارات بنانے پر اخراجات ، ٹھیکہ کا معاہدہ اور تفصیل کے بارے میں بھی تحریر کیا جاتا تھا۔ عمارات بناتے وقت پتھروں کو چٹانوں سے کاٹ کر ضرورت کے مطابق شکل دی جاتی۔ اس کے بعد پہاڑ کی ڈھلوانوں سے نیچے سرکایا جاتا اور پھر گاڑیوں کے ذریعے مطلوبہ مقام پر پہنچایا جاتا۔ پتھروں پر کاٹنے کے نشانات ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں کس طریقہ سے اوپر اٹھایا جاتا تھا یا بلندی تک لے جایا جاتا تھا۔ پتھر اٹھانے کے تین اہم طریقے تھے۔

پہلے طریقہ سے پتھر کے درمیان میں LOOP CUT بنایا جاتا تھا۔

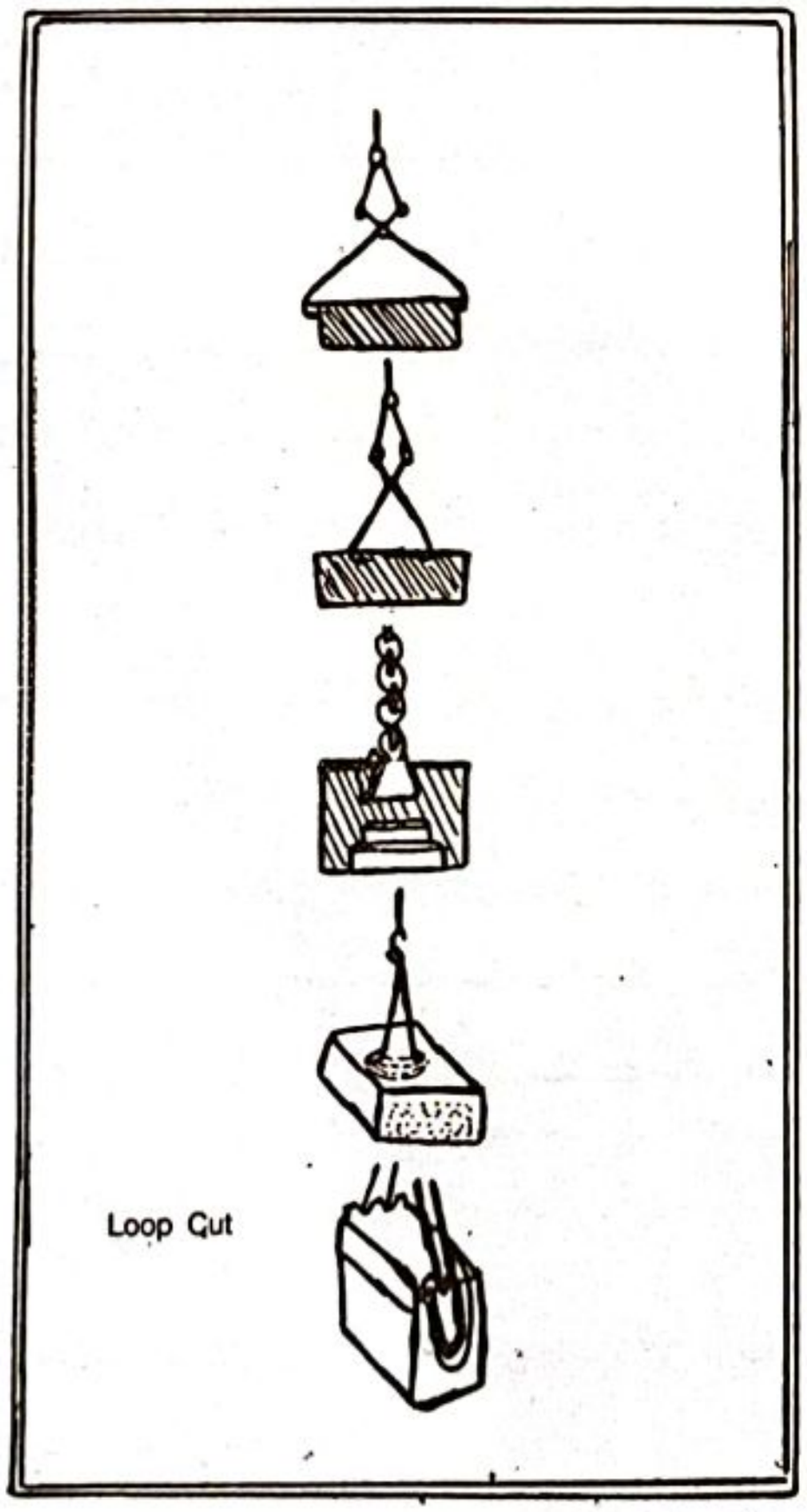

یہ طریقہ نرم پتھر پر استعمال کیا جاتا تھا ۔ دوسرے طریقہ سے پتھر کے دونوں طرف GROVE CUT بنایا جاتا تھا ۔ اور تیسرے طریقہ سے پتھر کے گرد LOOP بنایا جاتا تھا ۔ سنگِ مرمر کو اٹھانے کے لئے بھاری چٹانوں کی گرفت کا آلہ (LEWIS) اور چمٹا (TONGS) استعمال کیا جاتا تھا ۔ چمٹی سے پکڑنے کے لئے سوراخ اطراف میں اور اوپر کی طرف بنائے جاتے تھے ۔ پتھر کو عمارات بناتے وقت مطلوبہ مقام تک لے جانے کے لئے ایک CROW BAR استعمال کی جاتی ۔ پتھروں کو آپس میں جوڑنے کے لئے لوہے اور کانسی کی بے نوک کھونٹیاں اور قنچیاں استعمال کی جاتی تھیں ۔ جن کے سرے خمیدہ ہوتے تھے ۔ چٹیوں کی اشکال مختلف ادوار میں مختلف تھی ۔

بھاری بوجھ اٹھانے کا ایک علیحدہ طریقہ تھا ۔ جسے PULLEY SYSTEM کہتے تھے ۔ عمارات بنانے میں اعلٰے پائے کے اوزار استعمال کئے جاتے تھے ۔ آج کل بھی اسی قسم کے اوزار استعمال کئے جاتے ہیں ۔ کلہاڑا ، ہتھوڑا ، لکڑی کا ہتھوڑا (MALLET) اور نوک دار ، دندانے دار اوز ہموار چھینی (CHISEL) مختلف سائز میں استعمال میں لائے گئے ۔ یونانی دور میں پتھروں کو جوڑنے کے لئے مسالہ (MORTAR) استعمال نہیں کیا جاتا تھا ۔ پتھر کی سطح کے ساتھ TIGHT FITTING حاصل کرنے کے لئے بہت احتیاط سے کام لیا جاتا تھا ۔ یعنی لوہے کی (مڑی ہوئی سلاخوں) CRAMPS کے ذریعے انہیں جوڑا جاتا ۔ آخر میں پالش کرنے کے لئے ہموار پتھر اور چکناہٹ (LUBRICANT) استعمال کی جاتی تھی ۔ ستون کے DRUMS کو جوڑنے کے لئے خاص طریقہ کار استعمال کیا جاتا تھا ۔ جوڑ اتنے عمدہ لگائے جاتے تھے کہ وہ کم فاصلے سے بھی دکھائی نہیں دیتے تھے ۔

یونانی فن تعمیر کی خصوصیات

تقریباً 400 سال میں یونانیوں نے سیاست ، فلاسفی ، حساب اور جیومیٹری کے اصولوں کے تحت بہت سی ایجادات کیں ۔ یہ ایک بہت بڑا قدم تھا ۔ جس نے یونانی تہذیب کو میسوپوٹیمیا اور مصر سے مختلف بنا دیا ۔ یونانی فن تعمیر کے عمدہ ترین نمونے ایران کی شکست اور سکندر کی موت کے درمیانی عرصہ میں بنائے گئے ۔ انہوں نے عمارات بناتے وقت قانونِ کشش ثقل کو زیرِ غور رکھا ۔

مندر یونانی عمارات میں اہم تھے ۔ یہ شہر کی سب سے اونچی جگہ پر گروپ کی صورت میں بنائے جاتے تھے ۔ انہیں چار دیواری کے اندر اور چبوترے (PLAT FORM) پر بنایا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ مشرقی سمت پر بنائے جانے والے حصے کو مذید بلندی یا اونچائی پر بنایا جاتا جہاں سے سورج کی پہلی کرن شاندار تاثر پیدا کرتی ۔ مندر مذہبی عقیدت کو ظاہر کرتے اور بتوں کی حفاظت کے لئے بنائے جاتے تھے ۔ ان کو بنانے میں خاص توجہ اور محنت استعمال ہوتی تھی ۔ شروع میں مندر لکڑی میں بنائے گئے ۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں چونے کے پتھر اور پھر سنگِ مرمر میں بنایا گیا ۔

مندر عام طور پر مندرجہ ذیل حصوں پر مشتمل تھے ۔

1 - CELLA چاروں طرف سے بند کمرہ جس کا دروازہ مشرق کی جانب تھا ۔ یہاں دیوتا کا مجسمہ رکھا جاتا تھا ۔

2 - بعض اوقات خزانہ رکھنے کے لئے بھی کمرہ بنایا جاتا تھا ۔

3 - عمارت کے سامنے کی جانب اور برآمدے (PRONAOS OR PORTICOS) کے گرد متواتر ستون بنائے جاتے

تھے ۔ چھتوں کو لکڑی سے بنایا جاتا ۔ پھر انہیں ریت اور مٹی کے گارے سے بنائی گئی اینٹوں سے ڈھک دیا جاتا تھا ۔ ان کی تعمیرات بنیادی طور پر ستون اور کڑیوں کی مدد سے بنائی جاتی تھیں ۔

یونانی فن تعمیر میں ستون خاص اہمیت رکھتے تھے ۔ بنیادی طور پر ستون عارتی لکڑی میں بنائے جاتے تھے ۔ اور ان کے اوپر ریت اور مٹی کے گارے سے خوبصورتی کی جاتی ۔ لیکن بعد میں 600 قبل مسیح میں انہیں پتھر میں تبدیل کر دیا گیا ۔ یونانی لوگ اپنی عمارتیں سائنسی طریقہ سے بناتے تھے ۔ اور ان کے رائج کردہ طرز تعمیر کے اثرات آج بھی عمارات میں ملتے ہیں ۔ ستونوں کے اوپر بڑے بڑے پتھر رکھ کر یعنی (BEAM) ڈال کر چھت ڈالی جاتی تھی ۔

اسی وجہ سے ستون اتنے فاصلے پر بنائے جاتے تھے جتنا بڑا پتھر یا SLAB ہوتا ۔ یعنی دو ستونوں کے درمیانی فاصلے کو ایک بڑا پتھر یا SLAB پُر کرتا تھا ۔ یونان میں زیادہ بارشوں اور سورج کی چمک کی وجہ سے PORTICOES عمارات کا اہم حصہ بن گئے ۔

فن تعمیر میں ایک TERM "ORDER" کہلاتی ہے ۔ ایک ORDER ستون پر مشتمل ہے ۔ جس میں اس کی بنیاد ، CAPITAL اور ENTABULATURE شامل ہے ۔ اور ENTABULATURE کو ستون نے سہارا دیا ہوتا ہے ۔

کاسیکل دور میں پانچ قسم کے ستون بنائے گئے ۔ جن میں سے یونانی لوگوں نے تین ستون استعمال کئے ۔ اور دوسرے دو رومن فن تعمیر میں استعمال کئے گئے ۔

DORIC – 1

IONIC – 2

CORINTHIAN – 3

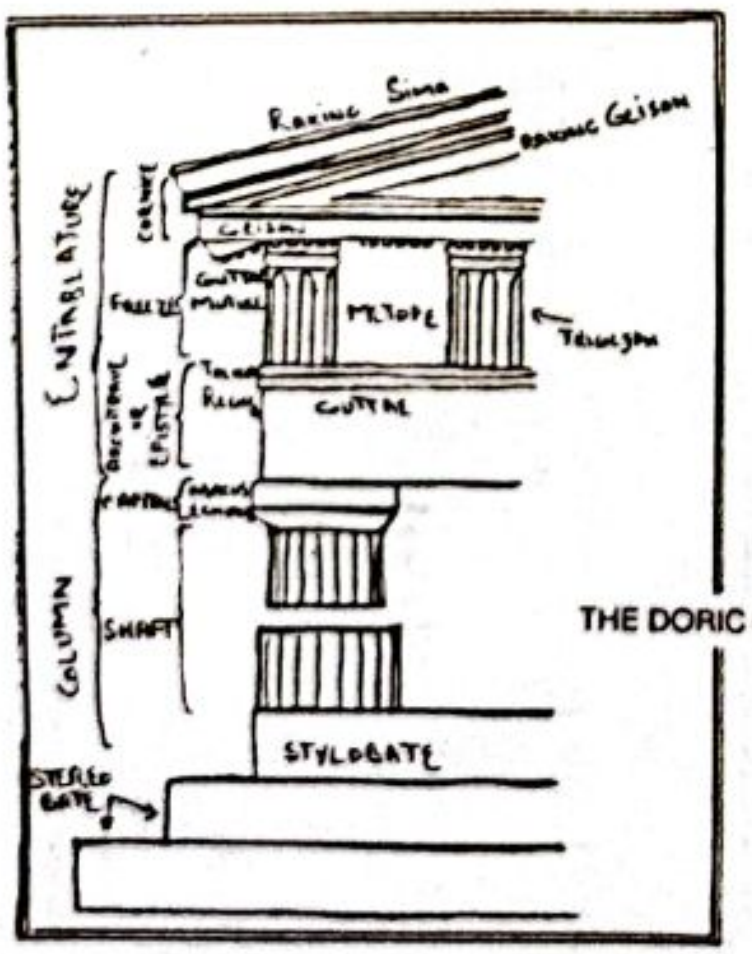

THE DORIC ORDER

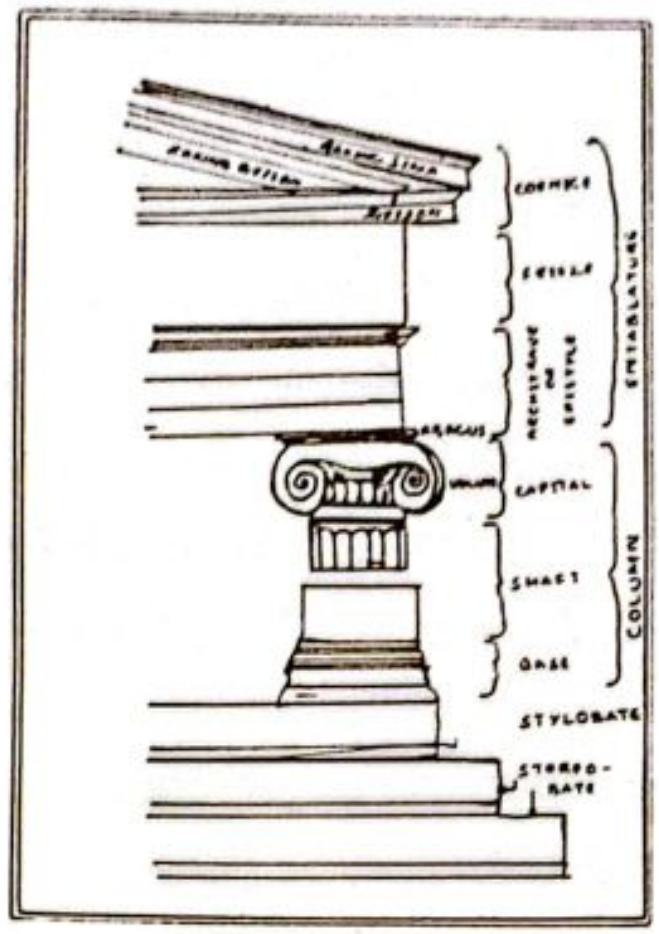

THE IONIC ORDER

یونانی لوگ بہت سادہ طبیعت کے مالک تھے ۔ اسی لئے انہوں نے فن تعمیر میں بنیادی سادگی کو مدِ نظر رکھا ہے ۔

DORIC ORDER

یہ قدیم ترین ORDER تھا ۔ درخت کے تنے کی طرح مضبوط اور سادہ تھا ۔ یہ ستون بنیاد یا BASE کے بغیر بنایا گیا ۔ اس کے اوپر SHAFT بنایا گیا ۔ جس پر 20 ابھار بنائے گئے ۔ یہ ستون اوپر کی طرف جاتے ہوئے پتلا ہوتا جاتا ہے ۔ اور اس کا خم باہر کی طرف ہوتا ہے ۔ جو ENTASIS کہلاتا ہے ۔ ستون کے اوپر تین حصے بنائے گئے جن کے اوپر CAPITAL کو سہارا ملتا اور یہ حصہ گردن کا کام دیتا ۔ اس سے اوپر ENTABULATURE بنایا جاتا ۔ جس کے تین حصے تھے ۔ پہلا ARCHITRAVE دوسرا FRIEZE اور تیسرا CORNICE جو باہر نکلی ہوئی اور نیچے کی طرف جھکی ہوتی تھی ۔ تاکہ وہ عمارت کو بارش سے محفوظ رکھ سکے ۔ اس ORDER کی بہترین مثال PARTHENON مندر سے ملتی ہے ۔ یہ مندر ATHENA دیوی کے لئے بنایا گیا ۔

IONIC ORDER

یہ ستون لمبے ، پتلے اور نازک تھے اس ستون میں تھوڑی بہت سجاوٹ کی گئی ۔ اس لئے یہ بہت کم استعمال کئے گئے ۔ اوپر کے حصے یعنی CAPITAL کی چار SCROLL سے سجاوٹ کی گئی ہے ۔ یہ SCROLL گولائی میں لپٹے ہوئے کاغذ کی مانند ہیں اور ان کے نیچے ستون پر ابھار بنائے گئے ۔ اور نچلے حصے یعنی BASE پر MOULDS دکھائی گئیں ۔ یہ ستون مشہور مندر ERECTHEUM میں استعمال کئے گئے ۔

CORINTHIAN ORDER

یونانی عمارات میں یہ ستون بہت کم استعمال ہوا ۔ اس کی وجہ یونانی لوگوں کی سادہ طبیعت تھی ۔ اس ستون کے CAPITAL پر STUCCO سے پتوں کا گلدستہ بنایا گیا ۔ یہ پتے ACANTHUS اور LAURAL پودوں کے ہیں ۔ اس کا SHAFT کٹاؤں کے ساتھ بنا ہوا تھا ۔ اس ستون کا مجموعی تاثر درخت نما تھا ۔ رومن دور میں اس ستون کو بے حد پسند کیا گیا ۔ اور استعمال بھی کیا گیا کیونکہ وہ لوگ سجاوٹ کو پسند کرتے تھے ۔

یونانی دیواریں

ہر قسم کے پتھر کی دیواریں بنائی جاتی تھیں ۔ اس پہاڑی علاقے میں معماروں نے POLYGONAL MASONRY کو ترجیح دی جس میں ہر بلاک کی اپنی شکل اور زاویہ (ANGLE) تھا ۔ دیواروں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا جیسے آرے کی شکل کے کٹے ہوئے ٹکڑوں کو بہت اچھی طرح جوڑا گیا ہو ۔ دیواروں کو گارے کے بغیر بہت عمدہ طریقہ سے بنایا جاتا تھا ۔ اور یہ احتیاط کی جاتی تھی کہ کم سے کم جوڑ بنائے جائیں ۔ بعض اوقات لوہے کے CLAMPS سے بھی پتھروں کو جوڑا جاتا تھا ۔

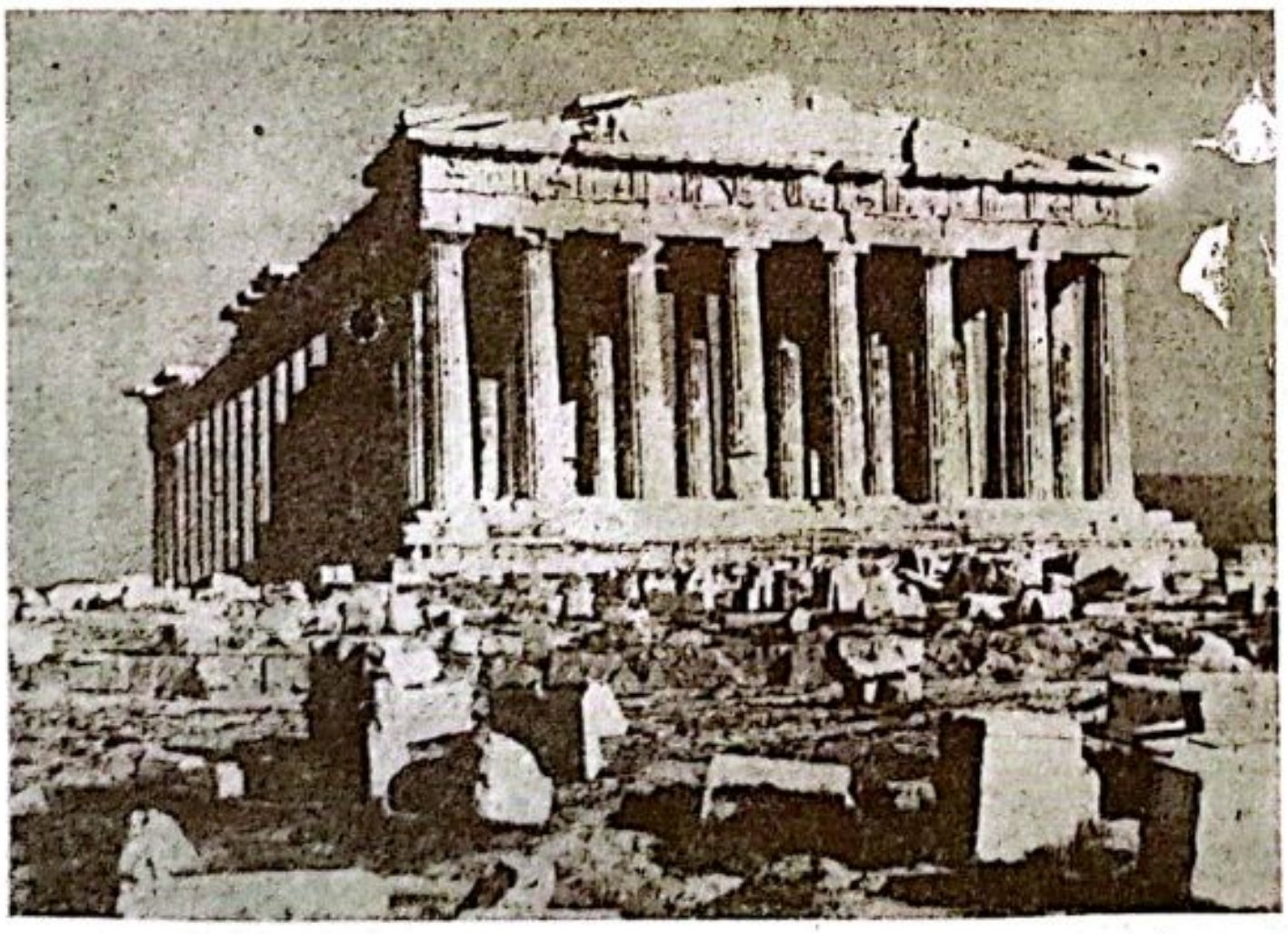

PARTHENON ATHENS

PARTHENON

یونانی لوگوں کی ذہانت کی بہترین نشانی ACROPOLIS پہاڑ کی چوٹی پر بنا ہوا PARTHENON مندر ہے جو ATHENA دیوی کے لئے بنایا گیا ۔ یہ عمارت آج بھی ATHENS کے قریب موجود ہے ۔ اس پہاڑ پر اور بھی بہت سے مندر ہیں ۔ لیکن اس مندر کی خاص بات یہ ہے کہ یہاں DORIC طرز کے ستون استعمال کئے گئے ہیں ۔ قدیم دور میں قربانی کھلی جگہ پر کی جاتی تھی لیکن جب یہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے دیوتاؤں کے مجسموں کو عمارات کے اندر محفوظ جگہ پر رکھا

جائے تو اس وقت مناسب جگہ یا رہائش کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ یونانیوں نے اپنے اباؤ اجداد سے بہت کچھ سیکھا یعنی MYCENAEAN سے مندر بنانے کا نقشہ حاصل کیا ۔ جو کہ ایک مستطیل ہال پر مشتمل تھا ۔ عمارت کے سامنے کی طرف ستونوں کی مدد سے PORCH بنایا جاتا ۔ عمارات بنانے میں جو سجاوٹیں اور تعمیراتی MOULDING استعمال ہوئیں وہ مشرق سے لی گئیں ۔ ان سجاوٹوں میں کنول کا پھول ، GUILLOCHE (ایک قسم کی تعمیری کلکاری) PALMETTE (ایک قسم کی چھوٹی کھجور کے پتے ، SPIRAL (چکر دار بیلیں) اور ROSSETTE نقش کلاب شامل ہیں ۔ اس مندر کے وسطی ہال یا CELLA کو ستونوں والے PORCH سے بنایا گیا ۔ CELLA کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ۔ بڑے حصے میں ATHENA کا ہاتھی دانت اور سونے کا بنا ہوا تقریباً 40 فٹ اونچا مجسمہ رکھا گیا ۔ چھوٹے حصے کو TREASURY کے طور پر استعمال کیا گیا ۔ سامنے کی طرف PRONAOS اور پچھلی طرف OPISTHODOMES بنائے گئے ۔ عمارات کے چاروں طرف ستونوں کی قطاریں بنائی گئیں ستون اندرونی حصے میں بھی بنائے جاتے تھے ۔ تاکہ چھت کو سہارا دے سکیں ۔

عمارت کے خاص حصوں کو سجایا جاتا تھا ۔ مثلاً ستون میں اُبھار دکھائے جاتے ۔ CAPITAL کو سجایا جاتا ARCHITRAVE سادہ اور پھر FRIEZE کو سجایا جاتا تھا ۔ دیواریں اور SHAFT کو سادہ رکھا جاتا یعنی SHAFT پر کسی قسم کی تصویری یا مجسمہ سازی کی سجاوٹ نہ کی جاتی تھی ۔ CELLA کی دیواروں کو بیرونی اطراف سے ہمیشہ سادہ چھوڑ دیا جاتا تھا ۔ اس عمارت میں مجسمہ سازی کی سجاوٹ PHIDIAS کی ہدایت کے مطابق کی گئیں ۔ جو اس دور کا عظیم سنگ تراش تھا ۔ عمارت کے STYLOBATE اور ARCHITRAVE کو اوپر کی طرف خمدار شکل میں CELLA کی دیواروں اور باہر بنے ہوئے ستون اندر کی طرف جھکے ہوئے اور ABASCUS اور سامنے کی سمت سے CORNICE باہر کی طرف نکلی ہوئی بنائی جاتیں ۔ تاکہ PEDIMENT اور FRIEZE پر بنائی ہوئی RELIEF موسم کے اثرات سے محفوظ رہ سکے ۔ جبکہ ستونوں کے SHAFT اوپر کی طرف مخروطی شکل میں اور سیدھے محدب خم CONVEX CURVE میں دکھائے جاتے تھے ۔

اس کے علاوہ عمارت کے مختلف حصوں کا آپس میں رابطہ تھا ۔ تمام عمارت کی مناسب اونچائی ، چوڑائی ، اور گہرائی تھی ۔ یونانی لوگوں کو حساب اور جیومیٹری میں گہری دلچسپی تھی ۔ جیومیٹرک اشکال کی وجہ سے انہیں INTERRELATIONS (باہمی تعلق) بہت پسند تھے ۔ جو ان کی عمارات میں نمایاں ہیں ۔

یونانی عمارات کی چھت عام طور پر چپٹی (FLAT) نہ تھیں کڑیوں یا شہتیروں کے اوپر عام طور پر ریت اور مٹی کے گارے اور بعض اوقات سنگ مرمر سے بنی ہوئی TILES لگائی جاتی تھیں ۔ پرنالے WATER SPOUTS جو شیر کے سر کی شکل میں بنائے جاتے تھے ۔ ان میں سوراخ رکھے جاتے تاکہ بارش کا پانی باہر جا سکے ۔

CELLA میں داخل ہونے کے لئے بہت بڑا دروازہ مشرقی سمت میں بنایا جاتا ۔ یہ دروازہ روشنی کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا ۔ کھڑکیاں شاذو نادر ہی دکھائی دیتی تھیں ۔ دیوتا کا مجسمہ عام طور پر CELLA کے مغربی سرے پر داخلی دروازے کے بالمقابل رکھا جاتا تھا ۔

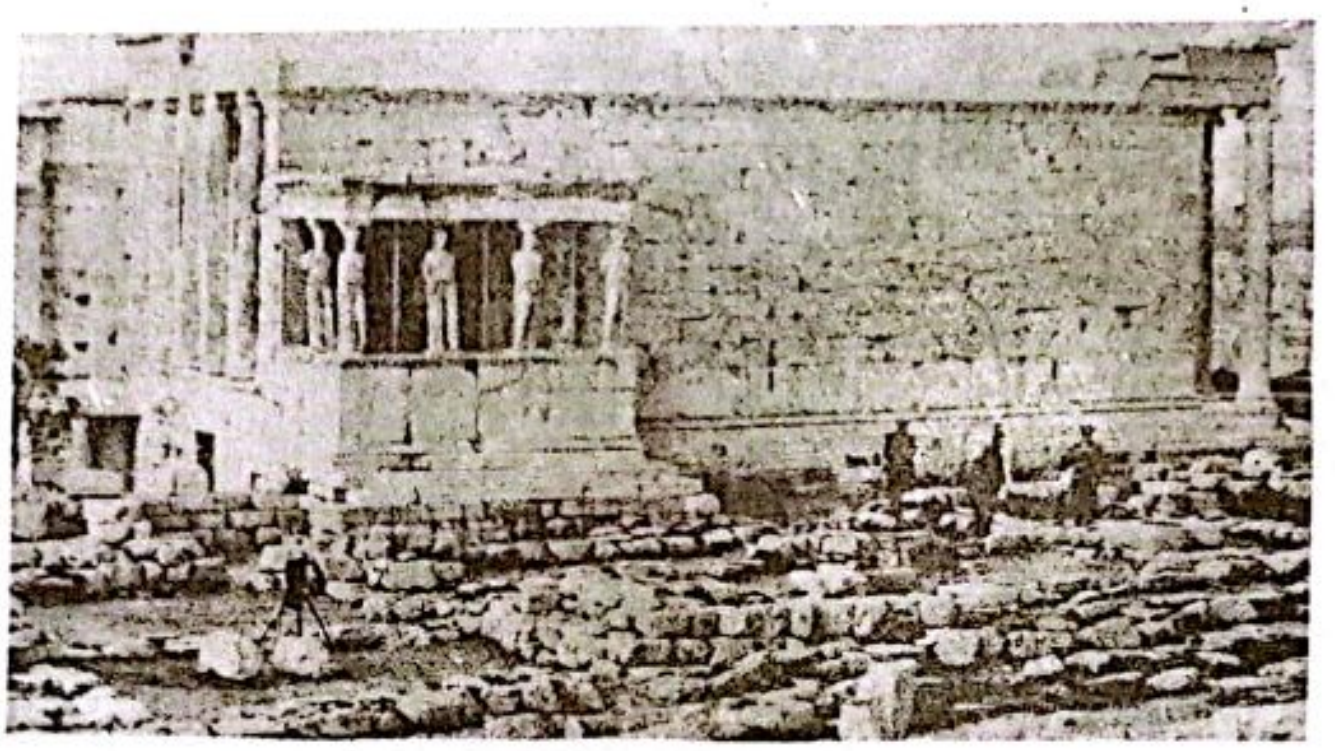

ERECHTHEUM ATHENS VIEW FROM THE SOUTH

ERECHTHEUM – 421 سے 405 قبل مسیح

ACROPOLUS پہاڑی کی دوسری مشہور عمارت ERECHTHEUM ہے ۔ یہ بھی ایک مندر ہے ۔ یہ عمارت ATHENIANS کو بہت مقدس تھی ۔ کیونکہ اس میں سے بہت سے مذہبی نقوش برآمد ہوئے ۔ یہ مندر ناہموار اور ڈھلوان جگہ پر بنایا گیا ۔ اس میں IONIC طرز کے ستون بنائے گئے ۔ اس عمارت میں تین PORTICOES ، مشرق کی طرف چار ستون ... مغربی سمت میں چھ ستونوں کی بجائے چھ عورتوں کے مجسمے بنائے گئے ۔ جو لباس پہنے ہوئے ہیں ۔ یہ بت عمارت کی چھت کا وزن اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہیں ۔

ان کی لمبائی ... فٹ 9 انچ ہے ۔ یہ مجسمے سنگ مرمر کی 8 فٹ اونچی پختہ دیوار پر بنے ہوئے ہیں ۔ ان مجسموں کا مجموعی تاثر بے حد شاندار ہے ۔

600 B.C TEMPLE OF HERA AT OLYMPIA

یہ مندر یونان میں سب سے پرانا ترین تھا ۔ اس میں بھی یونانی مندر کے تمام اہم پہلو موجود تھے مثلاً OPISTHODOMOS, PRONAOS, CELLA, PERISTYLE, وغیرہ Cella کے اندر ستونوں کی قطاریں اس طرح بنائی گئیں کہ سرے پر چھ ستون جب کہ اطراف میں کل سولہ یعنی آٹھ آٹھ ستون دونوں طرف بنائے گئے تھے خیال کیا جاتا ہے کہ یہ ستون بنیادی طور پر لکڑی میں تھے پھر رفتہ رفتہ پتھر میں تبدیل کر دیئے گئے اس عمارت کی ARCHITRAVE لکڑی میں تھی ۔ CELLA کی دیواریں پتھر کی بنیاد پر دھوپ میں سکھائی ہوئی اینٹوں سے بنائی گئیں ۔ چھت پر لگائی گئی TILES اور سہارے کی دیوار پکائی ہوئی مٹی میں بنائی گئی CELLA کے اندر چونے کے پتھر کا BASE بنایا گیا ۔ جو غالباً HERA اور ZEUS کے مذہبی بُتوں کے لئے تھا ۔ کیونکہ شروع میں مندر ان ہی دیوتاؤں کے نام پر منسوب تھے ۔ عمارات میں روشنی کے لئے یونانی لوگ تین طریقے استعمال کرتے تھے ۔

1 - عمارات میں بڑے بڑے دروازوں کے ذریعے ۔
2 - چھت پر پتلی ٹائیلوں کا استعمال کرتے تاکہ روشنی آ سکے ۔

3 - CLERESTORY یونانی اپنی چھتوں پر چکور شکل بناتے جو چھت سے اوپر کی طرف ڈبے کی طرح ابھری ہوتی اس کے چاروں طرف پتلی ٹائیلیں لگاتے تاکہ روشنی ان میں سے چھن چھن کر آتی رہے ۔

مندروں کے علاوہ یونانیوں نے اور بھی عمارات بنائیں ۔ 776 قبل مسیح میں اولمپک کھیلوں کا آغاز ہوا ۔ آجکل ہر چار سال بعد دنیا کے تمام ممالک اولمپک کھیلوں کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں ، اس کا رواج یونان ہی سے شروع ہوا ۔ یونانی لوگ کھیل کو بہت اہمیت دیتے تھے یہ کھیلیں ہر سال یونان میں منعقد ہوتی تھیں ۔ کھیلوں کا آغاز OLYMPUS پہاڑی پر مشعل جلا کر کیا جاتا تھا ۔ اس پہاڑی کے دامن میں ہی OLYMPICS ہوتی تھیں ۔ اس پہاڑی پر سارا سال شمع روشن رہتی ۔ جب چار سال بعد یہ کھیلیں کسی دوسرے ملک میں منعقد ہوتی ۔ تو ان کا بہترین کھلاڑی اس شمع سے چھوٹی شمع روشن کرتا ۔ اور دوسرے شہر کا فاصلہ دوڑتے ہوئے طے کرتا ۔ اس طرح یہ سلسلہ آج تک چلا آ رہا ہے ۔ یہ لوگ بہترین کھلاڑی کی بہت قدر کرتے تھے ۔ جیتنے والے کھلاڑی کے مجسمے بنا کر مندروں میں رکھے جاتے ۔ کھیلوں اور تفریح کے لئے مختلف قسم کی عمارات بنائیں ۔ کھیلوں کے سٹیڈیم ، ڈرامہ کے لئے تھیٹر اور چھوٹی چھوٹی مندروں کی شکل کی عمارات TREASURIES کہلاتی تھیں ۔ یہاں لوگ جمع ہوتے اور اپنے ساتھیوں سے ملتے اور بات چیت کرتے ۔

یونانی STADIUM (RACE COURSES)

یونانی ریس کورس تھیٹر کی طرح پہاڑ کی ڈھلوان پر یا وادی میں نیم دائرے کی شکل میں بنائے جاتے تھے ۔ پہاڑ کے قدرتی خم تماشائیوں کی نشستوں کے لئے استعمال کئے جاتے تھے ۔ سیٹیں مستطیل شکل میں تھیں جن کے کنارے گول یا چوکور تھے ۔ STADIUM کی لمبائی 600 یا 700 فٹ تک ہوتی تھی ۔ ان کا ایک سرا FLAT اور دوسرا سرا گولائی میں بنایا جاتا تھا ۔ تاکہ دوڑ کے دوران آسانی سے مڑا جا سکے ۔ یونان میں OLYMPIA کے مقام پر پرانا ترین سٹیڈیم تھا ۔ یہاں پر ہر چار سال کے بعد مشہور اور جدید کھیلیں منعقد ہوتی تھیں ۔ یہ STADIUM اتنا بڑا تھا کہ اس میں 4500 تماشبین سما سکتے تھے ۔ ATHENS کے مقام پر چوتھی صدی قبل مسیح میں چونے کے پتھر سے STADIUM بنایا گیا ۔ 1896ء میں OLYMPIC کھیلوں کے لئے اسے دوبارہ سنگ مرمر میں بنایا گیا اس STADIUM میں 70,000 تماشبین سما سکتے تھے ۔

GYMNASIUM

یونانیوں کی زندگی کا اہم حصہ GYMNASIUM تھے ۔ جہاں لڑکے اور نوجوان آدمی ورزش کرتے تھے اور انہیں تربیت دی جاتی تھی ۔ اس کی عمدہ مثال چوتھی صدی کے DELPHI کے مقام سے پائے جانے والے GYMNASIUM کی ہے ۔ یہ مندر سے نیچے پہاڑی کی ڈھلوان پر بنایا گیا ۔ پہاڑی کے اوپر والے حصے میں DORIC PORTICO بنایا گیا ۔ جس میں دو ریس کورس تھے ۔ ایک کے اوپر چھت اور دوسرا اوپر سے کھلا تھا ۔ پہاڑی کے نچلے حصے میں ایک چھوٹی سی عمارت میں غسل خانے اور ایک گول BASIN جس کا قطر 33 فٹ تھا بنایا گیا ۔ HELLENISTIC دور میں کھلی فضا میں یا گراؤنڈ میں کی جانے والی ورزش مثلاً دوڑنا ، کودنا ، پھینکنا ، کشتی ، BOXING وغیرہ کی جاتی تھی ۔ وہ کھیلیں

جن میں زیادہ جگہ کی ضرورت نہ تھی ۔ وہ بند عمارت میں کی جاتی تھیں ۔

THEATRES

یونان میں تھیٹر میں کام دن کے وقت ہوتا تھا ۔ اس لئے انہیں کُھلی فضا میں بنایا جاتا تھا ۔ یہ پہاڑ کی ڈھلوان کو کھوکھلا کر کے بنائے جاتے ۔ اس کی نشستیں مضبوط چٹانوں کو کاٹ کر بنائی جاتی تھیں ۔ اور نیم دائرہ کی شکل میں ہوتی تھیں ۔ STAGE اس آدھے دائرے کے سامنے ایک لمبے ، تنگ PLAT FORM کی صورت میں بنائی جاتی جس کی پشت میں ایک تیاری کا کمرہ بھی بنایا جاتا ۔ مثال کے طور پر THEATRE OF DIONOYSON جو ACROPOLIS کو کاٹ کر بنایا گیا ۔ اور اس میں 30,000 تماشبین سما سکتے تھے ۔

(CONCERT HALL) ODEION

یہ ہال موسیقی کے مقابلوں کے لئے تعمیر کئے گئے ۔

ATHENS کے مقام پر ایک CONCERT HALL بنایا گیا۔ یہ ہال DIONOYSON کے تھیٹر کے قریب تھا۔ اور مقابلہ موسیقی اور تھیٹر کی ریہرسل کے لئے 446 قبل مسیح میں متعارف کرایا گیا ۔ یہ چوکور بناوٹ ہے ۔ جس کی چھت بے شمار ستونوں پر کھڑی ہے۔ اور اس کے مشرق ، مغرب اور جنوب کی طرف PORCHES بنائے گئے۔ SANTUARIES میں یونانی تہذیب سے متعلق مذہبی اور بہادری کے ڈرامے کئے جاتے تھے ۔ CONCERT ہال کی بہترین مثال ان عمارات کے علاوہ ATHENIAN ACROPOLIS کی جنوبی ڈھلوان پر ہے ۔ ان عمارات کے علاوہ TREASURIES, THOLO, PROPYLÀIA اور ALTARS بھی بنائے گئے ۔

ALTAR :

ایک ایسی جگہ ہے جہاں پوجا کی جاتی اور مندروں کے ساتھ ہی بنائی جاتیں تھیں ۔ کیونکہ یہ عمارت کا اہم حصہ ہوتی تھیں ۔ عام طور پر اسے مندر کے سامنے کی طرف بنایا جاتا تھا ۔ یہ مستطیل یا گول بناوٹ کی ہوتی تھی کبھی کبھی اس کا سائز بڑا ہوتا اس عمارت کی FRIEZE کو TRIGLYPLS (جھری دار مربع) METOPES (چشموں) اور دوسرے اجزا سے سجایا جاتا تھا ۔ سب سے بڑی ALTAR تیسری صدی قبل مسیح میں SYRACUSE میں پائی گئی یہ 650 فٹ لمبی 74 فٹ چوڑی ہے ۔ اور اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ۔ ایک حصے میں جانوروں کی قربانی دی جاتی تھی ۔ اور دوسرے حصے میں ان کے بعض حصوں کو جلایا جاتا تھا ۔

TREASURIES (THE TREASURY OF THE ATHENION AT DELPHI) 500 B.C

تقریباً ہر گروہ COMMUNITY اپنی TREASURY تعمیر کرتا تھا ۔ جو عام طور پر چھوٹا سا کمرہ (CHAMBER) 12 سے 16 فٹ چکور ہوتا اور اس کے سامنے کے رُخ PORTICO بنائے جاتے تھے ۔ سب سے زیادہ TREASURIES ہمیں DELPHI اور OLYMPIA کے مقام سے ملیں جو DORIC اور IONIC ستونوں سے بنائی گئیں ۔

اور ان کا تعلق چھٹی صدی سے بھی بعد کے دور سے تھا ۔ مندروں کی طرح انہیں بھی سنگ تراشی سے سجایا گیا تھا ۔ DELPHI کے مقام پر پائی جانے والی ATHERIAN TREASURY کے METOPS اور AKROTERIA پر کی جانے والی سنگتراشی اس دور کی بہترین مثال ہے ۔

THOLOI

یہ مندروں کے ساتھ ملی ہوئی گولائی میں بنی ہوئی عمارات ہیں ۔ جن میں ایسے کمرے بنائے گئے ہیں جو دائرے کی شکل میں ستونوں سے بنائے گئے تھے ۔ بعض اوقات مختلف قسم کے ستون بنائے جاتے تھے ایسی عمارات کی مثالیں OLYMPIA, DELPHI اور EPIDAUROS کے مندروں سے ملتی ہیں ۔ ایسی ہی ایک مثال ATHENS کے بازار سے ملی جہاں پر THOLOI کو کونسل چیمبر کے طور پر استعمال کیا گیا تھا باقی جگہوں پر اس عمارت کا استعمال کیا تھا یہ صحیح معلوم نہیں ہو سکا ۔

PROPYLAIA

بعض اوقات کسی مندر کا ایک سادہ دروازہ ہوتا تھا ۔ اور بعض اوقات بہت بڑے مندر میں کئی دروازے ہوتے تھے ۔ PROPYLAIA داخلی دروازے کہلاتے تھے ۔

ATHENIAN ACROPOLIS کا داخلی دروازہ سب سے مشہور تھا یہ دروازہ بے حد دلکش ہے ۔

(COLONNADES) STOAI

لوگ یہاں بارش اور دھوپ سے بچاؤ کے لئے پناہ لیتے تھے ۔ اس کی ضرورت ان مقامات پر تھی جہاں لوگ اکٹھے ہوتے تھے ۔ اور یہ مندروں اور بازاروں میں بنائے جاتے تھے ۔ ATHENS کے مقام پر ایک STOAI رنگین تصاویر کی وجہ سے مشہور ہے ۔

(MODERN CLUB) LESEHAI

یہ عمارت جدید کلب ہی کی طرح تھی اور بے تکلف اجتماعات کے لئے استعمال ہوتی تھیں ۔ اس کی بہترین مثال DELPHI کے مقام پر KNIDIANS کلب ہے ۔ یہ چکور کمرہ ہے ۔ POLYGNOTOS نے اس کی دیواروں کو TROJAN WAR کے مناظر سے سجایا ۔

FOUNTAIN HOUSES

جس طرح مردوں کی ہر روز ملاقات کے لئے STOAI بنائے گئے ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے FOUNTAIN HOUSES بنائے گئے ۔

رہائشی مکانات

یونانیوں کے عام رہائشی مکانات سادہ بنائے جاتے تھے ۔ وہ دھوپ میں سکھائی گئی اینٹوں سے بنائے جاتے تھے ۔ اور لکڑی دیواروں کے لئے استعمال کی جاتی تھی ۔ رہائشی مکانات کا نقشہ محلات سے مشابہ ہوتا تھا ۔ کمرے ایک اندرونی چوکور صحن کے گرد بنائے جاتے تھے ۔ مکانات بنانے کا یہ طریقہ آج بھی مشرقی ممالک میں عام ہے ۔ مکانات ایک منزل کے اور کمروں کو اس طرح بنایا جاتا تھا کہ سردیوں میں دھوپ مہیا ہو سکے چند کھڑکیاں بنائی جاتیں جو عام طور پر اونچائی میں ہوتیں اور دروازہ تنگ گلی میں بنایا جاتا تھا ۔

یونانی مجسمہ سازی

یونانی بت تراشی کے بارے میں زیادہ تر معلومات ضائع ہو چکی ہیں ۔ لیکن کیونکہ اس کے زیادہ تر بت تراشی کے نمونوں کو رومیوں نے نقل کیا اس طرح مشہور یونانی مجسمہ سازی کے نمونے رومن بت تراشی میں محفوظ ہو گئے اس کے علاوہ مزید معلومات یونانی فن کے قدیم تاریخ دانوں سے حاصل کی گئیں ۔ اس کے بعد کتبوں سے بھی ہمیں یونانی بت تراشی کے بارے میں علم حاصل ہوا ۔ یونانی بت تراشی یونانی فن تعمیر کا اہم جزو تھی بت تراشی زیادہ تر ALTO اور BAS RELIEF میں کی جاتی تھی یہ مندروں اور عمارات میں عام طور پر ROUND SCULPTURE کیا جاتا تھا ۔ یونانی مجسمہ سازی کو اپنے توازن اور ڈیزائن کی ہم آہنگی کی وجہ سے آج تک سراہا جاتا ہے ۔ یونانی معاشرے میں فنکار اپنی ذہانت کے مطابق فنی ضروریات کو پورا کرتے تھے ۔ یونانی بت تراشی کو مذہب یا موسائٹی کی طرف سے کوئی بندش یا رکاوٹ نہ تھی اسی وجہ سے فن کار اپنے ذاتی سٹائل کے مطابق تبدیلیاں لا سکتے تھے ۔

یونانی بت تراشی کا موضوع (SUBJECT MATTER)

یونانی بت تراشی سے شروع میں زیادہ تر مذہبی مقاصد کو پورا کیا گیا ۔ یعنی مندروں کو سجایا گیا ۔ مذہبی نوعیت کے مجسموں کو CELLA کے اندر رکھا گیا ۔ یاد گار کے طور پر بنائے جانے والے مجسموں نے بھی اہم کردار ادا کیا ۔ مزید قبروں کے لئے SLAB جن پر RELIEF یا تصاویر بنائی جاتی تھیں ان کا بہت مطالبہ تھا ۔ بڑے بڑے پتھر کے برتنوں کو RELIEF سے سجایا جاتا ۔ اور انہیں خاندانی قبرستانوں میں نصب کیا جاتا ۔ یونانی بت تراشی اور فن کی دوسری شاخوں میں جو موضوع چنا گیا اس کو ہم دو اہم حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ۔ ایک تو انہوں نے یونانی دیوتاؤں کی طرح طرح کی کہانیوں کو تصاویر کے ذریعے واضح کیا ۔ اور رستم وقت کی بہادری کے کارناموں یا روزمرہ زندگی کے واقعات یعنی دوڑ کے مقابلے لڑائیاں ، عورتوں کو بچوں اور نوکرانیوں کے ساتھ اور مقبروں پر غم زدہ لوگوں کو دکھایا ۔ وہ اپنے دیوتاؤں کو انسانی شکل میں بناتے تھے ۔ انہوں نے اپنے دیوتاؤں کو انسانوں سے زیادہ خوبصورت اور مکمل بنایا ۔ بس صدیوں تک یونانی بت تراشوں کا اہم کام ایسے مجسمے بنانا تھا ۔ جو مکمل انسانی خوبصورتی کو پیش کریں ۔

مجسمے بنانے کا اہم سازو سامان

یونانیوں نے بڑے بڑے مجسمے بنانے کے لئے اہم MATERIAL پتھر (چونے کا پتھر ، سنگِ مرمر) استعمال کیا ۔

اس کے علاوہ کانسی ، ریت ، مٹی کے گارے ، لکڑی ، سونے اور ہاتھی دانت اور بعض اوقات لوہے کے بت بنائے ۔ صرف پتھر کے مجسمے محفوظ رہے ۔ چونکہ یونان کی آب و ہوا نمی والی تھی ۔ اس لئے لکڑی کے مجسمے ضائع ہو گئے ۔ سونا اور ہاتھی دانت قیمتی ہونے کی وجہ سے بچنا مشکل ہو گیا ۔ کانسی کو ناگہانی ضرورت کے وقت پگھلایا گیا اور لوہا زنگ سے ضائع ہو گیا ۔ یونانیوں نے مجسمے بناتے ہوئے جو معیاری ہتھیار استعمال کئے وہ سوراخ کرنے کا آلہ ، برما ، اور مختلف قسم کی چھینیاں تھیں ۔

بڑے بڑے پتھروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا بہت بڑا مسئلہ تھا ، بڑے مجسموں کو اندازاً ان کی شکل میں کانوں سے کاٹ لیا جاتا تھا بڑے مجسموں کے سر اور پھیلی ہوئی بازوؤں کو علیحدہ بنانے کے بعد دھات کی بے نوک کیلوں سے جوڑ دیا جاتا ۔ اور عام طور پر انہیں پگھلے ہوئے شیشے میں SET کر دیا جاتا چھوٹے حصوں کو سیمنٹ سے جوڑ دیا جاتا تھا ۔ پتھر کے تمام مجسموں کو خواہ وہ چونے کے پتھر یا سنگِ مرمر میں تھے ۔ انہیں رنگ کیا جاتا ۔ بعض مجسموں کے کچھ حصوں کو اور بعض کو مکمل طور پر رنگ کیا جاتا ۔ یونانیوں کا ایک اور کام یہ بھی تھا کہ وہ اپنے مجسموں میں اور چیزیں بھی لگاتے تھے ۔ مثلاً بعض اوقات آنکھوں میں رنگین پتھر ، شیشہ اور ہاتھی دانت لگاتے ۔ ہار ، بالیاں ، دھات کے بیلچے اور تلواریں وغیرہ بھی مجسموں کو پہنائی جاتی تھیں ۔ یونانی تاریخ میں پیتل مجسمے بنانے کے لئے ایک پسندیدہ MATERIAL تھا ۔ اس کے علاوہ ریت اور مٹی کے گارے سے بھی مجسمے بنائے جاتے تھے ۔

یونانی مجسمہ سازی

یونانی بت تراشی کو تاریخی لحاظ سے مندرجہ ذیل ادوار میں منقسم کیا جاتا ہے ۔

(1) GEOMETRIC PERIOD 1100 سے 700 قبل از مسیح

(2) ARCHAIC PERIOD 660 سے 480 قبل از مسیح

(3) CLASSICAL PERIOD 480 سے 323 قبل از مسیح

(4) HELLENISTIC PERIOD 330 سے 100 قبل از مسیح

یونانی GEOMETRIC PERIOD

جیسا کہ نام سے ظاہر ہوتا ہے اس ابتدائی دور کی مجسمہ سازی بہت زیادہ STYLIZED تھی ۔ اس کو اتنا سادہ بنایا گیا ہے کہ یہ مجسمے بذاتِ خود ایک ڈیزائن بن کر رہ گئے ہیں ۔ ان کے STYLIZED جسم اور ان کے پوز مصری مجسموں کی یاد تازہ کرواتے ہیں ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جہاں مصری چہرے بہت REALISTIC ہیں یونانی مجسموں کے یا تو سر ٹوٹے ہوئے ہیں اور اگر سر موجود ہیں تو انہیں بھی STYLIZED طرز میں بنایا گیا ہے ۔

SEATED FIGURE

اس میں ایک فگر کو بیٹھے ہوئے دکھایا گیا ۔ اس کی مشابہت مصری مجسموں سے ہے ۔ بیٹھی ہوئی فگر STYLIZED

پوز میں ہے ۔ پاؤں بالکل ساتھ ساتھ اور اکٹھے رکھے ہوئے ہیں ۔ ایک بازو گھٹنے پر رکھا ہوا اور مجسمے نے لباس پہنا ہوا بنایا گیا ہے ۔ لباس کو سیدھی لائنوں کی مدد سے ڈیزائن کی صورت میں بنایا گیا ہے ۔

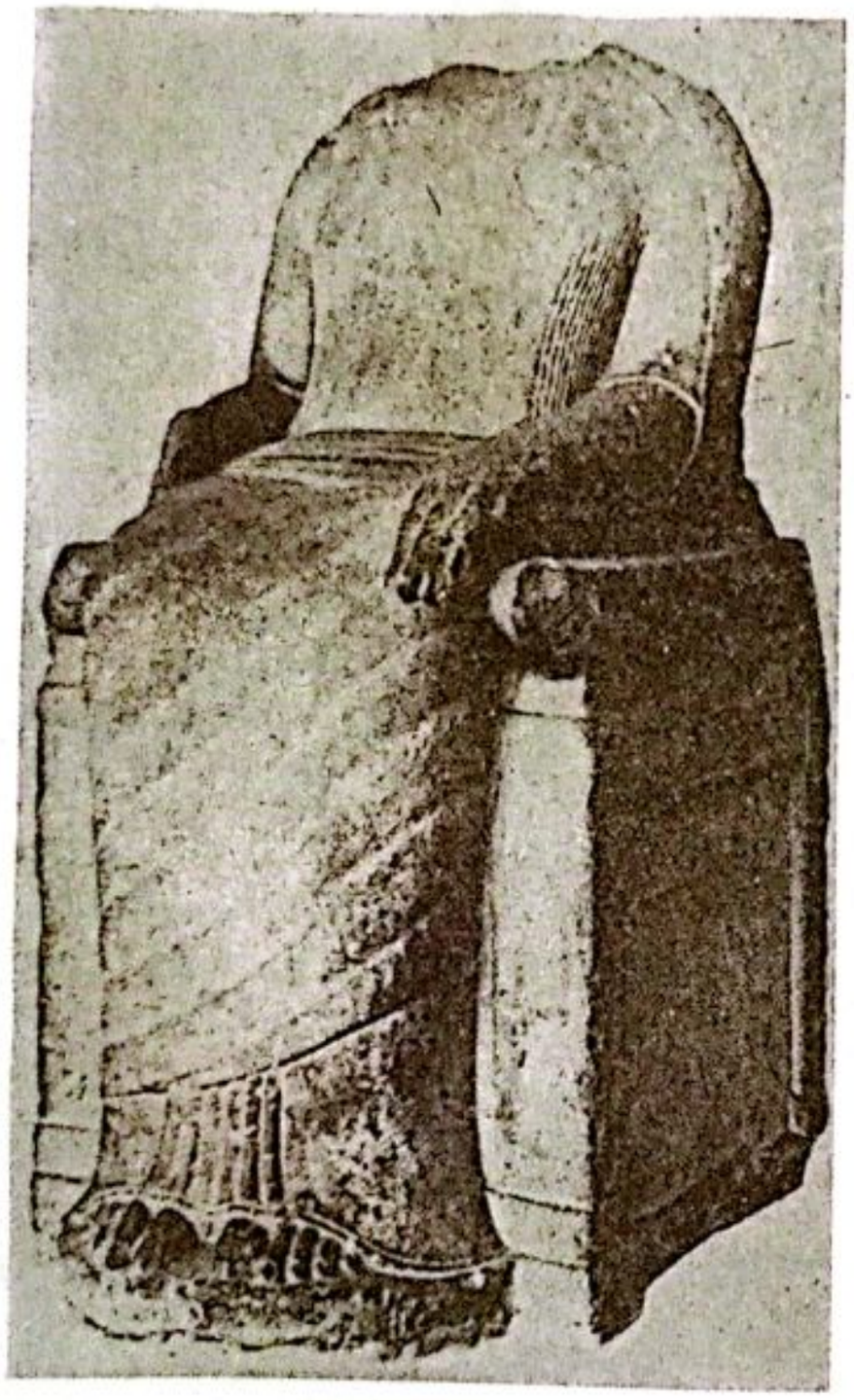

SEATED FIGURE

STATUE FROM SAMOS

550 قبل مسیح

یہ عورت کا سر کے بغیر مجسمہ ہے اس کی لمبائی تقریباً 6 فٹ 4 انچ ہے ۔ یہ سنگ مرمر میں بنا ہوا ہے ۔ بنیادی طور پر مجسمہ ستون یا CYLINDER کی شکل میں بنایا گیا یہ دیوی کا مجسمہ ہے جو سامنے کے رخ کھڑی ہے دونوں پاؤں ساتھ ساتھ ہیں دایاں بازو جسم کے ساتھ سختی سے جمایا ہوا اور بایاں بازو چھاتی کے ساتھ مڑا ہوا دکھایا گیا ہے ۔ مجسمے میں کوئی حرکت نہیں پائی جاتی ۔ لباس کے ختم ہونے پر صرف پاؤں کا کچھ حصہ دکھائی دیتا ہے ان مجسموں کے علاوہ اس دور میں اور بھی بہت سے مجسمے بنائے گئے ہیں مثلاً RAMPIN HORSEMAN, CALF BEARER وغیرہ

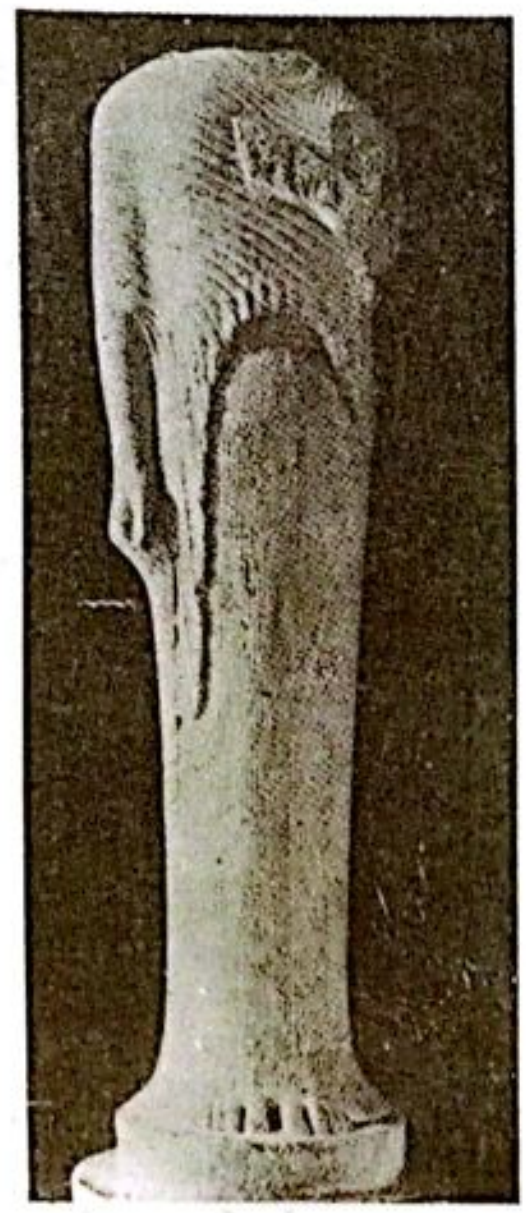

HERA OF SAMOS

ARCHAIC PERIOD – 2

اس دور میں یونانی بت تراشی کی بنیاد رکھی گئی اس دور کے ابتدائی حصے میں یونانی مجسمہ ساز نے زیادہ تر انسانی جسم کی ظاہری بناوٹ کی طرف توجہ دینی شروع کر دی تھی ۔

یونانی مجسمے سفید سنگِ مرمر میں بنائے گئے ۔ کیونکہ یونان میں سنگ مرمر کے ذخائر موجود تھے ۔ جسے انہوں نے جلد ہی استعمال کرنے کا طریقہ سیکھ لیا ۔

ابتدائی دور کے مجسمے رسم و رواج کے مطابق بنائے گئے ARCHAIC دور کے آخر میں گہرے مشاہدے کی وجہ سے بت تراشی قدرتی انداز میں کی گئی اس دور میں دو طرح کی انسانی بت تراشی عام اور مشہور تھی ۔

1 – KOUROS برہنہ مردانہ کھڑے مجسمے

2 – KORE کھڑی عورتوں کے مجسمے

KOUROS کے مجسمے مصری مجسموں کی یاد دلاتے ہیں یہ مجسمے ایسے نوجوان کھلاڑیوں کے بنائے جاتے تھے جو فتح حاصل کرتے تھے ۔

KOUROS کے مجسمے مصری مجسموں کی یاد اس وجہ سے دلاتے ہیں کیونکہ ان کا مجسموں کو کھڑا کرنے کا انداز بایاں پاؤں آگے بڑھا ہوا ، بازو عام طور پر اطراف میں ساتھ لگے ہوئے پتلی کمر ، بڑے اور چوکور کندھے سامنے کی طرف اور موزوں ڈیزائن مصری مجسموں سے مشابہہ تھا ۔ مصر اور میسوپیٹومیا کے لوگوں نے مجسموں کو پتھر میں سادہ انداز میں تراشا جبکہ یونانی لوگ انسانی جسم کے مختلف اعضاء کی بناوٹ اور انہیں آپس میں FIT کرنے میں دلچسپی رکھتے تھے ۔ اور اپنے مشاہدے کی وجہ سے انہیں زیادہ REALISTIC بھی بنانے لگے تھے ۔

570 KOUROS FROM TANEA قبل از مسیح

یہ مجسمہ سنگ مرمر میں بنایا گیا یہ تقریباً 5 فٹ لمبا ہے اور آزادانہ طور پر کھڑا بنایا گیا جبکہ مصری مجسمے سہارے کے ساتھ کھڑے کئے جاتے تھے ۔ پتھر کی SLAB سہارے کے لئے بنائی جاتی تھی ۔ یونانی مجسمہ سازوں کا آزادانہ مجسمے بنانے کی طرف پہلا قدم تھا مجسمے کے مختلف اعضاء کی بناوٹ پر خاص توجہ دی جاتی تھی ۔ سر سادہ ، آنکھیں بڑی اور ناک ، کان ، منہ ، بال وغیرہ کو STYLIZED بنایا جاتا تھا ۔ مجسمے کے دھڑ اور کولہوں کو مکمل گولائی کے ساتھ قدرتی انداز میں بنایا جاتا تھا ۔

KORE اور KOUROS مجسموں کی اہم خصوصیات

پہلی نظر میں یہ مجسمے پتھر میں بنے ہوئے درخت کے تنے کی طرح معلوم ہوتے تھے بعض حالات مُیں مصری روایات کو برقرار رکھا گیا ۔

مرد KOUROS کے بازو اطراف میں لٹکے ہوئے اور بایاں پاؤں تھوڑا سا آگے بڑھا ہوا بنایا گیا ۔

عورتوں کے مجسموں کے بازو ذرا سی حرکت میں اور پاؤں ساتھ ساتھ ملے ہوئے بنائے گئے ۔

مجسموں کو عام طور پر چوڑے کندھوں ، پتلی کمر اور بند ہاتھ کے ساتھ بنایا گیا ۔

سر بیضوی آنکھیں باہر کو نکلی ہوئی بنائی جاتی تھیں ۔ بالوں کو چٹائی کی طرح بنایا جاتا تھا ۔

KOUROS اور KORE مجسموں کے ہونٹ اوپر کی طرف مڑے ہوئے بنائے جاتے تھے ۔ جس سے بہت سرد تاثرات ظاہر ہوتے تھے اس مسکراہٹ کو عام طور پر ARCHAIC SMILE کہتے ہیں ۔

نسوانی مجسموں کو لباس میں دکھایا گیا اور لباس STYLIZED انداز میں بنایا جاتا تھا ۔

فگرز کو حرکت میں بھی دکھانے کی کوشش کی گئی ۔ ان مجسموں پر ہمیشہ گہرا رنگ کیا جاتا ۔

مثال BRONZE CHARIOTEER

سب سے مشہور کانسی کا مجسمہ 470 قبل از مسیح سے تعلق رکھتا ہے اس مجسمے سے ARCHAIC دور کی خصوصیات کا پتہ چلتا ہے ۔ مجسمہ کی جسامت مکمل انسان جتنی ہے تقریباً 5 فٹ 11 انچ لمبا ہے ۔ کہتے ہیں یہ گروہ رتھ یا چار پہیوں والی گاڑی ڈرائیور اور گھوڑوں پر مشتمل تھا ۔ اس میں مجسمہ عام آدمی کا نہ تھا بلکہ شاہی نوجوان کا تھا ۔ جس نے دوڑ کے مقابلے میں حصہ لیا ہو فگر دوڑ کی وجہ سے حرکت میں نہ تھی بلکہ گھوڑا گاڑی میں اپنے پھیلے ہوئے ہاتھوں میں راسوں کو قابو کئے ہوئے تھی مجسمہ مضبوطی سے اپنے پاؤں پر کھڑا تھا ۔ پاؤں اور بازوؤں کو کافی قدرتی انداز میں بنایا گیا ۔ بالوں کو ایک پٹی کے ذریعے سر کے پچھلی طرف باندھا گیا یونانیوں نے اس مجسمہ میں مثالی خوبصورتی کو دکھایا جس کی انہیں تلاش تھی ۔ لباس کے نیچے انسانی جسم کو بنانے کی صحیح کوشش نہیں کی گئی ۔ لیکن اس دور کے بعد فن کار نے یہ کوشش کی کہ وہ جسم کو پُرجوش حرکت میں دکھائے ۔

BRONZE CHARIOTEER

ARCHAIC RELIEF SCULPTURE

اس دور میں آزادانہ کھڑے مجسموں کے علاوہ RELIEF مجسمہ سازی بھی کی گئی ۔

مندروں میں DORIC ORDER کی FRIEZE پر مختلف کہانیوں کو کھودا گیا فگرز بھاری ، FLAT اور چہرے کے تاثرات کے بغیر بنائی گئیں ۔ بہت سی عمارتی سنگ تراشی چھٹی صدی کے وسطی دور میں یونان میں کی گئی ATHENIAN ACROPOLIS سے بے شمار کام PEDIMENTS پر کئے گئے جس میں ایک پر اثر COMPOSITION شامل ہے ۔

"TWO LIONS ATTACKING A BULL"
"THREE HEADED TYPHON"

یہ تمام FIGURES سنگ مرمر میں کھودی گئیں اور پھر انہیں مختلف رنگوں میں مزین کیا گیا ۔ مجسموں کے جسم اور لباس کو آزادانہ کھڑے مجسموں کی طرح قدرتی انداز میں بنایا گیا ۔

GEOMETRIC دور سنہری دور یا کلاسیکل دور کے درمیان ایک رابطہ ہے ARCHAIC دور میں بت تراشی کے نمونوں اور ARCHAIC دور میں بنائے جانے والے ستون کے نمونوں میں نمایاں فرق ہے ۔ ARCHAIC دور میں انسانی جسم کو قدرت کے زیادہ قریب بنایا گیا اس کی وجہ فن کار کا مشاہدہ ہے ایک صدی سے زیادہ عرصہ کی متواتر کوشش سے یونانی بت تراش نے انسانی جسم کی پیچیدہ بناوٹ کے بارے میں مکمل علم حاصل کر لیا فن کار کا دوسرا قدم اس نئے علم کو مختلف جگہوں پر استعمال کرنا تھا ۔ مثلاً حرکت اور احساسات میں ، کپڑے کے بنانے میں اور COMPOSITION

میں ، پس فنکار نے ان تمام کاموں میں آہستہ آہستہ حقیقت کا رنگ بھر دیا ۔

CLASSICAL PERIOD 450 سے 320 قبل مسیح

یونانی دور پانچویں صدی کے وسط میں اور چوتھی صدی کے آخری چوتھائی حصہ میں ثقافت کے لحاظ سے چوٹی پر تھا ۔ اس دور میں ذہین اور قابل فن کار یونان میں جمع ہو گئے ۔ اور انہوں نے انسانی جسم کو مکمل اور خوبصورت بنایا ۔ اور اس کی ساخت اور بناوٹ کی باریکیوں کا خیال رکھا ۔ ARCHAIC دور میں فنکار کا نظریۂ انسانی جسم کو حقیقت کے قریب اور روائتی انداز میں ڈھالنا تھا لیکن GLASSICAL دور میں خوبصورتی کے بارے میں نظریۂ تبدیل ہو گیا ۔ کیونکہ اب انہوں نے خیالی انسانی جسم کو بنانا شروع کر دیا (IDEAL HUMAN BEAUTY) یعنی جسم کے اعضاء میں باہم صحیح نسبت کا خیال رکھا گیا ۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر انسانی جسم کے درمیان ناک سے سیدھی لائن کھینچی جائے تو اس میں کوئی بے ترتیبی پیدا نہ ہو اس دور کے مشہور بت تراش POLYCLITOS نے انسانی جسم کو تناسب سے بنانے کا اصول رائج کیا جس کے تحت جسم کے ہر اعضاء کو باہمی تناسب سے بنایا جاتا تھا ۔ کلاسیکل دور میں مجسموں کو عام طور پر ایک پاؤں پر کھڑے بنایا گیا ۔

PO'LYCLYTOS کا بنایا ہوا مجسمہ DORYPHOROS (THE SPEAR BEARER) ایک مشہور مثال ہے ۔ اس میں انسانی جسم کو بنانے میں تناسب کے صحیح اصولوں کو مدِ نظر رکھا گیا ۔

مثال MYRON THE DISCOBOLOS BY (B.C 450-460)

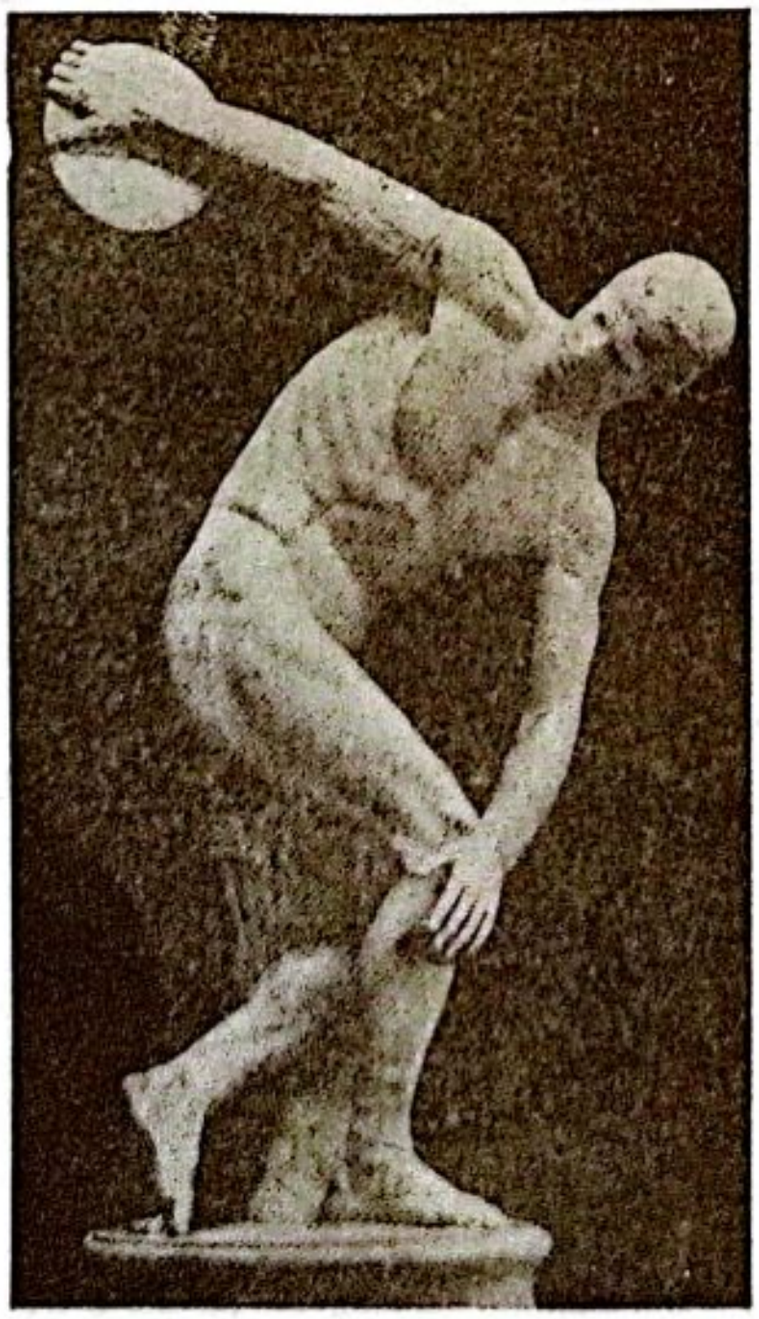

DISCOBOLOS MYRON

یہ مجسمہ بھی کانسی میں بنایا گیا ہے ۔ یہ ایک انقلابی مجسمہ ہے ۔ کیونکہ فنکار کا نظریۂ انسانی جسم کو مکمل حرکت میں دکھانا تھا ۔ بنیادی طور پر یہ کانسی میں اس لئے بنایا گیا کیونکہ MYRON اسی دھات سے مجسمے کو زیادہ حرکت میں دکھا سکتا تھا ۔ مجسمے کو DISCUS پھینکنے کے لئے ایسی حرکت میں دکھایا گیا جو دائرے میں گھومتی ہے ۔

سنہری دور کی مجموعی خصوصیات

1 - پانچویں صدی کے سنگ تراش انسانی جسم کی بناوٹ اور ساخت پر توجہ دینے لگے ۔ وہ باریکیوں اور مختلف انداز کو بہتر بنانے کے لئے آگے بڑھے ۔

2 - کلاسیکل خوبصورتی سے مراد یونانی تصوراتی خوبصورتی ہے جس میں جسم کے اعضاء کو صحیح تناسب سے بنایا گیا ۔

3 - کلاسیکل خیالی انداز میں ایک پاؤں جسم کا وزن اٹھاتا جبکہ دوسرا پاؤں صرف زمین کو چھوتا تھا ۔

4 - کلاسیکل دور میں مجسموں کا سامنے کا رخ اہم تھا ۔

5 - دکھ ، تکلیف وغیرہ میں چہرے کے تاثرات دکھانے کی کوشش نہیں کی گئی ہونٹوں کو عام طور پر ایک دوسرے سے تھوڑا سا جدا دکھایا گیا ہے ۔

6 - بالوں کو رسمی طور پر ڈھالا گیا ۔ اور چھوٹے چھوٹے خم کھاتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔

7 - چوتھی صدی قبل مسیح میں پہلی دفعہ یونانی بت تراشی میں نسوانی برہنہ مجسمے بنانا شروع کئے گئے ۔

کلاسیکل RELIEF SCULPTURE کی اہم خصوصیات

فگرز کو مختلف انداز میں بنایا گیا ۔ اس کی مثال PARTHENON مندر کی FRIEZE سے ملتی ہے ۔ اس کا مضمون HORSEMEN FROM THE FRIEZE OF THE PARTHENON

RELIEF فگرز کو جلوس کی صورت میں دکھایا گیا ۔ یہ ATHENA دیوی کا ایک بہت بڑا تہوار تھا ۔ اس RELIEF میں گھوڑے سواروں کو حرکت میں دکھایا گیا ہے۔

1 - PARTHENON کی مشرقی سمت میں ایک اور منظر دکھایا گیا ہے جسے MAIDENS کہتے ہیں ۔ اس میں کئی نوجوان لڑکیاں دکھائی گئیں ۔ فگرز میں حرکت ، لباس میں شکنیں اور مختلف انداز دکھائے گئے ۔ اس کے علاوہ DEITIES کو بھی بنایا گیا ۔ جس میں FORESHORTNING کو مکمل طریقہ سے سمجھایا گیا ۔ فگرز کو مختلف PLANES میں دکھایا گیا جس سے RELIEF میں گہرائی پیدا ہو گئی ۔

2 - مجسموں کے کندھوں کے پیچھے لٹکتی ہوئی DRAPERY جگہ پُر کرنے ، باقاعدہ تواتر ، تناسب اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے بنائی جاتی تھیں ۔

3 - ان RELIEFS کا موضوع یونانی دیو مالا پر مبنی تھا ۔ لیکن بعد میں عام زندگی کے موضوع پر بھی RELIEF بنائے گئے ۔

4 - RELIEF کا بنانا یونانی سنگ تراشی کا اہم حصہ تھا ۔

5 - سنگ مرمر کی چمک کو کم کرنے کے لئے یونانیوں نے آزادانہ کھڑے مجسموں کو رنگ کیا ۔

6 - جانوروں کو بے حد مہارت کے ساتھ حقیقت پسندی سے بنایا گیا ۔

سنہری دور کے مشہور مجسمہ ساز

PHEIDIAS – 1

یونانی سنگ تراشی میں چند نام بہت اہمیت کے حامل ہیں ۔ جن میں PHEIDIAS کا نام سرِ فہرست ہے ۔ سنہری دور یا کلاسیکل دور کے سب سے مشہور و معروف سنگ تراش PHEIDIAS نے PARTHENON مندر کی PEDIMENT, FRIEZE اور METOPES پر RELIEF طرز میں سنگ تراشی کی اور اس کے ساتھ ہی ATHENA دیوی کا یادگار مجسمہ سونے اور ہاتھی دانت میں بنایا ۔

بہت سے دوسرے فنکاروں نے اس کے ساتھ مل کر یہ کام کیا ۔ PHEIDIAS نے اس کام کی نگرانی کی ۔ کام کی ہدایات دیں اور ڈیزائن کا خاکہ بنایا ۔ PARTHENON مندر پر کی جانے والی RELIEF کے علاوہ اس کا تمام کام تباہ ہو چکا ہے ۔ صرف وہ کام موجود ہے جس کی نقول رومیوں نے تیار کیں ۔ جن سے اصل کام کی خوبصورتی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ PHEIDIAS کے بنائے جانے والے مجسمے بہت بڑے SIZE میں تھے ۔

مشہور مجسمے مندرجہ ذیل ہیں ۔

STATUE OF ZEUS – 1

ATHENA- LEMINA – 2

RELIEF OF CITIZEN – 3

THREE FATES – 4

STATUE OF ZEUS – 1

یہ مجسمہ BRONZE میں بنایا گیا ۔ اور 25 فٹ اونچا ہے ۔ یہ مجسمہ چند سال پہلے سمندر کی تہ سے ملا ۔ اس مجسمے کا انداز حرکت سے بھرپور ہے ۔ مجسمے کے ہاتھ فضا میں پھیلے ہوئے ہیں ۔ اور مجسمے کے مضبوط دھڑ کو بہت عمدہ انداز سے تراشا گیا ہے ۔ سر اور جسم دونوں یکساں طور پر بارعب یا پُر جلال بنائے گئے ہیں ۔

PHEIDIAS نے ایک دیوتا کے حسن ، عظمت اور طاقت کو بہت مہارت سے اس مجسمہ میں بنایا ۔ مجسمہ ساز نے ہمیں یہ محسوس کرنے پر مجبور کر دیا ہے کہ ایسا عمدہ اور مکمل مجسمہ صرف ایک دیوتا کا ہی ہو سکتا ہے ۔

ATHENA – 2

یہ مجسمہ ATHENA دیوی کا ہے ۔ اب یہ موجود نہیں لیکن ROMAN نقل سے اس کی [illegible] PHEIDIAS [illegible]
بہترین مجسمہ ہاتھی دانت اور سونے میں بنایا گیا ۔ ان مجسموں کے علاوہ
جو دنیا کے مختلف عجائب گھروں مثلاً [illegible] سے [illegible] بنایا گیا ہے ۔

RELIEF OF CITIZEN ON THE FRIEZE OF PARTHENON – 3

PHEIDIAS نے PARTHENON کی FRIEZE کے گرد لوگوں کے ہجوم کو تراشا جو پیدل ، گھوڑوں پر اور چھکڑوں پر سوار ہو کر اپنی دیوی کی عقیدت کے لئے جا رہے تھے ۔ ان میں بیشتر لوگوں نے نذرانے کے لئے ہاتھوں میں تحائف اٹھائے ہوئے تھے ۔

THREE FATES ON THE PEDIMENT OF PARTHENON – 4

یہ تین FATES کا گروپ Sculpture ہے ۔ جن میں سے ایک فگر دوسری پر تقریباً لیٹی ہوئی ہے جبکہ تیسری ان کے پاس بیٹھی ہوئی ہے ۔ تینوں کے سر تباہ ہو چکے ہیں ۔ ان فگرز کے جسم کی خوبصورتی لباس کے نیچے سے بھی واضح طور پر نظر آ رہی ہے ۔ مجسموں کے جسم پر پہنائے گئے کپڑوں کی سلوٹوں کو بہت خوبصورت انداز میں تراشا گیا

PHEIDIA نے اپنا کام ایک پینٹ کرنے والے کی حیثیت سے شروع کیا لیکن بعد میں اس نے یہ محسوس کیا کہ الات کا اظہار بت تراشی میں زیادہ اچھی طرح کر سکتا ہے ۔ پس وہ دونوں فنون کا استاد بن گیا PHEIDIAS POLYCL سے تربیت حاصل کی ۔ اور مندروں کے لئے بڑے بڑے مجسمے بنانے کی وجہ سے بہت مشہور

PO

بہت مشہور بت تراش تھا ۔ وہ اپنے کام میں بشتگی اور خوش اسلوبی کی وجہ سے پہچانا جاتا تھا ۔
تناسب سے بنانے کے اصولوں کے بارے میں ایک کتاب لکھی ۔ جس کا نام "Canon"
انی جسم کے ہر اعضاء کا تناسب دوسرے اعضاء سے ہے اس کے علاوہ تمام اعضاء کا ناپ
اہم کام RELIEFS میں سامنے کے رخ فگرز بنانے کی بجائے PROFILE میں بھی
۔ پت و م لرنے کے لئے یونانیوں نے آزادانہ کھڑے مجسموں کو رنگ کیا ۔

بنانا تھا ۔ جس پر یونانیوں نے عبور حاصل کر لیا ۔ اس کی مثال DYING WARRIOR سے لی جا سکتی ہے ۔ POLYCLETOS کا معیاری کام DORYPHOROS یا SPEAR BEARER تھا ۔ جس کی وجہ سے اس فنکار نے شہرت حاصل کی ۔ یہ مجسمہ فنکار نے اپنے تمام اصولوں کے تحت بنایا ۔ پہلے تو یہ مجسمہ کانسی میں بنایا گیا ۔ لیکن اب اس کی ایک رومن نقل بچی ہے ۔ یہ ایک کھلاڑی کا مجسمہ ہے جو اپنے بائیں ہاتھ میں نیزہ پکڑے ہوئے کلاسیکل مثالی انداز میں کھڑا ہے ۔ جسم کا وزن ایک طرف اور بایاں پاؤں پچھلی طرف بنایا گیا ۔ سر تھوڑا پچھلی طرف مڑا ہوا دایاں بازو ایک طرف اور بائیں بازو میں نیزہ پکڑے ہوئے بنایا گیا۔ چہرے کے تاثرات سنجیدہ اور MUSCLES کو اتنی تفصیل سے بنایا گیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فنکار نے گہرے مشاہدے اور انسانی جسم کے مکمل علم کے بعد اسے بنایا ۔ یونانیوں نے اپنے کام میں ترقی جاری رکھی اور آگے بڑھتے گئے ۔ اور مندروں کی PEDIMENTS کے لئے شاندار FIGURES بنائیں ۔

PRAXITELES

یہ بھی بہترین مجسمہ ساز تھا ۔ اس کا تعلق فنکاروں کے خاندان سے تھا ۔ اس کے دادا ، والد اور بیٹے نے بھی فن ہی کے پیشے کو اختیار کیا ۔ PRAXITELES نے مجسموں میں نرمی اور جلد کا تاثر پیدا کیا ۔ اس کے STYLE میں خم (CURVES) دکھائے گئے ۔ جو مجسموں میں خوبصورتی اور عظمت پیدا کرتے تھے ۔ بیضوی سر اور خوابی آنکھیں اس فنکار کے مجسموں کی اہم پہچان تھی ۔ اس مجسمہ ساز نے VENUS کے مجسموں کو پہلی بار برہنہ حالت میں بنایا ۔ مشہور مجسمہ STATUE OF APHRODITE OF KNIDOS ہے۔ اس دیوی کے مجسمے کو یونانی تاریخ میں پہلی دفعہ برہنہ حالت میں دکھایا گیا ۔ اسی وجہ سے اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے ۔ مجسمے کے کھڑے ہونے کا انداز بے حد دلفریب ہے ۔ ایک ہاتھ آگے کی طرف بڑھا ہوا اور دوسرے سے کپڑے کو پکڑے ہوئے ہے ۔ مجسمے کو ایک کھلے چبوترے پر کھڑا کیا گیا ۔ اور اسے چاروں طرف سے دیکھا جا سکتا ہے چہرہ بہت خوبصورت بنایا گیا ہے ۔

HERMES TEASING THE INFANT GOD DIONYSES

مجسمے میں دیوتا کو کھڑے دکھایا گیا ہے مجسمے نے بائیں بازو سے INFANT DIONYSES شیر خوار دیوتا کو پکڑے ہوئے ہے ۔ جو مجسمے کے دائیں ہاتھ سے کچھ پکڑنے کی کوشش کر رہا ہے (غالباً انگور کا خوشہ) اب یہ بازو ٹوٹ چکا ہے ۔

دیوتا کو (S.CURVE) میں دکھایا گیا جو عام طور پر PRAXITELES کا خم کہلاتا ہے ۔ مجسمہ کی بیرونی سطح کو بہت حساس طریقہ سے بنایا گیا ۔ جسم کو اس انداز سے بنایا گیا کہ وہ مختلف اعضاء میں گولائی کا تاثر دیں ۔ مجسمے کا سر بیضوی اور بالوں کو بے ترتیب انداز سے ہونٹوں اور گالوں کو ملائمت سے بنایا گیا ہے کپڑے اور درخت کی بناوٹ اور باریکیوں کو مشاہدے اور فنی مہارت سے بنایا گیا ۔ اس مجسمے کی دونوں ٹانگیں گھٹنوں کے درمیان میں ٹوٹی ہوئی تھیں ۔ جنہیں مرمت کر دیا گیا ہے ۔ پاؤں کو حقیقت کے قریب بنایا گیا ہے ۔

PRAXITELES HEAD OF HERMES

یونانی تصویر کشی اور برتن سازی

بہت عرصہ تک یونان میں تصویر کشی علیحدہ فن کی حیثیت سے زیادہ مقبول نہ تھی ۔ چھٹی صدی قبل مسیح تک بہت سے فنکار اپنی ذہانت کا مظاہرہ برتنوں کو رنگ کر کے کرتے رہے ۔ اسی وجہ سے یونانی برتنوں پر تصویر کشی یونانی تصویری آرٹ کے اظہار کا قیمتی ذریعہ تھی ۔ اس کے علاوہ تصویروں کے موضوع قدیم یونانی دیو مالا ۔ فوج ۔ تاریخ ۔ سوشل زندگی اور کھیلوں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے تھے ۔ برتنوں پر بنائی گئی تصاویر کی اہمیت اس وجہ سے بھی زیادہ ہے کیونکہ ان کی بنائی ہوئی باقی PAINTINGS تباہ ہو چکی ہیں ۔

یونانی برتنوں کا استعمال :

قدیم یونانی برتن نہ صرف گھر میں استعمال ہوتے تھے بلکہ شراب ، شہد اور زیتون کے تیل کو ملک کے دور دراز علاقوں اور مغربی ممالک میں برآمد کے لئے بھی استعمال کئے جاتے تھے ۔

یونانی برتن تجہیز و تکفین کے مقصد کے لئے بھی استعمال کئے گئے ۔ برتنوں میں مُردوں کے جسموں کی خاک رکھی جاتی تھی ۔

برتنوں کی اشکال :

GREEK VASE SHAPES

a) HYDRIA b) LEKYTHOS c) KRATER d) AMPHORA e) KYLIX f) OENOCHOE

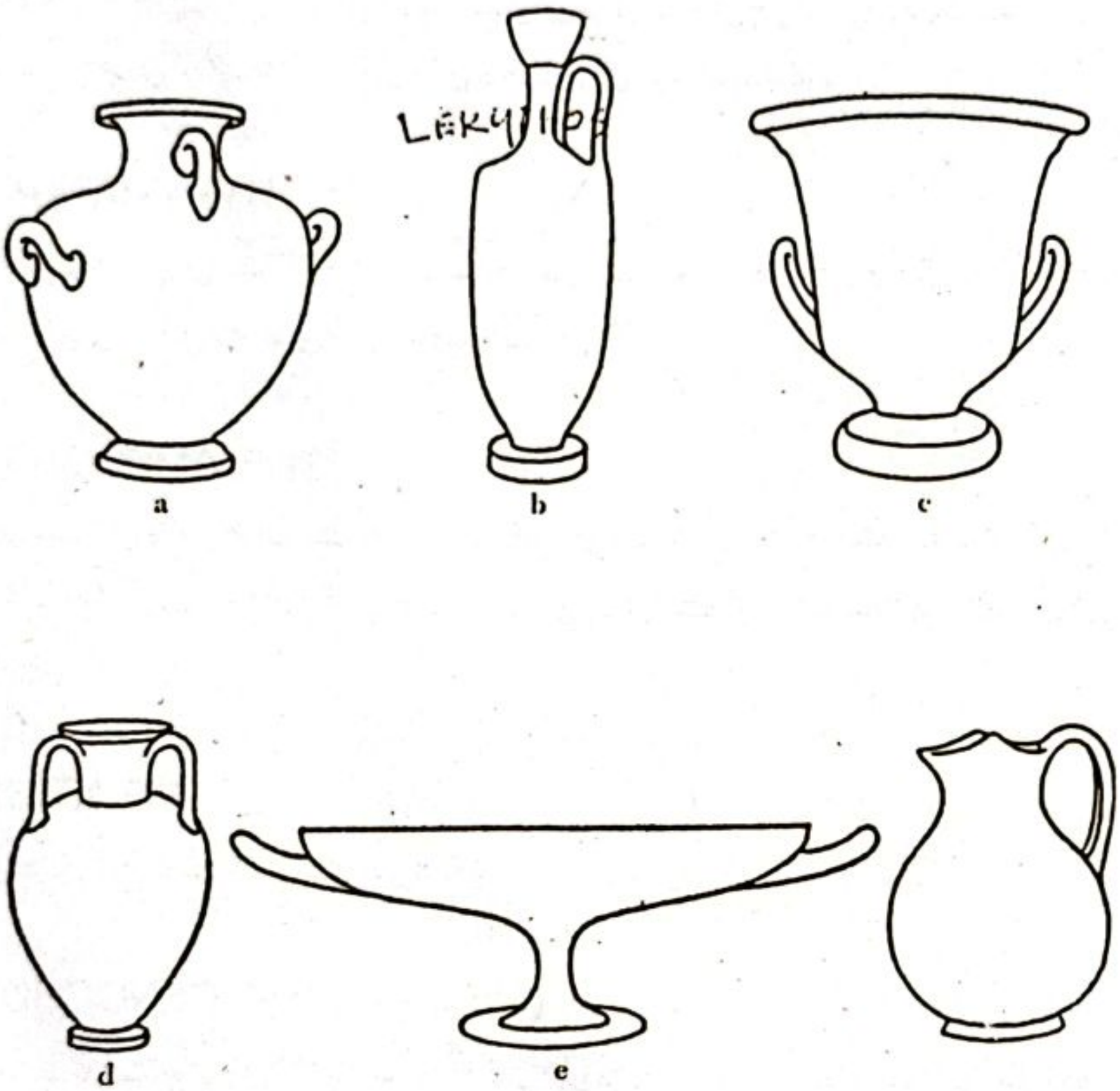

GREEK VASE SHAPES

برتنوں کی اشکال اور سائز وقتاً فوقتاً بدلتا رہا ۔ برتنوں پر نقش و نگار ان کی شکل کی مناسبت سے بنائے جاتے تھے ۔ یونان میں مندرجہ ذیل برتن استعمال کئے جاتے تھے ۔

THE HYDRIA – 1

یہ لفظ یونانی زبان میں پانی کے معنی دیتا ہے ۔

یہ برتن چشموں سے پانی لانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا ۔ اس کے تین (Handle) تھے ۔ دو (Handle) اس کو اٹھانے کے لئے تیسرا ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا ۔

THE LEKYTHOS – 2 (تیل کی بوتل)

یہ ایک چھوٹی سی تیل کی بوتل تھی ۔ اس کی لمبی پتلی گردن تھی ۔ تاکہ تیل آہستہ آہستہ ڈالا جا سکے خاص طور پر

تجہیز و تکفین کے مواقع پر اس سے تیل ڈالا جاتا تھا ۔ اس کی بناوٹ ایسی ہوتی کہ اس کے پیندے پر تھوڑا سا تیل ٹپکتا رہتا تھا ۔ جو مقبروں کو نم رکھتا تھا ۔ اس برتن پر ڈیزائن بھی بنے ہوتے تھے ۔

THE KRATER – 3

یونانی زبان میں اس کے معنی ملانا (mix) کے ہیں ۔ یہ ایک ایسا پیالہ تھا ، جس میں پانی اور شراب کو ملایا جاتا تھا ۔ یہ کھلے منہ کا برتن اعزازی دعوت کی میز پر شراب ملانے میں استعمال ہوتا تھا ۔

THE AMPHORA – 4

جس کے معنی دونوں اطراف سے پکڑنا ہے ۔ اس برتن کے دو (HANDLE) دستے تھے ۔ یہ بوتن شراب ، غلہ ، تیل اور شہد ذخیرہ کرنے کے لئے استعمال ہوتے تھے ۔ ان پر اکثر ڈھکنے بھی ہوتے تھے تاکہ جو اشیاء ان میں رکھی جائیں وہ محفوظ رہیں ۔

THE KYLIX – 5

یہ ایک اہم قسم کا کھلے منہ والا پینے کا پیالہ تھا ۔

THE OENOCHOE – 6 (شراب ڈالنا)

یہ شراب کا جگ تھا ۔ اس کا اگلا حصہ تین گوشوں میں مڑا ہوا تھا ۔ جس سے ڈالنے میں آسانی رہتی تھی ۔ اس برتن پر ایک تصویر بنائی گئی جس میں ایک نوجوان OENOCHOE سے KYLIX میں شراب ڈال رہا ہے ۔ KYLIX اس کے دوست نے پکڑا ہوا تھا جب کہ ایک نوجوان AMPHORA اٹھائے ہوئے چلا آ رہا تھا ۔

برتن بنانے کا طریقہ

مٹی کو گوند کر مطلوبہ شکل کے برتن کو بھٹی میں پکاتے تھے ۔ پھر برتن کو روغن کرتے اور دوبارہ پکاتے ۔ اس پر کالے یا جامنی رنگ کا پالش کرتے پھر کھرچ کر BACKGROUND نکالتے اور اس طرح ڈیزائن بن جاتے ۔ یونانی برتنوں کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں ان کے اعلیٰ معیار کا باخوبی اندازہ ہو جاتا ہے ۔

برتن سازی کے ادوار ۔

یونانی برتن سازی کے مندرجہ ذیل ادوار ہیں :

DIPYLON OR GEOMETRIC – 1
BLACK FIGURE OR ARCHAIC – 2
RED FIGURE OR CLASSICAL – 3

GEOMETRICAL STYLE

یونانی برتن سازی کی سب سے پرانی طرز GEOMETRIC تھی ۔ یہ 1100 قبل مسیح سے 700 قبل مسیح تک تھی ۔ GEOMETRIC سٹائل کی اصطلاح اس لئے استعمال کی گئی کیونکہ اس میں زیادہ تر برتنوں پر جیومیٹری کے ڈیزائن بنائے گئے مثلاً دائرہ ، پیچ و خم کھاتے ہوئے خطوط ۔ مثلث ، لہریں ، نقطے ، اور بعض اوقات پرندے اور جانور بھی بنائے جاتے تھے ۔ یہ نمونے DIPYLON برتنوں پر عروج پر پہنچے ۔ ان برتنوں کو DIPYLON اس وجہ سے کہا جاتا تھا کیونکہ یہ بہت سی تعداد میں DIPYLON یا ایتھنز کے DOUBLE GATE پر پائے گئے ۔

شروع میں بنائے جانے والے برتنوں پر صرف جیومیٹری کے ڈیزائن بنائے جاتے تھے ۔ انسانی جسم کو بھی تکون اور سیدھی لائن سے بنایا گیا خیال کیا گیا ہے یہ نمونے کپڑے کی بنائی کے نمونوں اور دھات کے کندہ کئے گئے کام سے لئے گئے تھے ۔

DIPYLON برتنوں پر بنائے جانے والے نمونوں کا موضوع مرنے والے ، اس کے گھر والوں اور تجہیز و تکفین سے متعلق ہوتا ۔ اس قسم کے منظر میں مردہ انسانی جسم بنانے کے لئے ایک ہی فارمولہ استعمال کیا گیا ہے ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ زندہ انسان کھڑا ہے اور مردہ لیٹا ہوا ہے ۔ یونانیوں نے آہستہ آہستہ برتنوں کو سجانا شروع کیا اور ان پر بنائے جانے والے موضوع حقیقت کے بہت قریب بنائے ۔ مثلاً قدرتی MOTIF شیر ۔ چیتے ۔ ابولہول اور کنول کے پھول بنائے جانے لگے ۔

GEOMETRIC AMPHORA – 1

DIPYLON کا تعلق آٹھویں صدی قبل مسیح سے ہے یہ نیویارک میں میٹرو پولیٹن عجائب گھر میں ہے ۔ یہ ایک بہت بڑا AMPHORA ہے ۔ اس کی شکل ، بناوٹ بہت شاندار ہے ۔ اس کے چھوٹے چھوٹے ہینڈلوں کو گہری براؤن چمک دار تہہ سے ہلکے رنگ کی زمین پر جیومیٹری کے ڈیزائن اور انسانی تصاویر سے پٹیوں کی صورت میں سجایا گیا ۔ برتن کی گردن پر ایک جنگجو کو دو گھوڑوں کے درمیان دکھایا گیا ہے ۔

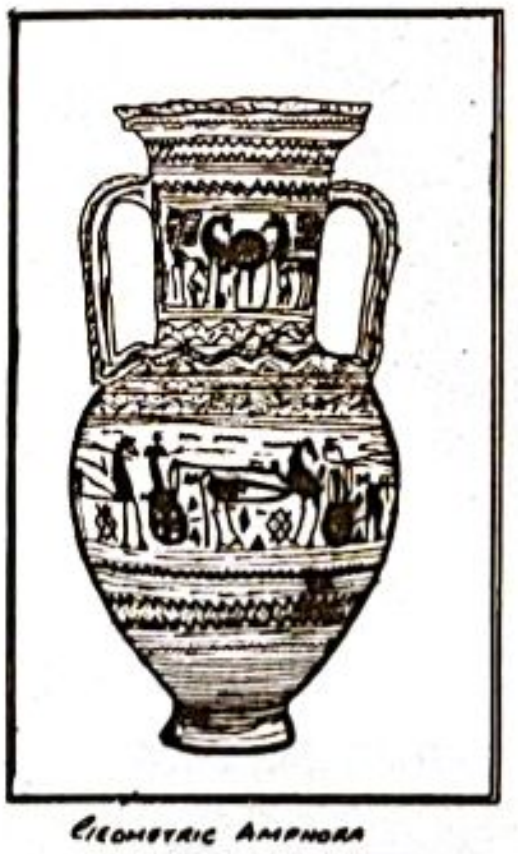

GEOMETRIC AMPHORA

GEOMETRIC VASE WITH FUNERAL PROCESSION – 2

ان برتنوں کے زیادہ تر حصے کو خوبصورت نمونوں سے ڈھک دیا جاتا تھا ۔ ان کے اکثر برتنوں پر مُردے کو سیدھے پڑے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اس VASE پر بھی ایک میت کے قریب سوگوار لوگوں ، گھوڑا گاڑیوں اور جنگجو لوگوں کا جلوس بنایا گیا ہے ۔

فگرز کو سیدھے رخ یا یک طرفہ بنایا گیا ہے ۔ اس میں PRESPECTIVE اور FORE SHORTNING بالکل نہیں دکھائی گئی ۔

BLACK FIGURE STYLE AREHAIC STYLE.

(ساتویں صدی قبل مسیح کے وسط میں کی جانے والی تصویر کشی)

ایتھنز میں برتنوں پر رنگ کرنے کی نئی طرز اپنائی گئی یہ طرز ، BLACK FIGURE STYLE کہلائی ۔ اس طرز میں بنائے گئے برتن پانچ ہزار قبل مسیح تک عام استعمال میں رہے ۔ مذہبی مواقع پر بھی بے حد مقبول تھے ۔ BLACK FIGURE طرز میں برتن کی قدرتی سرخ سطح پر کالی لائنوں سے ڈیزائن بنائے جاتے تھے ۔ برتن پر باریک کام نوکدار ہتھیار سے کھود کر کیا جاتا تھا ۔

عورتوں کے جسم پر سفید رنگ اور عام طور پر سیاہ ، سفید ، براؤن ، جامنی اور سرخ رنگ کے تین شیڈ استعمال کئے جاتے تھے ۔ اس دور میں ڈیزائن پہلے سے کافی بہتر بننے لگے ۔ انسانی خدوخال میں بھی تبدیلی آگئی ۔ برتنوں پر اہم مناظر شکار کھیلنا ، کھیلیں ، مذہبی رسومات اور یونانی دیومالا کی کہانیاں ، جانوروں اور پھولوں کو افقی پٹیوں کی صورت میں بنایا جاتا ۔

مثال 1 – FRANCOIS VASE

FRANCOIS VASE

یہ برتن BLACK FIGURE طرز کی بہترین مثال ہے ۔ اس برتن کی اونچائی صرف دو فٹ ہے اور یہ چھٹی صدی قبل مسیح سے تعلق رکھتا ہے اس برتن کا نام اس آدمی کے نام سے رکھا گیا تھا ، جس نے اسے اٹلی کی ایک قبر سے دریافت کیا ۔ جہاں شاید ROMANS اسے اٹھا کر لے گئے ہونگے ۔ اب یہ فلورنس کے ایک عجائب گھر میں ہے ۔ اس برتن کے ہینڈل چکر دار بیل کی طرح ہیں جو کافی موثر ہیں ۔ یہ برتن KRATER کے طور پر یا کسی چیز کو ملانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ اسے ایسی پٹیوں سے سجایا گیا ہے ۔ جس پر انسانی اور حیوانی تصاویر بنائی گئیں اس برتن کو قدرتی سرخی مائل مٹی پر BROWNISH BLACK اور تھوڑے تھوڑے سفید رنگ سے رنگ کیا گیا ۔ برتن کے نچلے حصے میں کونج اور دیو کی لڑائی کا منظر دکھایا گیا ہے ۔ اس سے اوپر افقی پٹیوں میں دیو مالا کی کہانیوں کے مناظر اور HOUSE OF PELEUS کی تصاویر بنائی گئیں ۔

مثال – 2 AMPHORA

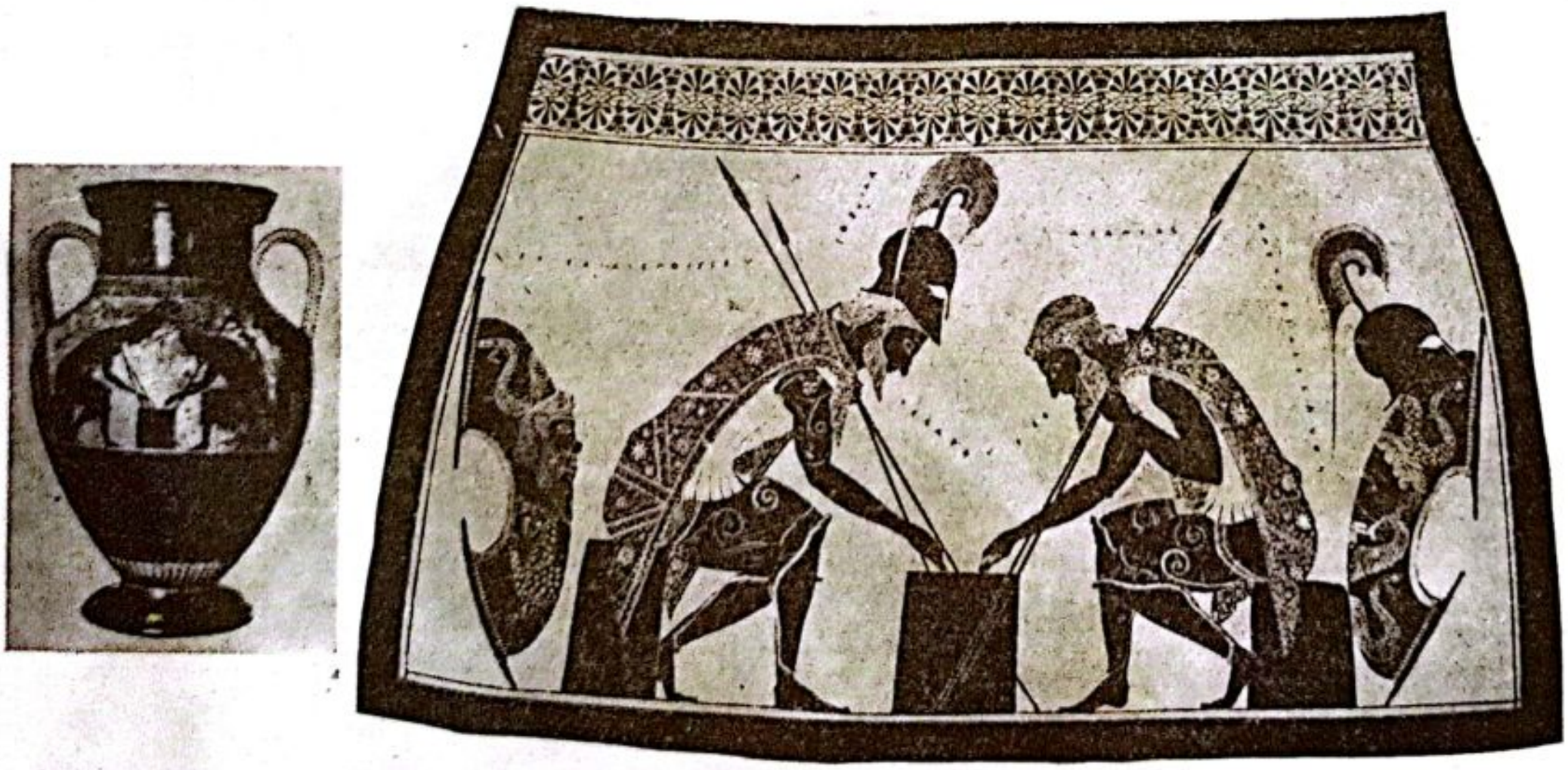

(AJAX AND ACHILLES PLAYING DRAUGHTS

اس مضبوط اور پختہ شکل کے برتن کے ہینڈل کا CURVE ڈیزائن کا حصہ معلوم ہوتا ہے ۔ HANDLE کو برتن کے ساتھ اس طرح جوڑا گیا کہ وہ وزن اٹھانے کا کام اچھی طرح سے کر سکے ۔ برتن کے پیندے کے قریب ایک پٹی پر کرنیں بنائی گئیں ۔ درمیانی حصہ پر سجاوٹ کی گئی اور ہینڈل کے علاوہ تمام برتن کی سطح کو سیاہ رنگ کیا گیا ۔ درمیانی بڑی پٹی PANEL پر AJAX اور ACHILLES کو سٹول پر بیٹھے ہوئے جوا کھیلتے ہوئے جھکی ہوئی حالت میں دکھایا گیا ہے ۔ AJAX دائیں جانب اور ایک HERO کو HELMET میں دکھایا گیا ۔ جیسا کہ اس سٹائل کے برتنوں پر تصاویر بنانے کا طریقہ تھا ۔ اس برتن پر سے بھی کالا رنگ کھرچ کھرچ کر سرخ بیک گراونڈ نکالی گئی ہے ۔ جس کے نگر کالے رنگ میں

موجود ہیں جن پر کہیں کہیں کھرچ کر کپڑوں کا ڈیزائن واضح کیا گیا ہے ۔

فگرز کا انداز تناسب اور ڈرائینگ کا آزادانہ استعمال اس سے پہلی تصاویر کی نسبت زیادہ حقیقت کے قریب ہے ۔ بالوں اور چوغہ کو بہت مہارت اور عمدگی سے بنایا گیا ۔

یہ BLACK FIGURE طرز کی برتن سازی کی ایک اہم مثال ہے ۔ اور اسے اس دور کے مشہور برتن ساز EXEKIAS نے بنایا تھا ۔

RED FIGURE STYLE OR CLASSICAL STYLE

530 قبل مسیح میں یونانی برتنوں پر کی جانے والی تصویر کشی میں انقلاب آگیا ۔ یہ تبدیلی اس طرح واقع ہوئی کہ سیاہ تصاویر سرخ سطح کی بجائے سرخ تصاویر سیاہ سطح پر بنائی جانے لگیں ۔ یعنی BACK GROUND کھرچنے کی بجائے فگرز کھرچ کر سرخ رنگ میں نکالے جانے لگے ۔ یہ تبدیلی چھٹی صدی کے آخر میں رونما ہوئی ۔ اس طریقے میں سب سے پہلے برتن کے قدرتی سرخ سطح کو سرخ رنگ میں پالش کیا جاتا پھر فنکار ایک عمدہ برش سے تصویر کی باریکیوں کو کالے رنگ سے پینٹ کرتا اور آخر میں برتن کے پس منظر کو کالے رنگ میں پینٹ کر دیتا ۔

KYLIX PAINTED BY EUPHRONIOS CATTLE OF GERYON

مثال :

اس برتن کا تعلق 500 قبل مسیح سے ہے اس پر تصویر کشی کا موضوع CATTLE OF GERYON ہے ۔ فن کار نے برتن کے ایک طرف گائے کی وجہ سے جھگڑا اور دوسری طرف نوجوان کو جانور ہانکتے دکھایا گیا ہے ۔ ان تصاویر کا تاثر بے حد خوبصورت ہے ۔ گائے کے ریوڑ کی بیرونی لائن گولائی کا تاثر دیتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جانور فضا

میں حرکت کر رہے ہیں ۔

دھات کا کام :

یونانی دور کا ایک اور اہم کام دھات کے سکے بنانا تھا ۔ یہ سکے چاندی اور سونے کے تھے ۔ سب سے پہلے وہ سکوں کے ڈیزائن کو پتھر پر تراشتے تھے ۔ اس کے بعد دھات کے ٹکڑوں کو پتھر پر رکھ کر ہتھوڑے سے کوٹتے تھے ۔ اس طرح پتھر پر بنایا گیا ڈیزائن دھات کے ٹکڑوں پر منتقل ہو جاتا تھا ۔ لیکن کوٹنے کی وجہ سے ان سکوں کے کنارے کہیں کہیں سے ٹوٹ جاتے تھے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے دھات کے کئی برتن اور SHEILDS بھی بنائیں ۔

HELLENISTIC PERIOD – 4

(330 سے 100 قبل مسیح) یہ دور تیسری صدی سے پہلی صدی تک جاری رہا ۔ یونان جب چوتھی صدی میں مستحکم ہوا تھا تو اس کے بعد سے یونانیوں نے اپنے علاقے بڑھانے کے لئے بہت سے ملکوں اور شہروں پر حملے کئے اور انہیں اپنی ریاست میں شامل کیا ۔ ان فتح کئے ہوئے علاقوں کے رہنے والوں پر یونانیوں کے آرٹ کا اثر ہوا اور وہ ان کے فن تعمیر ، مجسمہ سازی ، برتن سازی، اور PAINTING سے متاثر ہوئے ۔ اور یونانیوں کی تقلید میں یہ کام شروع کیا ۔ یونانیوں کے کام سے متاثر ہو کر ان مفتوح علاقوں کے رہنے والوں نے جو کام کیا اس کو HELLENISTIC STYLE کہتے ہیں ۔ پہلے یونانی آرٹ کا مرکز ATHENS تھا ۔ HELLENISTIC دور میں تین اور مراکز اس کے ساتھ شامل ہو گئے ۔

1 – RHODES
2 – PERGAMON
3 – ALEXANDRIA

HELLENISTIC دور چوتھی صدی سے پہلی صدی تک چلا اور اس دوران سکندر اعظم نے بھی ہندوستان تک فتوحات حاصل کیں ۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سقراط ، بقراط اور ارسطو جیسے فلسفی گزرے جنہوں نے عام آدمی کو اہمیت دی ۔ جس سے عام آدمی کی قدر میں اضافہ ہوا ۔

HELLENISTIC ARCHITECTURE

اس دور کے فن تعمیر میں ایک اہم بات یہ ہوئی کہ انہوں نے BASILLICA بنانے شروع کئے ۔ یہ بڑے بڑے ہال تھے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے نقشے کے مطابق شہر بنانا شروع کر دیئے اس سے پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ انہیں کوئی پہاڑ پسند آ جاتا تو اس پر عمارت بنا دیتے اسی طرح اِدھر اُدھر سے سڑکیں نکال دیتے جو کہ بہت بے قاعدہ ہوتی تھیں ۔

اس دور میں CORNITHIAN ستون کا استعمال بڑھا ۔

HELLENISTIC مجسمہ سازی

GREEK آرٹ کی نسبت HELLENISTIC آرٹ میں مجسموں کے چہروں پر تاثرات نظر آنے لگے ۔ مجسمہ سازی

میں انہوں نے BRONZE کی مجسمہ سازی شروع کی ۔ یہ مجسمہ سازی پتھر کے علاوہ تھی اور اس کی یہ خوبی تھی کہ یہ آسانی سے ٹوٹتی نہیں تھی ۔

VENUS OF MILOS – 1

ایک جزیرہ MILOS ہے جہاں سے مشہور زمانہ VENUS کا بت ملا ہے ۔ جس کے بازو ٹوٹے ہوئے ہیں اس VENUS کی خوبصورتی کی آج بھی تعریف ہوتی ہے ۔ اس کے آدھے دھڑ پر کپڑا ہے جو کہ بہت خوبصورتی سے پتھر میں CARVE کیا گیا ہے ۔

LAOCOON – 2

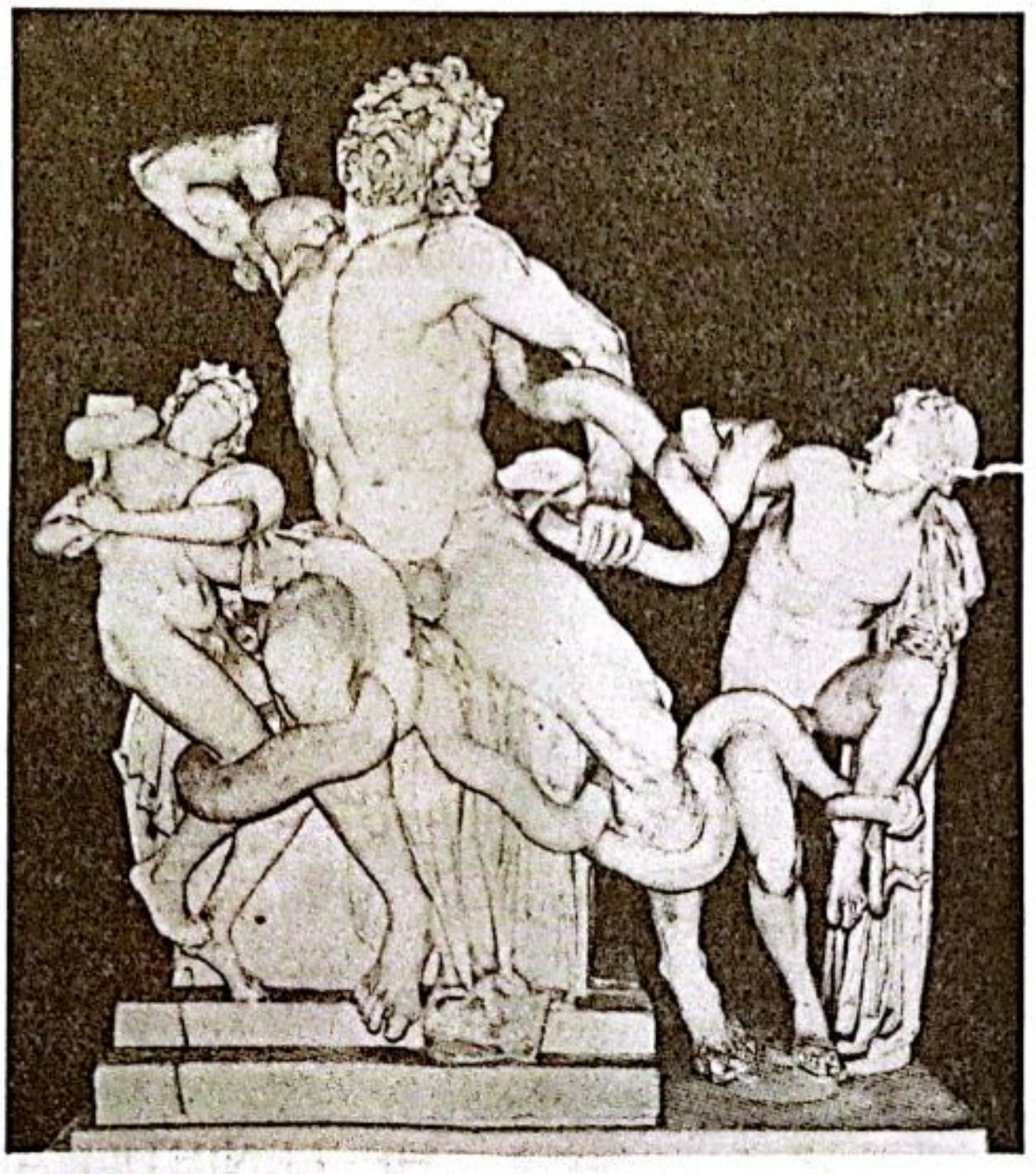

LAOCOON GROUP

سنگ مرمر میں بنائے گئے یہ تین لوگوں پر مشتمل گروہ ہے۔ اس میں ایک بوڑھا آدمی اور دو جوان دکھائے گئے ہیں۔ جنہیں ایک سانپ نے مضبوطی سے جکڑ رکھا ہے ۔ ان کو بہت خوبصورتی سے تراشا گیا ہے ۔ جس سے ان کی انسانی جسم بنانے کی مہارت کا پتا چلتا ہے ۔

اگرچہ ARCHAIC اور کلاسیکل دور کے مجسمہ سازوں نے عورت کو ہمیشہ لباس میں دکھایا مگر HELLENISTIC دور کے فنکاروں نے اپنی دیوی کو برہنہ دکھایا ۔

APHRODITE OF CYRENE .3

یہ مجسمہ پتھر میں بنایا گیا ۔ اس کو بنانے کے لئے فن کار نے ایسے تاثرات دکھانے کی خواہش کی جس میں پتھر کو نرم ، گرم اور گوشت کی طرح دکھایا ۔ ایسے تاثرات صرف فنی مہارت رکھنے والا اور نامی گرامی فنکار ہی دکھا سکتا ہے ۔ اس دور کا سب سے اہم کام چیزوں کو حقیقت کے قریب بنانا ہے ۔

یہ خصوصیت AN OLD MARKET WOMAN کے مجسمے میں دیکھی جا سکتی ہے ۔

AN OLD MARKET WOMAN

اس مجسمے میں عورت کے چہرے کے تاثرات ، کپڑے کی شکنیں اور بڑھاپے کو نمایاں کیا گیا ۔ ان مجسموں کے علاوہ اس دور میں جسم کے بالائی حصوں کے بت بھی بنائے گئے ۔ چہرے کے مجسمے پورے عروج پر تھے ۔ یعنی قدرتی انداز میں بنانے کی کوشش کی گئی ۔ مجسموں میں حرکت ، چہرے کے تاثرات اور جسم کے مختلف ابھار دکھائے ۔ عام طور پر جن موضوع پر کام کیا گیا ۔ وہ بڑھاپا ، بچپن ، غصہ ، نا امیدی ، بدصورتی اور فکرز کا نشے کی حالت میں بنانا تھا ۔

مجسموں کو عمدہ طریقے سے تشکیل کیا گیا ۔ چہرے کے تاثرات واضح اور پرسکون ، اور زندگی سے بھر پور دکھائے گئے ۔

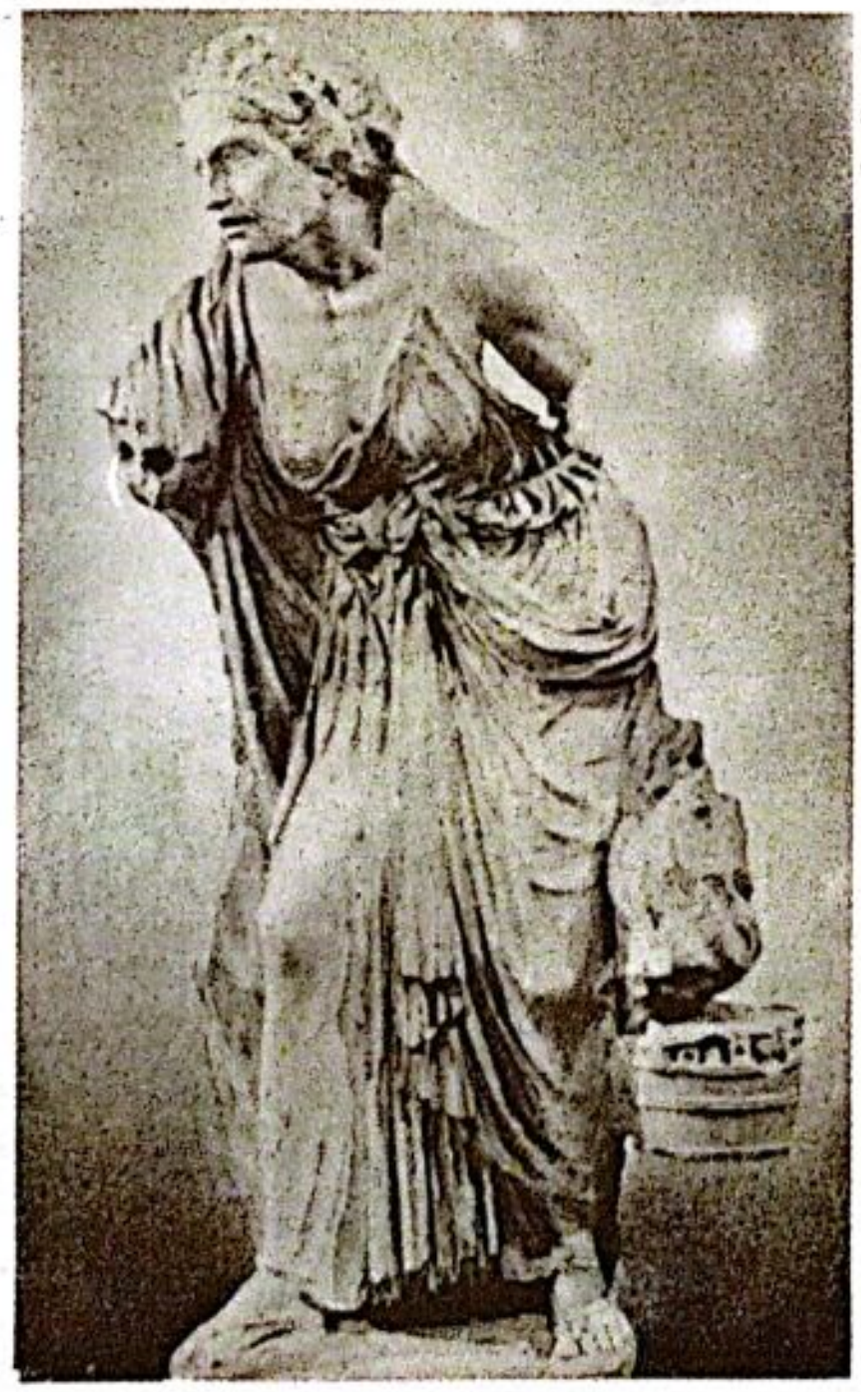

OLD MARKET WOMAN MARBLE

HELLENISTIC PAINTINGS

اس دور کی زیادہ تر تصاویر تباہ ہو چکی ہیں ۔ ان میں چند جو دیکھنے میں آئی ہیں وہ رومن کی بنائی ہوئی نقول ہیں ۔ ان تصاویر سے اصل تصاویر کی خوبصورتی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔

برتن سازی

HELLENISTIC دور کے برتن یونانی دور کے برتنوں ہی کی طرز کے تھے ۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہ زیادہ سجائے گئے اور انہیں زیادہ گہرے رنگوں میں پینٹ کیا گیا ۔ اس دور میں بنائے گئے برتنوں کی طرز کو WHITE GROUND STYLE کہتے ہیں ۔ یہ طرز ساتویں صدی قبل مسیح میں شروع ہوئی اس میں برتن کی مٹی کی سطح کو سفید کر دیا جاتا ۔ پھر گہری لائنوں سے ڈیزائن بنایا جاتا ۔ صرف لائنوں کے ذریعے ڈیزائن کو ابھارا جاتا ۔ FIGURES اور زمین کی درمیانی جگہ کو ہلکے سرخ ، پیلے ، اور جامنی رنگوں سے پُر کیا جاتا ۔ اس کی مثال ایک سفید زمین والا PYXIS (VANITY BOX) ہے جو 450-460 قبل مسیح سے تعلق رکھتا ہے ۔

HELLENISTIC دور میں چھوٹے چھوٹے پکی ہوئی مٹی کے مجسمے بنائے گئے ۔ پکی ہوئی مٹی کے مجسمے TERRA COTTA STATUES کہلاتے ہیں ۔ چونکہ پتھر اور BRONZE کے مجسمے بہت قیمتی ہوا کرتے تھے اس لئے سستے MATERIAL میں عام لوگوں کے لئے اس دور کے فن کاروں نے پکی مٹی کے چھوٹے چھوٹے مجسمے بنانے شروع کئے ۔ اس دور میں عام آدمیوں کو اہمیت دی جانے لگی ۔ پس یہ چھوٹے سائز کے دیوی دیوتاؤں کے مجسمے ایک عام آدمی کی حیثیت کے مطابق بنائے گئے ۔ تاکہ یہ لوگ ان مٹی اور دھات کے مجسموں کو اپنے گھروں میں عبادت کے مقصد کے لئے رکھیں ۔ اس کے علاوہ عام آدمی نے انہیں اپنے گھروں میں سجاوٹ کے لئے بھی رکھا ۔

HELLENISTIC دور کی مجسمہ سازی TENAGERA کے مقام پر کی گئی ۔ اس کی مثال وہاں بنائے گئے ایک TERR COTTA کے مجسمے سے ملتی ہے ۔ جس کا نام A LADY WITH A FAN ہے ۔

LADY WITH A FAN

رومن تہذیب

ROMAN ART

اٹلی کے صدر مقام کا نام روم ہے ۔ یہاں پر بسنے والے باشندے رومن کہلاتے تھے ۔ رومن قوم نے اپنے عروج کے وقت دوسری اقوام سے اپنا لوہا منوایا جس کی وجہ ان کی ذہانت اور اہلیت تھی ۔ رومن لوگوں کی ترقی اور کامیابی کا راز ان کے ملک کے جغرافیائی حالات پر بھی منحصر تھا ۔

روم وسیع و عریض علاقہ پر مشتمل تھا ۔ اس کی وسعت کی وجہ رومن لوگوں کی فتوحات تھیں ۔ یہ فتوحات انہوں نے کسی لالچ یا ہوس کے تحت نہ کیں بلکہ اپنی حفاظت کے پیش نظر کئیں ۔

روم شہر ملک کے وسط میں ہونے کی بنا پر بہت حیثیت کا حامل تھا ۔ اس کے علاوہ دریائے TIBER روم کے وسط سے گزرتا تھا ۔ جس وجہ سے روم تجارتی مرکز بن گیا تھا ۔ اور اسی راستے سے فن اور نئی ایجادات مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک جاتی تھیں ۔

قدیم روم کی تاریخ کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں ۔ اس ملک پر کئی بادشاہوں نے حکومت کی ۔ اس کے علاوہ ملک کے اندر کئی سیاسی اور مذہبی پارٹیوں نے جنم لیا ۔ قدیم رومن لوگوں نے یونانیوں کا قدیم مذہب اپنایا جو بعد میں روم کے قانون کی بنیاد بنا ۔

آب و ہوا کے لحاظ سے روم کی ہوا مرطوب ہونے کی ساتھ ساتھ خوشگوار تھی ۔ روم کے پہاڑوں پر کثرت بارش سے سبزہ خوب پھلتا پھولتا تھا ۔ جس کی وجہ سے خوب ہریالی اور شادابی نظر آتی تھی ۔

روم میں لکڑی پہاڑی جنگلات سے کافی مقدار میں حاصل کی جاتی تھی ۔ اس کے علاوہ پتھر بھی وسیع مقدار میں حاصل ہوتا تھا ۔ اور پانی کی فراہمی کی وجہ سے زمین زرخیز تھی ۔ جس سے غلہ خوب پیدا ہوتا تھا ۔ انگور کاشت کیا جاتا تھا ۔ جس سے شراب کشید کر کے برآمد کی جاتی تھی ۔ رومن لوگوں کے دو پیشے تھے ۔ ایک زراعت اور دوسرا تجارت ۔ ان کی معاشرتی زندگی اس وقت کی تمام قوموں سے خوشحال تھی ۔ تمام تر توجہ صنعت ، تجارت اور کھیتی باڑی پر دی جاتی تھی ۔ عام آدمی ایک کسان تھا ۔ زمین کی زرخیزی کے باعث پیداوار اچھی ہوتی تھی جس وجہ سے وہ اپنے کنبے کو خوشحال رکھ سکتا تھا ۔

رومن دور کے شروع میں رومیوں نے وسطی اٹلی کے ابتدائی باشندوں یعنی ETRUSCAN معماروں اور برتن سازوں کو کام پر لگایا ۔ یہ لوگ فن تعمیر میں بہت ماہر تھے ۔ ان کے کام کرنے کی اپنی طرز تھی ۔ ETRUSCANS کے کام کی اہم خصوصیات شاندار عمارات اور مجسموں کے چہروں کو حقیقت کے قریب بنانا تھا ۔ یہی فنی روایات رومن

فن کا حصہ بن گئیں ۔ اپنے ابتدائی دور میں رومن لوگوں کا تعلق یونانیوں سے بھی رہا ۔ اسی لئے وہ یونانی فن سے بھی باخبر تھے ۔ اور بہت متاثر تھے ۔ ابتدا میں جب روم میں یونانی کام کی نقول تیار کی گئیں تو اس کام کے لئے یونانی فنکاروں ہی کو کام پر معمور کیا گیا ۔ بعد میں یونانی اور ETRUSCAN لوگوں کے کئے گئے کام اور رومن کی اپنی ذہانت سے کیا گیا کام مل کر رومن فن کہلایا ۔

ہر بالغ رومن مرد کا فوج میں کام کرنا لازمی تھا ۔ انہوں نے اپنی فوج پر بہت توجہ دی اور اسی وجہ سے اسے اس وقت کی بہترین فوج بنا لیا ۔ رومن لوگوں کی زیادہ طاقت فتوحات اور ملک کے نظم و ضبط پر صرف ہوئی ۔ فتوحات کی وجہ سے رومن تہذیب کے پھیلنے کے لئے نیا راستہ کھلا ۔

رومن لوگ جنگجو ، محتاط ، نظم و ضبط کے پابند اور قدامت پسند تھے ۔ رومن سلطنت ایک ایسی سلطنت تھی جسے دنیا جانتی تھی ۔ ایسی قوم جو بہت اچھے انداز سے منظم تھی ۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ رومن لوگ یونانی فن سے متاثر تھے ۔ اور یہی وجہ یونانیوں پر حملے کا موجب بنی ۔ اور انہوں نے ایک ایک کر کے تمام یونانی سلطنتوں پر قبضہ کر لیا ۔ اس طرح AUGUSTUS نے 27 B.C. میں رومن سلطنت کی بنیاد ڈالی ۔ یہ عظیم حکومت تقریباً دو صدیوں تک پھلی پھولی اور ملک میں امن و ایمان قائم کیا ۔

روم میں پچاس ہزار میل لمبی شاندار شاہرائیں تھیں ۔ جو کہ سفر کے لئے بے حد محفوظ تھیں ۔ اتنی بڑی سلطنت کو اچھی طرح چلانے کے لئے سڑکوں ، پلوں ، گندے نالے ، نالیوں اور غسل خانوں کی تعمیر اور تازہ پانی کی بہم رسانی کا انتظام کیا گیا تھا ۔

رومن لوگوں نے انتہائی شاندار کام کیا ۔ انہوں نے جو عالیشان نوادرات اپنے پیچھے چھوڑے ان میں سب سے نمایاں کام ان کی عمارات اور انجینئرنگ ہے ۔ ہزاروں سال بعد لوگوں نے رومن کھنڈرات کو جنات اور جادو گروں کے کام سے منسوب کیا ۔ اینٹوں ، پتھر اور CONCRETE میں جو کچھ بھی رومیوں نے چھوڑا وہ قابل ستائش تھا ۔ بہت عرصہ تک مغرب میں ان کے مقابلے میں ایسا کام نہ ہو سکا ۔

رومن لوگوں نے ہر کام منظم طریقہ سے کیا ۔ انہوں نے بہت قسم کا سازو سامان استعمال کیا ۔ ان میں سے بیشتر پہلے ہی دستیاب تھا ۔ لیکن رومن لوگوں نے CONCRETE ایجاد کیا ۔ جس سے کافی نئی نئی اشکال کی عمارات بنانی ممکن ہو گئیں ۔ رومن لوگ سب سے پہلے ARCHITECT تھے جنہوں نے بڑے بڑے چھتوں کو ستونوں کے سہارے کے بغیر کھڑے کرنے کی ضرورت محسوس کی ۔ انہوں نے DOME کو VAULT کے اوپر سہارا دے کر بنایا ۔ یہ ایجاد انہیں لوگوں کی تھی ۔

رومن لوگوں کے بہترین کاموں میں ایک کام سڑکوں کی تعمیر تھا ۔ سڑکیں اتنی اعلیٰ بنائیں گئیں کہ ان کی سطح ابھی تک آمدورفت کے لئے عمدہ اور ہموار ہے ۔ اچھی سڑکوں کی بنا پر حکومت کے لئے اتنے بڑے علاقہ میں آمدورفت بہت آسان تھی ۔ رومن لوگوں کی تباہ شدہ عمارتوں کے سرخ کٹے ہوئے پتھر یورپ میں نئی تعمیر ہونے والی عمارات میں استعمال کئے گئے ۔

رومیوں کو اپنے مضبوط ہونے پر فخر تھا ۔ لیکن وہ آرام دہ زندگی گزارنا چاہتے تھے ۔ اسی وجہ سے انہوں نے اپنے

گھروں کو مکمل طور پر گرمِ رکھنے کا انتظام کیا ہوا تھا ۔ غرض کہ رومن لوگوں کے اعلٰی معیارِ زندگی کا پتہ ان کی عوامی اور قدیم عمارات سے چلتا ہے ۔

فن تعمیر

رومن لوگوں کو اپنے اعلٰی فن تعمیر کی بنا پر بہت اہمیت حاصل ہے ۔ فنِ تعمیر کی اپنی درخشاں روایات و خصوصیات کی بنا پر اسے دوسری تہذیبوں کی تعمیرات سے ممتاز کہا جاتا ہے ۔ رومن لوگوں کی تعمیرات بھی کئی قسم کی ہیں ۔ مثلاً رہائشی گھر ، تھیٹر ، غسل گاہیں ، حمام اور عدالتی کورٹ وغیرہ ۔ رومن فن تعمیر کی ایک خصوصیت محراب کا استعمال ہے ۔ انہوں نے محراب کو اس طرح استعمال کیا کہ بغیر ستونوں کے بڑے بڑے ہال بنائے ۔ جن کے اوپر بڑا گنبد بنایا ۔ انہوں نے وزن کے حساب سے پتھروں کو ایک دوسرے کے اوپر اس طرح رکھا کہ ان کا توازن قائم رہے ۔ اور محراب کھڑی ہو سکے ۔ محرابوں اور ستونوں کی مدد سے اپنی عمارات کو پُرکشش بنایا ۔

فن تعمیر کی اور اہم خصوصیات CYCLOPEAN MASONARY اور TRUE RADIATING ARCHES ہے (CYCLOPEAN MASONARY) کا مطلب ایسی دیوار ، بنانا جس میں پتھروں کو بغیر کسی سیمنٹ (MORTAR) گارا یا مسالا سے جوڑا جائے ۔

رومن فن تعمیر کی نمایاں خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں ۔

رومن لوگوں نے اپنی عمارات وسیع و عریض بنائیں ۔ باقاعدہ پلاننگ کے تحت کشادگی کا خیال رکھا گیا جہاں عمارات میں خوبصورتی کا خیال رکھا گیا وہاں پر ان کی مضبوطی اور پائیداری کا بھی خیال رکھا گیا ۔ اسی لئے آج بھی یہ عمارات اپنی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں ۔ اس کے علاوہ رومن لوگوں نے عمارات کو آرام دہ بنایا ۔ مثلاً عام رہائشی گھر میں ضرورت کے تمام کمرے بنائے گئے ۔ عوامی حمام میں انہوں نے لائبریریوں اور سٹیڈیم کی سہولت بھی مہیا کی تاکہ غسل کرنے والے لوگ ہر قسم کے آرام سے لطف اٹھا سکیں ۔ اس کے علاوہ اہم کام جو رومن لوگوں نے انجام دیا ۔ وہ بڑے بڑے رہائشی مکانات کو گرم کرنے کے طریقہ کو متعارف کروانا تھا ۔ ان مکانات کے فرش عام طور پر سنگ مرمر سے بنائے جاتے تھے ۔ ایک زیرِ زمین بھٹی کے ذریعے ہوا کو گرم کیا جاتا تھا ۔ اس ہوا کو فرش کے نیچے اور دیواروں کے اندر بنائی گئی نالیوں سے گزارا جاتا تھا ۔ جس سے مکانات موسم سرما میں گرم کئے جاتے تھے ۔

سنازو سامان

عمارتی سامان میں لکڑی سرِ فہرست ہوتی تھی ۔ اس کے علاوہ پتھر اور دھوپ میں سکھائی گئی اینٹیں بھی استعمال کی گئیں ۔ سب سے زیادہ استعمال ہونے والا تعمیراتی سامان CONCRETE تھا ۔ (پتھر کے ٹکڑوں میں چونا یا سیمنٹ ملا کر ایک مضبوط اور دیرپا میٹریل تیار کیا جاتا تھا جو آج تک استعمال ہوتا ہے)

ستون

رومن لوگوں نے ستون کا استعمال یونانی لوگوں سے متاثر ہو کر کیا ۔ اسی لئے انہوں نے یونانی ستونوں کو بھی استعمال کیا ۔ اس طرح اس دور میں پانچ قسم کے ستون بنائے گئے ۔

DORIC ORDER – 1
IONIC ORDER – 2
CORINTHIAN ORDER – 3
TUSCAN ORDER – 4
COMPOSITE ORDER – 5

رومن لوگوں کا دل پسند ستون CORINTHIAN تھا ۔ یہ لوگ سجاوٹ اور شان و شوکت دکھانا چاہتے تھے ۔ اس ستون میں کیونکہ سجاوٹ زیادہ تھی ۔ اس لئے ان لوگوں نے اسے زیادہ استعمال کیا ۔ اور نہایت نفاست سے بنایا ۔

ستونوں کو اونچا کرنے کے لئے ان کے نیچے پایہ یا (PEDESTAL) بھی بنایا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ رومن لوگوں نے TUSCAN اور COMPOSITE ستون بھی بنائے ۔

TUSCAN ستون DORIC ستون کی زیادہ سادہ طرز ہے ۔ اس ستون کے نیچے پایہ یا BASE بنایا گیا ۔ اور SHAFT کو بغیر عمودی گہراؤ یا کٹاؤ کے بنایا ۔ اس کے علاوہ ENTABULATURE بھی سادہ بنایا گیا ۔

COMPOSITE ستون بڑا مضبوط اور زیادہ تر TRIUMPHANT ARCHES میں استعمال کیا گیا ۔ مثلاً ARCH OF TITUS میں یہی ستون استعمال کیا گیا ۔

محراب و گنبد

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا کہ رومن لوگوں نے اپنے فن تعمیر میں محراب اور گنبد کا اضافہ کیا ۔ گنبد بنانے کا طریقہ انہوں نے ETRUSCANS سے سیکھا ۔ گنبد کے علاوہ محراب کو بھی بہت استعمال کیا ۔ انہوں نے دو قسم کی محرابیں بنائیں ۔

BARREL VAULT – 1
CROSS VAULT – 2

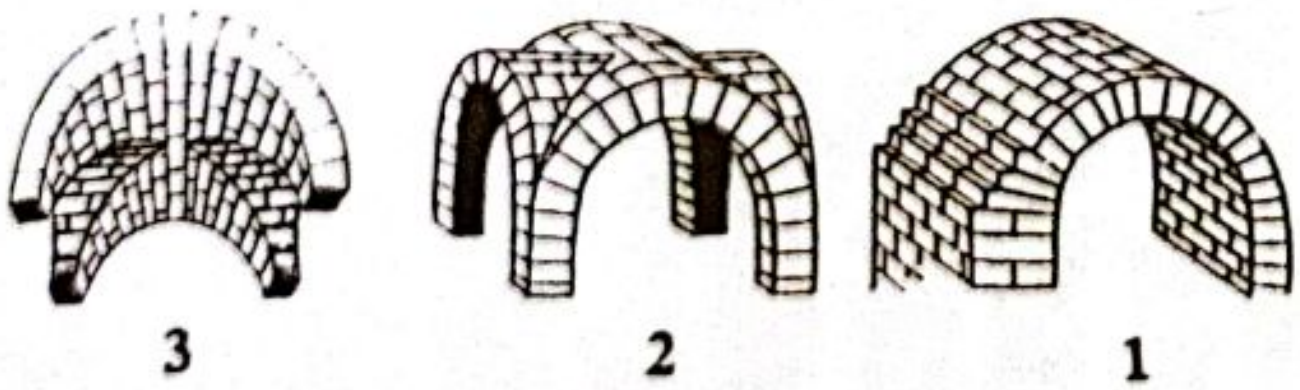

3 2 1

1. BARREL VAULT
2. CROSS VAULT SEEN FROM ABOVE
3. CROSS VAULT SEEN FROM BELOW

پہلی قسم کی محراب پتھر میں اور نیم دائرے کی شکل میں بنائی گئی ۔ اور اس کے ارد گرد دو دیواریں بنائی گئیں ۔
دوسری قسم BARREL VAULT ہی کی طرح تھی ۔ فرق یہ تھا کہ یہ دو BARREL VAULT کو آر پار بنا کر بنائی جاتی تھیں ۔ یہ زیادہ مضبوط ہوتی تھیں ۔
محرابیں بنانے کے لئے زیادہ تر CONCRETE استعمال کیا گیا ۔

BUTTRESS

رومن لوگ اپنی عمارات میں BUTTRESS کا استعمال بھی بے انتہا کرتے تھے ۔ یہ ایک تکون شکل کی دیوار ہوتی تھی جو بیرونی دیوار کو سہارا دینے کے لئے بنائی جاتی تھیں ۔ اس کے علاوہ DOME کو سہارا دینے کے لئے اندر کی طرف ایسی ہی BUTTRESS بنائی جاتی تھیں ۔

رومن مندر TEMPLES
A.D. 118-125 PANTHEON – 1

رومن دور کا سب سے مشہور مندر PANTHEON ہے ۔ جو HADRAIN بادشاہ کے دور حکومت میں بنایا گیا ۔ جدید دور سے پہلے یہ دنیا میں سب سے بڑے گنبد والی عمارت تھی ۔ رومن لوگ اس عمارت کو TEMPLE OF HUMANITY بھی کہتے تھے ۔ یہ ایک دائرہ نما عمارت کی مثال ہے ۔ اس کا اندرونی حصہ رومیوں کی گنبد نما عمارت بنانے کی کامیاب مثال ہے ۔ اس میں محرابوں اور گنبد کو ملا کر بنایا گیا ۔ باہر سے یہ عمارت چھوٹی سی معلوم ہوتی ہے ۔ جبکہ اس کا اندونی حصہ بہت وسیع ہے ۔ گنبد کے نیچے دیواروں میں طاقچے یا NITCHES بنا کر ان میں مجسمے رکھے گئے ۔
یہ عمارت کنکریٹ اور اینٹوں سے بنائی گئی ۔ اس عمارت کی چھت کا قطر 142 فٹ ہے ۔ اس بہت بڑی گولائی میں بنائی گئی دیوار کی اونچائی 75 فٹ اور موٹائی 20 فٹ ہے ۔ یہی دیوار سارے گنبد یا DOME کو سہارے ہوئے ہے ۔

PANTHEON

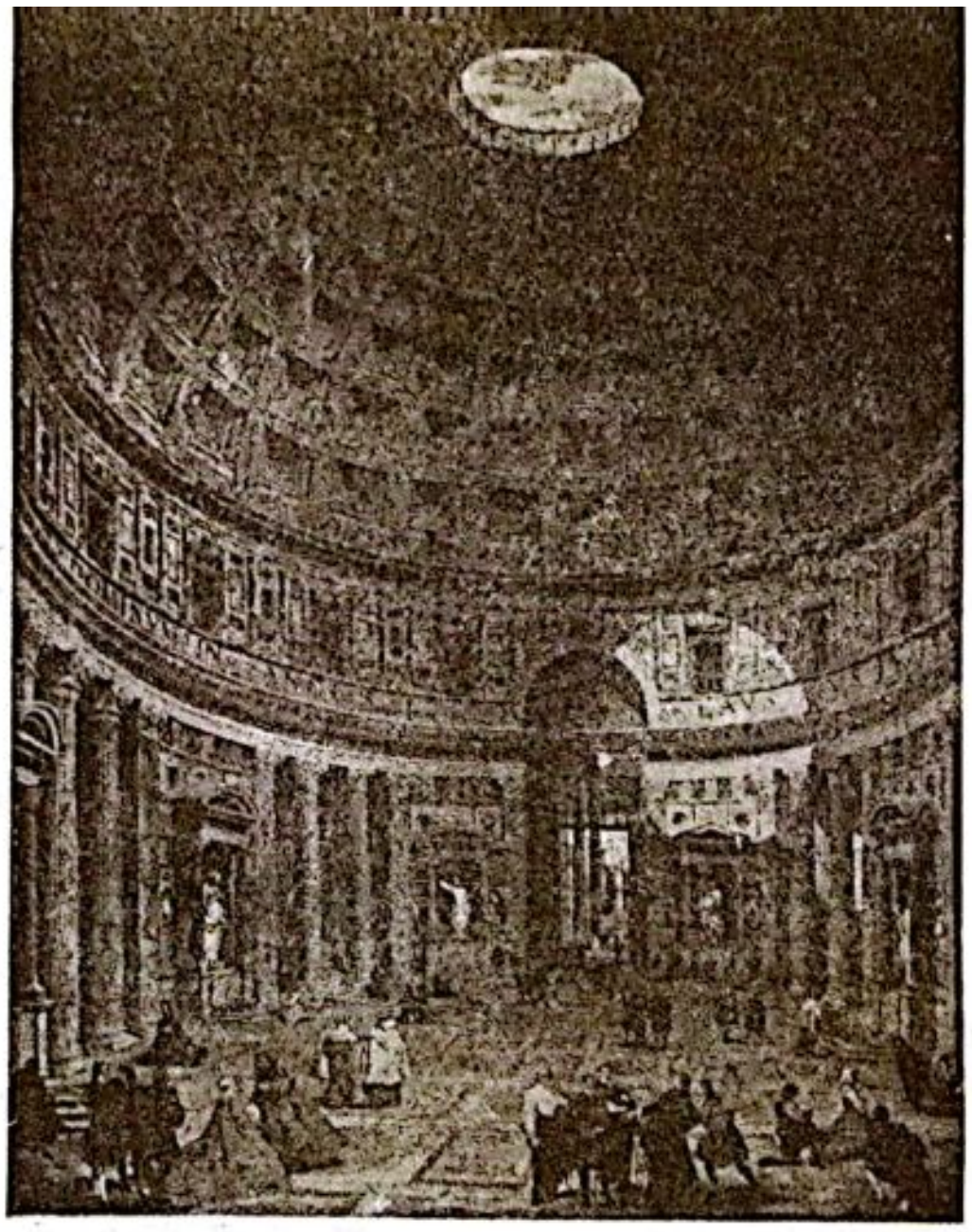

INTERIOR OF THE PANTHEON

گنبد کی چھت میں بننے والے سوراخ کی گولائی 30 فٹ ہے ۔ یہ مرکزی سوراخ اس عمارت میں روشنی اور ہوا کا واحد ذریعہ ہے رومن لوگوں نے یونانیوں سے متاثر ہونے کے باعث عمارت کے سامنے کی طرف اضافی ستون اور PEDIMENT بعد میں بنائے ۔ حالانکہ اصل عمارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

اس عمارت میں رومن سجاوٹ کو زیادہ اہمیت دی گی ہے ۔ یعنی عمارت کا کوئی حصہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں سجاوٹ کو نظر انداز کیا گیا ہو مثلاً NITCHES اور ستون وغیرہ ۔ رومن فن تعمیر میں اس عمارت کو بہت اہمیت حاصل ہے ۔

TEMPLE OF VESTA – 2

TEMPLE OF VESTA

یہ مندر FORUM ROMANUM کے مقام پر بنایا گیا ۔ اور اس شہر کا سب سے مقدس مندر تھا ۔
یہ ایک چھوٹا سا مندر ہے جو گولائی کی صورت میں ستونوں کی مدد سے بنایا گیا ۔ اس مندر کا چبوترہ زمین سے دس فٹ اونچا ہے ۔ اس کے ارد گرد اٹھارہ CORINTHIAN ستون تعمیر کئے گئے ۔ جن کی اونچائی 17 فٹ 6 انچ ہے ۔ اس مندر میں VESTA دیوی کی نگرانی میں مقدس آگ ہر وقت جلتی رہتی تھی ۔ جو رومن لوگوں کی زندگی اور طاقت میں مرکزی حیثیت رکھتی تھی ۔

MAISON CARREE – 3

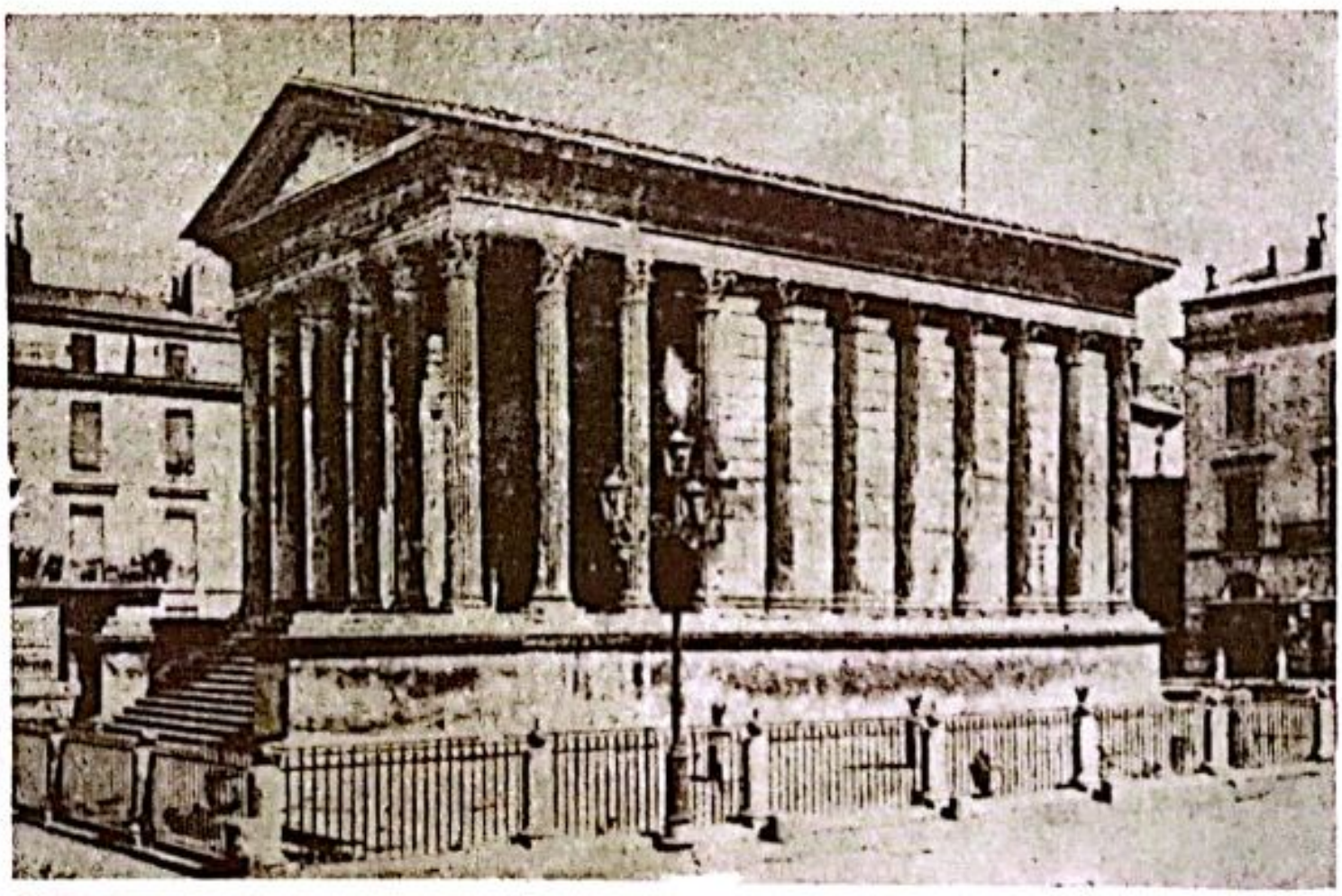

MAISON CARREE

یہ مندر فرانس کے شہر NIMES میں تعمیر کیا گیا اور یونانی فن تعمیر سے متاثر معلوم ہوتا ہے ۔ عام طور پر بنائے گئے رومن مندروں کے مقابلے میں یہ مندر چھوٹا تھا ۔ اس کی لمبائی PANTHEON کی لمبائی کے مقابلے میں آدھے سے کم تھی ۔ اس کا سامنے والا حصہ یونانی طرز میں بنایا گیا ۔ یعنی سب سے پہلے سیڑھیاں پھر ستونوں والا برآمدہ اور ستونوں کے اوپر تکون شکل میں PEDIMENT بنایا گیا ۔ عمارت کے پچھلے حصے میں رومیوں نے دیوار بنا کر اسے بند کر دیا ۔ اس دیوار میں آدھے ستون بھی بنائے گئے ۔ جن کا مقصد صرف خوبصورتی اور سجاوٹ تھا ۔ کیونکہ یہ عمارت کا وزن سہارنے کے لئے نہیں بنائے گئے ۔

رومن لوگوں نے ستونوں کا SHAFT عام طور پر بالکل سادہ بنایا ۔ جب کہ یونانی ستونوں کے SHAFT پر لائنیں بنائی گئیں ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یونانی لوگ سادہ پتھر استعمال کرتے تھے جبکہ رومن لوگوں نے رنگ دار اور ڈیزائن والا پتھر استعمال کیا ۔

پانی کا بندوبست

پانی پہاڑی علاقوں میں دستیاب تھا لیکن چشموں کا پانی میدانی علاقوں تک نہیں پہنچتا تھا ۔ اس لئے وہاں پانی کی تنگی تھی ۔

رومن لوگوں نے محرابوں کی مدد سے AQUADUCT بنائے جو کہ پہاڑی علاقوں سے میدانی علاقوں میں پانی لاتے تھے ۔ رومن زبان میں AQUA کا لفظی مطلب پانی اور DUCT نالی کو کہتے ہیں ۔ پہاڑی علاقوں میں تین تین منزلہ محرابیں بنا کر ان کے اوپر ہلکی ڈھلوان کی صورت میں نالی بنائی جاتی تھی ۔ یہ محرابیں آہستہ آہستہ نیچی ہوتی جاتی تھیں ۔ پھر دو منزلہ رہ جاتی تھیں ۔

اس کے بعد ایک منزل اور پھر میدانوں میں نالی سی آ جاتی تھی ۔ اس طرح پانی پہاڑوں سے میدانی علاقوں میں پہنچ جاتا تھا ۔ پانی کے اس انتظام سے شہروں کی صفائی پر اثر پڑا ۔ اور عمارات کے ساتھ باغات بھی وجود میں آئے ۔ ان باغات کے نظارے آج بھی دنیا کے لئے تحفہ ہیں ۔

مثلاً

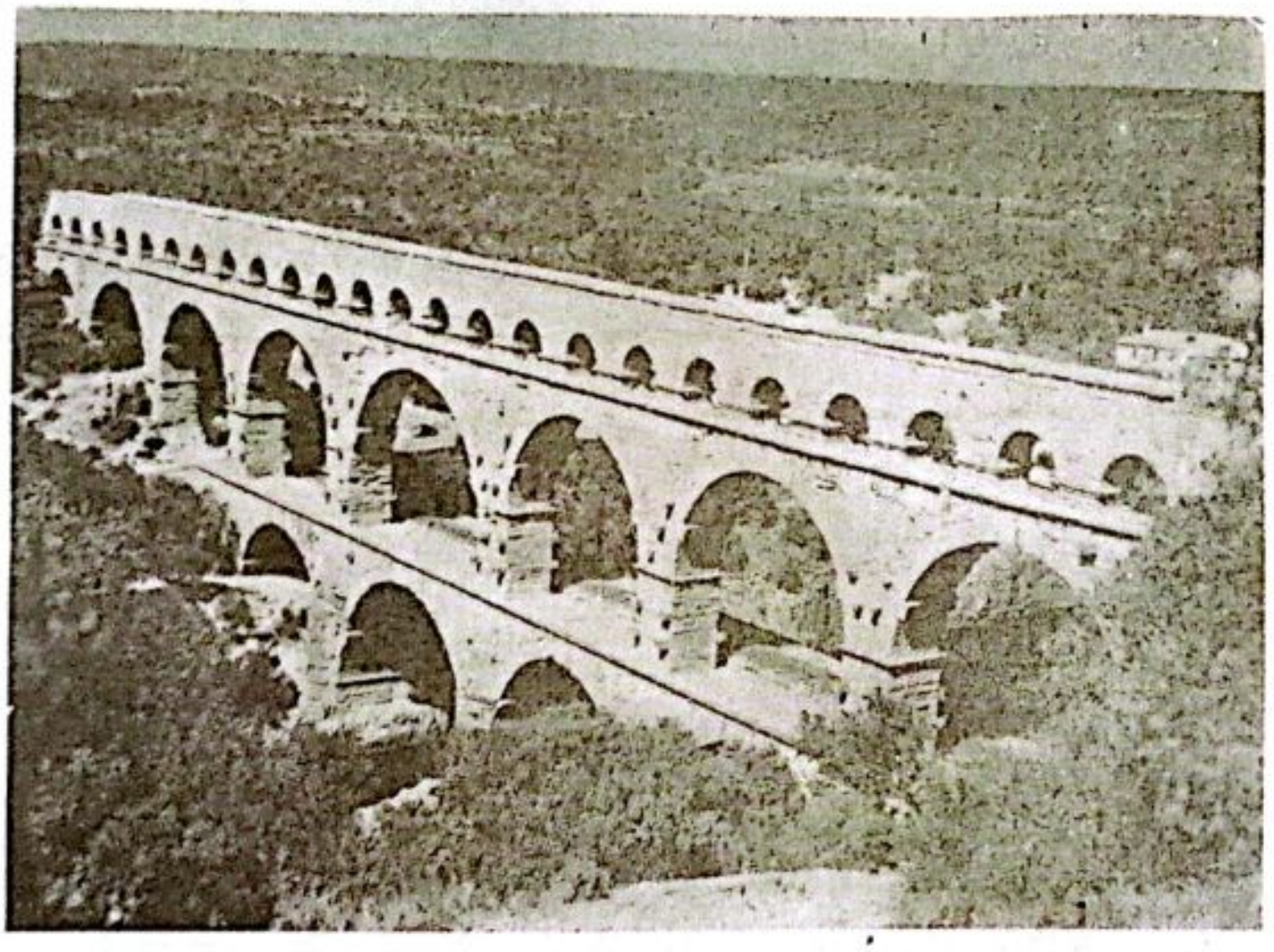

AQUADUCT OF THE PONT DU GARD, BUILT 63-13 B.C.
TO BRING WATER TO NIMES

THERMAE یا PUBLIC BATHS

رومن لوگوں کی ورزش گاہوں اور حماموں کو THERMAE کہتے تھے ۔ یہ لوگ نہانے کے لئے بڑے بڑے حمام تعمر کرتے تھے ۔ جو بہت خوبصورت بنائے جاتے تھے ۔ ان میں محرابوں اور گنبد کے استعمال سے بڑے بڑے ہال بنائے جاتے تھے ان کے کئی حصے ہوتے تھے ۔ کسی میں گرم پانی کا ، کسی میں ٹھنڈے پانی کا اور کسی میں بھاپ میں نہانے کا انتظام ہوتا تھا ۔

بڑے ہال میں لوگ بیٹھ کر تبادلہ خیالات اور بحث و مباحثہ کرتے تھے ۔ اس کے علاوہ رومن لوگ یہاں پر ملکی خبروں پر تبصرہ بھی کرتے تھے ۔ ان غسل خانوں کے ساتھ لائبریریاں اور باغات بھی ہوتے تھے ۔ جہاں پر مطالعہ سے دلچسپی رکھنے والے اپنی معلومات میں اضافہ کرتے تھے ۔ نہانے کے تلاب میں رومن لوگ تیراکی کرتے تھے ۔ اور مختلف جسمانی ورزشیں بھی کی جاتی تھی ۔ یہاں پر کھیلوں کے لئے بھی انتظام تھا ۔ جس میں کُشتیاں ، باکسنگ ،

ریسلنگ وغیرہ ہوتی تھی ۔ یہ BATHS سوشل اور تفریحی مقاصد کو پورا کرتے تھے ۔ اکثر رومن لوگوں کے لئے ان عوامی غسل گاہوں میں جانا باعث مسرت ہوتا تھا ۔ حمام ان کی ملاقات کے لئے مشہور تھے ۔ اس لئے وہ یہاں ہر روز کئی گھنٹے گزارتے تھے ۔ ان حماموں کے اندر بہت سجاوٹ کی جاتی تھی محرابوں کے اندر بت کھڑے کئے جاتے تھے ۔ سجاوٹ کے لئے ستون بنائے جاتے تھے اور RELIEF WORK کیا جاتا تھا ۔ اس کے علاوہ STUCCO کا کام بھی کیا جاتا تھا ۔

اس دور کے دو مشہور BATHS مندرجہ ذیل ہیں ۔

BATH OF CARRACALLA A.D 215 – 1
BATH OF DIOCLETIAN – 2

BATH OF CARRACALLA ایک وسیع حمام تھا ۔ اس میں 1600 لوگ ایک وقت میں سما سکتے تھے ۔ یہ 20 فٹ اونچے چبوترے پر بنایا گیا ۔ اس کے ایک طرف کی دیوار میں روشنی کے لئے کھڑکیاں بنائی گئیں ۔ تمام عمارت بمعہ ستون سنگ مرمر میں بنائی گئی ۔ سیاہ اور سفید رنگ سے دیواروں اور چھتوں کو سجایا گیا ۔ دیواروں پر شیشے یا MOSAIC کا کام کیا گیا ، اس کے علاوہ فرش کو بھی MOSAIC سے جیومیٹری کی اشکال بنا کر اور کھلاڑیوں کی تصاویر بنا کر خوبصورت کیا گیا ۔ اسی حمام میں یونان کے بہترین مجسمے لاکر سجائے گئے ۔ اس کے علاوہ پرنالے سنگ مرمر اور چاندی سے بنائے گئے اور ان کے سرے گھوڑے اور شیر کی ساخت یا شکل کے تھے ۔ اس عمارت کے ارد گرد باغات بھی تھے ۔

Plan of the Baths of Caracalla.
(After Sir Banister Fletcher.)

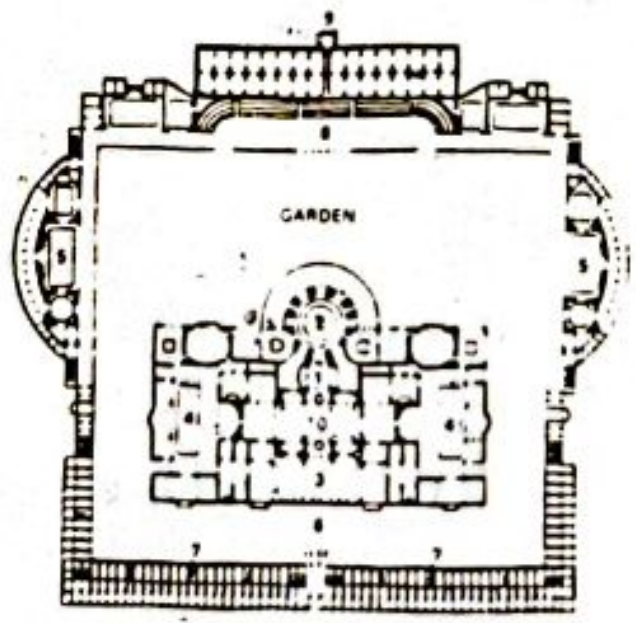

1 Tepidarium
2 Calidarium
3 Frigidarium with swimming pool
4 Open peristyles
5 Lecture rooms and libraries
6 Promenade
7 Shops
8 Stadium
9 Aqueduct and reservoirs
10 Central Hall

BATH OF DIOCLETIAN

یہ حمام تیسری صدی کے آخر میں بنایا گیا ۔ یہ ایک کشادہ عمارت تھی ۔ اس کے اندر بھی کافی لوگ سما سکتے تھے ۔ اس عمارت میں کنکریٹ سے محرابیں بنائی گئیں ۔ یہ محرابیں دو BARREL کی شکل کی تھیں ، جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر کاٹتی تھیں ۔ ان محرابوں کے باہر کی جانب پتلے پتلے سنگ مرمر کے ٹکڑے یا SLABS لگائی جاتی تھیں ، اس کے علاوہ سجاوٹ کے طور پر STUCCO کا کام بھی کیا گیا ۔ (یہ کام ماربل ڈسٹ اور پلاسٹر آف پیرس کو ملا کر کیا جاتا تھا ۔

اس پر ڈیزائن بھی گیلی ہی سطح پر بنائے جاتے تھے)

عمارت کو زیادہ اونچائی کا تاثر دینے کے لئے لمبے لمبے ستون بنائے گئے ۔ یونانی فن تعمیر بنیادی طور پر مذہبی نوعیت کا تھا ۔ جبکہ رومن عمارتیں ضرورت کے پیش نظر بنائی گئیں ۔ اور ان سے عملی فائدہ اٹھایا گیا ۔

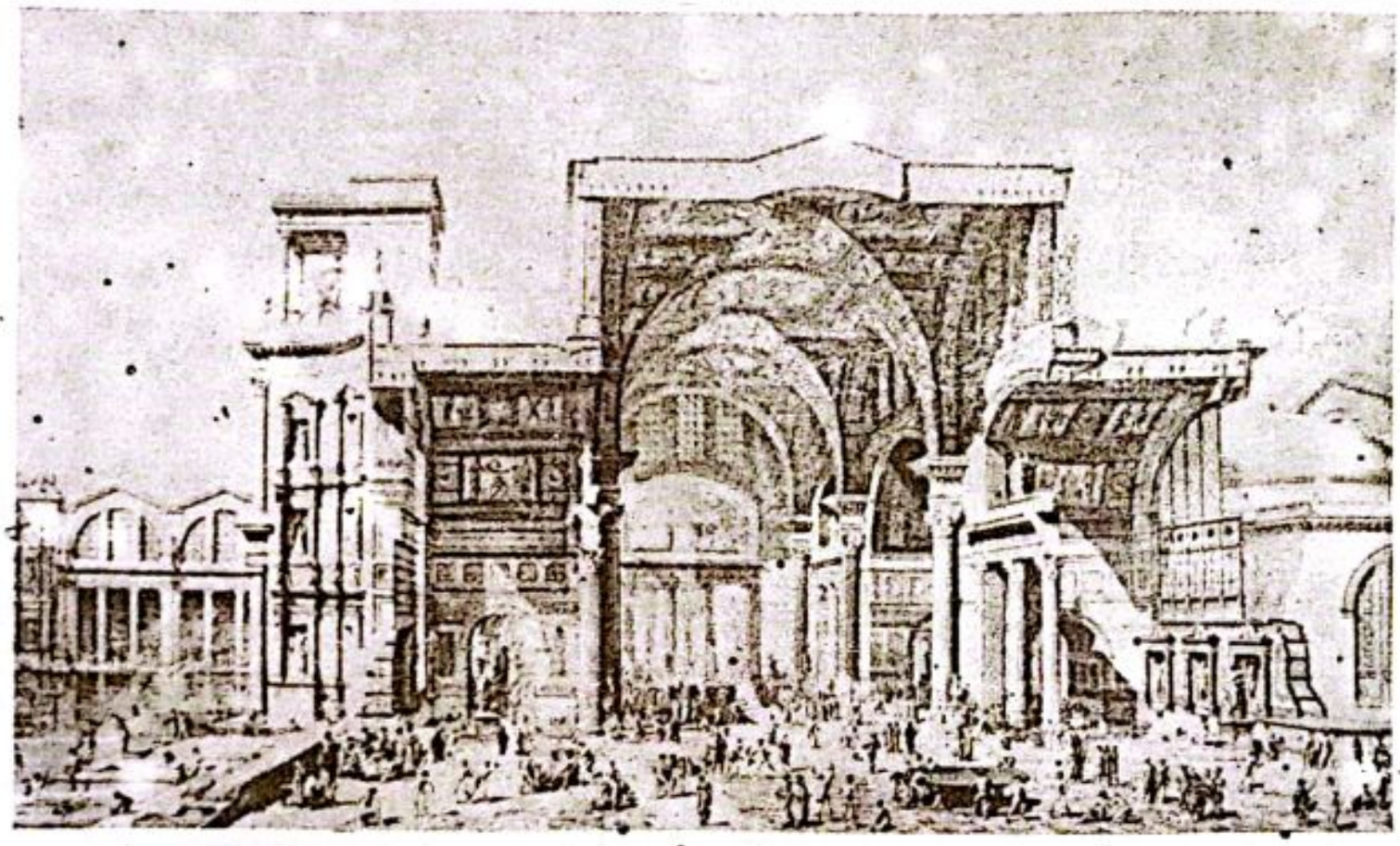

BATH OF DIOCLETIAN

AMPHITHEATER یا COLOSSEUM

اس عمارت کو AMPHITHEATER بھی کہتے ہیں ۔ یہ VESPASIAN اور TITUS کے دور حکومت میں بنایا گیا ۔ یہ کھیل کا میدان بہت سے لوگوں کی تفریح کا باعث تھا ۔ بے حد بڑا تھا ۔ اس میں تقریباً 80 ہزار تماش بین سما سکتے تھے ۔ جو لڑائیاں اور دوسری کھیلیں دیکھنے آتے تھے ۔ روم میں آج بھی یہ عالیشان عمارت اپنی بڑی بڑی محرابوں اور VAULTS کی وجہ سے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ۔

ان VAULTS کے سامنے کے حصے کو CONCRETE اینٹوں اور پتھر سے بنایا گیا ۔ COLOSSEUM کے باہر کی طرف محرابوں کی تین قطاریں IONIC, DORIC اور CORINTHIAN ستونوں سے بنائی گئیں ۔ آخری چوتھی منزل میں بھی سجاوٹ کے CORINTHIAN ستونوں کو بغیر محرابوں کے بنایا گیا ہے ۔ COLOSSEUM کی دیوار کے باہر والے حصے میں جو پتھر استعمال کئے گئے انہیں لوہے کی کڑیوں سے جوڑ کر مضبوط کیا گیا ۔ اس میں گارا استعمال نہیں کیا گیا ۔

یہ عمارت رومن انجنیرنگ کی اعلیٰ ترین مثال ہے ۔ یہ گولائی کی صورت میں بنائی گئی ۔ اس کے چاروں طرف تماشائیوں کے بیٹھنے کی جگہ اور درمیان میں کھیل کا میدان بنایا گیا ۔ میدان کے نیچے تہہ خانے بنائے گئے ۔ تہہ خانوں سے باہر نکلنے کا راستہ کھیل کے میدان کے اندر ہوتا تھا ۔ انہیں تہہ خانوں میں رومن اپنے سب سے زیادہ طاقتور غلام رکھتے جنہیں لڑنے کی تربیت دیکر پھر انہیں آپس میں لڑانے کا تماشہ دیکھتے ۔ ایسے غلاموں کو GLADIATOR کہتے تھے ۔ اس AMPHITHEATER اور اس کے جیسے دوسرے میدانوں میں GLADIATOR یا آپس میں لڑتے یا بھوکے شیروں سے لڑائے جاتے اور یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہتی جبتک کہ لڑنے والوں میں سے ایک کی موت واقع نہ ہو جاتی ۔

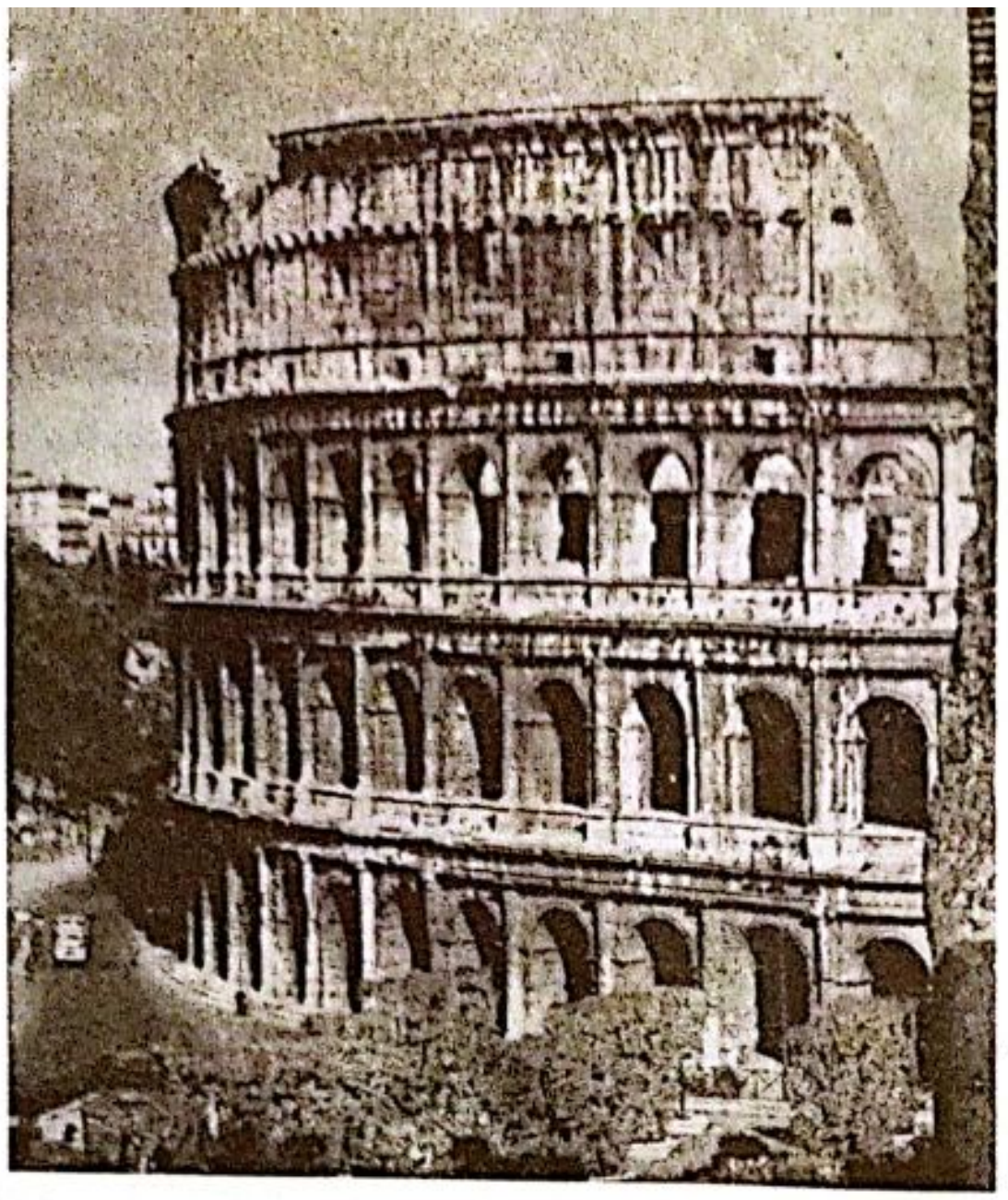

COLOSSEUM

TRIUMPHAL ARCHES

یہ ARCHES رومن جرنیلوں اَور بادشاہوں کی فتوحات کی خوشی میں بنائی جاتی تھیں ۔ اس کے علاوہ شہروں اَور پلوں پر داخل ہونے سے پہلے اور حفاظتی ضروریات کے لیے بھی بنائی گئیں ۔ ان ARCHES کو مجسموں اور RELIEF WORK سے مزین کیا گیا ۔ RELIEF میں لڑائی کے مناظر کو خاص طور پر بنایا گیا ۔

مثال کے طور پر A.D ARCH OF TITUS 81 یروشلم کی فتح کی یاد میں نصب کی گئی ۔ اس دور میں رومی فوج کا سربراہ TITUS تھا ۔ چنانچہ RELIEF میں جگہ جگہ TITUS کو نمایاں کیا گیا ۔ اس محراب کے دونوں طرف COMPOSITE ستون بنائے گئے ۔ محراب کے درمیان میں BAS RELIEF اور اندر کی طرف مفتوحہ گاڑی BAS RELIEF میں بنائی گئی ۔ اس کے علاوہ محراب POST AND LINTEL، طرز میں بنائی گئی ۔

ARCH OF TITUS

A.D. 98-116 PILLAR OF VICTORY

یہ ستون بادشاہوں اور جرنیلوں کی فتوحات کی یاد میں بنائے گئے ۔ سب سے مشہور ستون COLUMN OF TRAJAN ہے ۔ یہ ستون دوسری صدی کے شروع میں بنایا گیا ۔ اور تقریباً 142 فٹ اونچا ہے ۔ اس پر بادشاہ کی مہمات اور کارناموں کو تسلسل کے ساتھ بنایا گیا ۔ بادشاہ کے مرکزی کردار کو مختلف مناظر میں تقریباً ستر بار بنایا گیا ۔ مثلاً کیمپ کی عمارت بناتے ہوئے ، فوج کو خطاب کرتے ہوئے اور اسی طرح کے کئی دوسرے مناظر میں بنایا گیا ۔ اس کام کو دیکھ کر یہ پتہ چلتا ہے کہ رومن لوگ اپنے کام میں حقیقت کی بھر پور عکاسی کرتے تھے ۔

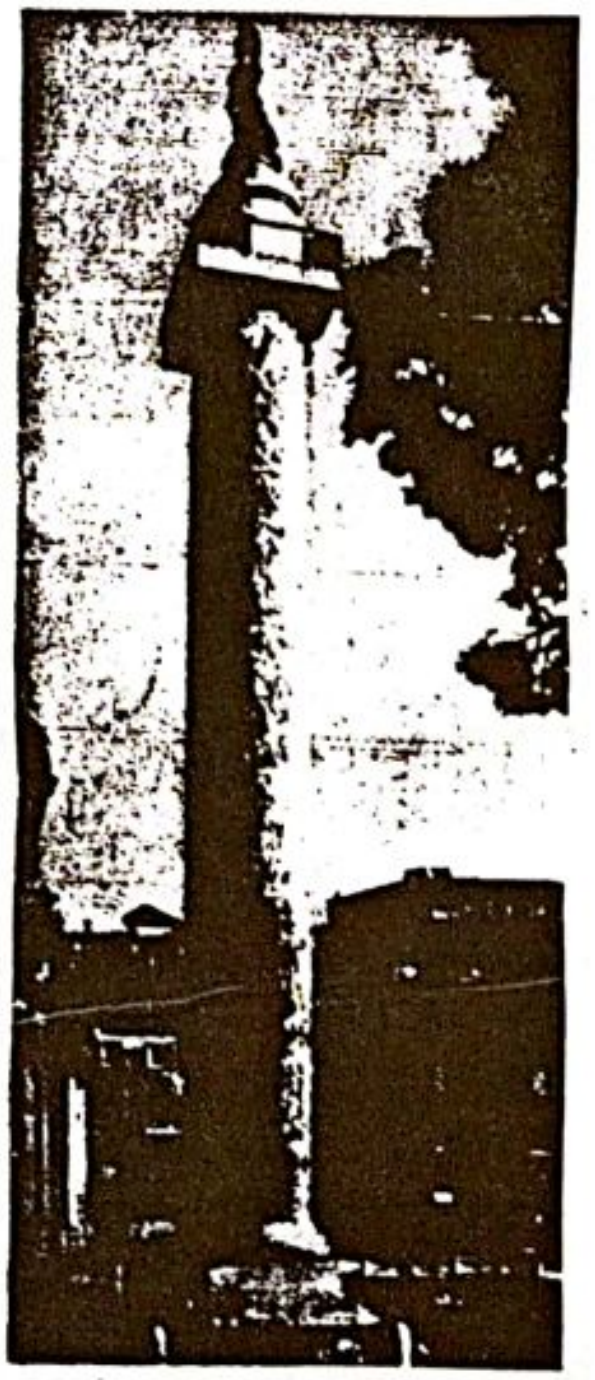

TRAJANS COLUMN

BASILICA

یہ شہر کی سب سے بہترین عمارتوں میں شمار ہوتی تھی ۔ یہ گنبد نما عمارت مختلف کاموں مثلاً تجارتی مقاصد اور قانونی عدالتوں کے طور پر استعمال ہوتی تھیں ۔ کیونکہ قانون اور انصاف رومن لوگوں کی زندگی میں ایک خاص مقام رکھتا تھا ۔ بعد میں عسائیوں نے اس عمارت کو اپنے مذہبی کاموں کے لئے استعمال کیا اور اسے گرجا بنا دیا ۔ عام طور پر اس عمارت کو مستطیل شکل میں بنایا گیا ۔ اس کی لمبائی اس کی چوڑائی سے دو یا تین گنا زیادہ بنائی جاتی تھی ۔ اس عمارت کا داخلی دروازہ ایک طرف تھا ۔ چھتیں لکڑی میں اور اندرونی حصہ بیرونی حصے سے زیادہ سجایا جاتا تھا ۔

A.D. 112 BASILICA OF ULPIA

یہ مشہور BASILICA روم میں تعمیر کیا گیا ۔ اس کی لمبائی 138 فٹ اور چوڑائی 120 فٹ تھی ۔ اس مستطیل عمارت کے دونوں طرف کناروں پر نصف دائرہ نما کمرے تھے ۔ جو محکمہ عدالت کہلاتے تھے ۔ اور درمیانی حصہ کو ستونوں کی قطاروں سے ایک ہال میں منقسم کیا گیا تھا ۔ اس کی اطراف میں AISLES (درمیانی راستے) بنائے گئے ۔

درمیانی ہال کی چھت ان AISLES کے مقابلے میں اونچی تھی ۔ اس عمارت میں استعمال کئے گئے ستون سرخ GRANITE میں بنائے گئے ۔ جبکہ CORINTHIAN ستون سنگ مرمر میں بنائے گئے ۔ چھت میں عمارتی لکڑی استعمال کی گئی ۔

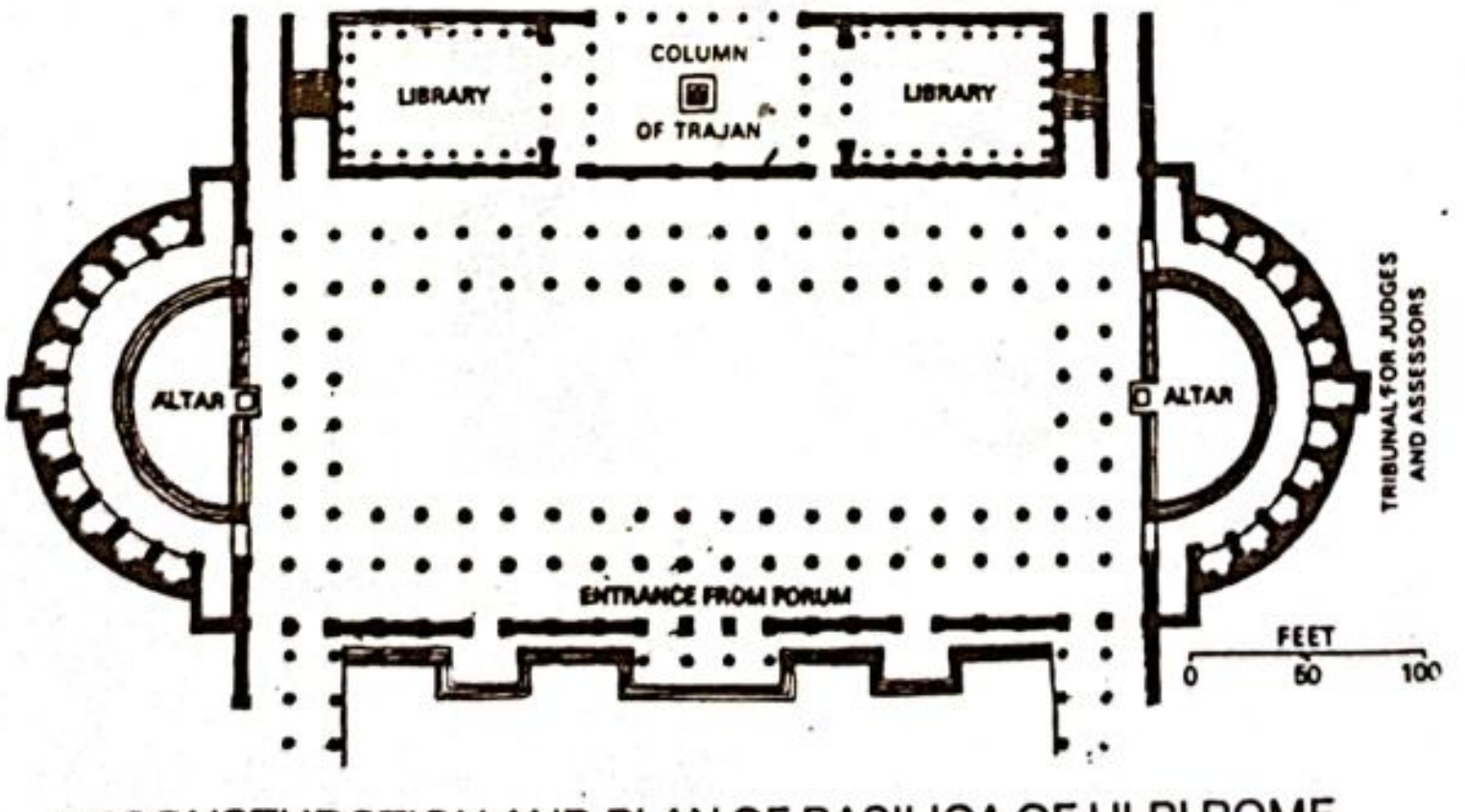

RECONSTURCTION AND PLAN OF BASILICA OF ULPI ROME

FORUM

رومن عمارت سازی میں FORUM بہت جگہ پر بنایا گیا ہے ۔ اس کو بادشاہ یا جرنیل عوام کو خطاب کرنے کے قت استعمال کرتے تھے ۔ اس کی اہمیت اتنی تھی کہ آج بھی اگر کوئی گروہ ایسا بنے جس میں لوگوں کو خیالات کے اظہار ا موقع ملے تو اسے FORUM کا نام دیا جاتا ہے ۔

FORUM رومن فن تعمیر میں جگہ جگہ نظر آتے ہیں ۔ عام طور پر یہ شہروں کے درمیان میں جو مارکیٹیں بنائی جاتی تھیں ۔ وہاں پر ایک اونچی جگہ ضرور بنائی جاتی تھی ۔ جس پر کھڑے ہو کر خطاب کیا جا سکے ۔ یہ FORUM تقریباً ہر شہر کے درمیان والی مارکیٹ میں بنائے جاتے تھے ۔

TRAJAN ستون کے اوپر بھی ایک FORUM بنایا گیا ۔

BRIDGES

رومن لوگوں نے اپنے فن تعمیر میں پلوں کو بھی خاصی اہمیت دی ۔ ان لوگوں نے پیدل چلنے والوں کے لئے پل زیادہ عالیشان بنانے کی بجائے مہارت سے بنائے ۔ عام رومن پلوں کے ستون یا پائے پتھروں سے MASONRY طرز میں بنائے گئے ۔ پل کا اوپر کا حصہ لکڑی میں بنایا جاتا تھا ۔ ETRUSCANS نے بھی پل بنانے کا یہی طریقہ استعمال کیا ۔ بنیادی طور پر پلوں کی تعمیر میں ARCHES استعمال کی گئیں ۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ ARCH کی بتدریج ترقی نے ہی پل بنانے کے رواج کو فروغ دیا ۔ کیونکہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پانی یا وادی کو عبور کرنے کا یہ بہترین طریقہ تب بھی تھا اور آج بھی ہے ۔

رہائشی مکانات

اس دور میں لوگوں نے اپنی نجی زندگی کے بارے میں زیادہ سوچنا شروع کیا ۔ اور اپنے ارد گرد کی دنیا کو زیادہ پُرکشش بنانے کی کوشش کی ۔ رومن لوگوں نے بڑے عالیشان اور آرا م دہ گھر بنائے ۔ انہیں سجاوٹ بہت پسند تھی ۔ اس لئے انہوں نے عام گھروں میں بھی بت بنائے ۔ گھروں کے تعمیر کے کام میں یونانی اور ETRUSCAN لوگوں نے کام کیا ۔

گھروں کی اقسام مندرجہ ذیل تھیں ۔

PRIVATE HOUSES – 1
VILLAGE HOUSES – 2
MANY STORYED TENEMENT – 3

عام رہائشی گھر میں عام طور پر سب سے پہلے دروازہ آتا تھا ۔ اس کے بعد ڈیوڑھی جہاں سے گزر کر صحن میں آتے تھے ۔ صحن کے اوپر چھت نہیں بنائی جاتی تھی ۔ صحن کے درمیان میں ڈھلوان ہوتی تھی ۔ جہاں پر بارش کے وقت پانی جمع ہو جاتا تھا ۔ گھر کا سب سے بڑا کمرہ خاندان کے بزرگ کے لئے اور اطراف میں کمرے دوسرے افراد کے لئے بنائے جاتے تھے ۔ ان کمروں کے دروازے باہر کی جانب کھلتے تھے ۔ کمروں کے بعد برآمدہ آتا تھا ۔ اور آخر میں باغ جس میں فوارے ، پھول اور درخت وغیرہ لگے ہوتے تھے ۔

گھروں کو دلفریب بنانے کے لئے کمروں کی دیواریں مختلف انداز سے سجائی جاتی تھیں ۔ مثلاً FRESCO RELIEF اور MOSAIC وغیرہ کیا جاتا تھا ۔ عام طور پر سبز اور اس کے شیڈ ، سرخ اور کالا رنگ استعمال کیا جاتا تھا ۔ گھر کی دیواروں کو اینٹوں سے بنانے کے بعد پلاسٹر اور چونے کے پتھر کی تہہ در تہہ دیوار پر لگاتے تھے ۔ پھر اس کو

سخت کرتے تھے ۔ جب مضبوطی سے چپک جاتا تو اس کو ہموار کرتے ۔ بعد میں وارنش سے پالش کرتے اس کے بعد MOSAIC کا کام یا تصاویر بنائی جاتیں ۔

رومن فن تعمیر میں سجاوٹی نمونوں کو RELIEF کی صورت میں بنایا گیا ۔ جس میں VINE MOTIFS خاص طور پر بنائے گئے ۔ اس کام کی مثال ایک خوبصورت RELIEF سے ملتی ہے ۔

ROMAN RINCEAU DECORATIVE RELIEF

رومن لوگ سجاوٹی کام کی وجہ سے مشہور تھے ۔ یہ کام خاص طور پر ستونوں اور BORDERS پر کیا گیا ۔ اس کام کے لئے جو MEDIUM سب سے زیادہ موثر طریقے سے استعمال کیا گیا وہ کنکریٹ کی کھردری محرابی چھتوں اور دیواروں پر کیا جانے والا STUCCO کا کام تھا ۔

دیوار کی سطح کو جیومیٹری کے نمونوں ، قدرتی چکر دار نمونوں یا دوسرے نفیس نقش و نگار سے بھر دیا جاتا تھا ۔ STUCCO کا کام ماربل ڈسٹ سے کیا جاتا تھا ۔ جو مضبوط نمونے بنانے کے لئے عمدہ تھا ۔

مجسمہ سازی

رومن لوگ اپنے فن میں ETRUSCANS اور یونانیوں سے متاثر تھے ۔ اسی لئے ان کی تعمیرات اور مجسمہ سازی میں ان کا عکس نظر آتا ہے ۔ رومن دورِ حکومت میں بے شمار مجسمے تراشے گئے اور ان میں بیشتر یونانی مجسموں سے نقل کئے گئے تھے ۔

دوسری صدی میں جب رومن لوگوں نے یونان کو فتح کر لیا تو یونانی مصور اور مصوری کے کئی نمونے روم آ گئے ۔ اس طرح یونانی کام بہت سراہا گیا ۔ اُمراء نے یونانی فنکاروں سے کام کروانے کی خواہش کی ۔

لیکن اگر یونانی اور رومن فن کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں رومن کی تخلیقی قابلیت یونانیوں سے مختلف نظر آتی ہے ۔

مجسمہ سازی کی خصوصیات

رومیوں نے یونانیوں کے برعکس موضوع اپنایا ۔ یونانیوں نے زیادہ مذہبی ، سیاسی اور ملٹری شخصیتوں ، اپنے ہیرو اور حکمرانوں کو عزت بخشنے کے لئے ان کے مجسمے بنائے ۔ تاکہ انہیں عوام کو دکھایا جا سکے ۔ جبکہ رومن لوگوں نے

ان سب کے علاوہ عام آدمی کے مجسمے بھی بنائے ۔ عام زندگی اور عام ماحول کو بھی دکھایا ۔ یعنی عام آدمی کی زندگی کے مختلف واقعات سے لے کر تاریخی واقعات تک کو بنایا ۔ اس کے علاوہ بادشاہوں کو گھوڑے پر بیٹھا کر کانسی (BRONZE) کے مجسمے بنائے ۔

ان مجسموں کی خاص بات یہ تھی کہ انہوں نے مجسمے حقیقت کے قریب بنائے اس کے علاوہ چہرے کے تاثرات بھی دکھائے ۔ رومن PORTRAITS کردار کو واضح کرتے تھے ۔ یونانی مجسمہ ساز عام طور پر جب کھڑا ہوا مجسمہ بناتے تو کسی نہ کسی طریقے سے اس کے ڈیزائن میں اس کو سہارا دینے کے لئے کوئی ستون ، کپڑا یا سٹینڈ بنا دیتے تاکہ مجسمے کی مضبوطی میں اضافہ ہو ۔ رومن لوگوں نے بغیر سہارے کے کھڑے کئی مجسمے بنائے جو ان کی ذاتی اور عوامی عمارات میں دیکھنے میں آئے ۔ اس کے علاوہ مجسموں کی بناوٹ میں FORM کا خاص خیال رکھا گیا ۔ عضلات کو عام آدمی کی طرح دکھایا گیا ۔ ان کی خوبیاں اور خامیاں REALISTIC طریقے سے دکھائی گئی ہیں ۔ کھلاڑیوں کے مجسموں کے عضلات بہت IDEALIZE کر دیئے ۔

رومن مجسمے قدرتی انداز میں اور پُر اعتمادی سے کھڑے نظر آتے ہیں ۔ RELIEF کے کام میں فاصلے کا تناسب بھی حقیقی ملتا ہے ۔ زیادہ تر جنگی مناظر میں RELIEF بنائے گئے ۔ اور کئی فگرز کو آگے پیچھے بڑی مہارت سے دکھایا گیا ۔

رومن لوگوں نے دو قسم کی سنگ تراشی کی ۔

SCULPTURE IN ROUND – 1
RELIEF WORK – 2

رومیوں کی اہم مجسمہ سازی BUST PORTRAITS تھے ۔ جو انہوں نے LIFE SIZE سے بھی بڑے بنائے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔
چند ایک درج ذیل ہیں ۔

HEAD OF A ROMAN – 1

یہ مجسمہ LIFE SIZE کا ہے ۔ اس مجسمے پر ETRUSCAN دور کے اثرات نظر آتے ہیں ۔ یہ سنگ مرمر میں بنایا گیا ۔

اس مجسمے کے چہرے کو اس طرح بنایا گیا ہے کہ اس پر زندگی کے تجربات کی لکیریں کندہ ہیں ۔ چہرے کو حقیقت کے قریب بنایا ہے ۔ یعنی جھریاں بنائی گئیں ہیں ۔ چہرے کا تاثر کافی مایوس کُن دکھایا گیا ہے ۔

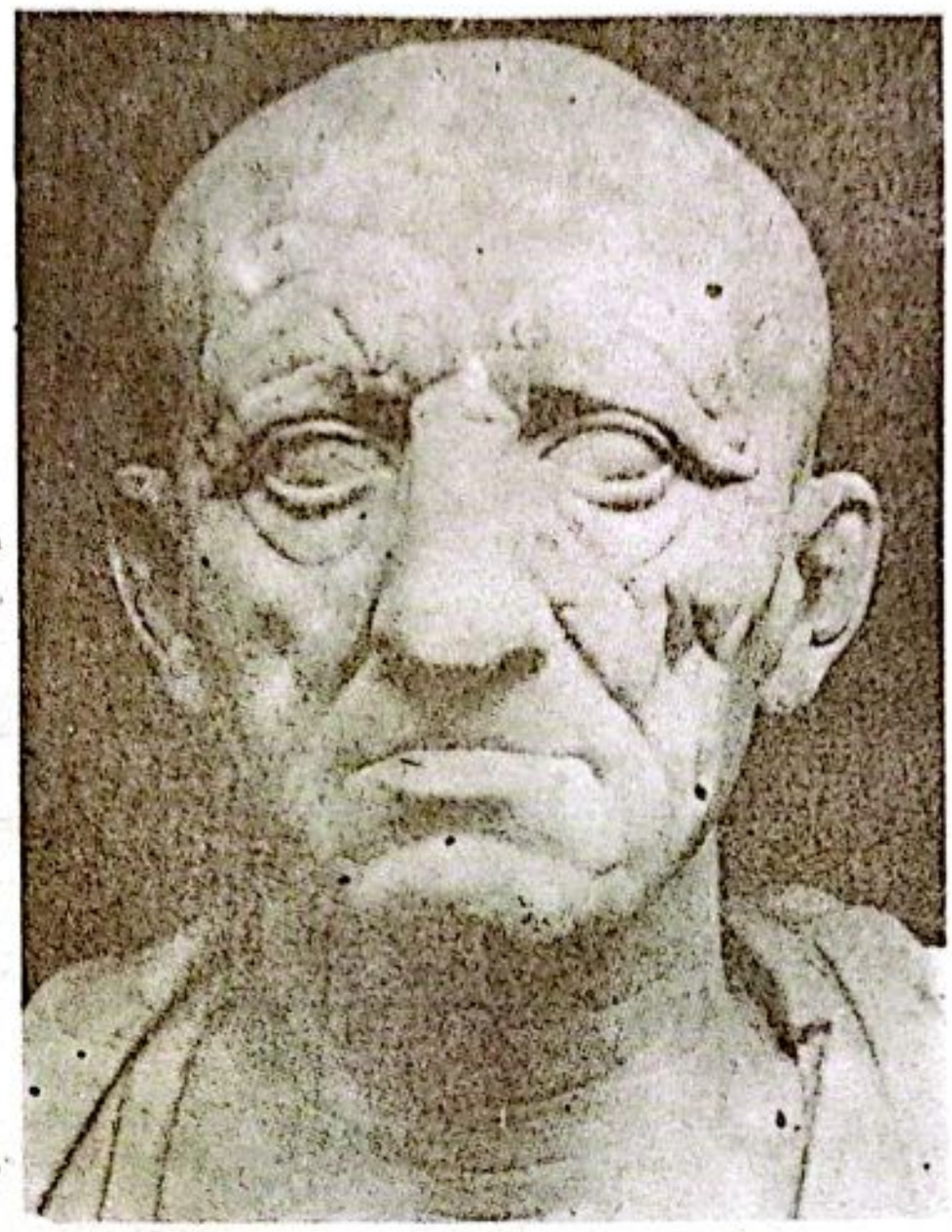

HEAD OF ROMAN

PORTRAIT OF AN UNKNOWN ROMAN – 2

یہ مجسمہ پہلی صدی B.C. میں بنایا گیا ۔ اور سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ۔ یہ ایک بوڑھے رومن کا ہے جسے حقیقت کا تاثر دیا گیا ہے ۔ مثلاً ماتھے پر جھریاں اور آنکھوں کے گرد لائنیں اور لمبی ناک بنائی گئی ہے ۔ ہونٹ مضبوطی سے بند کئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔ اور بال بھی بہت ہی کم ہیں ۔ ایسی خدوخال کی خامیاں یونانی دور کے کسی SCULPTURE میں کبھی نظر نہیں آئیں ۔

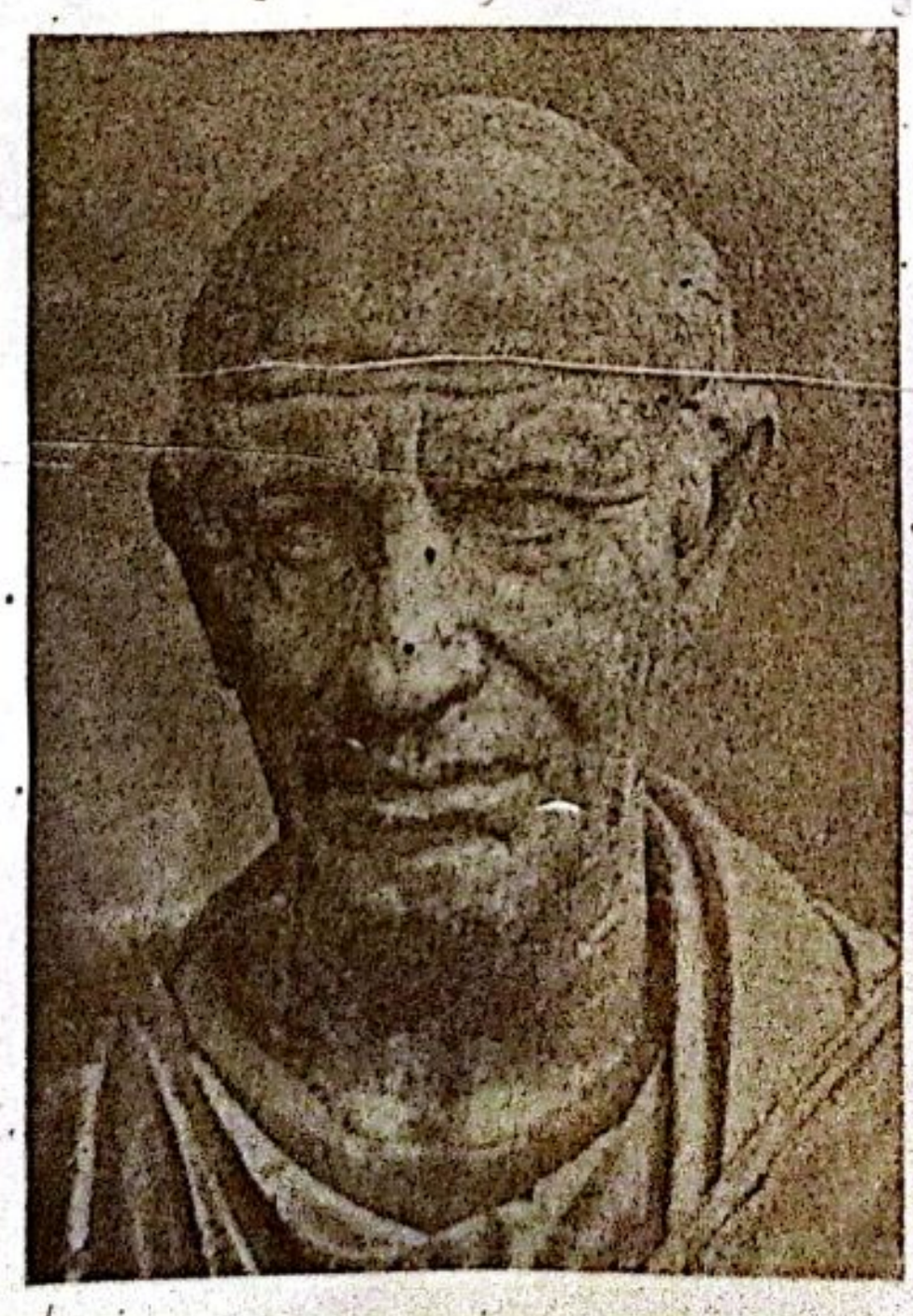

UN KNOWN ROMAN

POMPEY THE GREAT – 3

فنکار کی یہ ذرا مختلف کوشش تھی ۔ یہ مجسمہ ایک فوجی جرنیل کا تھا ۔ جو جنگ میں بے حد کامیاب تھا ۔ یہ ماربل میں بنا ہوا LIFE SIZE مجسمہ تھا ۔ فن کار نے چہرے کو بڑے SOFT اور FLAT تاثرات سے بنایا ۔ جو کہ رومن مجسمہ سازی میں ذرا مختلف کام ہے ۔

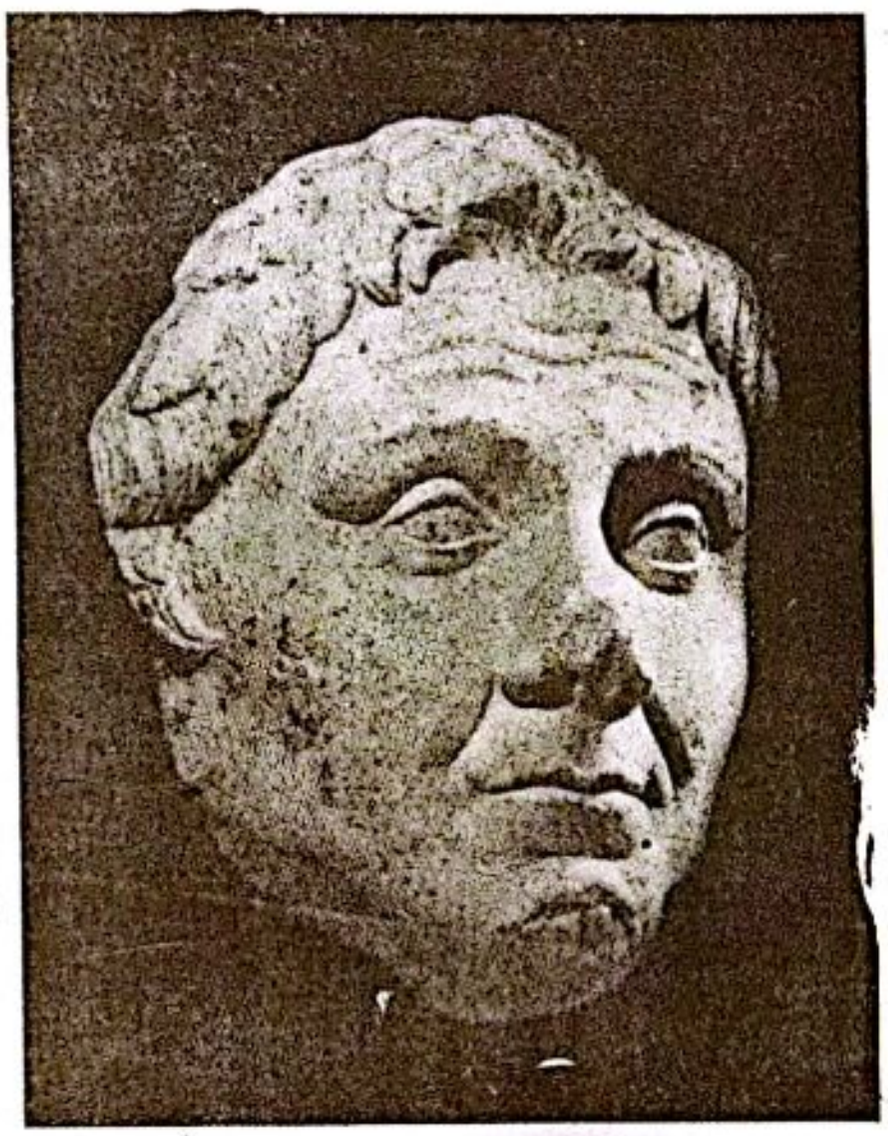

POMPEY THE GREAT

HEAD OF CONSTANTINE – 4.

یہ مجسمہ A.D. 330 میں بنا ۔ تقریباً 8 فٹ 6 انچ لمبا ہے ۔ اور ماربل میں بنایا گیا ہے ۔ یہ رومیوں کے آخری بادشاہ CONSTANTINE کا چہرہ ہے ۔ اس مجسمے میں فن کار نے بادشاہ کو بہت سخت گیر انسان کے روپ میں بڑی بڑی آنکھوں ، پتلے خم دار ہونٹوں اور رومن طرز کی ناک کے ساتھ بنایا ہے ۔ بال بھی ایک خاص انداز سے ماتھے کی طرف گرے ہوئے بنائے گئے ہیں ۔ (تصویر صفحہ 364 پر)

HEAD OF EMPEROR CONSTANTINE

AUGUSTUS FIGURE FROM PRIMAPORTA – 5.

یہ مجسمہ PRIMA PORTA کے شاہی VILLA کے سامنے بنایا گیا تھا ۔ یہ جگہ روم کے شمال میں 10 میل دور واقع ہے ۔ اس مجسمے کی لمبائی 6 فٹ 8 انچ ہے ۔

اس مجسمے کا مقابلہ یونانی مجسموں مثلاً POLYCLEITOS کے بنائے ہوئے مجسموں سے کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ان مجسموں کی ظاہری بناوٹ اور انداز آپس میں ملتے جلتے ہیں ۔ مجسمے کے پاؤں دیکھ کر بہادری کے نشانات ملتے ہیں ۔ یہ سنگ تراشی کی بہترین مثال ہے ۔ کام میں حقیقت پسندی اور IDEALIZATION دونوں موجود ہیں ۔ AUGUSTUS کی چھاتی پر پہنی ہوئی (BREST PLATE) پر بھی RELIEF کا کام کیا گیا ۔ اس دھات کی PLATE کے نیچے چمڑے کی جھالر نظر آ رہی ہے ۔ اور سب سے نیچے بادشاہ نے لینن کا لباس پہن رکھا ہے ۔ بائیں بازو پر فوجی چوغہ پھیلایا ہوا ہے ۔

فنکار نے کپڑے میں ملائمت ، دھات میں سختی اور چمڑے کو قدرتی طریقہ سے بنایا ہے ۔

بادشاہ نے اپنا دایاں ہاتھ فوجی دستوں سے مخاطب ہونے کے لئے اٹھایا ہوا ہے ۔ اس مجسمے میں بادشاہ کا چہرہ اس کے کردار کو اچھی طرح واضح نہیں کرتا اور نہ اس پر کوئی منفرد لکیریں ہیں جو اس کی طبیعت یا مزاج کو واضح کریں ۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار مجسمے بنائے گئے ۔ مثلاً EMPEROR COMMODUS, HADRAIN, CARRACALLA اور HEAD OF A LADY وغیرہ

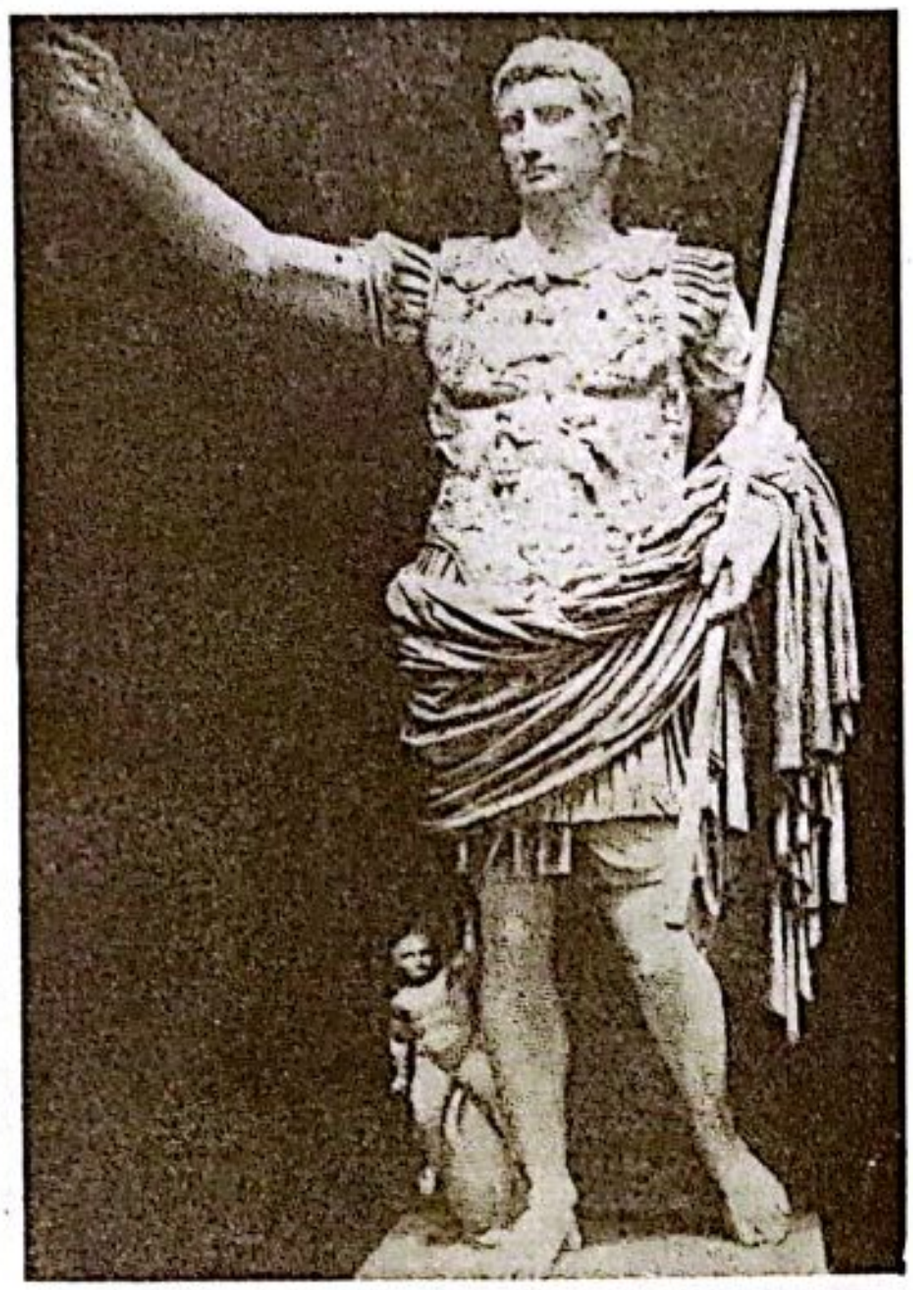

AUGUSTUS OF PRIMAPORTA

RELIEF WORK

رومن لوگوں نے بہت سی عمارتوں پر RELIEF کا کام کیا ۔ اس سے دیواروں کی زیبائش ہوئی اور جنگی مناظر و فتوحات کی عکاسی ہوتی تھی ۔

اس کام کے لئے COLOUMN OF TRAJAN خاص طور پر قابلِ ذکر ہے ۔ اس ستون پر بادشاہ کی مہمات اور مختلف واقعات کو متواتر کہانی کی طرز میں RELIEF کی صورت میں بنایا گیا ہے ۔ یہ RELIEF نیچے سے شروع ہو کر گولائی کی صورت میں آہستہ آہستہ اوپر چلی جاتی ہیں ۔ جہاں واقع ختم ہوتا ہے وہاں بادشاہ کے بت کی RELIEF بنا دی جاتی ۔ اس ستون پر بادشاہ کو تقریباً ستر بار بنایا گیا ہے اس کام میں رومن لوگوں کے حقیقت کے قریب ہونے کی بھر پور عکاسی ہوتی ہے ۔ سب سے اوپر FORUM بنایا جاتا اور پھر اس کے بعد بادشاہ کا بت بنایا جاتا رومن لوگوں نے اپنی فتوحات کی نشاندہی کے طور پر جو ARCHES بنائیں ان پر بھی RELIEF کا کام کیا گیا ۔ مثلاً ARCH OF TITUS پر TITUS کی یہودیوں سے جنگ کے مناظر دکھائے گئے ۔ یہ TRIUMPHAL ARCH فتح کا لازمی جزو تھا ۔ فتح کو RELIEFS کی صورت میں ARCHES کے اندر کی طرف یا محراب کے چھت پر بنایا گیا ۔ بعد میں بنائے جانے والے RELIEFS کو ARCHES کے سامنے اور اوپر کے حصوں میں بنایا جاتا تھا ۔ پہلی صدی کے عیسائی دور میں RELIEF بنانے کے طریقہ میں تبدیلی آگئی ۔

ہر RELIEF الگ واقعہ بیان کرتی ۔ جو عوام کے سمجھنے کے لئے آسان ہو گئیں ۔

SACRED PROCESSION – 1

یہ RELIEF ایک خاص واقع بیان کرتا ہے ۔ اس میں شاہی خاندان کے لوگ اپنے چہروں سے پہنچانے جاتے ہیں ۔ چھوٹے بچے نے بھی چوغا پہنا ہوا ہے ۔ سب لوگوں کے لباس کو عمدہ شکنوں سے بنایا گیا ۔ کام کافی تفصیل کے ساتھ اور باریک بینی سے کیا گیا ۔

RELIEF میں فاصلے کا فرق فگرز کو مختلف RELIEFS میں دکھا کر کیا گیا ۔ جو فگر سب سے زیادہ نزدیک بنایا گیا ہے وہ سب سے زیادہ HIGH RELIEF میں ہے ۔

رومن SCULPTORS نے یونانیوں کے مقابلے میں SPATIAL DEPTH کی طرف زیادہ توجہ دی ۔ اس RELIEF میں مختلف چہروں مثلاً بچپن سے بڑھاپے تک کے چہرے بنائے گئے ۔

SACRED PROCESSION FROM THE ARA PACIS

SPOIL OF JERUSALEM, ARCH OF TITUS

یہ RELIEF بھی ARCH OF TITUS سے لی گئی ۔ یہ 200 سینٹی میٹر اونچی ہے ۔ یہ یروشلم کی فتح کے بارے میں بنائی گئی ۔ اس PANEL میں TITUS کے سپاہیوں نے یروشلم کی جنگ میں لوٹا گیا مالِ غنیمت اُٹھا رکھا ہے ۔ جو بہت واضح نظر آ رہا ہے ۔ سپاہیوں نے ہاتھ میں ڈنڈے اور نیزے پکڑے ہوئے ہیں ۔ اور چادر نما لباس زیب تن کیا ہوا ہے ۔ ان کے بال گھنگھریالے ہیں ۔ سامنے ایک محراب ہے جس کے اندر یہ داخل ہو رہے ہیں ۔ فوجیوں کے سر کے اوپر والی جگہ پر کسی قسم کی کھدائی نہیں کی گئی ۔ جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ فگرز آزادی سے حرکت کر سکتے ہیں ۔

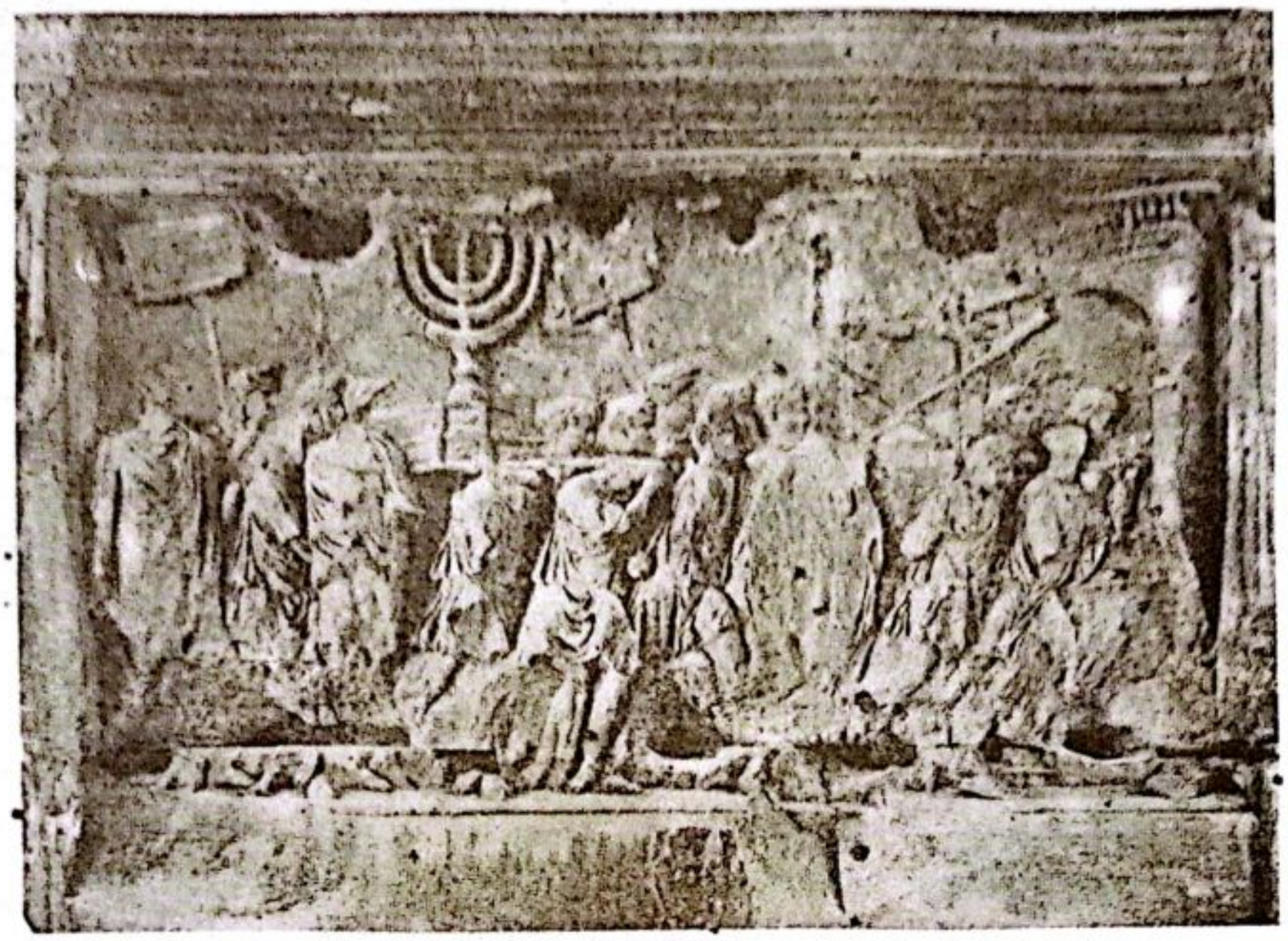

RELIEF FROM THE ARCH OF TITUS

TRIUMPH OF TITUS

یہ ARCH OF TITUS پر بنایا گیا یہ RELIEF سنگ مرمر میں ہے ۔ اس کی بلندی 7 فٹ 10 انچ ہے ۔ اس میں TITUS کو چار گھوڑوں والی بگھی میں بیٹھا دکھایا گیا ہے ۔ بادشاہ اور گھوڑوں کی بناوٹ بہت عمدہ ہے ۔ اس کے علاوہ فوج نے نیزے اور مالِ غنیمت اُٹھایا ہوا ہے ۔ اور یروشلم کی فتح کے بعد ملک میں داخل ہو رہے ہیں ۔ TITUS نے TOGA (قدیم رومی لباس جو بہت ڈھیلا اور لباس کے اوپر پہنا جاتا تھا) پہنا ہوا ہے ۔ چہرے کے تاثرات فخریہ ہیں جبکہ فوجی بھی خوش و خرم نظر آ رہے ہیں ۔

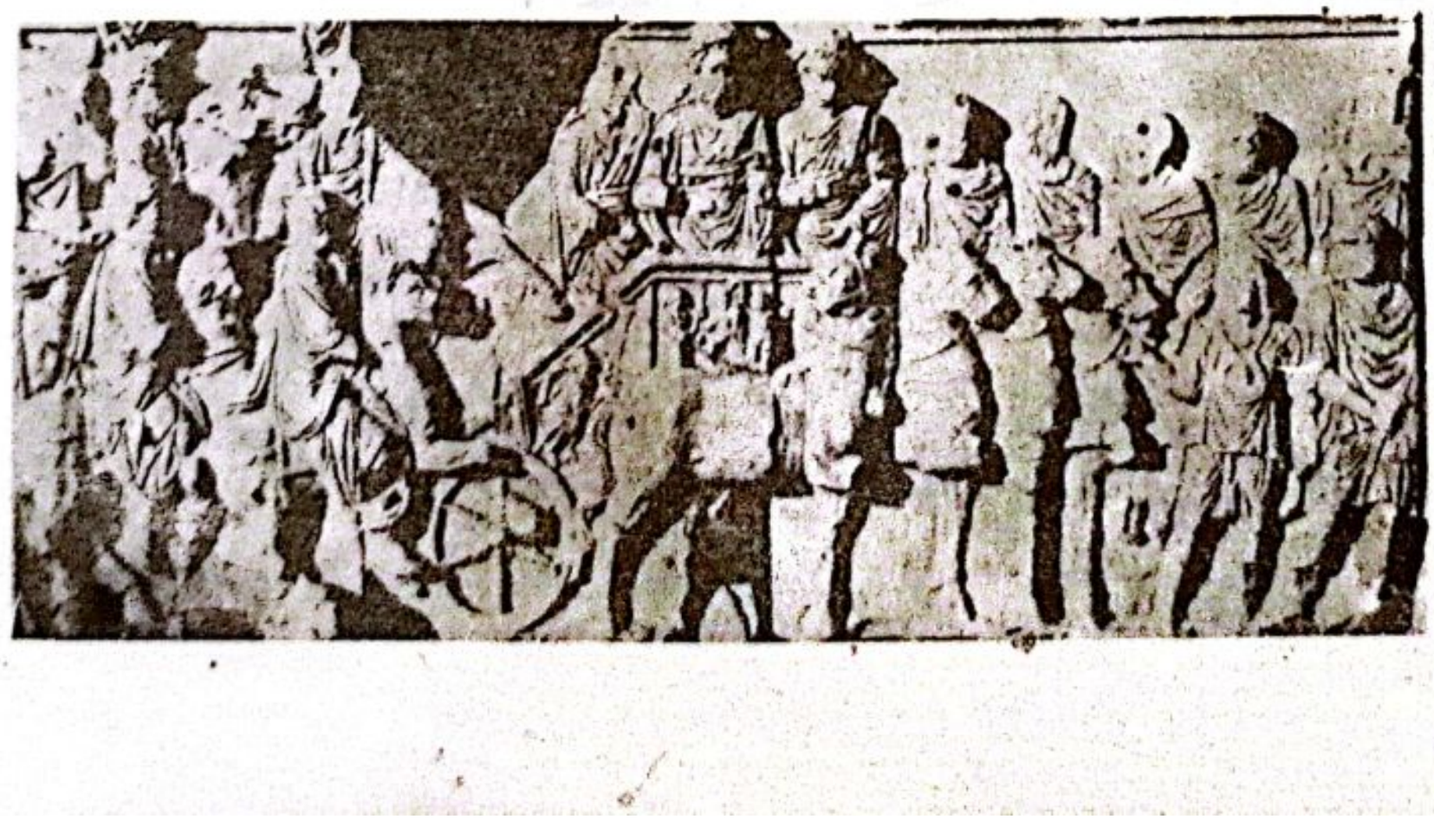

ان RELIEFS کے علاوہ بھی کئی RELIEFS بنائی گئی مثلاً

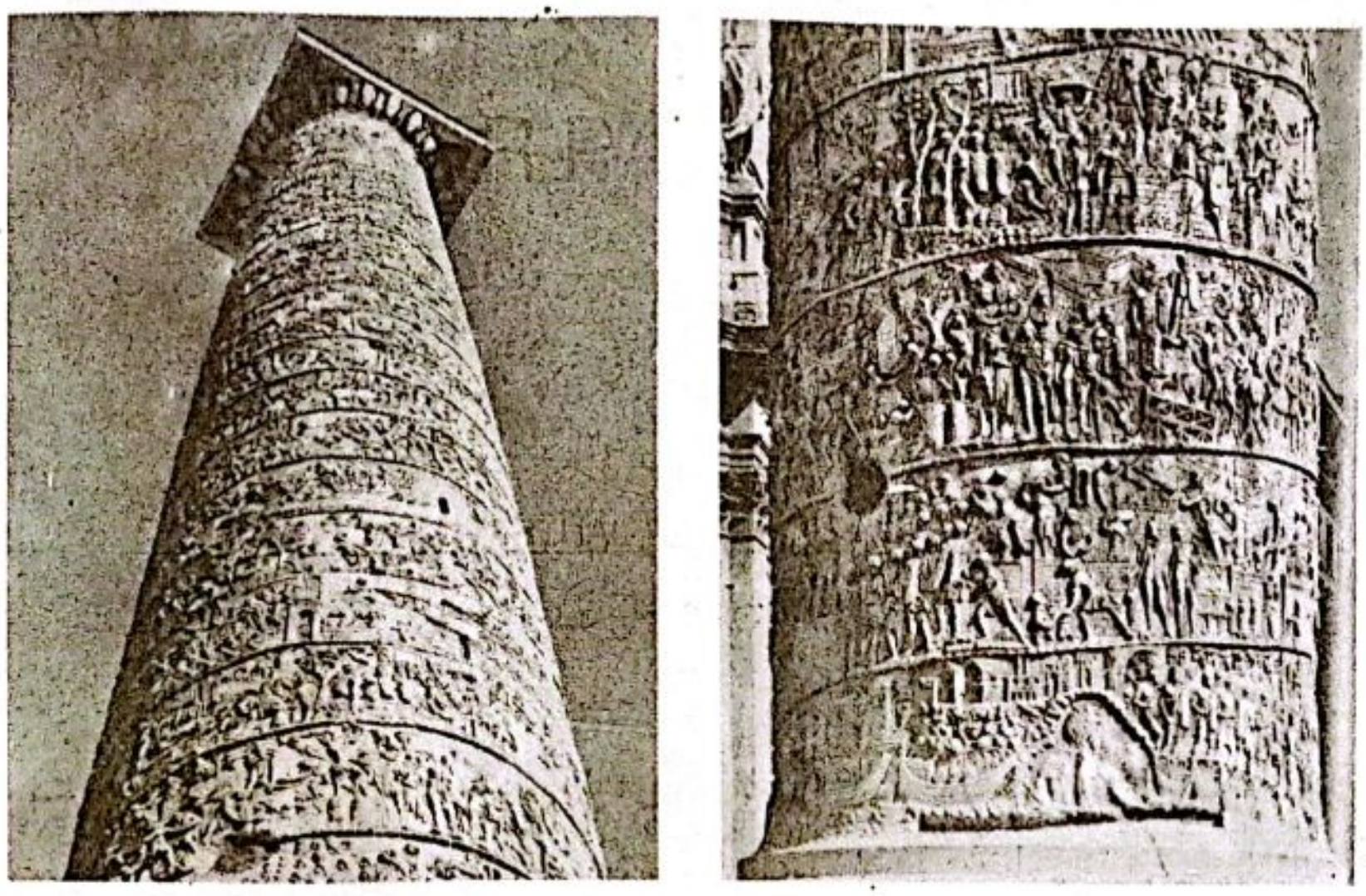

COLUMN OF TRAJAN

یہ ستون TRAJAN نے اپنے پسندیدہ ماہر تعمیرات APOLLODORUS سے بنوایا ۔ جس پر اس نے بادشاہ کی فتوحات اَور جنگوں کے واقعات کو RELIEF کی صورت میں بنایا ۔

یہ ستون نذاکت اَور خوبصورتی کی بجائے حقیقت پسندی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بنایا گیا ۔ اس میں تمام واقعات کو تفصیل اَور باریک بینی سے بنایا تاکہ وہ اُس دور کے عام شہری کو بھی متاثر کر سکیں ۔ بادشاہ کے فگر کو بار بار ہر منظر میں اسطرح بنایا کہ ایک منظر دوسرے منظر سے منسلک معلوم ہوتا ہے ۔

COLUMN OF TRAJAN پر بنائی گئی RELIEF کی ترتیب میں واحد اہم بات جگہ کا تاثر ہے ۔

ARA PACIS اور ARCH OF TITUS پر بنائے گئے فگرز خواہ کھڑے ہیں یا حرکت میں ۔ وہ ایک ہی GROUND LINE پر بنائے گئے ہیں اَور ان کے سر تقریباً ایک ہی EYE LEVEL پر ہیں ۔ جبکہ TRAJAN COLUMN پر بنائی گئی فگرز کو قطاروں کی صورت میں ایک دوسرے کے پیچھے اسطرح دکھایا گیا کہ PERSPECTIVE اَور تناسب کے لحاظ سے تو وہ بے ترتیب معلوم ہوتی ہیں ۔ لیکن ایک کہانی کو وضاحت سے بیان کرتی ہیں ۔ اور SPIRAL کی صورت میں اوپر کی طرف جاتی ہے ۔ سپاہیوں کا SIZE اتنا ہی بڑا بنایا گیا ۔ جتنا کہ ان دیواروں کا جن پر وہ حملہ کر رہے تھے ۔

گھوڑ سواروں کو اپنے گھوڑوں کے برابر یا ان سے بڑا بنایا گیا ۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس ستون پر کی گئی سنگ تراشی میں MEDIEVAL فن کی روایات کی جھلک نظر آتی ہے ۔

رومن تصویر کشی

رومن لوگوں نے تصویر کشی کے فن میں نمایاں کام کیا ۔ رومن دور کے آخری حصے میں بڑے اعلیٰ معیار کی تصویر کشی کی گئی ۔ رومن لوگ عام طور پر گھروں کی دیواروں پر سجاوٹ کے لئے تصاویر بناتے تھے ۔ ان تصاویر سے ہمیں یونانی لوگوں کے کام کا بھی پتہ چلتا ہے ۔ کیونکہ رومن لوگوں کا ابتدائی کام زیادہ تر یونانی کام ہی کی نقول تھا ۔ رومن لوگوں نے اپنے فن تعمیر میں کھڑکیاں اور دروازے کم تعداد میں بنائے ۔ جس وجہ سے انہیں دیواروں کو سجانے یا آراستہ کرنے کے لئے کافی جگہ مل جاتی تھی ۔

رومن مصوری کافی حد تک تباہ ہو چکی ہے ۔ لیکن جو تھوڑے بہت نمونے دستیاب ہوئے ہیں ۔ وہ دو شہروں POMPEII اور HERCULANEUM سے دریافت ہوئے ہیں ۔ یہ دونوں شہر زلزلے کے باعث تباہ ہو گئے ۔ لیکن کھودائی کے بعد جب منظر عام پر آئے تو گھروں کی دیواروں پر بنی ہوئی کچھ تصاویر دریافت ہوئیں ۔

تصویر بنانے کی TECHNIQUE

وہ لوگ دیواروں کو عمدہ طریقے سے تیار کرتے تھے ۔ تاکہ انہیں چمک دار بنایا جا سکے ۔ ماربل ڈسٹ اور پلاسٹر آف پیرس کو ملا کر دیوار پر گیلی گیلی کئی تہیں جما دی جاتی تھیں ۔ اسے دیوار پر اس طرح چپکایا جاتا تھا کہ وہ مضبوط ہو جائے اور پھر اسے پالش کیا جاتا تھا تاکہ ہموار ہو جائے ۔

رومن لوگوں نے بعض اوقات ہلکا سبز اور کتھی رنگ استعمال کیا ۔ یا سرخ اور کالا ۔ اس کے علاوہ باڈر میں کریم رنگ استعمال کیا گیا ۔ رومن فن مصوری میں چار طریقوں سے تصاویر بنائیں گئیں ۔ جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

FIRST STYLE – 1

اس طرز میں انہوں نے تصویروں میں بہت کم رنگوں کا استعمال کیا ۔ اس لئے اس دور کی تصاویر کو MONOCHROME تصاویر کہا جاتا تھا ۔ MONO کا مطلب ایک اور CHROME کا مطلب رنگ ہے ۔ یعنی اس طرز میں ایک رنگ کے ہلکے اور گہرے شیڈ استعمال کر کے تصاویر بنائی جاتی تھیں ۔ جو کافی حد تک FLAT ہوتی تھیں ۔ لیکن پہلی قبل از مسیح کے آغاز میں اس طرز میں تبدیلی آئی ۔ اور رومن مصوروں نے تصاویر میں قدرتی مناظر بنا کر کھلی ہوئی کھڑکیوں کا تصور دینے کی کوشش کی ۔

مثال 1 :

WALL PAINTING FROM A SAMNITE HOUSE HERCULANEUM 2ND CENTURY

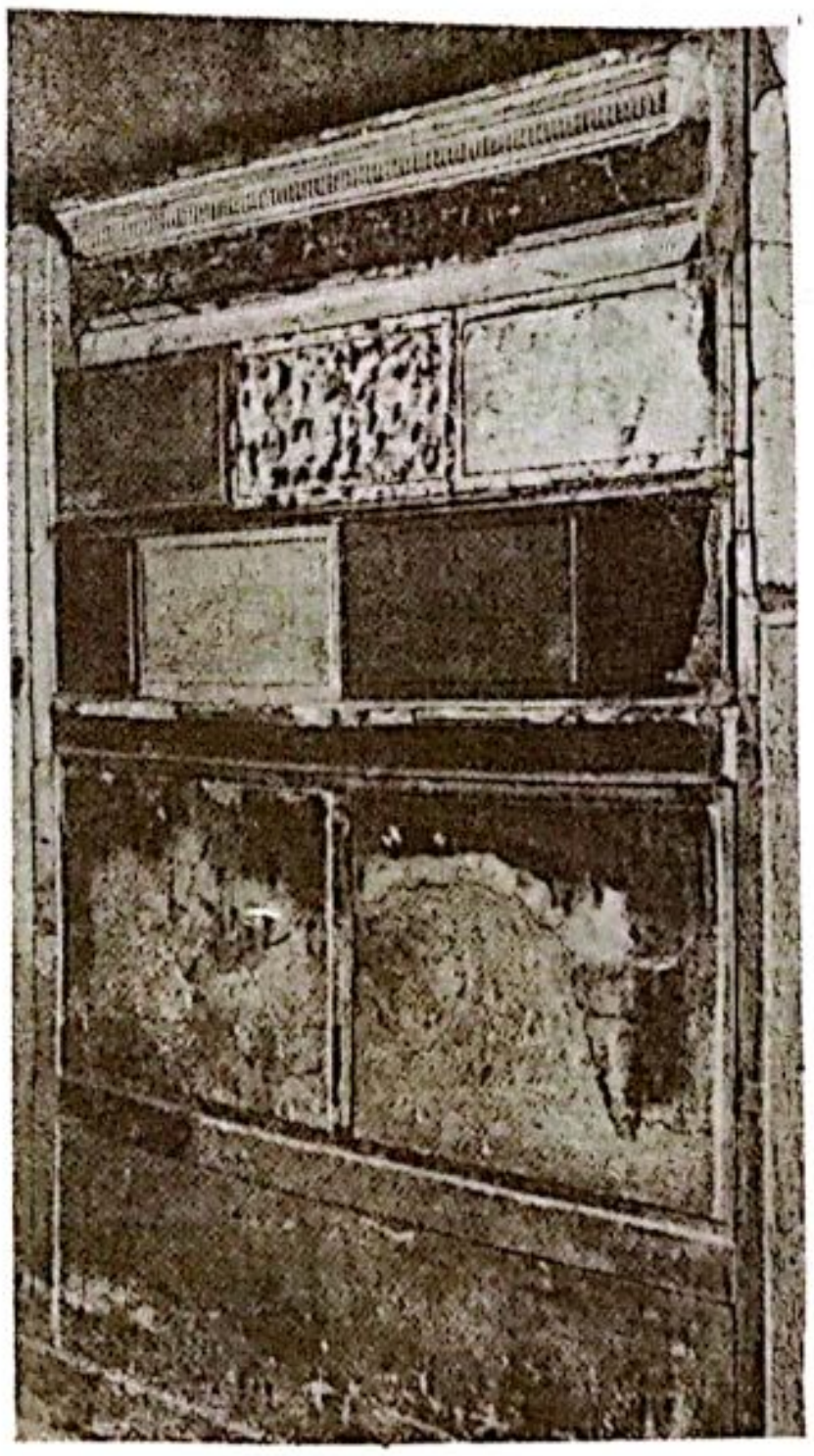

FIRST STYLE (INCRUSTATION)

مثال 2 :

اس دور کی مثال ہمیں Pompeii شہر کی دیوار پر بنی ہوئی ایک تصویر سے ملی ہے اس LAND SCAPE کو سنہری رنگ کا فریم پینٹ کر کے اس کے اندر بنایا گیا ہے ۔ PAINTING سبزی مائل نیلے رنگ کے گہرے اور ہلکے شیڈ کی مدد سے بنائی گئی ہے ۔ اس مونو کروم تصویر کے اندر ایک قلعہ نما عمارت دکھائی گئی ہے ۔ اس عمارت کے پیچھے بھی چند عمارات نظر آ رہی ہیں ۔ اس کے علاوہ چند انسانی فگرز بھی بنائے گئے ہیں ۔

(ARCHITECTURAL STYLE) SECOND STYLE – 2

یہ طرز رومن لوگوں کی اپنی تخلیق تھا ۔ اس میں دیوار کی سطح پر ستون ، کھڑکیاں ، اور بالکونیاں بناتے تھے ۔ اس سے یوں تاثر ملتا تھا ۔ جیسے دیوار ہمیں اس کمرے کے پیچھے والے کمرے کا منظر دکھا رہی ہے ۔ اس طرز میں دو فائدے تھے ۔ ایک تو کمرے کی سجاوٹ ہو جاتی تھی ۔ اور دوسرا کمرے کے ماحول میں کشادگی اور وسعت پیدا ہوتی تھی ۔ ان تصاویر میں کبھی کبھی ایک کہانی بنائی جاتی ۔ ایک واقعہ ختم ہونے پر ایک ستون بنا کر اگلا واقعہ شروع کرتے تھے ۔ ان کی تصاویر زیادہ تر WATER COLOUR طرز کی تھیں ۔ تصویروں کے رنگوں میں شیڈ کا استعمال بہت خوبصورتی سے کیا جاتا تھا ۔

مثال نمبر 1 :

ROMAN WALL PAINTING FROM POMPEII

اس طرز کی بہت سی مثالیں رومن مصوری میں نظر آتی ہیں ۔ اس تصویر میں ایک ROMAN AMPHITHEATER کا منظر دکھایا گیا ہے ۔ یہ 170 CM بلند ہے ۔ اس تصویر کے گرد دیوار پر اور بھی تصاویر بنائی گئیں جو FRESCO طرز میں تھیں ۔ جو اب تباہ ہو چکی ہیں ۔ اس تصویر میں لڑائی جھگڑے کا منظر دکھایا گیا ہے ۔ مورخین کا خیال ہے ۔ کہ یہ ان فسادات کی تصویر ہے جو حقیقت میں رومن تاریخ میں وقوع پذیر ہوئے ۔ اس تصویر میں لڑتے ہوئے چھوٹے چھوٹے انسانی فگرز بنائے گئے ۔ جو کھیل کے میدان میں بھی اور سڑکوں پر بھی لڑائی میں مصروف ہیں ۔ یعنی افراتفری کو ظاہر کر رہے ہیں ۔

کہتے ہیں کہ اس لڑائی کے بعد حالات اتنے خراب تھے کہ بادشاہ نے دس سال تک AMPHITHEATER بند رکھا تھا ۔

مثال نمبر 2 :

(WALL PAINTING FROM THE CUBICULUM OF THE VILLA NEAR POMPEII)

POMPEII شہر کے قریب ایک محل کی دیوار پر بنی ہوئی یہ تصویر ARCHITECTURAL طرز کی صحیح عکاسی ہے ۔ اس میں بہت سی عمارات ایک دوسری کے پیچھے اس طرح بنائی گئی ہیں ۔ کہ دیوار کی موجودگی کا احساس نہیں ہوتا ۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں اس جگہ عمارات ایک دوسرے کے پیچھے موجود ہیں ۔ اس تصویر کے آس پاس دو ستون PAINT کئے گئے ہیں ۔ اس منظر میں صرف عمارات ہی بنائی گئیں ہیں ۔ جنہیں سجایا بھی گیا ہے اور دور اور نزدیک کا درست تاثر LIGHT اور SHADE کے ذریعے دیا گیا ہے ۔

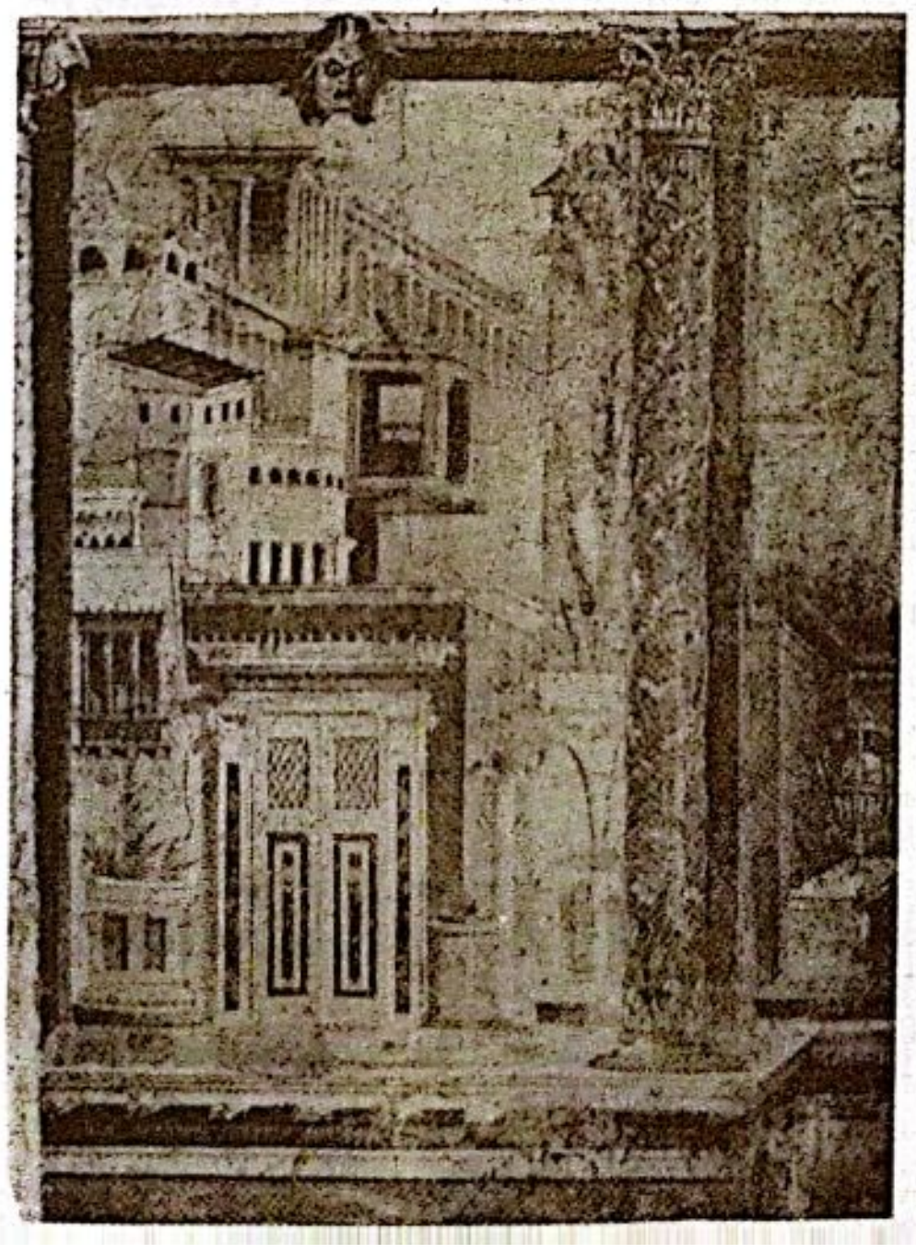

(ORNATE STYLE) THIRD STYLE -3

یہ طرز جیساکہ نام سے ظاہر ہے کہ صرف سجاوٹ کے لئے تھی ۔ اس طرز میں دیوار پر ستون پینٹ کرتے تھے ۔ ان ستونوں کو RELIEF کی طرح ابھار کر بناتے تھے ۔ پھر ان میں دیدہ زیب اور دلفریب رنگ بھر دیتے ۔ تصویر بنانے کے ساتھ ساتھ اس کا فریم بھی پینٹ کرتے تھے ۔ جس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تصاویر PAINT کر کے اور فریم کر کے دیوار پر لگائی گئی ہیں ۔ ستونوں پر بھی سجاوٹ کے لئے بیل بوٹے بنائے جاتے تھے ۔ اور انہیں خوبصورت رنگوں سے بھرتے تھے ۔ اس طرز میں بعض اوقات دیوار کو کالا رنگ بھی کیا جاتا تھا ۔ اس طرز میں عمارت کو بہت اعلٰی ، خوبصورت اور نفاست سے بنایاگیا ۔

مثال نمبر 1 :

FLOATING LANDSCAPE

THIRD STYLE WALL FROM BOSCOTRECASE

یہ ایک LANDSCAPE ہے ۔ اس میں ایک عمارت کے پس منظر میں درخت بنائے گئے ہیں ۔ جو پتوں سے بھرے ہوئے ہیں ۔ گہرے سبز رنگ کے پتوں میں کریم رنگ کی عمارت نمایاں ہے ۔ شاید یہ کسی مندر کی عمارت ہے ۔ پانچ فگرز بھی نظر آ رہے ہیں ۔ جو کچھ کام کرتے ہوئے معلوم ہو رہے ہیں ۔ تصویر کے پیش منظر میں کافی روشنی دکھائی دے رہی ہے ۔ جبکہ پس منظر میں اندھیرے کا تاثر ہے ۔ اس لئے بڑا ڈرامائی ماحول لگ رہا ہے ۔

مثال نمبر 2 :

WALL PAINTING POMPEII, FIRST CENTURY A.D.

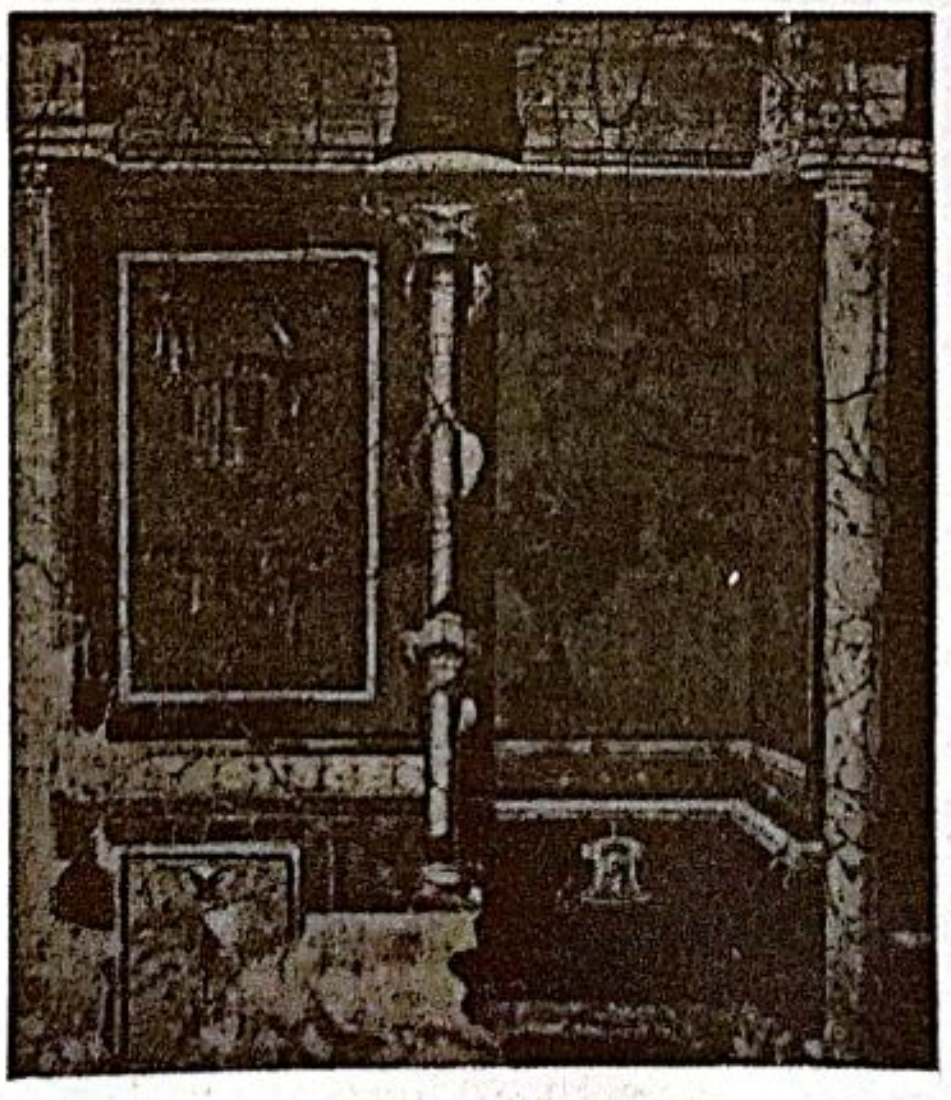

یہ پینٹنگ POMPEII شہر کے قریب ایک محل کی دیوار پر کی گئی ۔ اس تصویر کے آس پاس دیوار کو کالا رنگ کیا ہوا تھا ۔ اس کالے رنگ کے اندر سجاوٹ کے طور پر PANEL بنائے گئے ۔ یہ ایک گاؤں کا منظر تھا ۔ جس میں چرواہے ، بھیڑ بکریاں ، درخت اور پودے بنائے گئے ۔ اس کے علاوہ چند عمارات بھی بنائی گئیں اور ان کے درمیان میں ایک ستون بنایا گیا ۔ جس کے گرد ہار بنایا گیا تھا ۔ اس طرح کی بہت سی LAND SCAPES رومن امراء کی دیہی رہائش گاہوں میں بنائی گئیں ۔ یہ رہائش گاہیں یا VILLAS شہروں سے دور نہ تھے ۔ شہروں کی گنجان آبادی سے جب امراء کا دل گھبرا جاتا تو یہ شہر سے باہر ان VILLAS کا رخ کرتے تھے ۔

INTRICATE STYLE(FOURTH STYLE)– 4

تصویر کشی کی یہ طرز سب سے زیادہ دلکش تھی ۔ اس میں فنکار اپنے ہم عصر رومن فنکار جو بناوٹی ڈیزائن بناتے تھے ان سے متاثر تھا ۔ اس طرز میں دوبارہ عمارتی طرز کی منظر کشی کی گئی ۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہ تصاویر بلندی کے زاویے سے بنائی گئیں تھیں ۔

چوتھی طرز میں دراصل پہلی اور دوسری طرز کو ملا کر تصاویر بنائی گئیں ۔ چھوٹے چھوٹے PANELS میں مختلف موضوع مثلاً STILL LIFE, LAND SCAPE اور پرندوں کی تصاویر بنائی گئیں ۔ بعد میں MOSAIC بھی بنائی گئیں ۔ جو خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

مثال نمبر 1 :

FRAGMENT OF FOURTH STYLE DECORATION FROM HERCULANEUM ROMAN WALL PAINTING

اس پینٹنگ میں ایک عالیشان بالکونی بنائی گئی ہے ۔ سجی ہوئی بالکنی چار ستونوں پر کھڑی ہے ۔ سنہری رنگ کا استعمال بہت زیادہ ہے ۔ جبکہ سرخ رنگ بھی نظر آ رہا ہے ۔ پس منظر میں ایک اور بالکونی اور ستون نظر آ رہا ہے ۔ جو کریم رنگ میں ہے ۔ پیش منظر کی بالکونی کو نمایاں کرنے کے لئے سنہری رنگ استعمال کیا گیا ہے ۔ ایک انسان کا سر بھی سامنے بالکونی کے اوپر نظر آ رہا ہے ۔ جس کے اطراف میں گھوڑے بنائے گئے ہیں ۔

دونوں بالکونیوں کے اوپر ایک سبز رنگ کا پردہ نظر آ رہا ہے جس کا باڈر سنہری ہے ۔ پردے کے اوپر دیوار کا جو حصہ نظر آ رہا ہے وہاں پر بھی ایک چہرہ بنایا گیا ہے ۔ چہرے کے اوپر اور اطراف میں خوبصورت ڈیزائن بنائے گئے ہیں ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک شاہی دربار کا منظر ہے ۔ INTRICATE طرز کی تصاویر HERCULANEUM شہر میں بنائی گئیں ۔ دیواروں پر آڑوؤں کی بنی ہوئی STILL LIFE کافی اہمیت رکھتی ہے ۔ اس تصویر میں آڑوؤں کے علاوہ ایک پانی کا جگ بھی بنایا گیا ہے ۔

رومن تصویر کشی کی ایک اور اہم مثال ۔

PERSEUS FREEING ANDROMEDA IST CENTRY A.D.

یہ تصویر یونانیوں کی اصل تصویر کی کاپی ہے ۔ اور بالکل اسی طرح نقل تیار کی گئی ہے ۔ اس میں مشہور یونانی لوک کہانی کا ایک منظر پیش کیا گیا ہے ۔ PERSEUS مشہور یونانی HERO تھا ۔ اس تصویر میں اسے شہزادی ANDROMEDA کو آزاد کرتے دکھایا گیا ہے ۔ PERSCUS کو برہنہ مردانہ مضبوط جسم کے ساتھ دکھایا گیا ہے ۔ اس نے ایک خنجر ہاتھ میں پکڑ رکھا ہے ۔ PERSEUS کو اس کے مخصوص کردار کے مطابق باوقار اور سنجیدہ بنایا گیا ہے ۔ جسم کی رنگت براؤن ہے ۔ اور ایک پاؤں پتھر کے اوپر رکھے ہوئے کھڑا ہے ۔ ایک ہاتھ سے اس نے ANDROMEDA کا بازو پکڑ کر اسے پتھر سے نیچے اتار رہا ہے INDROMEDA کو سفید جسم اور سنہری لباس پہنے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔ اس تصویر میں روشنی اور سائے کا خیال رکھا گیا ہے ۔ سنہری لباس پر اتنی روشنی پڑ رہی کہ وہ بالکل سفید نظر آتا ہے ۔ فگرز کے جسم بہت عمدہ گولائی میں بنائے گئے ہیں ۔

MOSAIC کا کام

یہ کام ماہر فنکار کرتے تھے ۔ فرش پر یہ کام کیا گیا ۔ جس کی مثال ہمیں مندرجہ ذیل کام سے ملتی ہے ۔

MOSAIC FROM THE ROMAN VILLA AT ZLITEN IN TRIPOLITANIA SHOWING HORSES AND CATTLE THRESHING CORN DATED A.D. 200 – 1

DETAIL OF MOSAIC FROM ZLITEN SHOWING SMALL BIRDS IN A NEST A.D. 200 – 2

MOSAIC FROM HADRIAN VILLA AT TIVOLI A.D. 130 – 3

اس تصویر میں قدرتی منظر دکھایا گیا ہے ۔ ایک شیر کو REALISTIC انداز میں بھینسے پر حملہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے ۔

ALEXANDER MOSAIC SHOWING THE BATTLE OF ALEXANDER THE GREAT AND DARIUS III

اس موزیک کا موضوع سکندر اعظم اور DARIUS بادشاہ کی جنگ ہے ۔ یہ بہت بڑی تصویر ہے ۔ اگرچہ اس MOSAIC کے کچھ حصے تباہ ہو چکے ہیں ۔ لیکن پھر بھی ایک جنگ کا منظر نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے ۔ اس تاریخی ڈرامہ کا اہم کردار واضح دکھایا گیا ہے ۔ جس کے سر کے پیچھے آسمان اور ، ہاتھ میں نیزہ دکھایا گیا ہے ۔ گھوڑے اور انسانی فگر کو مختلف زاویوں سے اور بھر پور حرکت میں دکھایا گیا ہے ۔
موزیک کے کام کے علاوہ FRESCO کے کام کی بہترین مثال ۔

FRESCO OF THE SO CALLED OF LIVIA FROM PRIMA PORTA

یہ ایک بہترین LAND SCAPE کی مثال ہے ۔ اس میں نیلے اور سبز رنگ کے مختلف شیڈ استعمال کئے گئے ۔ اور اِدھر اُدھر درختوں پر پرندے دکھائے گئے ۔ باغ کے اس منظر میں درختوں کے پتوں کو کافی باریک بینی سے بنایا گیا ۔

ان PAINTINGS کے علاوہ اس دور کی مشہور دیواری تصاویر کے موضوع ، دھاتی گھر ، PORTICOS قدرتی منظر ، کنج ، پہاڑ ، مچھلی کے تالاب ، نہرین ، دریا اور ساحل تھے ۔

جن لوگوں کے خاکے بنائے گئے ان میں سیر کرتے ہوئے ، جہاز رانی کرتے ہوئے ، شکار کرتے ہوئے ، مچھلیاں پکڑتے ہوئے لوگ دکھائے گئے ۔

رومن برتن سازی

رومن لوگوں نے دھات کے برتن بھی بنائے جن کے اوپر CARVING نظر آتی تھی ۔ دھات میں چاندی اور BRONZE استعمال کیا ۔ لیکن رومن کا زیادہ مشہور کام ان کے شیشے کے بنے ہوئے برتن ہیں ۔ ان برتنوں پر کئے گئے کام کو CAMUS کہتے ہیں ۔

CAMUS کا طریقہ یہ تھا کہ رنگدار شیشے کے برتن کو چونے کے پانی میں ڈبوتے اور بار بار ڈبوتے تھے حتیٰ کہ اس کے اوپر چونے کی ایک تہہ بن جاتی چونے کے پانی کو سکھانے کے بعد CARVING کی جاتی اور کھرچ کھرچ کر ڈیزائن نکالتے جس سے رنگدار برتن کے اوپر سفید ڈیزائن شاندار معلوم ہوتا تھا ۔ رومن لوگوں نے اس کے علاوہ دھات میں سکّے بھی بنائے جن کو دو طریقوں سے بنایا جاتا تھا ۔

1 - پگھلی ہوئی دھات سانچے میں ڈال کر ۔

2 - پتھر میں بنے ہوئے ڈیزائن کے اوپر سونے یا چاندی کا ٹکڑا رکھنے کے بعد اس کے اوپر ہتھوڑے مار کر پتھر پر بنا ہوا ڈیزائن دھات کے اوپر اُبھارا جاتا ۔

رومن حروف تہجی

رومن لوگوں کا اہم کارنامہ رومن حروف تہجی یا ALPHABET کا متعارف کروانا ہے ۔ جو آج بھی رائج ہے ۔ حروف تہجی اس سے قبل بہت سی قوموں نے استعمال کئے ۔

PHOENCEIAN حروف تہجی سب سے پرانے تھے ۔ صدیوں بعد یونانیوں نے ان میں تبدیلی کی ۔ اور آخر میں رومن لوگوں نے انہیں وہ شکل دی جس میں انہیں آج ہم انگریزی حروفِ تہجی کے طور پر استعمال کرتے ہیں ۔

BIBLIOGRAPHY

1.	Art Through the Ages	Helen Gardner	4-6-7-8 Edition U.S.A. 1970-75 80-86
2.	A World History of Art	Hugh Honour	London 1982
3.	The Last Two Million Years	Readers Digest Publication	England 1974
4.	The Story of Art	Gombrich	Ldondon 1977
5.	The Dawn of Civilization	Stuart Piggott	London 1961
6.	Prehistoric and Ancient Art	Rene Huyghe	London 1961
7.	The Ancient World	'Mowat and Kelly	London 1960
9.	Mysteries of the Ancient World	National Geographic Publication	U.S.A. 1979
10.	The Cave Artist	Anne Sieveking	
11.	The Image Maker	Harold Spencer	U.S.A. 1975
12.	Prehistoric Heritage	Felix R. Paturi	England 1979
13.	The Human Ape	Published by Macdonald	England 1986
14.	Pears Encyclopedia of Myths and Legends	Pelham Books	London 1976
15.	Primitive Worlds	National Geographic Publication	U.S.A. 1973
16.	Encyclopedia of Visual Art	Sir Lawrence Gowing	London 1983
17.	Encyclopedia of Archeology	Hamlyne and Larousse Publication	London 1983
18.	World Art Treasures	Geoffrey Hindley	Italy 1979
19.	An Illustrated History of Pakistan. (Book-I)	J. Hussain	karachi 1981
20.	Overlay Contemporary Art and History of Art	Lucy R. Lippard	U.S.A. 1983
21.	Atlas of Man	Marshal Cavandish Editions	London 1978
22.	Ancient Civilizations	Arthus Cotterell	London 1980
23.	History of Art for Young People	H.W. Jansen	London 1985
24.	Art in Perspective	Henre Dorra	Italy
25.	The First Civilization	J.M. Roberts	England 1980
26.	The Story of Painting	H.W. and Dora Janson	New York 1982
27.	The Illustrated Reference Book of Art	James Mitchell	London 1982
28.	Secrets from the Past	National Geographic Society	U.S.A. 1979
29.	Art and Civilization	Bernard Myers	New York 1957
30.	World History of Art	Gina Pischell	Italy 1976
31.	Purnell's World History	Lionel Munby M.A.	London 1979

32.	The Archeology of Mesopotamia	Seton Lboyd	England 1985
33.	دنیا کا قدیم ترین ادب	ابن حنیف	Lahore 1982
34.	ماضی کے مزار	سبط حسن	Forth Edition Karachi 1982
35.	History of World Art	M. Upjohn	6th Edition U.S.A. 1956
36.	AGuide to the Egyptian Museum-Cairo	General Egyptian Book Organization	Cairo 1986
37.	Egyptian Art	Cyril Aldred	England 1980
38.	Egyptian Drawings	William II. Peck	New York 1978
39.	Egyptian Mythology	Veronica Lons	London 1982
40.	Egyptian Painting	Arpag Melkhitanian	London 1978
41.	Anciant Egypt	National Geographic Society	Washington 1978
42.	Egyptian Museum Cairo	Sergio Donadoni	Italy 1978
43.	The Art and Architecture of Ancient Egypt	William Kelly Simpson	U.S.A. 1981
44.	Egyptian Art	H.A. Fields	Australia 1972
45.	The World of Egyptians	Jacques Champollion	Spain 1971
46.	The Pyramids and Sphinx	Desmond Stuart	Italy 1971
47.	مصر کی قدیم مصوری	ابن حنیف	Lahore 1981
48.	Ancient and Classical Art	P.P. Kahane	New York 1968
49.	Consise History of Art	Germain Bazin	France 1968
50.	Greek Art	Gisella M.a. Richter	7th Edition New York 1974
51.	The Art of Classical Greece	Enid Gordon	London 1972
52.	The Dawn of the West	E. A. Delahay	London 1967
53.	The Parthenon	Peter Green	6th Printing Italy 1981
54.	Form and Colour in Greek Painting	Vincent J. Brune	U.S.A. 1977
55.	Anciant Greece	Licia Collabi Ragghianti	Italy 1979
56.	Greek Mythology	John Pincent	England 1986
57.	Greek Sculpture (Classical Period)	John Boardman	London 1985
58.	Greek sculpture Archaic Period	John Boardman	Ldondon 1985
59.	Roman Mythology	Stuart Perowne	Hamlyn England 1982
60.	The Archeology of the Roman Empire	Anthony King	Hamlyn England 1982
61.	The Colloseum	Peter Quennnel	Italy 1971
62.	Roman Art and Architecture	Mortimer Wheeler	England 1969
63.	The World of Greece and Rome	J.M. Roberts	London 1980
64.	Combridge Intruduction to History of Art Greece & Rome	Susan Woodford	London 1986
65.	پاکستان میں تہذیب کا ارتقاء	سبط حسن	5th Edition Karachi 1984
66.	Legacy of the Indus	Samina Quraeshi	New York 1974
67.	وادی سندھ کی تہذیب	محمد ادریس صدیقی	Karachi 1959
68.	My Archeological Mission to India & Pakistan	Mortimer Wheeler	London 1976
69.	سات دریاؤں کی سرزمین	ابن حنیف	Multan 1980
70.	The Glory that was Moenjodaro	Dr. F.A. Khan	Govt. of Pakistan Publication

1.	The Wonder that was India	A.L. Bashan	London 1985
2.	The Indus Civilization	Mortimer Wheeler	London 1962
3.	Civilization of Indus Valley and Beyond	Mortimer Wheeler	England 1966
74.	The Rise of Civilization in India & Pakistan	Brigitte and Raymond Allchin	England 1982
75.	The Bhudist Art of Gandhara	Sir John Marshal	Karachi 1973
76.	Indian Mythology	Veronica Lons	England 1986
77.	Taxila and the Western World	Dr. Saif-ur-Rehman Dar	Lahore 1984
78.	The Art and Architecture of Indian sub Continent	J. C. Harle	London 1986
79.	Gandhara Sculpture	H. Buchthal	Lahore
80.	Indian Art	Roy C. Craven	London 1976
81.	The Heritage of Indian Art	Vasudeva S. Agarwala	India 1976
82.	Gandhara	Nancy Hatch Dupree	Pakistan Tourism
83.	Shrines of Gandhara	W. Zwalf	British Museum 1979
84.	The Budhist Art of Gandhara	Sir John Marshal	Deptt. of Archeology karachi 1973
85.	The Word of Ancient India	G. Le Bon	Spain 1974
86.	Budhist Art and Architecture in Pakistan	Ahmad Nabi Khan	Ministry of Information Publication Islamabad
87.	A History of Fine Art in India and Ceylon	Vincent Smith	Bombay 1969
88.	Indian Painting	Douglas Barrett and Basil Gray	England 1978
89.	The Cave Paintings of Ajanta	Madan Jeet Singh	England 1965
90.	The Penguin Atlas of Ancient History	Colin Mc Evedy	Penguin Books England 1980
91.	Atlas of World History: 1. From the Beginning to Alexander The Great	Colin and Sarah Mc. Evedy	England 1970
92.	5000 Years of Arts and Crafts in India and Pakistan	Shanti Swarap	Bombay 1968
93.	The Art of India	Stella Kramrisch	Pehaiden Press London 1955
94.	The Culture and Civilization of Ancient India in Historical Outline	D.D. Kosambi	India 1985